UNIVERSAL
LIBRARY

OU_224450

UNIVERSAL
LIBRARY

فہرست مضامین

	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
قول	۹	**تیسرا باب** تعلیم		گز و بیگھہ لکھنے کا قاعدہ	
ن		قاعدہ خطوط نویسی	۳۵	ضروری حساب کے گر	۴۵
نصیحتیں		بڑوں اور بزرگوں کے	۳۶	مختلف مہینوں کے نام	۴۹
	۱۰	واسطے القاب و آداب		نام کے عدد نکالنا	۵۰
ہمانی	۱۱	القاب و آداب جو بڑوں	״	**چوتھا باب** ہنر آموزی	۵۱
ندی	۱۳	کی طرف سے چھوٹوں کو		سینا پرونا	״
ائدے	۱۴	لکھے جاتے ہیں		عورتوں کی دستکاریاں	۵۳
سے پرہیز	۱۸	برابر والوں کے القاب	۳۷	کھانا پکانا جسمیں تمام قسم کے	۵۴
ش	״	شوہر کے واسطے القاب	״	عمدہ کھانوں کی ترکیب درج ہے	
ہدائیتیں		لفافہ لکھنا	۳۸	حلوے	

ب حقوق

واطاعت

اورت

ن دنر

مضمون	صفحہ
عورتوں کا زیور	۷۹
فہرست زیورات	۸۱
تندرستی کا اُصول	۸۳
اسکے متعلق ہدایتیں	
زنانہ لباس	۸۵
اسکے متعلق ہدایتیں	
مکان کی صفائی	۸۷
ہوا کی صفائی	۸۸
پانی کی صفائی	۸۹
ہتیفیہ	۹۰
اسکے متعلق ہدایتیں	
تجار	۹۵
اسکے متعلق ہدایتیں	

مضمون	صفحہ
حیض کا خون بند کرنا	۱۰۸
رطوبت کی بیماری کا علاج	
دوسرا باب شادی	
نکاح کا مقصد	۱۱۱
رخصت یا وداع	۱۱۲
سسرال والوں سے	۱۱۳
میل جول کے طریقے	
اسکے متعلق ہدایتیں	
متیسرا باب حقوق زوجین	۱۲۳
زن و شوہر میں اتحاد کے	
طریقے اور انکے فوائد	
شوہر کی اطاعت	۱۲۶
اسکے متعلق ہدایتیں	

مضمون
حاملہ کی احتیاطیں
حاملہ کی بیماریاں
اسقاط حمل
شکم کے اندر بچہ مرجانیکی حالت
زچہ خانہ کی کیفیت
اسکے متعلق ہدایتیں
دائیوں کے فرائض
وضع حمل
آرگٹ اور آپیکا کا استعمال
حاملہ کا معائنہ
شناخت دردزہ
دردزہ کے درجے
پہلا اور دوسرا درجہ
کا طریقہ
ثمیں لانے کا طریقہ

مضمون	صفحہ
ی حالت کی پیردنی شناخت	۱۷۳
کو گھمانا	
چہ کی تیسری حالت	۱۷۵
ل سے فارغ ہوکر زچہ	۱۷۷
رقابلہ کا عمل	
سکے متعلق ہدایتیں	
چہ کی غذا	۱۷۹
چہ کی بیماریاں	۱۸۱
پانچواں باب	
پرورش اولاد	۱۸۷
چہ کو دودھ پلانا	۱۸۸
ودھ پلانے کے قواعد	
ں کا دودھ کن حالتوں میں	۱۹۱
د دینا چاہئے	
ائی دودھ پلائی کی شناخت	″
ں کے لئے بچہ کی نگرانی	۱۹۲
چہ کی مصنوعی غذا بنانیکی ترکیب	۱۹۴
م واٹر یعنے چونہ کا پانی	۱۹۶
انے کی ترکیب	
سم کی صفائی	۱۹۷
چہ کی پوشاک	۱۹۸
ہوا اور ورزش	۱۹۹

مضمون	صفحہ
جسمانی کی ضرورت	
بچہ کا سونا	۲۰۰
بچہ کی بیماریاں	۲۰۱
قریب تمام بیماریاں اور	
ان کا یونانی و ڈاکٹری علاج	
حصہ سوم	
معاملات دنیاداری	
پہلا باب خانہ داری	۲۱۵
ضروری سامان	۲۱۶
قرض کی عادت	۲۱۹
آمد و خرچ	۲۲۰
کفایت شعاری	۲۲۲
صفائی ستھرائی	۲۲۴
کھانا پینا	۲۲۶
پانی ٹھنڈا کرنے کی ترکیبیں	
شادی کرنا	۲۲۹
لڑکی کی شادی	۲۳۲
اسکے متعلق ہدایتیں	
لڑکے کی شادی	۲۳۴
اسکے متعلق ہدایتیں	
خانہ داری کی مفید ہدایتیں	۲۳۵

مضمون	صفحہ
دوسرا باب	
اصلاح رسومات	۲۳۸
تقریبات۔ تمام آدنے و اعلے	
تقریبیں۔	
فضول رسمیں	۲۴۲
جوڑے کی تیاری	۲۴۳
کھیلوں کی تقسیم	″
سہرا۔ باغ بہاری و مٹکیاں	۲۴۵
جوڑوں کی آرائش و ناچ	″
رنگ آتشبازی	″
غیر مہذب رسمیں	۲۴۷
چوتھی کی رسمیں	″
فضول عقیقے	۲۴۹
تالاب یا دریا پر اشنان	۲۵۰
تعویذ گنڈا	۲۵۱
بچپن کی شادی	۲۵۲
تیسرا باب	
تعلیم اولاد	۲۵۵
شروع تعلیم کے طریقے و فوائد	
قصہ	۲۶۲
لڑکے کے متعلق ہدایتیں	۲۶۶
لڑکی کے متعلق ہدایتیں	۲۶۸

مضمون	صفحہ
چوتھا باب	
دُنیا کی سیر	
آسمان کے حالات	۲۷۱
سورج - سورج گہن	۲۷۲
چاند	۲۷۳
چاند گہن	۲۷۴
نظام شمسی	״
بادل	۲۷۶
پانی کی گردش	۲۷۸
آندھی کا آنا	״
زمین کے حالات	۲۸۹
ایشیا	۲۸۳
یورپ	۲۹۲
افریقہ	۳۰۲
امریکہ	۳۰۵
آسٹریلیا	۳۰۷
اپنا دیس	۳۱۱
پانچواں باب	
عام واقفیت	
معمولی بیماریاں قریب قریب	۳۱۳
کل معمولی بیماریوں کا مجرب علاج	
نسخہ نمبر ۱	

مضمون	صفحہ
تمباکو کی خوشبودار گولیاں	۳۲۷
صنعت و حرفت	״
دودھ کے جانور پالنا	۳۲۹
اسکے متعلق ہدایتیں	
مویشیوں کی معمولی بیماریاں	۳۳۲
مرغیاں پالنا	۳۳۳
اسکے متعلق ہدایتیں	
یونانی انگریزی نام معہ	۳۳۵
تشریح	
مختصر قواعد ڈاکخانہ	۳۴۶
ریلوے قواعد	۳۴۸
محصول ریلوے پارسل بحساب	
میل	
سفر کے لئے ہدایتیں	۳۴۹
تار کے قواعد	۳۵۱
عدالتی اسٹام دوستانہ	۳۵۲
کا حساب	
گھڑی کے متعلق ہدایتیں	۳۴۰
حج بیت اللہ	۳۴۱
اسکے متعلق ہدایتیں	
عرب کا رسم و رواج	۳۴۴

نحمدہٗ و نصلی

دیباچہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب اس بات کو بخوبی جانتے ہیں کہ انسان کی فطرت ایسی بنائی گئی ہے کہ اُسکے تمام کاروبار ضروری حسب خواہش دل اور طرح طرح کی ترقیوں اور بہتری کا حاصل ہونا عقل پر منحصر ہے اور عقل کی ترقی علم سے ہو سکتی ہے۔ چنانچہ ظاہر ہے اور سب جانتے ہیں کہ جہاں کہیں کسی قوم کو تہذیب و ترقی حاصل ہوئی ہے صرف علم ہی کے بدولت حاصل ہوئی ہے کیونکہ ایک جنس کے حیوانات اگر اپنی ہی طبیعت پر چھوڑ دیے جائیں تو ضرور وہ ہمیشہ ایک ہی حالت پر رہینگے کسی طرح کی ترقی یا تنزل نہیں کر سکتے مگر جب غور کرتے ہیں تو انسان کا حال اسکے برعکس معلوم ہوتا ہے کیونکہ اسکو عقل دی گئی ہے جسکی وجہ سے وہ نیک و بد میں تمیز کر سکتا ہے۔ اسواسطے علم گویا معلومات کا ذخیرہ ہے جو ذریعہ عقل ہے اور عقل کا ہونا صرف مردوں ہی پر منحصر نہیں ہے بلکہ خدا نے مرد و عورت دونوں کو فطرتاً یکساں پیدا کیا ہے۔ پس عقلمند اور بیوقوف ہونا انسان کا اپنا کام ہے۔ اُن ملکوں میں جہاں کہ مرد اور عورت کو یکساں تعلیم دیجاتی ہے عورتوں کو ہر کام میں دخل ہے یہ صرف ہماری سمجھ کا پھیر ہے کہ کسی ملک میں عورتوں کی تعلیم کا رواج ہی نہ دیا گیا ہو اور چونکہ ہمارے ہندوستان میں عورتوں سے سوائے کارو بار خانہ داری کے اور کوئی کام نہیں لیا جاتا۔ شاید اس خیال سے کچھ ضرورت تعلیم کی نہیں سمجھی گئی۔ مگر درحقیقت اگر دیکھا جائے تو عورتوں کو اس نعمت سے کیوں محروم رکھا جاوے۔ جبکہ عورتوں کی تعلیم سے ہمکو بہت سے فائدے حاصل ہو سکتے ہیں

کیونکہ تعلیم سے مستورات کو کاروبار خانہ داری میں بھی لیاقت اور سلیقہ ہوگا اور انکی اولاد کی تربیت تو شروع ہی سے عمدہ طریقہ پر ہوسکیگی۔ علاوہ اسکے فضول قصئے۔ جھگڑے کھیڑے جو رات دن گھروں میں پھیلے رہتے ہیں جو صرف انکی جہالت کا نتیجہ ہے رفع ہوجائینگے۔ اور وہ فضول اور نامناسب رسمیں جو ہمارے ہندوستان میں اکثر مستورات کے اعتقاد کی وجہ سے جاری ہیں اور جنکے عمل میں لانے سے ذاتی تکلیفیں برداشت کرنے کے علاوہ زر کثیر کا متحمل ہونا پڑتا ہے اور جسکی وجہ سے اکثر لوگوں کو جو اسقدر استطاعت نہیں رکھتے خواہ مخواہ مجبوراً قرضدار ہونا پڑتا ہے اور قرض نہ ادا کرسکنے کی حالت میں اپنی اور اپنے خاندان کی بدنامی کے علاوہ اپنی جائداد اور گھر بار تلف کردیتے ہیں اور تمام عمر کے لئے اپنی زندگی تلخ کرلیتے ہیں ایسی رسمیں اکثر عورتوں کی جہالت اور بد اعتقادی کے سبب انہیں کے اصرار سے ہوا کرتی ہیں۔ اسکا نتیجہ مردوں کے واسطے مصیبت ہوجاتا ہے کیونکہ عورتیں بوجہ جہالت اسکے نتیجہ کو بخوبی نہیں سمجھ سکتیں۔ پس بجز علم کے اور کوئی ذریعہ نہیں ہوسکتا کہ ان مراسم کے حسن و قبح کو پورے طور پر جانچ کر جاری رکھا جائے یا ترک کیا جائے۔ اس لئے ہندوستان کیا لحاظ دنیا داری اور کیا لحاظ دینداری عورتونکی تعلیم بہ نسبت دوسرے ملکوں کے بہت ضروری ہے۔ جہانتک غور کیا گیا ابھی تک تعلیم مستورات میں کوئی ایسی جامع کتاب نہیں لکھی گئی جس میں تمام متعلقات ضروری ہر قوم و مذہب کے واسطے آگئے ہوں اس لئے مجھ بندۂ ناچیز پیر سید غیاث الدین احمد رضوی بن پیر سید **محمد علیجان** مرحوم و مغفور رئیس امروہہ کو عرصہ دراز سے اس بات کا خیال تھا کہ ہند کی مستورات کے واسطے ایک ایسی مفید کتاب تیار کی جاوے جو بطور دستور العمل کے ہر وقت میں کار آمد مفید ثابت ہو۔ دنیا داری کی ضروری واقفیت عورتوں کو حاصل ہوجاوے لہذا بہ محنت کثیر و بکوشش بلیغ اسکو جمع کرکے

"کتاب نسواں"

نام رکھتا ہے اور کسی مذہب و ملت سے بحث نہ کرکے عام طور پر اسکا طرز رکھا تاکہ مخلوق

خدا اِس سے مستفید ہو اور ہر عمر والے کو ہر وقت میں ہر کام کے واسطے مفید اور کار آمد ہو۔ کوئی مفید اور کار آمد بات جو عورتوں کے لئے ضروری ہے حتی الامکان نہیں چھوڑی گئی۔ بامحاورہ سلیس۔ اُردو زبان کو جو خاص عورتوں کی زبان ہے ہاتھ سے نہ جانے دیا تاکہ عام فہم ہو۔ ضروری ہدایتیں۔ طریقے۔ نسخجات مجربہ بکوشش بلیغ جمع کر کے پیش ناظرین کرتا ہوں۔

امید کہ اگر کوئی غلطی بمقتضائے بشریت واقع ہو تو الطاف کریمانہ سے اصلاح فرمائیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ ناظرین قدردان مستورات اسکو اپنے زیور بیش بہا سے زیادہ عزیز رکھینگے۔

یہ کتاب عمر کے لحاظ سے تین ۳ حصوں میں تقسیم کی گئی ہے۔ ہر حصہ علیحدہ ہو سکتا ہے۔ پہلا حصہ صرف ناسمجھ لڑکیوں کے واسطے مخصوص ہے۔ ہر حصہ میں پانچ ۵ باب ہیں جو بتدریج عمر اور واقعات دُنیا داری کے لحاظ سے مقرر ہیں اسکی تشریح فہرست مضامین میں درج ہے۔

پیر غیاث الدین احمد رضوی
پھول باغ امروہہ ضلع مراد آباد

اعلان

جملہ حقوق اِس کتاب کے بموجب ایکٹ ۲۵ سنہ ۱۸۶۷ء
بذریعہ رجسٹری محفوظ ہیں لھذا کوئی صاحب بلا
اجازت مؤلف چھاپنے کا قصد نہ فرمائیں البتہ جسقدر
جلدیں درکار ہوں حسب ذیل پتہ پر طلب کریں

ملنے کا پتہ

پیر غیاث الدین احمدؒ
پھول باغ امروہہ ضلع مراد آباد

حصۂ اوّل

لڑکپن

پہلا باب

نصیحتیں۔ لڑکیو! تمھاری زندگی میں سب سے عمدہ یہی وقت ہے۔ اِس عمر میں کوئی فکر نہونے کے باعث لوگ تمھاری بادشاہت کا زمانہ کہتے ہیں اور کیوں نہو دیکھو تمھارا سارا فکر تمھارے ماں باپ کی گردن پر ہے جو تم کو آرام دینے میں کوئی کمی نہیں کرتے تمھارے اچھا کھانے اور اچھا پہننے اور تندرست رہنے کو اپنی راحت سمجھتے ہیں اور خصوصًا تمھاری ماں جسکی تم کو بہت ہی محبت ہے تمھارے پیچھے اپنی جان کو جان نہیں سمجھتی تمھاری ہر ضرورت کی وہ ذمہ دار ہے پھر تم کیوں اپنا وقت کھوتی ہو؟ جو گھڑی جاویگی پھر نہ آویگی جو کچھ سیکھ لوگے کام آویگا۔ تمھاری ماں بھی تمھاری ہی خاطر کریگی تمھارا کہنا مانیگی اور تم کو خوش رکھیگی۔ اور اگر تم اوسکا کہنا نہ مانوگی اور کچھ نہ سیکھوگی اور بیکار اِدھر اودھر کی لڑکیوں کے ساتھ کھیل کود کر اپنی عمر گنوادوگی تو یاد رکھو کہ جب ہوشیار ہوگی تو ضرور ایک نہ ایک دن پچھتاؤگی اور تمھاری بے ہنری اور کم لیاقتی کے سبب تمھارے عزیز ماں باپ بھی تم کو حقارت کی نظر سے دیکھیں گے اگر لکھنا پڑھنا سیکھنے کے علاوہ اور ہنر جو تم اپنے شوق سے سیکھوگی تو تمھاری عقلمندی اور ہوشیاری ظاہر ہوگی جو تمھاری عزت بڑھاویگی۔ تمھارے آرام و آسائش کا باعث ہوگی خوش قسمتی سے اگر تمنے اسقدر لکھنا پڑھنا سیکھ لیا ہے کہ اِس کتاب کو پڑھ سکتی ہو تو

غور کرو کہ تمکو کتنا بڑا فائدہ حاصل ہوگا اور کیسی کیسی مفید باتیں معلوم ہونگی اور اگر تم تمام نصیحتوں اور ہدائتوں پر عمل کرتی جاؤگی تو تم خانہ داری کے کام میں اسقدر لیاقت پیدا کرلوگی کہ اور لڑکیاں رشک کرنے لگیں گی اور صرف عزیز و قریب ہی نہیں بلکہ غیر لوگ بھی تمھاری تعریف کرینگے تو کیسی اچھی بات ہوگی۔

انمول باتیں خدا کو ایک جانو اور اوسکا حق پہچانو۔ بدبخت وہ جو خدا سے نہ ڈرے۔ نیک بخت وہ جو گناہ سے بچے۔ بے ادب بے نصیب۔ باادب بانصیب۔ خدمت کرو تو عظمت پاؤ۔ قسم سچی کھاؤ نہ جھوٹی۔ جھک کر سلام کرو۔ ادب سے کلام کرو۔ کم کھائے ہر روز نہائے بیمار ہو نہ پچھتائے۔ جتنا کفایت شعار اُتنا ہی مالدار۔ سستی چھوڑو۔ چستی پکڑو۔ عہد توڑنا خدا سے مُنھ موڑنا برابر ہے۔ گئی چیز کا افسوس مت کرو۔ قناعت و صبر کرنا مصیبت سے بچنا ہے۔ راستی اور سچائی کا طریقہ اختیار کرو۔ کسی کا دل دُکھانا اپنے خدا کو روٹھانا ہے سخت بات پر نرم جواب دینا ہر دلعزیز ہونا ہے۔ کمظرف اور جاہل کی صحبت سے دور رہو۔ جو آپ سے عقل میں زیادہ ہو اُس کے پاس بیٹھو۔ جلد غصہ نہ کرو۔ بُری عادت نہ ڈالو۔ نیکی کی تکلیفیں نہیں رہتیں نیکی رہ جاتی ہے۔ اترا کر بات کرنا اپنے آپ کمینہ بننا ہے۔ دولت پر غرور کرنا خدا کے قہر کی نشانی ہے۔ شکر سے عزت اور ناشکری سے مصیبت بڑھتی ہے۔ پرائے مال پر نظر مت رکھو۔ فضولخرچی کا نتیجہ مفلسی ہے۔ جو آپ نکر سکو اوسمیں دوسرے کو بھی مت الزام دو۔ دیکر لینا قے کا چاٹنا برابر ہے۔ عورتوں کا عمدہ زیور حیا ہے۔ اور شرم اونکا سنگار ہے۔ جتنی حیا اوتنا ایمان۔ جتنا بے شرم اوتنا شیطان۔ چوری کرنا یا امانت میں خیانت کرنا بہت بُرا ہے۔ بدلحاظی سے کبھی بات نہ کرو۔ بیکسوں پر رحم کرو۔ سچائی ایمان کی کسوٹی ہے۔ جہانتک ہوسکے نیکی کرو۔ ہنر سیکھنا ترقی کا ذریعہ ہے۔ مشورہ کی بات کسی پر ظاہر نکرو مصیبت کے وقت صبر کرو۔ ماں کا ہاتھ بٹاؤ۔ محنت کی عادی بنو۔ کام دھندوں سے اکتانا اپنے آپ کو مجہول بنانا ہے۔ انصاف پر مضبوطی سے قایم رہو۔ بڑوں کا ادب چھوٹوں کا لحاظ رکھو۔ ضرورتمند کی حاجت کل پر نہ ٹالو۔ قرض دینا عداوت لینا ہے۔ پہلے سوچو پیچھے کہو۔ فضول بات کسی سے نہ کہو۔ اپنا وقت بیکاری اور نکمی باتوں میں نہ کاٹو۔ بدن و دہن پاک

صاف رکھو۔ خوشی کے وقت جامہ سے باہر نہ ہو جاؤ۔ شوہر کی اطاعت کرو۔ خدا کے دئے پر قناعت کرو۔ اُستاد کی خدمت باعث عظمت ہے۔ ماں باپ کی خدمت کرنا عین عبادت ہے۔ زیادہ ملنے سے وقار کم ہوتا ہے۔ مکار کی عزت نہیں ہوتی۔ ماں باپ اور اُستاد کا قہر غیر وقتی مہر سے اچھا ہے۔ جس نے آدمی کا احسان نہ مانا وہ خدا کا کب مانے گا۔ عنیبت کرنا نیکی کھونا ہے بدی کے عوض نیکی کرو۔ اُستاد کا لحاظ ضروری ہے۔ ہر کام وقت پر کرو۔ آنکھیں نیچی کر کے بات کرنا نیک بخت بیبیوں کا کام ہے۔ کپڑا وہ پہنو جس سے تن ڈھکے۔ کسی کو حقیر نہ سمجھو بڑوں کی بات میں دخل مت دو۔

ورزش جسمانی

ورزش محنت کرنے کو کہتے ہیں۔ یہ دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک تو جسمی یعنے چلنا پھرنا۔ اور ہاتھوں کو کام کاج میں لگانا۔ دوسرے ذہنی یعنے سوچنا و فکر کرنا یا کتاب پڑھنا وغیرہ۔ پس انسان کی صحت کے واسطے جسطرح آرام سے رہنا سونا ضروری ہے اوسی طرح اعتدال کے ساتھ جسمی و ذہنی محنت کرنا بھی ضروری ہے کیونکہ اس سے فضلات تحلیل اور خون صاف ہوتا رہتا ہے جسم مضبوط ہو جاتا ہے۔ تندرستی قایم رہتی ہے۔ دُنیا میں تندرستی سے بڑھکر کوئی نعمت نہیں ہے اسی واسطے ایک تندرستی ہزار نعمت ہے۔ اور جان ہے تو جہان ہے۔ اگر تندرستی نہو تو زندگی کا کچھ لُطف ہی نہیں ہے۔ جب تندرستی کا دارومدار محنت پر ٹھہرا تو ضرور ہے کہ جہانتک ہو سکے تم بھی محنت کی عادت ڈالو خواہ وہ محنت کسی طریقہ سے ہو۔ مگر یہ نہو کہ ہر وقت بیمار کی طرح چارپائی پر لیٹی بیٹھی رہو جس سے رہی سہی زندگی بھی اکارت ہو جائے اور محنت و مشقت کی عادت نہ ڈالنے سے جو جو بیماریں پیش آتی ہیں اونکے علاوہ اُمور خانہ داری میں بھی سلیقہ نہیں ہو سکتا اور کاہل وجود ہو کر آدمی نکما ہو جاتا ہے۔ جب تم دیکھتی ہو کہ امیر گھرانوں کی بہو بیٹیاں عام طور پر دُبلی پتلی کمزور ہوا کرتی ہیں اور نیچ قوم کے بوڑھے بچے ہٹے کٹے موٹے تازے ہوا کرتے ہیں اوسکی وجہ یہ ہے کہ شریف گھروں کے بچے محنت کے عادی نہیں ہوتے سارا وقت بیٹھے بیٹھے کے سبب احمدیوں کی طرح دن رات نکمے اور بیکار رہتے ہیں اور نیچ گھروں میں تو چارپائی سے پاؤں اوتارنا بھی عیب سمجھا جاتا ہے پھر کیونکر ہاضمہ درست ہو جو کھایا کھایا

ویسا ہی پیٹ میں رکھا ہوا معلوم ہوتا ہے اور بھوک تو اونکو کبھی کھلکر ہوتی ہی نہیں اور یہی سبب ہے کہ ہمیشہ نئے نئے مرض ہوا کرتے ہیں اور کوئی نہ کوئی شکایت دن رات اُنکے پیچھے لگی رہتی ہے کیونکہ تمام بیماریاں اکثر معدے کی خرابی سے شروع ہوتی ہیں۔ اول تو ایسی عورتوں کو بھوک ہوتی ہی نہیں اور گرمیوں میں تو رہی سہی گئی گذری ہو جاتی ہے اور مزاج میں نزاکت اسقدر بڑھ جاتی ہے کہ برسات میں مکھیوں اور مچھروں کی کثرت کے سبب کسیوقت چین نہیں پڑتا اور طرح طرح کے اہتمام ہوتے ہیں جنکا کچھ بھی نتیجہ نہیں ہوتا۔ جاڑوں کے موسم میں بھی اِنکو چین نہیں ہوتا۔ کبھی انکو نزلہ۔ کبھی کھانسی اور کبھی زکام غرض ایک مصیبت ہو تو بتائیں تمام زندگی اسی طرح دوا پیتے پیتے کٹ جاتی ہے اور جان وبال میں پڑجاتی ہے یاد رکھو یہ سب بلائیں اور علتیں اکثر اس آرام طلبی اور بیکاری کے سبب ہیں جسنے تمام دنیا کی نعمتوں اور آسائشوں سے بیکار کر دیا ہے۔ دیکھو آرام و اسائش کا بھی ایک موقع اور محل ہوتا ہے دن خدا نے کام کے واسطے اور رات آرام کیواسطے بنائی ہے۔ تھوڑی سی محنت نہ کرنے سے کیسی کیسی مصیبتیں اوٹھانی پڑتی ہیں۔ اگر یہ خیال کرلیا جائے کہ ہمارا ہاتھ چلانا ہی ہماری صحت اور زندگی کا باعث ہے تو کسی بات کی شکایت نہ ہو مگر مشکل تو یہ ہے کہ گھر کا کام کاج کرتے ہوئے ذات کو ہتک لگتا ہے۔ یہ سب اپنی طبیعت کو عادی بنانے کا طفیل ہے۔ غریبوں کی حالت پر کبھی تمنے غور کیا ہوگا کہ اونکو وہ مزہ دار کھانے اور مقوی غذائیں جو تم کھاتی ہو کبھی خواب میں بھی نظر نہیں آتیں۔ ہمیشہ روکھی سوکھی روٹی نمک مرچ کی چٹنی سے کھانا تمھارے پلاؤ اور قورمہ سے زیادہ مزہ اور قوت دیتی ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ چونکہ غریب بیچارے محنت و مزدوری کے عادی ہوتے ہیں پاؤں پھیلاکر فرش خاک پر ہی بہ نسبت تمھارے نرم بستروں کے ایسے آرام سے سوتے ہیں کہ اوٹھائے نہیں اٹھتے ہیں۔ اگر اونکے سروں پر نقارے بھی بجائے جائیں تو کروٹ نہیں بدلتے اور چونکہ محنت ومشقت سے تھک کر پیٹ بھر کر کھاتے ہیں اسلئے اونکا ہاضمہ صحیح اور تندرست رہتا ہے اور کوئی بیماری اونکے نزدیک نہیں آتی۔ پس اگر تمنے اِن سب باتوں کو سمجھ لیا ہے تو ضرور ہے کہ تم بھی کوئی نہ کوئی ورزش جسمانی یا محنت کا کام کیا کرو جس سے ہاضمہ درست رہے اور

تم تندرست اور موٹی تازی رہو اور پیٹ بھر کر کھاؤ اور پانوں پھیلا کر سوؤ اور ہر طرح کے دکھ درد سے بچی رہو۔ تمھارے واسطے صحت قایم رکھنے کا صرف یہی طریق ہو سکتا ہے کہ اپنے گھر کا کام کاج خود اپنے ہاتھوں سے کیا کرو تاکہ تمھارے والدین کا بھی ہاتھ بٹے۔ دیکھو! گھر کا کام دھندا کرنا کوئی عیب کی بات نہیں ہے۔ نوکروں کے بھروسے رہنا اپنے گھر کو لٹوانا ہے۔ اور کام کرنے سے کھانا جلد ہضم ہوگا بھوک بھی کھلکر لگنے لگیگی۔ تمھاری خوراک بھی بڑھ جائے گی جس سے جسم میں طاقت آئیگی۔ خیال رکھو کہ بیماری بھی کمزور کو دباتی ہے۔ اگر بیکار ایک جگہ پڑی رہوگی تو ضرور بیماری ستائیگی۔ تندرستی انسان کے واسطے ہزار نعمت سے زیادہ ہے۔ اسکی قدر کرنا عقلمندوں کا کام ہے۔ سونا اوسی قدر اچھا ہے جسقدر محنت کرنا صبح کو سویرے اوٹھنے میں گو آرام میں خلل واقع ہوتا ہے مگر صبح کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کھاکر مزاج ایسا باغ باغ ہوجاتا ہے اور طبیعت کو ایسی تازگی پہونچتی ہے کہ دن بھر دل خوش رہتا ہے۔ یہ تازی ہوا تندرستی قایم رکھنے کے واسطے حکیموں اور ڈاکٹروں نے بہت ضروری بتلائی ہے۔ دن کو سونا بُری عادت میں داخل ہے اور مضر صحت ہونے کے علاوہ اِس سے آدمی کاہل اور کُند ذہن ہوجاتا ہے۔

وقت کی پابندی اور قدر کرنا

دن میں بلا ضرورت سونا گویا وقت کا خراب کرنا ہے۔ وقت بڑا قیمتی ہے۔ جسکا ایک ایک لمحہ قابل قدر ہے ضرور اسقدر خیال کرلینا کافی ہوگا کہ دُنیا میں جو وقت ہے بس غنیمت ہے کیونکہ جو گھنٹہ گذر جاویگا پھر نہ آویگا اور اسکے واسطے خواہ کتنی ہی کوشش کی جائے پھر نہیں ہاتھ آسکتا۔ بقول شیخ سعدی "گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں" اور جو کام اوسمیں کرنا تھا وہ رہ جائیگا۔ اِسی واسطے بزرگوں نے کہا ہے کہ آج کا کام کل پر نہ ٹالو۔ کیونکہ نہیں معلوم کل کیا واقعہ پیش آوے جسکے سبب سے وہ کام رہ جائے اور مفت کا افسوس کرنا پڑے۔ **دیکھو!** انگریز لوگ ایک ایک منٹ کو بھی بہت قیمتی سمجھتے ہیں۔ اور بیکار نہیں جانے دیتے۔ یہی وجہ ہے کہ اونکا ہر کام وقت پر ہوتا ہے اور اونکے وقت کی پابندی اور مستعدی کا باعث ہے کہ ایسی عزت اور ترقی حاصل ہوئی ہے کہ کسی قوم کو آجتک

یہ بات میسر نہیں ہوئی۔ کوئی قوم کیوں نہو تا وقتیکہ وہ اپنے وقت کو قیمتی اور عزیز نہ خیال کریگی اور مستعدی سے کام نہ لے گی کبھی سرسبز نہیں ہوسکتی۔ ہوشیار آدمی کا فرض ہے کہ ہر کام اپنے وقت پر ادا کرتا ہے۔ اسطرح ایک تو جسم میں چستی وچالاکی حاصل ہوتی ہے جو ذریعہ تندرستی ہے۔ دوسرے خواہ کام مشکل ہی ہو دو بھر نہیں معلوم ہوتا اپنی طبیعت تو خوش رہتی ہے لیکن دوسروں میں سرخروئی حاصل ہوتی ہے۔

علم کے فائدے

عقل اور سلیقہ آدمی سے آدمی سیکھتا ہے اور جو لکھے پڑھے نہیں ہوتے وہ اِدھر اودھر لوگوں سے مِل جُلکر سیکھ جاتے ہیں۔ دس سے دس طرح کی باتیں حاصل ہوتی ہیں مگر چونکہ شریف پردہ نشین عورتیں گھر کی چار دیواری میں قیدیوں کی طرح بند ہیں اسلئے اونکو کوئی موقعہ مردوں کیطرح نہیں ملسکتا۔ کیا وہ بے پردہ ہوجائیں اور اندر باہر چلیں پھریں؟ نہیں نہیں! یہہ کیسے ہوسکتا ہے یہہ شریف عورتونکا قاعدہ نہیں۔ پھر کیا وہ کھانے پکانے سینے پرونے سارے تجربے حاصل کرلیں۔ اونکے واسطے کوئی شکل بہتری کی نہیں سوائے اسکے کہ وہ علم پڑھیں اور لکھنا سیکھیں اور اگر یہہ نہیں تو وہ بیچاری کہاں سے دنیا کی ضروری باتیں سیکھیں۔ لڑکیاں بیاہ تک اور لڑکے آٹھ دس برس کی عمر تک گھر میں تربیت پانے کے محتاج ہیں اِن میں ماؤنکی خُو بُو اثر کرتی رہتی ہے یعنی اولاد کی اگلی زندگی ماؤنکے اختیار میں ہے اسلئے ضرور ہوا کہ عورتونکو ماں بننے سے پہلے اسقدر عقل اور سلیقہ آجائے کہ اپنی اولاد میں شروع سے نیک خصلتیں اور اچھے خیالات پیدا کرسکیں تاکہ بڑے ہونے پر وہ اِس سے فائدہ اوٹھاویں اور ساری عمر آرام وآسائش سے بسر کریں۔ مگر یہہ ساری باتیں سوائے تعلیم یافتہ ماں کے اور کون سکھا سکتا ہے دیکھو کہ اگر لڑکا تعلیم پاتا ہے تو صرف ایک آدمی کو تعلیم ہوتی ہے اور لڑکی کی تعلیم سے تو ایک خاندان کی حالت درست ہوجاتی ہے۔

اِنسان کی تمام ضروریات کا رفع ہونا اور ہر طرح کی بہتری اور ترقی کا دارومدار عقل پر منحصر ہے اور عقل کی ترقی کا وسیلہ صرف علم ہی ہوسکتا ہے۔ علم اور عقل کی نسبت ایسی ہی ہے جیسے کہ جسم کو روح سے کہ بغیر روح جسم بیکار ہے اسیطرح عقل بغیر علم کے کچھ نہیں کرسکتی

تمکو علم حاصل ہونے پر علم اور جہل میں فرق صاف نظر آجائیگا جیسا کہ اندھیرے اور اوجالے اور انسان اور حیوان میں فرق ہے اور جاہل کی گفتگو پر ہنسنے لگوگی۔ اگر تم جاہل ہو اور خط لکھنے کی ضرورت ہے تو دوسروں کی محتاجی کے علاوہ غیروں کی خوشامد کرتے پھرنا کیسی ذلت کی بات ہے۔ اور غور کرو کہ بہت سی باتیں ایسی بھید کی ہوتی ہیں کہ بجز ایک شخص کے دوسرے پر ظاہر کرنا پسند نہیں ہوتا۔ پس جب تم لکھنا پڑھنا جانتی ہو تو بے تکلف خود لکھ پڑھ سکتی ہو اور اپنے دلی حال سے آگاہ کرسکتی ہو۔ میاں بیوی کی بات کا کسی تیسرے شخص کو معلوم ہونا بُرائی میں داخل ہے اور خود بھی طبیعت گوارا نہیں کرتی۔ علاوہ اسکے بعض بیماریں جو خاص عورتوں کو ہوا کرتی ہیں اور طبیب کے سامنے اونکا زبانی ظاہر کرنا شرمناک ہوتا ہے اور پوشیدہ رکھنے میں جان کا خطرہ ہوتا ہے اور مرض کو طول ہو جاتا ہے اسلئے اگر تم لکھنے پڑھنے کی استعداد کے بعد کسیقدر علم طب بھی سیکھ لو تو تم کو مرض کی تشخیص ہو جائیگی جسکا علاج ٹھیک طور پر ہوسکتا ہے۔ ورنہ اتنا تو ضرور ہوگا کہ پورا حال لکھکر تم خود پوشیدہ حکیم کے پاس بھیجدو تاکہ دوسرے پر کوئی بات ظاہر نہو دے۔ ایسی حالت میں تمکو علم سے فائدہ معلوم ہوگا اور اسکے علاوہ ذی علم ہونے کی وجہ سے انتظام خانہ داری اور بچوں کی تعلیم و پرورش عمدہ طریقے سے کرسکتی ہو۔ تمنے خیال کیا ہوگا کہ بے علم عورتوں کا قیمتی وقت تمام عمر کس طرح بیکاری اور خرابی میں ضائع ہوتا ہے۔

پس علم سے نکمی باتیں سب چھوٹ جاتی ہیں اور مفید بالوں کی طبیعت خوگر ہو جاتی ہے۔ اور جب جاہل عورتوں کو اپنے گھر کے کام دھندوں سے فرصت ملجاتی ہے تو ذی علم عورتوں کو ذاتی لیاقت کے باعث کیوں نہ مہلت ملیگی بلکہ اور بھی زیادہ وقت فرصت کا ملجاویگا تو ایسی حالت میں تمکو چاہیئے کہ اپنا وقت اچھی اچھی کتابوں کے دیکھنے اور مفید ہنروں کے سیکھنے میں صرف کرو۔ اگر تم دستکار بھی ہو تو تمکو مالی فائدہ بھی حاصل ہوگا ورنہ یہ ضرور ہوگا کہ کفایت شعاری کے فائدے اور فضول خرچی کے نقصانات تمکو صاف ظاہر ہو جاوینگے جو عورتوں کے واسطے لوازم خانہ داری میں سب سے بڑے اصول ہیں۔ یہہ وہ باتیں ہیں کہ جاہل اور بے علم عورتوں کو خواہ وہ کیسی ہی نیکبخت

محنتی ہی کیوں نہوں کبھی حاصل نہیں ہوسکتیں۔ شادی سے پہلے علم حاصل کرنے کا بہت اچھا موقع ہے ورنہ بعد کو بیس طرح کے بکھیڑے تمھارے ذمہ لگ جاوینگے جو تم کو پڑھنے لکھنے نہ دینگے اسلئے مناسب ہے کہ ابتداء عمر میں اسکو دل لگاکر سیکھ لو تاکہ بڑے ہونے تک تم ہر کام سے واقف اور کافی تجربہ کار ہوجاؤ یاد رکھو کہ اپنی بہتری کے سامان حاصل کرنا اور مضرتوں سے بچنے کے واسطے اسباب معلوم کرنا بغیر حصول علم دشوار ہیں۔ بے علم عورتیں ان سب باتوں سے محروم اور بے خبر رہتی ہیں اونکی زندگی مثل حیوانوں کے ہوتی ہے۔

عورتوں کو فرائض پردہ نشینی کے سبب گھر میں تنہا رہنے کی ضرورت زیادہ رہتی ہے ایسی حالت میں اگر اونکا شغل کتاب نہوگا تو اونکو جاہل عورتوں کی صحبت اور بچہ اور بیکاری کی عادت خوار اور خستہ کردیگی جنکے آنکھیں نہیں ہوتیں وہ تو درحقیقت ظاہر کے اندھے ہیں اور دل کے اندھے وہ ہیں جو بے علم ہیں۔ انسان کے واسطے سب سے بڑی دو چیزیں ہیں۔ ایک دنیا۔ اور دوسری دین۔ سو بغیر علم نہ دنیا حاصل ہوسکتی ہے نہ دین۔ جاہل کی دونوں جگہ مٹی خراب ہے۔ خواہ کیسی ہی حالت ہو علم سے انسان کو فائدہ ہی ہوتا ہے۔ حالانکہ ہر مزہ کا یہ حال ہے کہ کبھی نہ کبھی دل اُس سے ضرور بھر جاتا ہے لیکن علم کا مزہ ایسا خوش ذائقہ ہے کہ اوس سے کبھی دل نہیں اُکتاتا بلکہ شوق بڑھتا جاتا ہے۔ کتاب کیا ہے اوستانی کی اوستانی اور سہیلی کی سہیلی ہے۔ فرصت کے وقت دل کا بہلاؤ اور مشغلہ ہی نہیں ہے بلکہ بیٹھے بٹھائے جس ملک کی چاہے سیر کرکے اپنی طبیعت کو خوش کرلینا نہ گناہ نہ عیب۔ سیکڑوں برس پہلے کی باتیں اسطرح معلوم ہوجاتی ہیں کہ گویا اپنی آنکھوں کے سامنے گذری ہوئی ہیں اور ہزاروں باتیں ایسی معلوم ہونگی جو دیکھنی تو درکنار کبھی سُنی بھی نہونگی جنسے تمکو تعجب ہوگا۔ بھلا غور کرو کہ یہ باتیں جاہل عورتوں کو کب نصیب ہوسکتی ہیں اونکو تو تھوڑا وقت بھی پہاڑ معلوم ہوتا ہے کاٹے نہیں کٹتا۔ کسی کی بدی۔ کسی کی غیبت کسی کا گلہ۔ کسی سے لڑائی اونکا رات دن مشغلہ ہوجاتا ہے۔ جیتے جی دوزخ میں بھنتی رہتی ہیں دنیا اور دین دونوں اکارت ہوجاتے

ہیں۔ علم جسقدر سیکھو اوسیقدر زیادہ کارآمد اور مفید ہے۔ اگر زیادہ نہیں تو اسقدر تو ضرور ہے
کہ اردو لکھنا پڑھنا اور ضروری حساب بخوبی آجائے تاکہ خانہ داری کے کام میں عمدگی اور سلیقہ
ہوجائے ورنہ گھر کی باتیں غیروں پر ظاہر کرنا پڑینگی جو عیب کی بات ہے۔ گو لکھنا
بہ نسبت پڑھنے کے کسیقدر مشکل ہے مگر کرنا کام ایسا ہے جو دل لگاکر کرنے سے آسان
اول اول بدشکل اور حروف بیڑھے ٹیڑھے ہونے کے سبب دل گھبرا جائیگا مگر شق سے یہ عیب
دور ہوجاوے گا قاعدہ ہے کہ شروع میں ہر کام مشکل معلوم ہوا کرتا ہے لیکن محنت کرنی چاہئے
نہیں جانی اگر لکھنا نہ سیکھا اور صرف پڑھنا آگیا تو بھی وہی دقت رہی کہ ضروری حساب
کرنے کو یا دھوبن کے کپڑوں اور پسائی کے پیسوں کے واسطے نارچ کے واسطے رکھنا چھوڑ
یا دیوار و نیز لکھیں کاڑھ کر سیاہ کرو۔ جو بے فیدی سے خالی ہیں۔ سو اسطے ضروری باتوں کے
علاوہ اگر روز کا حساب لکھ لیا جاوے تو اس سے بھی فائدہ ہوگا کہ [illegible] کی روک
ہوجاویگی اور روپیہ کا کل حساب بھی آئینہ کیطرح معلوم ہوتا رہیگا جو [illegible]
واسطے بہت ضروری ہے۔ تمھاری تعلیم سے صرف یہی غرض نہیں ہے کہ تمکو [illegible]
آجائے اور خط وغیرہ لکھنے لگیں۔ تعلیم کا فائدہ حاصل ہوگیا۔ بلکہ علم سے یہ مطلب
ہے کہ تمکو بڑے چھوٹے برابر والوں سے طریقہ برتاؤ اور ہر موقع و محل پر تہذیب
ادب سے نشست و برخاست قرینہ سے بات چیت ہر ایک سے رتبہ کے موافق میل
جول کھانے پینے کے طریقے۔ صفائی کے فائدے اور شناخت رشتہ وغیرہ بخوبی سمجھ
میں آجاوے اور جب تم جوان ہوجاؤ اور شادی ہوجاوے تو تمھاری عقل میں
فرائض شوہری جو بیوی کے لئے دنیا میں نہایت ضروری چیز ہے اور جسکے فائدے تم
بعد عمل معلوم ہونگے اچھی طرح آجائیں اور مناسب برتاؤ محبت کا میل جول اپنی
سسرال والوں سے کرنا سیکھ جاؤ جسکا نیک نتیجہ حاصل ہوگا اور اسکے بعد ایک بڑا حصہ
عمر کا جو نہایت ضروری ہے گذارنا پڑیگا جسکی کیفیت تمکو علم کے ذریعہ سے روشن
ہوجاویگی کہ امور خانہ داری۔ پرورش اولاد۔ تعلیم و تربیت اولاد۔ معاملات دنیا
داری میں کسقدر مدد ملی اور آسانی اور آسائش حاصل ہوئی اور نیز یہ بھی معلوم

ہوجاویگا کہ دُنیا کیا چیز ہے اور اُسکے اندر کیا کیا ہو رہا ہے اور اوسمیں انسان کو کسطرح زندگی بسر کرنی چاہئے کیونکہ دُنیا کی ناپائداری سب کو معلوم ہے۔ عقل سے سوچ سمجھ کر کام کرنے والا ہمیشہ نیک نام ہوگا۔ گو دین اور دُنیا دونوں حاصل کرنا نہایت دُشوار کام ہے لیکن درحقیقت اگر علم پر مناسب طور پر عمل کیا جاوے تو بہت آسان ہوجاتا ہے۔

صُحبتِ بد سے پرہیز

تمکو علم ہی کے ذریعہ سے معلوم ہوگا کہ کن کن عورتوں کی صحبت اچھی ہی اور کن کن کی تمھارے لائق نہیں بلکہ نقصان پہونچاتی ہے اسلئے ہمیشہ خیال رکھو کہ ادنیٰ درجہ کی عورتوں مثلاً جولاہی۔ تنلین۔ تنبولن۔ کنجڑے۔ قصائی وغیرہ کی لڑکیوں سے میل جول یا دوستی اور اتحاد پیدا کرنے سے ہمیشہ بچو کہ وہ تمھارے رتبہ اور برابری کی نہیں ہیں اونکے خیالات اور بلکہ کھیل کود بھی ہمیشہ تمھاری حیثیت کے موافق نہیں ہوسکتے اسلئے اونکی عادات سیکھنا اور اونکے سے کام کرنا اپنے آپ کو کمینہ بنانا ہے۔ بعض اوقات بُری عادتوں کے سبب بیاہ شادی میں بھی عیب لگتا ہے نیک خصلتوں کی بہو سب چاہا کرتی ہیں اور یاد رکھو کہ شریف اوسی کو کہتے ہیں کہ جو کام شریفوں کے کرتا ہو۔ اگر شریف ہوکر رذیلوں کے کام کرے تو اوسکی شرافت کس کام کی ہے وہ رذیلوں اور کمینوں سے بدتر ہے تمکو چاہئے کہ شریف اور اونچے گھرانوں کی بہو بیٹیوں سے میل جول رکھو۔ دوسروں کی نیک عادت دیکھکر تم بھی حاصل کرنے کی کوشش کرو جو لڑکیاں تمھاری برادری اور کف کی نہوں اونسے زیادہ محبت مت بڑہاؤ۔ اونکو بے تکلف مت ہونے دو۔ رذیل اور شریف میں تمیز کرنا عقل کا کام ہے۔

انتظام خورونوش

کھانے پینے کے متعلق چند مفید باتیں بہت ضروری ہیں۔ وہ یہہ کہ خوراک میں احتیاط اور وقت کی پابندی ایسی چیز ہی کہ جسمیں کوئی نقصان کا احتمال نہیں ہے

مگر ہاں اِسکے برعکس معاملہ ہیں یعنی خاک بلا کچھہ ہو کھانا اور تھوڑی دیر بعد یا بیوقت کھانے میں ہمیشہ نقصان کا احتمال ہوگا۔ یاد رکھو کہ اکثر بیماریوں کی شروعات معدہ سے ہوا کرتی ہے۔ اسلئے معدہ کی درستی کا خیال رکھنا گویا صحت کا قایم رکھنا ہے دنیا میں صحت سے بڑھکر انسان کے واسطے کوئی چیز نہیں ہے اگر تندرستی نہیں ہے یا دایم المرض ہے تو اوسکی زندگی لاحاصل ہے اسواسطے یہہ ضروری امر ہے کہ کھانے کا ایک وقت مقرر ہونا چاہیئے اور خواہش کی تعداد تمکو خود معلوم ہوسکتی ہے۔ خوراک سے اگر ایک لقمہ کم کھایا جائے تو تندرستی کا باعث ہی اگر زیادہ کھایا جاوے تو بیماری لازمی ہے۔ جب تمکو کوئی چیز علاوہ خوراک کھانی ہو تو خیال کرکے کھانے کے وقت کھاؤ۔ بیوقت کھانے سے کھانے کے وقت بھوک رک جائیگی۔ اور اگر بلا بھوک کھالی جاوے گی تو ضرور معدہ خراب ہوگا جس سے طرح طرح کی بیماریاں پیدا ہونگی اور تم مصیبت میں پڑجاؤ گی اور گھر والے علیحدہ پریشان ہونگے خرچ کی زیرباری مفت ہوگی یہہ سب باتیں اکثر اوقات کھانے میں بے اعتدالی کے باعث ہوا کرتی ہیں۔ وقت پر تھوڑی احتیاط بہت سی مصیبتوں سے [illegible]

جو ذیل میں لکھی [illegible]

کرایسے ضرورت کے وقت فائدہ نہوگا اور ضعف معدہ کی بیماری ہوجاویگی۔
اس واسطے نشہ والی چیزوں سے پرہیز کرو۔

(۵) سُرخ مرچ زیادہ استعمال کرنا بہت مُضر ہے اس سے سوائے نقصان کے اور کوئی فائدہ نہیں ہے اگر مرچ کی زیادہ ضرورت ہو تو سیاہ مرچ عمدہ چیز ہے۔

(۶) جو لوگ ۔ یا روزوقت کھانے کے عادی ہوں تو اونکو لازم ہے کہ وہ صبح اور شام کے پہر بہت ہلکی اور زود ہضم خوراک کھایا کریں۔ جیسے بسکٹ یا ڈبل روٹی یا صرف دُودھ۔ اور دوپہر وقت یعنی دوپہر اور شب کو بخوبی حسب خواہش پیٹ بھر کر کھاویں کیونکہ اشتہا کے موافق ہاضمہ ہوتا ہے اگر خوب بھوک کے وقت کھانا کھایا جاوے تو یقینی بخوبی ہضم ہوگا اور جسقدر ہضم ہوگا اوسیقدر عمدہ خالص خون پیدا ہوگا جو باعث صحت ہے۔

(۷) بار بار پانی پینا بھی نقصان کا باعث ہے۔ اگر کھانا کھانے کے بعد فوراً پانی
[illegible] اجاوے تو بہت بہتر ہے۔
کا پھوڑے۔
اسے

دفعۃً خرابی پیدا ہو کر مرض پیدا ہو جاتا ہے۔ بعض اشیاء ایسی ہیں کہ اگر دونوں ملا کر کھائی جاویں تو مضر صحت ہیں جیسے چاول و خربزہ باسی و تازی روٹی۔ انڈا و سرکہ وغیرہ۔ دودھ کے ساتھ چار چیزیں کھانا طبًا منع ہے شہد دہی۔ مچھلی۔ خربزہ۔ خیال رکھو کہ مولی کے ساتھ ترشی۔ چاول کے ساتھ سرکہ۔ خربزہ کے ساتھ دہی کھانے اور کیلے کے ساتھ نشہ پینے سے درد معدہ کا خوف ہے۔ بکری کے گوشت کے ساتھ کبوتر کا گوشت اور دہی کے ساتھ پنیر کھانے سے درد قولنج کا خطرہ ہے۔ شہد اور گھی ایک ساتھ کھانے سے مرض فالج کا اندیشہ ہے۔ مچھلی کے ساتھ دودھ یا گنے کا رس پینے یا شہد کھانے سے جذام یعنی قولنج کا احتمال ہے۔

(۱۱) بیماری کی حالت میں بدپرہیزی کرنا گویا اپنی جان خود کھونا ہے۔ بعض اوقات ذرا سی لغزش آدمی کو مصیبت میں پھنسا دیتا ہے۔ بیماری میں پرہیز دوا سے زیادہ ضروری ہے کیونکہ اگر پرہیز نہ کرے اور ... استعمال
نہ ہوگا اور دوا کی
اول ...

جھور

چیز نہیں
میں
بھی

اُسکے نتیجہ کا خیال نہیں ہوتا اور اسی واسطے وہ بے دہڑک اُسکا عادی بنجاتا ہے اور
جب شروع میں ذرا ذرا سی ادنیٰ بات پر جھوٹ بولتا ہے تو پھر رفتہ رفتہ اوسکو بڑے
بڑے کام بھی عیب نہیں معلوم ہوتے یہاں تک کہ اپنی بات سچی ظاہر کرنے کیواسطے
اکثر اوقات جھوٹی قسم کھا جاتا اور حلف اوٹھالیتا ہے اور ایمان کی بھی کچھ پروا نہیں ہوتی
پس ایمانداری اور بے ایمانی اسی جھوٹ اور سچ کا دوسرا نام ہے اور جسمیں ایمان نہیں اُسکی
کسی قول اور فعل کا اعتبار نہیں اور نہ کبھی جھوٹے آدمی پر بھروسا کرنا چاہیے اور جو کوئی
بھروسا کریگا اور جو اوسکی بات کا یقین کریگا وہ ضرور دھوکا کھاویگا کیونکہ اوسکو اپنی زبان
اور کلام کا کچھ پاس ہی نہیں ہوتا جسکے سبب سے اُسکے کنبہ برادر۔ اور غیر تو رہے درکنار خود اپنے
عزیز بھی ایسے شخص کو ذلیل وخوار سمجھنے لگتے ہیں اور کوئی اوسکی وقعت نہیں کرتا اور علاوہ اسکے
دنیا میں کوئی مذہب ایسا نہیں ہے جو جھوٹ بولنے کو عیب نہ سمجھتا ہو۔ اور مذہبًا گناہ نہو اوسکا
گناہ بھی معمولی نہیں ہے کیونکہ جھوٹ سب عیبوں کی جڑ ہے اسلئے اوسکا گناہ بھی بہت سخت ہے۔
پس بڑے افسوس کی بات ہے کہ ذرا سی ادنیٰ باتوں پر جھوٹ بولکر اتنا بڑا گناہ کا بوجھ سر لیں
اسطرح پر دین و دنیا دونوں خراب کرلیں

نان کی شرافت اور

بولنے والے

لرسکے اور اُسکا

موع ہوا

بعینہ

نکی

مدد

رنجیدگی اور فکرمندی رُوح کو تکلیف پہونچاتی ہی اور اوسکو اپنے کام پر بھی ہرگز اطمینان نہیں ہوتا اور دوسروں کو بھی مثل اپنے سمجھا کرتا ہے اور برخلاف اسکے راست باز ہمیشہ نڈر اور بیخوف ہوتا ہے اور اوسکی طبیعت اور دل کو ایک قسم کی شگفتگی اور رُوح کو تازگی اور قوت حاصل ہوتی ہے پس تمکو مناسب ہی کہ شروع ہی سے جھوٹ اور سچ میں فرق وتمیز کرکے اُس کے عیب وثواب پر غور کرو تاکہ جھوٹ سے نفرت اور سچ کی عادت پڑے اور یاد رکھو کہ جو عادت شروع سے جڑ پکڑ لیتی ہے وہ مشکل سے ہی چھوڑتی ہے اسلئے سچ یعنی اچھے کام کی عادت ڈالنی ہی مناسب ہے۔ کوئی بات خواہ ادنیٰ ہی کیوں نہو ہمیشہ سچ کہو اور اپنے سچے کلام پر پختگی سے قایم رہو۔ خواہ اسمیں کسقدر تکلیف ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ سچ بات اکثر موقع پر کڑوی معلوم ہوتی ہے۔ ایسی حالت میں یہ سمجھ لینا کافی ہوگا کہ دُنیا اور اوسکی اذر کی کل چیزیں ناپائدار ہیں اور ایک نہ ایک دن ضرور فانی ہونے والی ہیں۔ اور انسان تو محض پانی کا بُلبلہ ہے۔ موت وحیات کا کچھ اعتبار ہی نہیں جیسا کہ تم رات دن دیکھتی ہوگی۔ پس انسان نہیں رہتا اور اوس کے فعل باقی رہتے ہیں جو بعض اوقات اُسکی جان کے جھاڑ ہوجاتے ہیں اور جب انسان اپنے فعلوں کے باعث عذابِ الٰہی میں گرفتار ہوتا ہے تو اُسوقت قدر وعافیت معلوم ہوتی ہے اور سوائے کف افسوس ملنے کے کوئی چارہ نہیں ہوتا اسلئے اسکا آخر نتیجہ یہ ہے کہ جھوٹ سے تھوڑے آرام کے بعد پھر برابر تکلیف ہی تکلیف ہی اور سچ میں اول تو کوئی تکلیف ہی نہیں اور اگر اتفاقاً کوئی موقعہ ایسا ہی ہو تو دائمی آرام کے مقابلے میں عارضی تکلیف گوارا کرلینی چاہئے۔

دوسرا باب

حقوق

والدین کا حق و اطاعت

سب سے اول انسان پر حق خداوند تعالیٰ کا ہے جو سب کا پیدا کرنے والا ہے جسنے تمھاری ماں کے پیٹ میں کیسی پرورش اور حفاظت کی جہاں کوئی دیکھنے والا نہیں تھا اور ہر وقت ہمارا تمھارا یکساں نگہباں اور روزی دینے والا ہے۔ ہر طرحکی ضروریات کا رفع کرنا اور ایسی ایسی نعمتوں کا عطا کرنا اوسی کا کام ہے۔ جسکا احسان کبھی نہیں بھول سکتے۔ پس اوسکا شکریہ ہر وقت تہ دل سے ادا کرنا واجب ہے۔ اسکے بعد اولاد کے لئے ماں باپ بڑی نعمت ہیں کیونکہ ظاہر ہے کہ تمھارے وجود کا سبب ماں باپ ہی ہیں جو ہر دکھ درد میں تمھارے ہر وقت شریک اور ہمدرد ہیں۔ تمکو غذا۔ لباس اور پرورش تعلیم و تربیت ماں باپ ہی سے ملی ادب و ہنر صنعت و حرفت تمکو اونھوں نے ہی سکھلائے ہیں۔ باپ اولاد کے لئے کیا کیا محنت و مشقت کرکے اسباب آسائش جمع کرتا ہے اور ماں نے تمھاری پیدائش میں تکلیفوں کو راحت سمجھکر اپنے خون سے تمھاری پرورش کی اور اپنا سکھ چین تمھارے واسطے وقف کیا اور حتی المقدور کوئی دقیقہ تمھاری حفاظت اور آسائش اور تربیت میں اُٹھا نہیں رکھا ان ہی وجوہات سے والدین کے حقوق کی پیروی فرض ہے ماں باپ کا غیر مذہب یا نیک و بد ہونا اولاد کو اونکے ساتھ احسان کرنے کا مانع نہیں ہوسکتا اور اونکی اطاعت و تعظیم ہر وقت میں فرض ہے۔ ماں کا حق بہ نسبت باپ کے زیادہ ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ اولاد کی ساری مصیبت صرف ماں کی جان پر ہوتی ہے جسکو کہ وہ بڑی خوشی سے جھیل جاتی ہے علاوہ اسکے ماں کو بہ نسبت باپ کے اولاد کی زیادہ محبت ہوتی ہے پس ماں کا دل ہرگز شکستہ کرنا نہ چاہیئے۔ نیکبخت اور سعادتمند وہی اولاد ہے جو باوجود

اپنے اعلےٰ مرتبہ کے بھی اپنے ماں باپ کے روبرو عاجزی و انکساری سے پیش آتی ہے۔ ماں باپ کے دل کو آزردہ کرنا کسی وقت میں مناسب نہیں بلکہ اونکی اطاعت کو اپنی نجات کا باعث سمجھنا چاہئے اور یاد رکھو تمھاری بہتری اسی میں ہے کہ اونکی خدمت دل سے کرو آرام پہنچاؤ۔ ایمانداری سعادتمندی اور نہایت درجہ کی وفاداری یہ ہے کہ جان و مال جائے پر ایمان نہ جائے۔ اہل و عیال گھر سے دور مگر ماں باپ بخوبی رہو جائیں۔ غرضکہ والدین کے حقوق ادا کرنے میں ذیل کی باتونکا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ ماں باپ کو دل سے دوست رکھو اور اپنا ہمدرد سمجھو۔ اونکی اطاعت اور فرمانبرداری کرنا فرض جانو۔ اوٹھتے بیٹھتے اور باتیں کرتے وقت اونکے ادب کا خیال رکھو۔ اپنا مال و اسباب بلکہ جان تک دریغ نکرو یہانتک کہ اپنے مقدور بھر کسی طرح اونکی خدمتگذاری میں کوتاہی نکرو اونکی وصیت کو بجالاؤ اونکی حیات میں جیسا خدمت کرنا لازمی ہے اونکی وفات کے بعد بھی تعظیم سے اونکا نام لو اور خیر خیرات اور صدقہ سے اونکی روح کو ثواب پہونچاتی رہو۔ ماں باپ کے عزیز و قریب اور احباب سے وہی سلوک کرو جو تمھارے والدین اونکے ساتھ کرتے تھے۔ ہمیشہ خیال رکھا جائے کہ ماں باپ کو ناراض ہونیکا کوئی موقع نہ دیا جائے یہ تمھاری اطاعت شعاری پر منحصر ہے۔ اتفاقاً اگر کوئی موقع ناراضگی کا ہو جاوے تو اونکی خفگی پر کسی بات کا جواب دینا گناہ میں داخل ہے نیچی نگاہ کئے ہوئے سنو۔ ہاتھ جوڑکر معافی مانگو اور جس کام کے واسطے حکم کریں بسر و چشم تعمیل کرو تاکہ اونکے دل میں تمھاری محبت زیادہ ہو۔ دیکھو جب تم کسی قابل نہ تھیں اور تمھاری بالکل بے بسی کی حالت تھی اُسوقت تم پر کیسی شفقت کی تھی تمھاری کوئی بات ایسی نہ تھی کہ اونھوں نے اپنی دلی خوشی کے ساتھ پوری نہ کی ہو تمھاری ہر جا و بیجا ہٹ کو پورا کیا تمھیں رنجیدہ نہ ہونے دیا۔ اور اپنی تکلیفوں کو تمھاری آسائش کے مقابلہ پر ذرا نہ خیال کیا پس تمکو چاہئے کہ اونکی تکلیفیں اور شفقتیں اپنے دل میں تہ نشین کرکے اونکے احسانوں کے بدلے اوسی جوش محبت کے ساتھ خدمت میں حاضر رہو۔ جسکا دونوں جہان میں تمکو نیک نتیجہ ملے

دیکھو! سعادتمند اور نیک اولاد ہمیشہ یہ توقع رکھتی ہے کہ اونکو کسی موقع

آوے تاکہ اونکو آسائش پہونچے اور حقیقت میں بات بھی یہی ہی اور اِس سی شریف و رذیل میں تمیز ہوتی ہے۔ شریف اور نیکبخت اولاد کا یہی کام ہے کہ اپنے محسن کا احسان مانے اور اونکے واسطے جان و مال سے حاضر رہی۔ والدین سے بڑھکر اِس دُنیا میں اولاد کے واسطے محسن نہیں ہے۔

شناخت حق و رتبہ دیگر رشتہ داران و بزرگان

جسطرح والدین کی خدمت اور تابعداری فرض ہی اوسیطرح دوسرے بزرگوں رشتہ داروں کے ساتھ اُنکے مرتبے کے موافق برتاؤ کرنا اور اُنکا ادب و لحاظ رکھنا واجب اور ضروری ہی۔ بڑوں کو بڑا اور چھوٹوں کو چھوٹا سمجھنا بڑی لیاقت کی بات ہے۔ تمام بزرگوں اور اپنے سے بڑوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھو اور اونکے ساتھ ادب سے پیش آؤ جب اپنے کسی بڑے کے پاس جاؤ اور گفتگو کرو تو گفتگو شروع کرنے سے پہلے اونکو ادب سے سلام کرو۔ پھر آہستہ کلام کرو جو بات وہ تم سے کہیں سر نیچا کئے سنو اور جب تک کلام ختم نہو جائے اوسوقت تک جواب نہ دو جب تک بات کرو نیچی نگاہ کئے رکھو آنکھ ملاکر بات کرنا بیحیائی اور گستاخی میں داخل ہی۔ والدین کے بعد اوستاد کا درجہ ہی اوسنے تمکو لکھنا پڑھنا یا کوئی ہُنر سکھلایا حیوان سے انسان بنایا دین اور دُنیا کی آسائش کے سامان مہیا کرنے کے قابل کردیا جو دنیا میں ایک بڑا کام ہے۔ دُنیا میں اِسی سے عزت حاصل ہوتی ہی پس ضرور ہی کہ اونکے احسانات کے بدلے تم بھی اپنے اُستاد کے ساتھ نیک سلوک کرو۔ اوسکے ادب کا لحاظ رکھو اوستاد کا حق بھی کسیطرح والدین سے کم نہیں۔ دیکھو ہرطرح کی عقل و تمیز گفتگو کا سلیقہ ہرطرح کی لیاقت اوسی کے طفیل سے تمکو میسّر ہوئی کیونکہ اگر تم پڑھ گئی ہو تو خود ایک جاہل عورت سے مقابلہ کرکے دل میں انصاف کرلوگی کہ تم میں اور اوسمیں کتنا فرق ہے پس تم کو اپنے اُستاد کے حقوق ہر وقت مدِّنظر رکھنا چاہئیں۔ اونکے حق میں احسان کرنا شرافت کی دلیل ہی اُستاد کی تعظیم اور ادب بالکل موافق والدین کے ہیں۔ اِسکے بعد یہ سمجھو کہ بڑے بھائی اور بڑی بہن کا رتبہ بھی بڑا ہی اونکا ادب و لحاظ کرنا بڑی لیاقت و سعادتمندی ہے اسی طرح ماں باپ کے بزرگ اور رشتہ دار اور برابر والے بھی بزرگوں میں داخل ہیں اونسے

طریق برتاؤ بھی والدین کی برابر ہونا چاہئے جیسے دادا۔ نانا۔ چچا۔ پھوپھا۔ دادی۔ نانی۔ چچی۔ نانی پھوپی۔ ماموں۔ ممانی۔ خالہ۔ خالو۔ یہہ سب رشتے میں بزرگ اور ہر طرح قابل تعظیم ہیں۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ چچا یا ماموں وغیرہ اپنے ہم عمر ہوتے ہیں یا آپ سے بھی کم عمر ہیں لیکن اونکی کم عمری اونکے رشتہ کے رتبہ کو نہیں گھٹا سکتی پس ایسی حالت میں بھی اونکا لحاظ ضرور ہے۔ تمھاری ہم عمر لڑکیاں جو ہیں اُنسے بھی تم سلیقہ اور لیاقت سے بات چیت کرو اور کسی کو کم درجہ سمجھکر بے ادبی اور حقارت کے الفاظ سے مت کلام کرو۔ سب سے میل جول محبت اور پیار رکھنا چاہئے لیکن اسقدر خیال ضرور ہے کہ بیہودہ مذاق کبھی نہونے پاوے تہذیب سے قدم باہر نہ نکالے کیونکہ یہ رذیلوں اور نالائقوں کا کام ہے اسلئے رذیل اور کمینے اور ادنےٰ درجہ کی لڑکیوں کو اپنے ساتھ مت رکھو۔ وہ پست ہمت اور بے تہذیب ہوتی ہیں اور اونکے ساتھ میل جول تمھاری عمدہ عادتوں پر بُرا اثر پیدا کریگا جو بجائے تمھاری نیکنامی کے بدنامی کا نتیجہ ہوگا اور جس سے تمھاری وقعت گھٹ جائیگی۔ اپنی چھوٹوں سے ہمیشہ محبت اور پیار کا برتاؤ رکھو اور اونکو بھی لیاقت کی باتیں کرنا سکھاؤ کہ اگر غیر بھی دیکھیں تو خوش ہوں اور آئندہ وہ بھی تمھاری اُسی طرح خدمت کریں کیونکہ جسطرح بڑوں پر چھوٹوں کی پرورش کا حق ہے اسیطرح چھوٹوں پر بھی اونکی خدمت اور اطاعت کا حق ہے۔ ایسی طرح سُسرال والوں کا درجہ بدرجہ حق و رتبہ شناخت کر لینا چاہئے۔ اسلئے اول سُسر۔ ممیا سُسر۔ جیٹھ مردوں میں۔ ساس۔ چچیس۔ ممس۔ پھپس۔ جٹھانی وغیرہ عورتوں میں بڑی اور بزرگوں میں داخل ہیں اور ہر طرح قابل ادب اور تعظیم ہیں۔ اونکی اطاعت واجب ہے۔ اسکے بعد دیور چھوٹے بھائی کی برابر ہے۔ بڑی نندیں بڑی بہنوں کا رتبہ رکھتی ہیں بلحاظ سسرال اونکا پاس و لحاظ ضروری اور مناسب ہے اونسے محبت میل جول و لیاقت کا برتاؤ خاطر تواضع کرنے سے تمھاری شرافت ظاہر ہوگی جو تمھاری قدر اور عزت زیادہ ہونے کے علاوہ تمھارے آرام و آسائش کا باعث ہوگا۔

پردہ کی ضرورت کہانتک ہے

پردہ کا خیال بقدر ضرورت ہونا چاہئے اسلئے تمکو بتلایا جاتا ہے کہ کن کن بزرگوں سے تمھارے واسطے پردہ جائز نہیں اور کن کن رشتہ داروں سے باوجود غیر

داری اور قرابت کے پردہ کرنا چاہیئے لہذا باپ کے رشتہ کے لحاظ سے دادا۔ تایا۔ چچا۔ پھوپھا سے پردہ کرنا جائز نہیں اور بلحاظ ماں کی رشتہ داری کے نانا۔ ماموں اور خالو سے پردہ ہونا مناسب نہیں ہے۔ ان کے علاوہ سب عزیز و قریب سے اونکے رشتہ کی قربت کے لحاظ سے پردہ ہونا چاہیئے اسلئے پردہ کا لحاظ اُس حد تک ہونا چاہیئے جہانتک یگانگت قایم رہے۔ کیونکہ اگر ایک گھر میں ایک دادا کی اولاد آپسمیں پردہ کرنے لگیں تو ضرور سخت تکلیف ہوگی اور گھر کے کام دھندوں میں دقت ہوگی اور اسطرح غیروں اور اپنوں میں کوئی فرق نہیں رہتا یگانگی اور بیگانگی صرف آپسمیں میل ملاپ اور محبت کے طریق برتاؤ سے ظاہر ہوتی ہے۔ مگر ہاں اسقدر ضرور ہے کہ بمقتضائے انسانیت و شرافت بالکل بے تکلف نہونا چاہیئے۔ شرم و حیا عورتوں کے واسطے بہت ضروری ہے۔

سوائے زوجات[1] خاص ذیل کی ہدایتوں پر عمل کرنا چاہیئے

(۱) اپنے تایا۔ چچا۔ پھوپھا ماموں۔ خالو سے پردہ نہونا چاہیئے لیکن اونکی اولاد سے بوجہ اسکے کہ یہ سب قریبی رشتہ دار ہیں اور ہر وقت ایک دوسرے سے تعلق ہے علاوہ اسکے ان کے پردہ کرنے سے آپسمیں محبت قایم نہیں رہسکتی اور غیریت کی حالت سی پائی جاتی ہے اسلئے ایسے قریب رشتوں میں پردہ صرف لحاظ کا ہونا مناسب ہے شرم و لحاظ عورت کے واسطے نہایت ضروری ہے۔

(۲) اپنے خسر اور شوہر کے علاوہ۔ دیور۔ جیٹھ۔ و بہنوئی سے بھی مثل غیروں کے پردہ نہونا چاہیئے۔

(۳) ساس یا ساس کی بہنوں کو داماد سے پردہ کرنا نہیں چاہیئے۔

(۴) کسی عورت کو اپنے شوہر یا شوہر کے قریب رشتہ داروں سے اسقدر پردہ نہ کرنا چاہیئے جو غیر مردوں کے واسطے ضروری ہے کیونکہ شرم و لحاظ بھی ایک قسم کا پردہ ہے جو بہت ضروری ہے۔

(۵) بارہ برس سے زیادہ عمر کا لڑکا خواہ وہ ملازم ہی کیوں نہو زنانہ مکان کے اندر نہیں

[1] یعنی نسبت ۱۰ منگ ۲۰ ۔ ۱۱ ۔

آنا چاہیئے کیونکہ اکثر گھروں میں دستور ہے کہ جو لڑکا بچپنے سے گھر میں رہتا ہی وہ بڑا ہو کر بھی مثل اپنوں کے اندر آتا جاتا ہے۔ یہہ بڑی معیوب بات ہی شریف خاندانوں میں ایسا دستور نہیں ہونا چاہیئے اگر اوسکی پرورش منظور ہی تو باہر مردانے مکان یا دروازہ پر رکھا جائے۔

(۶) باہر پھرنے والی عورتیں بھی مثل غیر مردوں کے ہیں اونکو بھی شریف گھروں میں ہرگز نہ آنے دیں اور خصوصاً وہ عورتیں جو برقع پہن کر حجن بنکر یا سائل وغیرہ کا بہانہ کرکے اندر گھروں میں بے دھڑک گھس آتی ہیں ایسی عورتیں بالعموم مکار۔ دغاباز۔ جعلساز اور چالاک ہوتی ہیں بعض مکہ معظمہ کا کپڑا پیش کرتی ہیں اور بعض عامل بنکر گنڈے تعویذ کے بہانے روپیہ کماتی ہیں اور جسوقت آنکھ بچی جو کچھ ہاتھ لگا لے بھاگتی ہیں۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ چوروں اور ڈاکوؤں کو گھر کا بھید ایسی ہی عورتیں دیتی ہیں جو اپنے مکر اور چالاکی کے ذریعے باتیں بناکر گھروں میں رسوخ پیدا کرلیتی ہیں اور نیک بیبیوں کو قابو میں کرکے کُل حالات معلوم کرلیتی ہیں جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہی کہ گھر لُٹ جاتا ہے اور بعد کو کف افسوس ملنے کے سوا اور کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ یاد رکھو کہ جو تعویذ اور گنڈا اور عملیات کا لالچ دیا کرتی ہیں وہ سراسر مکاری اور جعلسازی ہوتی ہے ایسی عورتوں سے کبھی کسی بات کی درخواست نہ کی جائے اور نہ اونکی کوئی شئے دی ہوئی کھائی جائے اور نہ اونکی کسی بات کا اعتبار کرنا چاہیئے بلکہ اندر مکان تک آنے کی اجازت نہ دیں۔ اگر تمکو خیرات دینا ہی منظور ہے تو محتاج اور مسکین اور لنگڑے لولے اور اپاہج کو تلاش کرکے تقسیم کرو کیونکہ ہزاروں خدا کے بندے ایسے ہوتے ہیں جو فی الحقیقت غریب ہیں اور اپنی شرافت کے باعث نہ کسی سے درخواست کرسکتے ہیں اور نہ مانگ سکتے ہیں ایسے لوگوں کا دینا بہت بڑا ثواب ہے اور دونوں جہان کی بہتری ہی۔

یاد رکھو! کہ دنیا میں جسقدر وحشی قومیں ہیں اُن میں کسی میں عورت کی پردہ کا رواج نہیں اور اونکی عورتیں جانتی بھی نہیں کہ پردہ یا لحاظ و شرم کیا چیز ہی؟ اور اوسکی ضرورت عورت کے واسطے ہی یا نہیں۔ بلکہ وہ عورتیں بالکل آزاد اور خود مختار ہوتی ہیں اور ہر جلسہ و ہر مجمع

مردوں کے ساتھ بے تکلف آتی جاتی ہیں پس اسکی خرابیاں جو وقوع میں آتی ہیں وہ ناگفتہ بہ ہیں اسلئے ہمارے ملک میں پردہ کا رواج جو قدیم سے برابر چلا آتا ہے ملک کی رسم و رواج اور مصلحت کے مطابق بہت ہی مناسب ہے اور جو لوگ بے پردگی کا رواج ڈالنے کے لئے کوشش کرتے ہیں وہ ضرور اسکے نتائج سے جو اس ملک کے دستور کی بدولت پیدا ہونگے محض ناواقف ہیں۔ گویا وہ اپنی عزت و آبرو کو داغ لگانا چاہتے ہیں۔ ایسے لوگوں سے جب کہا جاوے کہ وہ اس رواج کو اپنے ہی گھروں سے شروع کریں اور اپنی ماں بہن بہو کو باہر لائیں تو وہ اسکو ہرگز گوارا نہیں کرتے۔ پس بڑا تعجب ہے جو بات اونکو خود اپنے واسطے عیب معلوم ہوتی ہے اور دوسروں کے واسطے بڑے شوق اور جوش کے ساتھ پسند کرتے اور کوشش کرتے ہیں۔ ایسے لوگ تو بہت بیوقوف ہیں جو دوسروں کے کہنے سنے سے بلالحاظ کسی مصلحت کے عمل کرنا شروع کردیں۔ ہم لوگوں کے طریق اور عادات پیشتر ہی سے کچھ ایسے واقع ہوئے ہیں کہ جنکے واسطے پردہ کی بہت ضرورت ہے اور علاوہ اسکے ہمارے ملک میں پردہ کی بدولت شرم و حیا باقی ہے جو مقتضائے شرافت ہے اور یہ پردہ ہی ہے کہ جو عورتوں کی بے ہنری اور کم لیاقتی کو چھپائے اور اونکی خوبیوں کو بڑھائے ہوئے ہے۔

گورنمنٹ کے حقوق

منجملہ اوروں کے حق کے اپنی گورنمنٹ کا حق یعنے اس بادشاہ یا راجہ کے راج کا حق کہ جسکے وقت میں ہم پیدا ہوئے اور جسکی رعایا بنکے ہمنے آرام اور آسائشیں اوٹھائیں بہت بڑا ہے۔ اور یہ بات سب کو معلوم ہے کہ ہمارے ہندوستان کے بادشاہ اہل فرنگستان ہیں اور ہمارا بادشاہ معظم **جارج پنجم** ہے جو عدل و انصاف میں اپنی نظیر نہیں رکھتا۔ بہرحال کوئی بادشاہ ہو جب ہم اوسکی مہربانی سے چین اور آرام سے رہینگے اور جبکو ہمارے دکھ درد اور بہبودی و ترقی کا بہت بڑا خیال ہوگا تو ہمارا فرض ہے کہ ہم اوسکے تہ دل سے شکرگذار ہوں اور دعائیں دیں۔ اب غور کا مقام ہے کہ باوجودیکہ ہمارا بادشاہ مذہب عیسوی سے ہے اور ہمارا ہم مذہب نہیں ہے لیکن امور سلطنت میں اوسکے حکم اپنی رعایا کے واسطے بلالحاظ مذہب یکساں ہیں اور ہر قوم اور مذہب کو اپنے اپنے دستور و رواج کے موافق پوری آزادی حاصل ہے

اور جبکہ ہم اور بادشاہوں کے عہد حکومت کو اپنی انگریزی حکومت سے مقابلہ کرتے ہیں تو پہلے زمانہ کی رعایا پر بہت سی دقتیں اور تکلیفیں صاف ظاہر ہوتی ہیں۔ ہماری سرکار انگریزی نے وہ سب پہلی قباحتیں رفع کرکے بصرف کثیر اور بکوشش بلیغ جو آسان ذریعے آسائش کے بہم پہونچا دئے ہیں وہ ہر شخص کا دل جانتا ہے۔ مسافروں کے واسطے ریل کا جاری ہونا اور کاشتکاروں کے لئے نہروں اور تالابوں کا کھدوانا اور بنظر رفاہ عام اسکول اور مدرسوں کا جابجا کھولنا اور طرح طرح کی صنعت و حرفت کی تعلیم دینا ہماری حفاظت جان و مال کے غرض سے ہر موقع محل پر پولیس کا قایم کرنا اور داد و فریاد کے واسطے درعدالت عام طور پر کھولدینا اپنے عزیز و قریب کو خبر پہونچانیکی غرض سے تار۔ ڈاک کا باقاعدہ سلسلہ قایم کرنا اور علاوہ اِن کے اپنی رعایا کے حقوق قایم رکھکر فائدے کی غرض سے ہر شہر و قصبہ میں مدرسے۔ کتب خانے۔ شفاخانے۔ بمبے۔ کنوئیں سڑکیں۔ غرض آسائش کے جملہ ذریعہ اِس غرض اور مطلب کے لئے بہم پہونچائے ہیں کہ رعایا کو دقت و تکلیف نہ پہونچے۔ اور یہہ وہ ذریعے ہیں جو کسی بادشاہ کے زمانہ میں ہندوستان کو نصیب نہیں ہوئے۔ اور انہیں کی وجہ سے رعایا کو اسقدر ترقی حاصل ہوئی اور علاوہ اسکے غریبوں کی پرورش اور شریفوں کی قدردانی اس گورنمنٹ کا خاص منشا ہے اور ہر صورت سے ہمارا ہی فائدہ مقصود ہے چنانچہ ہماری ترقی اور بہبودی کے وہ آسان آسان ذریعے اور راستے کھولدئے ہیں کہ اگر اب بھی ہم اپنی پست ہمتی سے اپنے آپ کو چاہ ذلالت میں ڈال رکھیں تو ہماری محض بدنصیبی کی علامت ہے اور جو قوم بھی اِس گورنمنٹ سے فائدہ اوٹھاویگی وہ ہمیشہ کے لئے سربرآوردہ ہوسکتی ہے اس سے زیادہ بہتری اور کیا ہوگی کہ ہمارے حق میں کوئی دوسری گورنمنٹ کرسکتی ہے ہمکو ہرگز امید نہیں کہ دوسرے عہد حکومت میں غیر مذہب والوں کے ساتھہ اسقدر رعایت ہوسکے اور اسقدر حقوق قایم رہسکیں۔ پس اِس مہربانی اور عنایت کے عوض اپنی سرکار انگریزی کے جسقدر ہم شکرگذار ہوں تھوڑا ہے اسلئے ہمارا فرض ہے کہ اپنی ایسی ہر دلعزیز سرکار کے احسان کو فراموش نکرکے اوسکے نقصان کو اپنا نقصان اور اُسکے فائدے کو اپنا فائدہ تصور کریں اور درحقیقت مقتضائے شرافت بھی یہی

کہ اپنے محسن کے احسان کو کسی وقت میں نہ بھولے اور ضرورت کے وقت حتی الامکان اسکی مدد کرے۔ چنانچہ ۱۸۵۷ء کے غدر میں جس نے سرکار انگریزی کے سلوک اور احسانوں کی قدر کرکے خیر خواہی اور مدد کی آجتک سرسبز اور نیک نام ہوئے اور سرکار نے بھی انکے ساتھ کوئی موقع قدردانی اور عزت کا نہ اٹھا رکھا۔ پس ایسی گورنمنٹ کی بھبودی نہ چاہنا اپنی کمظرفی جتانا ہے۔

اے لڑکیو! اور اے ناظرین عورتو تمھارا فرض ہے کہ تم اپنی اولاد کے دلوں پر اپنی رعایا پرور سرکار کے احسان کے سکے شروع سے بٹھاؤ تاکہ جوان ہونے پر اپنی سرکار کے دل سے فرمانبردار اور بہی خواہ رہیں۔ جو اُن کے لئے ذریعہ آسائش اور آرام ہوگا اور تم بھی خود پایۂ تاجداری سلطنت کے واسطے دُعاگو رہو تاکہ تمھاری اولاد کی اور تمھاری باقی عمر بھی اسی طرح بیخوف وخطر چین سکھ کے ساتھ گذرے۔

قومی حقوق یہ وہ حقوق ہیں جو ہر شخص کو اپنی اپنی قوم ومذہب کے ساتھ قایم رکھنے چاہئیں اسکی ضرورت ہر قوم میں ہے۔ انہیں حقوق کے ادا کرنے کو **قومی ہمدردی** اور اتفاق کہتے ہیں۔ پس یاد رکھو کہ جس قوم ومذہب میں ہمدردی نہ ہوگی کبھی اتفاق واتحاد قایم نہیں رہ سکتا اور یہ اتفاق ایسی چیز ہے کہ اسکے باعث قوم میں ہر فرد بشر کے آرام وآسائش کے علاوہ باعث عزت اور وقعت ہے۔ برخلاف اسکے نااتفاقی کے نقصانات قومی حالت میں بہت ہی تکلیف دہ ہوا کرتے ہیں اور ایسی حالت میں دوسروں کی نظر میں کبھی وقعت نہیں ہوتی بلکہ غیر لوگ بے عزتی اور حقارت کی نگاہ سے دیکھا کرتے ہیں جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ قوم ذلیل وخوار ہوکر تباہی کی حد تک پہونچ جاتی ہے اور درحقیقت اگر غور کیا جاوے تو یہ حالت کیوں نہ ہو تاوقتیکہ اپنی کُنبہ اور برادری کے لوگ ایکدوسرے کی عزت اور قدر نہ کرینگے بلکہ ذلیل وخوار سمجھینگے تو غیروں کو اور بھی دلیری ہوگی اور اسطرح غالب آکر اپنے اگلے پچھلے خوب بدلے لیکر دل کے چھالے پھوڑینگے۔ **الغرض** اس نااتفاقی کے نتیجے زمانے کی رفتار کے موافق دن بدن اور بھی زیادہ ہوتے جایا کرتے ہیں۔ اسکی مثال صرف صرف اسقدر کافی ہوگی کہ ایک موٹی رسّی کو غور کرو اور اسکے باریک اور نازک ریشے

کہ اگر اونکو علیحدہ علیحدہ کرکے توڑا جائے تو ایک چھوٹا بچہ بہت آسانی سے توڑکر پھینک دیگا لیکن جب وہ آپسمیں ملکر ایک رسّی کی شکل میں بنجاتے ہیں تو اوس سے ہاتھی باندھکر بے بس کردئے جاتے ہیں۔ پس اتفاق اسی کے معنے ہیں کہ اسطرح مِل جاویں کہ ایک دوسرے کو چھوڑنا گوارا نہ کرے۔ اور یہی ہمدردی ہے۔ پس وہ کیا انسان ہے جسمیں قومی ہمدردی نہیں۔ چہ جائیکہ بعض بعض حیوانات میں بھی اسکا مادّہ موجود ہے اور جبکہ انسان اشرف المخلوقات کہلاتا ہے اور اوسمیں ہر طرح کی ترقی کا مادہ موجود ہے تو ضرور دوسری مخلوقات سے فوقیت ہونی چاہئے۔ ہر شخص اپنی قوم و مذہب میں ایک دوسرے سے توقع رکھتا ہے کہ ضرورت کے وقت کام آوے۔ نیکی نیک راہ و بدی پیش راہ جسطرح برتاؤ انسان دوسرے کے ساتھ کرے اپنے واسطے بھی اوسکے موافق امید رکھنی چاہئے ضرورت کا وقت ہر انسان کو پیش آیا کرتا ہے۔ خوشی کے وقت بھول جانا محض بیوقوفی کی علامت ہے ہم کو ہمدردی اور اتفاق کے بارہ میں ہمیشہ دوسری قوموں سے نظیر لینی چاہئے کہ وہ کس طرح ضرورت کے وقت ملکر ایک ہوجاتی ہیں اور اپنے دشمن پر غالب آتی ہیں۔ مبارک ہے وہ قوم کہ جسکے خورد و کلاں آپسمیں محبت اور اتفاق پر جان دیتے ہیں۔ درحقیقت ہمدردی و اتفاق وہی قابل اطمینان ہے جو اول اپنے گھر اور خاندان سے شروع ہو۔ کیونکہ اگر کسی درخت کی جڑ ہی نہیں پختہ ہوگی تو دیگر شاخوں کا کیا بھروسا ہوسکتا ہے۔ وہ کیا اتفاق اور ہمدردی ہے کہ اپنے خاندان سے تو جھگڑے فساد اور غیروں سے اتفاق و اتحاد۔ کیا یہ اتفاق قابل اعتماد ہے؟ نہیں۔ ہرگز نہیں۔ مثل مشہور ہے کہ "گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے" اپنوں کو چھوڑکر دوسروں سے کسی قسم کی توقع رکھنا عقلمندی نہیں بلکہ خام خیالی ہے۔ پس مناسب یہ ہے کہ سب سے پہلے اپنے عزیز و قریب جسقدر ہوں اور پھر کنبہ برادری اور قوم کے ساتھ طریقۂ اتفاق و ہمدردی قایم کرے اور وہ بھی صرف ظاہری ہی نہیں بلکہ دل سے ارادہ کرلیا جاوے کہ اُنکے ہر طرح کے دُکھ سکھ میں ضرورت کیوقت اپنی جان و مال سے کام آویں اونکی تکلیف رفع کرنے میں حتی المقدور مدد دیں۔ دونوں جہان کے خوش نصیب وہ لوگ ہیں کہ جنکے دست کریمانہ سے اپنی قوم کے غریب اور مصیبت زدہ یتیم و لاوارث پروریش پاکر اونکی جان و مال کو دعا دیتے ہیں

یاد رکھو کہ انسان کی کچھ بنیاد نہیں اور نہ اوسکی زندگی کا کسی وقت میں اطمینان ہوسکتا ہی اور اگرچہ یہ باتیں سب جانتے ہیں اور راتدن اپنی نظروں سے دیکھتے ہیں۔ تاہم بعض اوقات ایسے ایسے قصّے جھگڑے۔ حسد۔ بغض۔ دغابازی بے ایمانی یہ انسان کر بیٹھتا ہے۔ جیسے کہ اُسنے اِس دُنیا کا ٹھیکہ ہی لے لیا ہے اور کبھی مرنا ہی نہیں ہے۔ یہ کوئی عقلمندی تو نہیں ہی بلکہ ایک قسم کی حیوانیت ہی کیونکہ انسان کا کام ہے کہ دنیا کے نشیب و فراز کے مطابق کام کرے۔

زندگی تو صرف پانی کے ایک بُلبُلہ کی مانند ہے کہ ذرا ہوا تیز لگی فوراً مٹا دو۔ پس جب ایسی ناپائداری ہو تو پھر کیوں انسان دوسروں کی طرف سے بُرائی اپنے ذمہ لے اور نیکی چھوڑ کر کیوں بدی اختیار کرے۔ انسان نہیں رہتا۔ لیکن اوسکی عادت کے موافق اوسکے اتفاق و محبت کا برتاؤ دوسروں کے دلوں پر نقش رہتا ہے جو دونوں جہان میں بھلائی کا وسیلہ ہی پس اگر تمکو اپنی زندگی خوشی و راحت سے گذرانی ہے اور اپنے ساتھ نیکی لیجانی ہے تو ضرور ہے کہ جہانتک ہوسکے دوسروں کے ساتھ محبت و پیار سے پیش آؤ اونکی ہمدرد بنو اُن کے ساتھ سلوک کرو۔ تاکہ تمھاری عمر و دولت کو ترقی ہو۔

تیسرا باب

تعلیم

خطوط نویسی

یاد رکھو کہ جو الفاظ راتدن تمھاری تہذیب کی بول چال میں آتے ہیں اور ایسے لقب جنسے تم عظمت و تعظیم یا محبت و پیار سے گفتگو کرتی ہو اور جن سے مخاطب کا رتبہ ظاہر ہوتا ہے وہی القاب کہلاتے ہیں اور جب تم اپنے بڑوں کو سلام اور چھوٹوں کو دُعا دیتی ہو تو اوسکو آداب کہتے ہیں۔ اس زمانہ میں چونکہ لمبی چوڑی القاب و آداب لکھنے کا رواج نہیں رہا۔ اسلئے مختصر معمولی چند چند القاب و آداب بتلائے جاتے ہیں جو تمھارے لئے بہت کافی ہیں۔ اوّل تو مردوں میں بھی وہ طریقہ خط و کتابت کا جو پہلے رائج تھا بالکل معدوم ہوگیا اور آجکل چونکہ نئی روشنی کے لوگ تو بہت سیدھی سادھی بول چال خلاصہ مطلب پسند کرتے ہیں اور خصوصاً عورتوں کے واسطے تو بہت ہی سادی عبارت عام پسند سمجھی گئی ہے لھذا تم زیادہ بکھیڑے میں نہ پڑو۔ تمھاری کارروائی کیواسطے اسقدر مناسب ہے اِن کو غور سے پڑھ لینے کے بعد خوب یاد کرلو۔ تاکہ خط لکھنے کیوقت کتاب کی ضرورت نہ پڑے خط میں تین چیزیں شامل ہیں۔ القاب۔ آداب جو شروع میں بتلائے گئے۔ تیسرے مضمون یا مطلب جو خط میں لکھا جاوے۔ اسمیں صرف اتنا خیال رکھا جاوے کہ جو ضمیریں مخاطب کیواسطے استعمال کیجاویں وہ مکتوب الیہ یعنے جسکو خط لکھتے ہیں اوس کے رتبہ کے موافق ہوں جیسے بزرگوں اور برابر والوں کے واسطے لفظ "آپ" اور خُردوں کیواسطے لفظ "تم" جو تمام خط میں اپنے اپنے موقع پر ضرور آنے چاہئیں۔ اور سب سے آخر میں مکتوب منہ یعنے خط بھیجنے والے کا نام اور پتہ لکھنا ضروری ہے۔

بڑوں اور بزرگوں کے واسطے القاب و آداب

	"القاب"		"آداب"
۱	قبلۂ من	مدظلہٗ	آداب کے بعد عرض ہے
۲	جنابعالی		فدوی کی دست بستہ عرض ہے۔
۳	قبلہ وکعبہ	سلامتٗ	بعد آداب گذارش ہے۔
۴	خداوند نعمت	دام مجدکم	بعد آداب نیازمندانہ عرض کرتی ہوں
۵	جناب عمو لیفنا قبلہ	سلامتٗ	خدا آپکا سایہ ہم پر قایم رکھے
۶	مخدوم بندہ جناب ماموں صاحب		تسلیمات
۷	میری پیاری بہن		بعد سلام مدعا نگار ہوں
۸	مکرمہ معظمہ والدہ صاحبہ		تسلیم عرض کرتی ہوں
۹	جناب ہمشیرہ صاحبہ		سلامتی ذات کی خواہاں ہوں
۱۰	جناب بھائی صاحب قبلہ		بعد تسلیمات کے عرض ہے
۱۱	جناب مادر مہربان سلامتٗ		بعد ادائے مراسم فدویانہ کے عرض کرتی ہوں
۱۲	جناب استانی صاحبہ مکرمہ معظمہ دام اقبالہا		بعد ادائے آداب کے گذارش ہے۔

القاب و آداب جو بڑوں کی طرف سے چھوٹوں کو لکھے جاتے ہیں

۱	راحتِ جانِ من سلمہا	بعد دعائے درازی عمر واضح ہو
۲	برخوردار سعادت آثار جیتے رہو	خدا تمھاری عمر میں برکت دے
۳	نورچشمی طاہرہ بیگم خوش رہو	خدا کرے تو پھولوں کا سہرہ دیکھے
۴	میری لختِ جگر سلمہا	خدا تجھے موتیوں میں سفید اور سونے میں پیلا رکھے
۵	میری پیاری بیٹی ساجدہ خاتون	خدا تیرا سہاگ قایم رکھے
۶	میری بنو آمنہ جان	تمھیں خدا کی امان

۷	میری نورِ بصر	خدا تیری ہزاری عمر کرے
۸	عزیزہ آمنہ بیگم	خدا تمہیں سلامت رکھے۔ عمر دراز کرے
۹	میری ہمشیرہ صغیرہ جیتی رہو	دل سے دعا دیتی ہوں۔
۱۰	پیاری ہمشیرہ عزیزہ	زندہ اور خوش رہو۔ دعا صحت و سلامتی کے بعد
۱۱	برادر عزیز و افر تمیز سلامت	بعد دعائے درازی عمر و دولت کے معلوم ہو۔
۱۲	میری جگر	بعد اشتیاق دیدہ بوسی و درازی عمر کے واضح ہو

برابر والوں کے القاب و آداب

۱	آپا جان	خدا تمہیں خوش رکھے
۲	ہمشیرہ صاحبہ	سلام عرض کرتی ہوں۔
۳	بہن فیروزی بیگم	خدا تمہارے گھر کو آباد رکھے
۴	میری پیاری آپا	خدا تمہیں تندرست رکھے
۵	بی آپا جان	بعد سلام کے میری عرض یہ ہے
۶	بوا حسن آرا بیگم	خیر صلا۔ خیر و عافیت
۷	میری رنج و راحت کی شریک بہن	خدا تیرا گھر آباد رکھے
۸	میری رفیق بہن خوش رہو	خدا تمہارے بچوں کو خوش رکھے
۹	مہربان من	تسلیم
۱۰	میری پیاری بہن حسن آرا بیگم	بعد دعائے ترقی درجات واضح ہو
۱۱	میری عنایت فرما بوا اصغری بیگم	سلام نیاز کے بعد معلوم ہو۔
۱۲	ہمدرد دہمراز بہن جیتی رہو خوش رہو	بعد سلام مسنون و اظہار محبت کے ظاہر ہو

شوہر کے واسطے

۱	میرے سرتاج مدظلہٗ	بعد بعد آرزوے ملاقات عرض ہے۔

۲	باعث عزت وافتخار میرے سلامت	بعد اشتیاق دیدار فرحت آثار التماس ہے
۳	میرے محرم راز	بعد تمنائے ملاقات واضح ہو
۴	تسکین بخش خاطر مضطر	بعد سلام وعجز ونیاز عرض ہے
۵	میرے مالک میرے سردار	بعد آداب کے عرض کرتی ہوں
۶	میرے مونس وغمگسار سلامت	بعد ادائے مراسم فدویانہ تابعدار عرض کرتی ہے

خط کا مضمون ختم کرنے کے بعد مکتوب الیہ کے رتبہ اور مرتبہ کے موافق آداب لکھنا اکثر پسند کیا جاتا ہے جس سے ایک لیاقت ظاہر ہوتی ہے۔

بڑوں کے واسطے زیادہ حد ادب۔ زیادہ آداب نیاز باقی آداب

چھوٹوں کیواسطے زیادہ دعا۔ زیادہ دعائی صحت وسلامتی شوق دیدار

برابر والوں کیواسطے زیادہ سلام۔ والسلام۔ زیادہ اشتیاق ملاقات

شوہر کیواسطے زیادہ شوق ملاقات۔ زیادہ آداب نیاز زیادہ آرزوئے دیدار

اسکے بعد خط ختم ہوا اور جبکہ اپنا نام لکھنے لگو تو اس سے پہلے اپنے یعنی مکتوب منہ اور مکتوب الیہ کے درمیانی تعلق اور خصوصیت ظاہر کرنے کے واسطے مکتوب الیہ کے مرتبہ کے موافق الفاظ لکھکر خط بند کردو۔ مثلاً

بڑوں کے واسطے آپکی فرمانبردار بیٹی۔ رقیمۂ نیاز۔ راقم الحروف۔ تابعدار۔ قدمبوسی کی مشتاق

چھوٹوں کیواسطے تمھاری دعاگو۔ تمھاری بہی خواہ۔ تمہاری ترقی چاہنے والی بہن تمہاری صحت کی خواستگار۔

برابر والوں کے واسطے آپکی نیازمند۔ آپکی وفادار بہن۔ آپکی خیرخواہ مشتاق دیدار

شوہر کیواسطے آپکی تابعدار۔ آپکی لونڈی۔ نیازمند مشتاق ملاقات۔

یاد رکھو کہ خط لکھنا شروع کرنے سے پہلے شروع کنارہ کے پاس داہنی طرف پہلے اپنا مقام قیام اور تہ لکھو اور دوسری طرف یعنی بائیں جانب تاریخ دن وغیرہ ہونا چاہئے پھر نیچے

کیسقدر فاصلہ دیکر اوّل القاب اور پھر آداب لکھکر مضمون خط شروع کرو مگر خیال رہے کہ دوسروں کے خط کے نام اونکے مرتبہ کے موافق علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں جیسے بڑوں کے خط کو سرفراز نامہ نوازشنامہ۔ والا نامہ۔ نامۂ نامی۔ اور چھوٹوں کے خط کو محبت نامہ۔ مسرت نامہ۔ مژدہ صحت۔ نامۂ صحت خط اور برابر والوں کے خط کو عنایت نامہ۔ اخلاص نامہ۔ شفقت نامہ خط وغیرہ کہتے ہیں جو اپنے اپنے موقع پر آتے ہیں اور جو ضمیر مکتوب الیہ کے رتبہ کے موافق اوّل شروع سے استعمال کی جائے آخر تک وہی یا اُسی کے موافق آنا چاہئے جیسے بزرگوں کے واسطے لفظ آپ اور آنجناب وغیرہ اور خُردوں کے واسطے لفظ تم اور آنعزیز وغیرہ

لفافہ لکھنا لفافہ لکھنے کے واسطے اوّل مقام یعنی شہر یا قصبہ۔ پھر ضلع اوس شہر کا جہاں خط روانہ کرنا ہے۔ اسکے بعد محلہ جسمیں مکتوب الیہ کا گھر ہے۔ مکتوب الیہ کا نام لکھنے کے واسطے لفافہ پر بھی اوّل القاب استعمال کیا جاتا ہے جو مکتوب الیہ کے رتبہ کے موافق ہوتا ہے جیسے **بڑوں کے واسطے** بخدمت جناب۔ بعالیخدمت جناب۔ بخدمت شریف آنجناب فیضمآب وغیرہ نام سے پہلے اور پھر نام کے بعد دعائیہ کلمہ جیسے مدظلہٗ۔ دام ظلکم۔ دام مجدہٗ وغیرہ لکھکر مشرف باد۔ معزز باد لکھدو۔ جیسے بخدمت جناب بہائی محمد احمد صاحب قبلہ مدظلہٗ مشرف باد **چھوٹوں کے واسطے** بمطالعہ۔ بپاس خاطر۔ پاس آنعزیز۔ یا عزیزم۔ پاس برخوردار نورچشمی وغیرہ نام سے پہلے اور بعد دعائیہ کلمہ جیسے بعافیت باشند۔ سلّمہا۔ سلمہ اللہ تعالیٰ وغیرہ کے بعد مطالعہ نمایند۔ درآید۔ برسد۔ کے پہونچے وغیرہ۔ جیسے بپاس خاطر نورچشم میاں محمد طفیل سلمہ مطالعہ نمایند **برابر والوں کے واسطے** بخدمت مہربان۔ بخدمت دوست صادق۔ بنظر مہربان وغیرہ نام سے پہلے اور بعد کو دعائیہ کلمہ جیسے دام عنایتکم۔ دام الطافہا۔ سلمہ الرحمان وغیرہ بعدہٗ مشرف باد۔ برسد۔ جیسے بخدمت مہربان الہیہ دوست محمد صاحب پلیڈر دام الطافہا مشرف باد۔

نمونۂ خط

از امرتسر دروازہ رامباغ ۱۸۔ اپریل ۱۹۰۵ء یوم شنبہ

مکرمہ معظمہ والدہ صاحبہ۔ تسلیم عرض کرتی ہوں۔ عرصہ ہوا کہ کوئی نوازشنامہ وصول نہیں

ہوا۔ طبیعت متفکر رہتی ہے۔ عزیز محمد علی کی تحریر سے خیریت معلوم ہوکر کسیقدر اطمینان ہوگیا تھا لیکن بوجہ اسکے کہ چاروں طرف بیماری زور پکڑ رہی ہے تاوقتیکہ جلد جلد خیریت سے اطلاع نہ ملے طبیعت کو ہروقت تعلق رہتا ہے میرے خیال میں اگر جناب کو فرصت زیادہ نہ ہوتی ہو تو آنعزیز کو ہدایت ہو کہ بلاتاخیر خیر و عافیت سے جلد جلد اطلاع دیدیا کریں۔ باقی خیریت ہے۔

زیادہ حد ادب آپکی فرمانبردار بیٹی ساجدہ

نمونۂ لفافہ

مقام امروہہ ضلع مرادآباد محلہ قریشیاں

بپاس خاطر عزیزم میاں احمد علی سلمہ۔ درآید

حسابِ کتاب

امور خانہ داری کے سلیقہ میں سب سے زیادہ ضروری حساب کتاب ہے جو ہروقت کی کارروائی کے واسطے نہایت ضروری ہے۔ وہ صرف جمع۔ تفریق ضرب و تقسیم تک کافی ہوگا اور اگر اس سے زیادہ تم کو سیکھنے کا موقع ملجائے تو بہت بہتر ہے۔ کیونکہ پوری لیاقت اوسی وقت ہوتی ہے جبکہ تمام قاعدے حل ہوجاویں۔ پہاڑے ایسے چیز ہیں کہ ان سے رات دن کام پڑتا ہے۔ اسلئے یہ ضرور اچھی طرح یاد کرلو۔ چونکہ اس کتاب کو طول دینا منظور نہیں ہے اسلئے چند ضروری باتیں بتائی گئی ہیں جیسے ہندسہ۔ رقم۔ اور ان کے علامتیں جو تھوڑی محنت سے جلد آجاوینگی اور ہر چیز کے لکھنے میں آسانی ہوگی۔

پیسے اور آنوں کے لکھنے کا قاعدہ — سیر اور اُسکے جزو لکھنے کا قاعدہ

الفاظ میں	اردو	ہندی	الفاظ میں	اردو	ہندی	الفاظ میں	اردو	ہندی	الفاظ میں	اردو	ہندی
چھدام	۱/۲	۱ ع	سوا دو آنہ	۲ر	۱ ت	پاؤ چھٹانک	۱/۴ تولہ	۱ ع	ساڑھے چھ چھٹانک	۱/۲	۱ ت
دھیلا	۱ر۲	۱ ع	ڈھائی آنہ	۲ر	۱ ت	آدھی چھٹانک	۱/۸ تولہ	۱ ع	ڈھائی چھٹانک کم آدھ سیر	۱/۲	۱ ت
پیسہ	۱ر	۱ ت	پونے تین آنہ	۲ر	۱ ت	ایک چھٹانک	۱/۱۶ تولہ	۱ ع	آدھ سیر	۱/۲	۱ ع
دو پیسہ	۱ر	۱ ت	تین آنہ	۳ر	۱ ت	ڈیڑھ چھٹانک	۳/۳۲ تولہ	۱ ع	ڈھائی پاؤ	۲/۲	۱ ع
تین پیسہ	۱ر	۱ ت	سوا تین آنہ	۳ر	۱ ت	آدھ پاؤ	۱/۸	۱ ع	ڈھائی پاؤ	۲/۲	۱ ع
ایک آنہ	۱ر	۱ ت	ساڑھے تین آنہ	۳ر	۱ ت	تین چھٹانک	۳/۱۶	۱ ع	تین پاؤ	۳/۴	۱ ع
سوا آنہ	۱ر	۱ ت	پونے چار آنہ	۳ر	۱ ت	ساڑھے تین چھٹانک	۷/۳۲	۱ ع	ایک سیر	۱/۱	۱ ع
ڈیڑھ آنہ	۱ر	۱ ت	چار آنہ	۴ر	۱ ا	پاؤ سیر	۱/۴	۱ ع	پونے دو سیر	۱ر۳/۴	۱ ع
پونے دو آنہ	۱ر	۱ ت	سوا چار آنہ	۴ر	۱ ا	سوا پاؤ	۱/۴	۱ ع	دو سیر	۲/۲	۱ ع
دو آنہ	۲ر	۱ ت	ساڑھے چار آنہ	۴ر	۱ ا	ڈیڑھ پاؤ	۱/۴	۱ ع	پانچ سیر	۵/۱	۱ ع

ہندسہ وار رقم لکھنا

اردو ہندسہ	انگریزی ہندسہ	ہندی ہندسہ	رقم	اردو ہندسہ	انگریزی ہندسہ	ہندی ہندسہ	رقم	اردو ہندسہ	انگریزی ہندسہ	ہندی ہندسہ	رقم
۱	۱	۱	ایک	۸	۸	८	آٹھ	۱۵	15	५	پندرہ
۲	۲	२	دو	۹	۹	९	نو	۱۶	16	६	سولہ
۳	۳	३	تین	۱۰	۱۰	१०	دس	۱۷	17	७	سترہ
۴	۴	४	چار	۱۱	۱۱	११	گیارہ	۱۸	18	८	اٹھارہ
۵	۵	५	پانچ	۱۲	۱۲	१२	بارہ	۱۹	19	९	انیس
۶	۶	६	چھ	۱۳	13	१३	تیرہ	۲۰	20	२०	بیس
۷	۷	७	سات	۱۴	14	१४	چودہ				

۲۶	۲۶	۲۶	۴۶	۴۷	۶۸	۶۸	۸۹	۸۹	۸۹	۸۹	۶۸	۶۸	۴۷	۴۶	۲۶
۲۷	۲۷	۲۷	۴۸	۴۸	۶۹	۶۹	۹۰	۹۰	۹۰	۹۰	۶۹	۶۹	۴۸	۴۸	۲۷
۲۸	۲۸	۲۸	۴۹	۴۹	۷۰	۷۰	۹۱	۹۱	۹۱	۹۱	۷۰	۷۰	۴۹	۴۹	۲۸
۲۹	۲۹	۲۹	۵۰	۵۰	۷۱	۷۱	۹۲	۹۲	۹۲	۹۲	۷۱	۷۱	۵۰	۵۰	۲۹
۳۰	۳۰	۳۰	۵۱	۵۱	۷۲	۷۲	۹۳	۹۳	۹۳	۹۳	۷۲	۷۲	۵۱	۵۱	۳۰
۳۱	۳۱	۳۱	۵۲	۵۲	۷۳	۷۳	۹۴	۹۴	۹۴	۹۴	۷۳	۷۳	۵۲	۵۲	۳۱
۳۲	۳۲	۳۲	۵۳	۵۳	۷۴	۷۴	۹۵	۹۵	۹۵	۹۵	۷۴	۷۴	۵۳	۵۳	۳۲
۳۳	۳۳	۳۳	۵۴	۵۴	۷۵	۷۵	۹۶	۹۶	۹۶	۹۶	۷۵	۷۵	۵۴	۵۴	۳۳
۳۴	۳۴	۳۴	۵۵	۵۵	۷۶	۷۶	۹۷	۹۷	۹۷	۹۷	۷۶	۷۶	۵۵	۵۵	۳۴
۳۵	۳۵	۳۵	۵۶	۵۶	۷۷	۷۷	۹۸	۹۸	۹۸	۹۸	۷۷	۷۷	۵۶	۵۶	۳۵
۳۶	۳۶	۳۶	۵۷	۵۷	۷۸	۷۸	۹۹	۹۹	۹۹	۹۹	۷۸	۷۸	۵۷	۵۷	۳۶
۳۷	۳۷	۳۷	۵۸	۵۸	۷۹	۷۹	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۷۹	۷۹	۵۸	۵۸	۳۷
۳۸	۳۸	۳۸	۵۹	۵۹	۸۰	۸۰	۲۰۰	۲۰۰	۲۰۰	۲۰۰	۸۰	۸۰	۵۹	۵۹	۳۸
۳۹	۳۹	۳۹	۶۰	۶۰	۸۱	۸۱	۳۰۰	۳۰۰	۳۰۰	۳۰۰	۸۱	۸۱	۶۰	۶۰	۳۹
۴۰	۴۰	۴۰	۶۱	۶۱	۸۲	۸۲	۴۰۰	۴۰۰	۴۰۰	۴۰۰	۸۲	۸۲	۶۱	۶۱	۴۰
۴۱	۴۱	۴۱	۶۲	۶۲	۸۳	۸۳	۵۰۰	۵۰۰	۵۰۰	۵۰۰	۸۳	۸۳	۶۲	۶۲	۴۱
۴۲	۴۲	۴۲	۶۳	۶۳	۸۴	۸۴	۶۰۰	۶۰۰	۶۰۰	۶۰۰	۸۴	۸۴	۶۳	۶۳	۴۲
۴۳	۴۳	۴۳	۶۴	۶۴	۸۵	۸۵	۷۰۰	۷۰۰	۷۰۰	۷۰۰	۸۵	۸۵	۶۴	۶۴	۴۳
۴۴	۴۴	۴۴	۶۵	۶۵	۸۶	۸۶	۸۰۰	۸۰۰	۸۰۰	۸۰۰	۸۶	۸۶	۶۵	۶۵	۴۴
۴۵	۴۵	۴۵	۶۶	۶۶	۸۷	۸۷	۹۰۰	۹۰۰	۹۰۰	۹۰۰	۸۷	۸۷	۶۶	۶۶	۴۵
۴۶	۴۶	۴۶	۶۷	۶۷	۸۸	۸۸	۱۰۰۰	۱۰۰۰	۱۰۰۰	۱۰۰۰	۸۸	۸۸	۶۷	۶۷	۴۶

اردو ہندسہ	انگریزی ہندسہ	ہندی ہندسہ	رقم
۲۰۰۰	2000	۲۰۰۰	عـــ ررر
۳۰۰۰	3000	۳۰۰۰	ســـ ررر
۴۰۰۰	4000	۴۰۰۰	للعـــ ررر
۵۰۰۰	5000	۵۰۰۰	صـــ ررر
۶۰۰۰	6000	۶۰۰۰	ســـ ررر
۷۰۰۰	7000	۷۰۰۰	معـــ ررر
۸۰۰۰	8000	۸۰۰۰	ہـــ ررر
۹۰۰۰	9000	۹۰۰۰	لعـــ ررر
۱۰۰۰۰	10000	۱۰۰۰۰	ـــ ررر
۲۰۰۰۰	20000	۲۰۰۰۰	عـــ ررر
۳۰۰۰۰	30000	۳۰۰۰۰	ســـ ررر
۴۰۰۰۰	40000	۴۰۰۰۰	للعـــ ررر
۵۰۰۰۰	50000	۵۰۰۰۰	صـــ ررر
۶۰۰۰۰	60000	۶۰۰۰۰	ســـ ررر
۷۰۰۰۰	70000	۷۰۰۰۰	معـــ ررر
۸۰۰۰۰	80000	۸۰۰۰۰	ہـــ ررر
۹۰۰۰۰	90000	۹۰۰۰۰	لعـــ ررر
۱۰۰۰۰۰	100000	۱۰۰۰۰۰	ایک لکھ

ہندوستانی سکہ

۳ پائی کا ایک انگریزی پیسہ یا پولی یعنی ۱ پاولی آنہ
۱۲ پائی کا یا ۴ انگریزی پیسے ایک آنہ
۱۶ کا چار چونی یا ۱ دُانّی کا ایک روپیہ
۱۵ روپیہ کی ایک انگریزی اشرفی گنو یا سارن ۱ پونڈ

انگریزی سکہ

۴ فارونگ = ایک پنی یا پنس
۱۲ پنس = ایک شلنگ جو قریب بارہ آنہ کی ہوتا ہے
۲۰ شلنگ = ایک پونڈ جو پندرہ روپیہ کا ہوتا ہے
(نوٹ) پونڈ کو ہندوستان میں انگریزی اشرفی کہتے ہیں۔

وزن ہندوستانی	وزن انگریزی
۸ خشخاش - ۱ چاول	۶ ڈرام - ۱ اونس
۸ چاول - ۱ رتی	۱۶ اونس ۱ پونڈ
۸ رتی - ۱ ماشہ	۱۴ پونڈ - ۱ اسٹون
۱۲ ماشہ - ۱ تولہ	ایک اسٹون یا ۲۸ پونڈ ۱ کوارٹر
۵ تولہ - ۱ چھٹانک خام	۱۴ کوارٹر - ۱ ہنڈرویٹ
۶ ۱/۴ تولہ - ۱ چھٹانک پختہ	۲۰ ہنڈرویٹ - ۱ ٹن
۱۶ چھٹانک - ۱ سیر	(نوٹ) ایک اونس ڈھائی تولہ کا ہوتا ہے
۴۰ سیر - ۱ دھون	" " " "
۴۰ سیر - ۱ من	" " " "
۳ من - ۱ پلّہ	" " " "

ہندوستانی پیمانہ	انگریزی پیمانہ
۸ جو - ۱ انگل	۳ گڑی جو - ۱ انچہ
۳ انگل - ۱ گرہ	۱۲ انچہ - ۱ فٹ
۴ گرہ - ۱ بالشت	۳ فٹ - ۱ گز
۴ بالشت - ۱ ہاتھ	۱ ۱/۲ گز - ۱ پول
۲ ہاتھ یا ۱۶ گرہ - ۱ گز	۴۰ پول - ۱ فرلانگ
۱۷۶۰ گز - ۱ میل	۸ فرلانگ - ۱ میل
" " " "	

۱ ایکڑ میں ۴۸۴۰ گز ہوتے ہیں

انگریزی پیمایش سطح

۳۳ - انچہ = ایک گز ہندوستانی پیمائش

۳ گز = ایک گٹھہ

۲۰ گٹھہ = ایک جریب

(نوٹ) ۵۵ انگریزی گز یا ۶۰ ہندوستانی گز کی ایک جریب ہوتی ہے

اوقات کی تقسیم ہندوستانی طور پر

۶۰ ثانیہ = الحمہ

۶۰ لحمہ = ۱ گھنٹہ

۳ گھنٹہ = ۱ پہر

۲۴ گھنٹہ یا ۸ پہر = ۱ دن رات

۳۰ دن رات = ۱ مہینہ

بارہ مہینے یا ۳۶۰ دن = ۱ سال

ہندوستانی عطاروں کے اوزان

۶ رتی = ۱ دانگ

۳ ماشہ = ۱ درم

۴۰ ماشہ = ۱ شقال

۴ ماشہ = ۱ درام

انگریزی عطاروں کے اوزان

۲۰ گرین = ۱ سکروپل

۳ سکروپل = ۱ ڈرام

۸ ڈرام = ۱ اونس

۱۲ اونس = ۱ پونڈ

ہندوستانی پیمایش سطح

۲۰ - الوانسی = ۱ کچوانسی

۲۰ کچوانسی = ۱ بسوانسی

۲۰ بسوانسی = ۱ بسوہ

۲۰ بسوہ = ۱ بیگہ

۳۲ بیگہ = ۱ ایکڑ

(نوٹ) ایک گٹھہ طول اور ایک گٹھہ عرض میں جو سطح آتی ہے اسکو بسوانسی کہتے ہیں

اوقات کی تقسیم انگریزی طور پر

۶۰ سیکنڈ = ۱ منٹ

۶۰ منٹ = ۱ گھنٹہ

۲۴ گھنٹہ = ۱ دن رات

۷ دن رات = ۱ ہفتہ

۳۰ دن رات یا ۴ ہفتہ = ۱ مہینہ

۱۲ مہینے یا ۳۶۵ دن = ۱ سال انگریزی

یاد کرنے کے قابل پہاڑے

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰
۲	۴	۶	۸	۱۰	۱۲	۱۴	۱۶	۱۸	۲۰
۳	۶	۹	۱۲	۱۵	۱۸	۲۱	۲۴	۲۷	۳۰
۴	۸	۱۲	۱۶	۲۰	۲۴	۲۸	۳۲	۳۶	۴۰
۵	۱۰	۱۵	۲۰	۲۵	۳۰	۳۵	۴۰	۴۵	۵۰
۶	۱۲	۱۸	۲۴	۳۰	۳۶	۴۲	۴۸	۵۴	۶۰
۷	۱۴	۲۱	۲۸	۳۵	۴۲	۴۹	۵۶	۶۳	۷۰
۸	۱۶	۲۴	۳۲	۴۰	۴۸	۵۶	۶۴	۷۲	۸۰
۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰	۱۰۰

پون - سوا - ڈیڑھ - ڈہائی

۱	۱/۴	۱/۲	۰۱	۰۲
۲	۰۱	۰۲	۳	۵
۳	۲/۴	۰۳	۰۴	۰۷
۴	۳	۵	۶	۱۰
۵	۳/۴	۶/۴	۰۷	۰۱۲
۶	۰۴	۰۷	۹	۱۵
۷	۵/۴	۰۸/۴	۰۱۰	۰۱۷
۸	۶	۱۰	۱۲	۲۰
۹	۶/۴	۱۱/۴	۰۱۳	۲۲
۱۰	۰۷	۰۱۲	۱۵	۲۵

واضح ہو کہ گز کو درعہ کہتے ہیں جسقدر گز لکھنے منظور ہوں ہندسہ ہی لکھکر نقطہ دے لگا دو اور گز کی علامت یہ ہے جیسے ۵ درعہ جبکہ من لکھنا منظور ہو تو ڈہائی سے پہلے نقطہ من اور سیر کیواسطے نقطہ نا لکھا جاتا ہے لیکن ڈہائی آجائے تو من کی مثل بدلجاتی ہے جیسے ۱۸ بیگہ اور اوسکی کسر لکھنی ہو

تو اسطرح لکھو جیسے وغیرہ وغیرہ

ضروری حساب کے گُر ۱۔ **تولہ کی قیمت سے رتی کی قیمت معلوم کرنا** جتنے روپیہ کی تولہ بھر کوئی چیز ہو اوتنے ہی آنے کی ۱۲ رتی یعنی پون ماشہ ہوگی جیسے آٹھ روپے تولہ تو آٹھ آنہ کی ۱۲ رتی ہوئی۔

۲۔ **تولہ کی قیمت سے ایک ماشہ کی قیمت معلوم کرنا**۔ **پہلا قاعدہ** جتنے روپے تولہ کی کوئی چیز ہو اوتنے ٹکے ماشہ کی قیمت جانو اور بارہ ٹکے نی روپیہ فرض کر کے حساب لگاؤ۔ **دوسرا قاعدہ**۔ جتنے روپے تولہ کی قیمت میں ہوں اوسقدر آنے اور اوسکی تہائی اور ملاکر ماشہ کی قیمت آنے سمجھو۔ جیسے پندرہ روپے تولہ اگر سونا ہو تو ایک ماشہ کی قیمت اسطرح معلوم کرو کہ پندرہ کی تہائی پانچ پندرہ آنوں میں اور ملائی تو بیس آنے یعنے ۱½ ماشہ کی قیمت ہوئی۔ اگر سولہ یا سترہ روپے ہو تو سولہ کی تہائی پانچ آنے چار پائی ہوئی لھذا ۱½ ماشہ ۴ پائی اور ۱ ماشہ ۸ پائی ہوئی۔ اگر قیمت میں کسر روپیہ کی ہو تو نی آنہ ایک پائی سمجھو جیسے اگر معمولہ تولہ کی قیمت ہے تو ماشہ کی قیمت ۱½ ہوئی۔

۳۔ **ماشہ کی قیمت سے تولہ کی قیمت معلوم کرنا**۔ ایک ماشہ کی قیمت میں جسقدر پائیاں ہوں تولہ کی قیمت میں اوسقدر آنے سمجھو جیسے ایک ماشہ کی قیمت اگر چار آنے یعنے ۴۸ پائی ہے تو ایک تولہ کی قیمت ۴۸ آنے یعنے تین سے ۳ روپیہ ہوئی۔

۴۔ **ایکروپیہ جتنے ماشے کوئی چیز ہو تو بارہ روپیہ کی اوتنے ہی تولی ہوگی** جیسے ایک روپیہ کی چودہ ماشہ تو بارہ روپیہ کی ۱۴ تولہ ہوئی۔

۵۔ **ماشہ کی قیمت سے رتی کی قیمت معلوم کرنا**۔ ایکماشہ کی قیمت میں جسقدر روپے ہوں اوسے دونا کرے اور نی روپیہ ایک آنہ کے حساب سے قیمت رتی کی شمار کرے جیسے فیماشہ ایکروپیہ قیمت ہے تو رتی کی قیمت ۲ ہوئی اگر بارہ آنہ قیمت ہو تو چند ڈیڑھ روپیہ ہوا اسلئے نی روپیہ ایک آنہ کے حساب سے ۱½ قیمت ہوئی۔

۶۔ **رتی کی قیمت سے تولہ کی قیمت معلوم کرنا**۔ ایک رتی کی قیمت میں جسقدر آنے ہوں اوتنکو چھ گنا کر کے تولہ کی قیمت کے روپیہ سمجھو جیسے اگر رتی کی قیمت ۲ ہو تو تولہ کی قیمت ۱۲ ہوئی

لہ حصے اگر نی روپے تولہ ہے تو نی ٹکے کی روپیہ بارہ ٹکے کے حساب سے ایکماشہ کی قیمت چار آنہ ہوئی۔

۷۔ تولہ کی قیمت سے رتی کی قیمت معلوم کرنا۔ تولہ کی قیمت میں جسقدر روپے ہوں اُن سے دوگنی پائیاں۔ اگر آنے بھی ہوں تو اونکا آٹھواں حصہ پائیاں اور جمع کرکے رتی کی قیمت شمار کرو جیسے اگر ۵ تولہ کی کوئی چیز ہو تو روپوں کا دوچند ۸ پائیاں جنکے چار آنے ہوئے اور آنوں کا آٹھواں حصہ ایک پائی ہوئی اسلئے قیمت ایک رتی ۴ ر ایک پائی ہوئی۔

۸۔ ایک پیسہ کے جتنے گنڈے چھدام کی اتنی ہی کوڑیاں ہونگی۔ جیسے ایک پیسہ کے ۱۶ گنڈے تو چھدام کے ۱۶ کوڑی۔

۹ ایک روپیہ کے جتنے ٹکے ہونگے ایک آنہ کے اتنی ہی ادھیاں ہوتی ہیں جیسے ایک روپیہ کے ۶۴ ٹکے تو ایک آنہ کی ۶۴ ہی ادھیاں ہونگی۔

۱۰۔ ایکروپیہ کی جتنی سیر کوئی چیز ہو تو ایک آنہ کی اوتنی ہی چھٹانک ہونگے جیسے ایکروپیہ کے گیہوں بارہ سیر ملتے ہیں تو ایک آنہ کے بارہ چھٹانک یعنے تین پاؤ ہونگے۔

۱۱۔ ایک چھٹانک کی قیمت جتنے آنے ہوں تو ایک سیر کی قیمت اتنے ہی روپے ہونگے۔ جیسے ایک چھٹانک گھی کی قیمت دو آنہ ہے تو ایک سیر کی دو روپیہ ہونگے۔

۱۲۔ جتنے روپوں کے ایک سیر ہو اوتنے ہی آنوں کی ایک چھٹانک ہوگی جیسے ایک مٹھائی کی قیمت دو روپیہ سیر ہے تو ایک چھٹانک دو آنہ کی ہوگی۔

۱۳۔ ایک آنہ کی جتنی چھٹانک ہو ایک روپیہ کی اتنی ہی سیر ہوگی۔ جیسے ایک آنہ کی چھ چھٹانک تو ایک روپیہ کے چھ سیر ہوگی۔

۱۴۔ ایک من جتنے روپے کی کوئی چیز ہو اتنے ہی آنے کی ڈھائی سیر ہوگی۔ جیسے چار روپے کی ایک من تو چار آنہ کی ڈھائی سیر ہوئی۔

۱۵۔ جتنے آنہ ڈھائی سیر کی قیمت ہو تو اوتنے ہی روپے من کی قیمت ہونگے جیسے اگر دو آنہ کی ڈھائی سیر کوئی چیز بکتی ہے تو من کی قیمت دو روپے ہوگی۔

۱۶۔ ایکروپیہ کی جتنی پسیری کوئی چیز ہو تو آٹھ روپے کی اتنی من ہوگی جیسے گیہوں ایکروپیہ کے تین پسیری بکتے ہیں تو آٹھ روپیہ کے تین من ہونگے۔

۱۷۔ ایک روپیہ کے جتنے من ایک آنہ کے اتنے ہی ڈھائی سیر
جیسے ایک روپیہ کے ۴ من تو ایک آنہ کی دو ڈھیاں یعنی پانچ سیر

۱۸۔ ایکروپیہ کے جتنے سیر پانچ روپیہ کی اتنی ہی پنسیری یا ڈھیاں
جیسے ایکروپیہ کے تین سیر تو پانچ روپیہ کی ۳ ڈھڑی یعنی ۱۵ سیر ہوئے۔

۱۹۔ جتنے آنے ایک سیر کی قیمت ہو اوسکے ڈھائی گنے روپے ایک من کی ہوگی۔ جیسے اگر دو آنے سیر ایک چیز ہو تو ڈھائی گنا پانچ ہوئے اسلئے پانچ روپیہ من قیمت ہوگی یا یوں سمجھو کہ جو چیز ایک آنے سیر ہوگی تو اوسکے من کی قیمت ڈھائی روپیہ ہوگی ہمیشہ فی من ایک آنہ کا حساب لگاؤ یعنے جسقدر آنے قیمت میں ہوں اوسقدر ڈھائی آنے فی آنہ کے حساب سے زیادہ ہوجائینگے اگر دو پیسے ہوں تو اوسی حساب سے سوا روپیہ اگر ایک پیسہ ہو تو دس آنے فی من زیادہ کرنا چاہئے۔ جیسے ایک چیز ۱۴ سیر ہے تو اوسکے من کی قیمت یوں لگاؤ فی آنے ڈھائی روپیہ کے حساب سے کہ چار آنہ کے دس روپیہ اور دو پیسے کا سوا روپیہ اور ایک پیسہ کے دس آنے۔ پس کل جمع کرکے قیمت فی من کی ۱۴ ہوئی۔

۲۰۔ ایک روپیہ کے جتنے سیر کوئی چیز ہو چالیس روپے کی اوتنی ہی من ہوگی۔ جیسے ایکروپیہ کا پانچ سیر تو چالیس روپے کا پانچ من ہوگا۔

۲۱۔ جتنے روپیہ فی گز کپڑا ہو اتنے ہی آنے ایک گرہ کی قیمت ہوگی
جیسے ایک کپڑا دو روپے گز ہے تو ایک گرہ کی قیمت دو آنے ہوگی۔

۲۲۔ جتنے آنے ایک گرہ کی قیمت ہو تو اوتنے روپے ایک گز کی ہونگی
جیسے ایک کپڑا تین آنے کو گرہ بھر ملتا ہے تو وہ کپڑا تین روپے گز ہوگا۔

۲۳۔ جتنی گرہ ایک آنہ میں آتا ہو اوتنے گز ایک روپیہ کا ملیگا۔
جیسے ایک آنہ کا چار گرہ ملا تو ایک روپیہ کا چار گز ملے گا۔

۲۴۔ جتنی گرہ ایک پیسہ کا ملتا ہو اوس سے چوگنا گز ایک روپیہ کا ہوگا۔
جیسے ایک پیسہ میں دو گرہ کپڑا ملتا ہے تو ایک روپیہ کا آٹھ گز ہوگا

۲۵۔ جتنی آنے ایک گز کی قیمت ہونگی اوتنی دفعہ ایک گرہ کی ہونگی

جیسے ایک گز کی قیمت دو آنے ہے تو ایک گرہ کی قیمت دو دمڑی ہوگی۔

۲۶۔ اگر کوئی روزانہ خرچ کی جنس کی تعداد ماہواری معلوم کرنی ہو تو چاہیئے کہ جتنے سیر روزانہ خرچ ہوتا ہو اسکا پون کرلے تو وہی تعداد منوں کی ماہواری ہوگی جیسے ہر روز تین سیر آٹا خرچ ہوتا ہے تو تین کا پون سوا دو ہوئے۔ پس ایکماہ میں سوا دو من آٹا خرچ ہوگا۔ اگر سال بھر کا خرچ معلوم کرنا منظور ہو تو روزانہ خرچ کی تعداد کو نو سے ضرب کرکے حاصل ضرب کو من سمجھے۔ جیسے اگر تین سیر روزانہ خرچ ہے تو نو سے ضرب دیکر ستائیس حاصل ضرب ہوئے۔ پس ستائیس من سالانہ خرچ ہے۔

۲۷۔ اگر روزانہ آنوں کی آمدنی سے ماہواری روپوں کا حساب لگانا ہو تو جتنے آنے روز ملتا ہو ان کو دونا کرکے روپیہ قرار دے اور فی روپیہ ایک آنہ کے حساب سے نکالدے جیسے چار آنہ روز ملتا ہے تو چار کا دونا آٹھ روپے ہوئے فی روپیہ ایک آنہ نکال دینا چاہیئے تو باقی ساڑھے سات روپے رہے۔ یہی ماہواری ہوگا یا یوں معلوم کرے کہ آنوں کے چار حصے کرکے ایک حصہ دور کرے باقی تین حصہ کو اڑھائی میں ضرب دیکر حاصل ضرب کو روپیہ جانے جیسے چار آنہ روز ملتا ہے چوتھا دور کیا تو تین آنے ہوئے۔ تین آخر کو اڑھائی میں ضرب دیا تو ساڑھے سات روپیہ حاصل ہوئے۔

۲۸۔ ماہواری روپوں سے اگر روزانہ کا حساب معلوم کرنا ہو تو جسقدر مہینے کے روپے ہوں تو اوتنی ہی ادھیاں ایکدن کی سمجھ لے اور پندرہ آنے کا روپیہ فرض کرلے جیسے تیس روپے ماہوار کے حساب سے فی روز بارہ ادھنیاں یعنے چھ آنے ہوئے تین دن کے اٹھارہ آنے جسکے پندرہ آنے کے حساب سے ایک روپیہ سوا تین آنے ہوئے۔

یا یوں معلوم کرلے کہ جتنے روپے ماہوار ہو فی روپیہ ایک ادھنی اور دو دام جمع کرکے روزانہ نکال لے وے اور ایک آنہ کے ساٹھ دام فرض کرلے جیسے ماہوار تیس تو پندرہ ادھنیاں اور تیس دام ہوئی جسکے آٹھ آنے روز ہوئے۔

۲۹۔ اگر ایک بیگہ کے لگان سے بسوہ کا معلوم کرنا ہو تو جتنے آنہ بیگہ ہو

اوتنے دام بسوہ کے جانو۔ جیسے فی بیگہ ۲ سیر ہے تو ۵۰ آنہ ہوئے۔ ایک آنہ کے بیس دام کے حساب سے ۱۰۰۰ فی بسوہ ہوا۔

۳۰۔ اگر بیگہ کی پیداوار اناج کے حساب سے بسوہ کا معلوم کرنا ہو تو جتنے من فی بیگہ ہو اوسکو دونا کرو اُتنے ہی سیر بسوہ کے ہونگے جیسے فی بیگہ پانچ من پیداوار ہے تو فی بسوہ دس سیر ہوگی۔ اسیطرح جتنے سیر بسوہ کی پیداوار ہو اوسکو نصف کرو وہی تعداد من فی بیگہ ہوگی جیسے فی بسوہ ۱۰ سیر تو فی بیگہ ۵ من۔

انگریزی مہینوں کے نام

چونکہ انگریزی مہینوں کے دن معین ہیں اسلئے ہر مہینے کے نیچے اُن کے دن کی تعداد بھی لکھدی جاتی ہے۔

جنوری	فروری	مارچ	اپریل	مئی	جون	جولائی	اگست	ستمبر	اکتوبر	نومبر	دسمبر
۳۱	۲۸	۳۱	۳۰	۳۱	۳۰	۳۱	۳۱	۳۰	۳۱	۳۰	۳۱

مگر ہر چوتھے سال فروری کا مہینہ ۲۹ دن کا عام طور پر مانا جاتا ہے یہ بلحاظ شمسی سال ہوتا ہے۔

عربی مہینوں کے نام

محرم صفر ربیع الاول ربیع الثانی جمادی الاول جمادی الثانی رجب شعبان رمضان شوال ذی قعدہ ذی الحجہ

قمری مہینہ میں ہر مہینہ رویت ہلال سے شروع ہوتا ہے اور سال قمری کہلاتا ہے۔

بارہ مہینوں کے نام جو عورتوں میں مروج ہیں

دسہرے کا چاند۔ تیزی بارہ وفات میراں جی شاہ مدار خواجہ معین الدین مریم روزہ شبرات رمضان عید خالی بقرعید

ہندی مہینوں کے نام آساڑہ۔ ساون۔ بھادوں۔ کنوار۔ کاتک
اگہن۔ پوس۔ ماگھ۔ پھاگن۔ چیت۔ بیساکھ
جیٹھ } ہر تیسرے سال ایک مہینہ لونڈکا مانا جاتا ہے تاکہ سال شمسی پورا ہوجاوے

فارسی مہینوں کے نام فروردین۔ اردی بہشت۔ خورداد۔ سرمرداد
شہر پور۔ مہر۔ آبان۔ آذر۔ دے۔ بہمن۔ اسفندیار

نام کے عدد نکالنا

واضح ہو کہ عربی۔ فارسی۔ اور اردو میں حروف کے عدد مقرر ہیں۔ نام کے حروف کے عدد جمع کر لینے سے سال کے سنہ وغیرہ نکل آتے ہیں اسطرح تلاش کر کے جو نام کسی انسان۔ مکان۔ یا کتاب وغیرہ کا رکھتے ہیں اسکو تاریخی نام کہتے ہیں۔ اس قاعدہ کو آٹھ لفظ مقرر ہیں جن کے حروف شمار کے لحاظ سے ترتیب وار ہیں۔ وہ یہ ہیں۔
ابجد۔ ہوز۔ حطی۔ کلمن۔ سعفص۔ قرشت۔ ثخذ۔ ضظغ۔ ان الفاظ کے حروف میں اعداد کا شمار اسطرح ہے۔ الف۔ ب۔ ج۔ د۔ ہ۔ و۔ ز۔ ح۔ ط
ی۔ ک۔ ل۔ م۔ ن۔ س۔ ع۔ ف۔ ص۔ ق۔ ر۔ ش۔ ت۔ ث۔
خ۔ ذ۔ ض۔ ظ۔ غ۔ اب اگر کسی نام کے عدد جمع کرنے سے کسی سال کے سنہ وغیرہ نکل آویں یا اول ہی سوچکر ایسا نام رکھا گیا ہو کہ جس سے سنہ پیدائش یا واقعہ معلوم ہوجاوے جیسے اگر اکبری خاتون کے حروف کے عدد علیحدہ علیحدہ نکال کر جمع کریں تو ۱۲۹۰ نکلتے ہیں۔ پس اگر سنہ ۱۲۹۰ ہجری میں ایک لڑکی "اکبری خاتون" پیدا ہوئی ہے تو اوسکا نام تاریخی ہے یعنے اوسکے نام سے سنہ پیدائش پیدا ہوتا ہے لہذا اُس عورت کی عمر سال حال یعنی سنہ ۱۳۳۲ھ تک ۴۲ سال ہجری ہے۔ اسی قاعدہ کے رو سے بطور یادداشت اکثر چیزوں کے نام رکھے جاتے ہیں۔

چوتھا باب

"ہُنر آموزی"

ہُنر دنیا میں سب سے زیادہ قابل قدر چیز ہے۔ ہُنر سیکھنا گویا ہر دلعزیز ہونا ہے ہُنرمند آدمی خواہ کیسا ہی مُفلس کیوں نہ ہو جائے کبھی دوسرے کا محتاج نہیں رہ سکتا اسکی قدر کرنا بڑی عقل کا کام ہے دُور اندیش وہی لوگ ہیں جو اپنے وقت کو بیکار ضائع نہیں کرتے بلکہ اُن مفید کاموں میں صرف کرتے ہیں جو اونکی آئندہ زندگی میں وقت بیوقت فائدہ پہنچاتے ہیں۔ یہ بھی خیال رکھنا چاہئے کہ دُنیا میں کسی ہنر کا سیکھنا عیب نہیں ہے بڑے بڑے اوتاروں اور پیغمبروں نے وہ وہ کام کئے ہیں جو ہماری نظروں میں کچھ وقعت نہیں رکھتے مگر یہ ہماری سراسر غلطی ہے ہمکو اِن کی پیروی فخر سمجھنا چاہئے۔ تمکو لکھنے پڑھنے کیساتھ ساتھ ہی سینے پرونے و کھانا پکانے کی طرف بھی متوجہ رہنا چاہئے اسکے لئے بھی ایک وقت مقرر کر دیکیونکہ دُنیا میں رہکر اِن سے ناواقف رہنا دوسروں کا محتاج ہونا ہے جو ہمیشہ باعث تکلیف ہے اور اِن سب چیزوں کے سیکھنے کا سب سے عمدہ یہی وقت ہے وہ اِس وجہ سے کہ اس وقت تمکو سوائے کھانے اور کھیلنے کے اور کوئی فکر نہیں اور سب فکریں تمہارے والدین کے متعلق ہیں لہذا جسقدر ہنر تم اِسوقت میں حاصل کرلوگی وہ تمہارے لئے کسی وقت میں بہت کارآمد ہوگا ورنہ پھر حاصل کرنا دُشوار ہی ہر کام کا ایک وقت مقرر ہے۔

سینا پرونا

سینے پرونے کے واسطے کپڑوں کا جسم کے موافق تراشنا سب سے زیادہ مشکل اور ضروری کام ہے کیونکہ اسکے بغیر سینا خواہ کتنا ہی عمدہ ہو بیکار ہے۔ اِسواسطے ضرور ہے کہ جب تم سینے پرونے میں کسیقدر

مہارت حاصل کرلو تو سینے سے پہلے کپڑے کو اچھی طرح غور کرکے جانچ لو اور دیکھو کہ کس طور سے اوسکو قطع کرنا چاہیئے اسلیئے اول نمونہ اپنے سامنے رکھکر غور کرلو اور پھر اُسکے مطابق اسطرح تراشو کہ کپڑا زیادہ خراب بھی نہ ہووے اور نمونہ سے کم و بیش بھی نہو جائے یاد رکھو کہ کپڑے کی تراش خوش وضع ہونے سے کپڑے کی حیثیت بڑھ جاتی ہے۔

اِس میں اچھی طرح مشق پیدا کرلینا اپنی لیاقت کا ثبوت دینا ہے۔ چونکہ پہلے پہلے ہر کام مشکل معلوم ہوتا ہے اِسلیئے تمہیں بھی ذرا دشواری معلوم ہوگی اور دوسروں کے مقابلہ میں موٹی اور بھدّی سلائی دیکھکر دل اوکتائیگا۔ لیکن اگر تم ذرا بھی غور کے ساتھہ دل لگاکر کام کرنے لگوگی تو رفتہ رفتہ تم درزیوں کے بھی کان کترنے لگوگی بلکہ اونکی اُستاد ہوجاؤگی۔ اِس کام کے واسطے نوکدار باریک اور موٹی سوئیاں۔ پکّی پیچک اوگلی کی حفاظت کے لئے انگشتانہ تراشنے کے لئے تیز قینچی کپڑے کا گز۔ یہ چیزیں اپنی پٹلیا میں موجود اور مہیا رکھو۔ سب سلائیوں میں اکھری دوہری بخیہ اوبچی کسیقدر اوّل اوّل مشکل معلوم ہوتی ہے مگر جب سینا اچھی طرح آجاتا ہے اور ہاتھہ چلنے لگتا ہے تو خود بخود ساری کام آجاتے ہیں۔ مگر سیتے وقت صرف اسقدر خیال رکھنا ضروری ہے کہ سلائی یکساں اور صفائی کے ساتھہ ہو اور دوسری طرف تُرپنے میں بھدّی اور ٹیڑھی نہو جائے اِسطرح عمدہ سلائی میں دیر ضرور لگتی ہے مگر جسقدر دیر لگتی ہے اوسیقدر خوبصورت اور مضبوط بھی ہوتی ہے۔ اگرچہ اِس میں شک نہیں کہ مشین کی سلائی بہت جلد اور صاف ہوتی ہے لیکن ہاتھہ کی سلائی اور مشین کی سلائی میں بہت فرق ہے مشین کی سلائی پختہ اور زیادہ پائدار نہیں ہوتی اور اس میں بڑے عیب کی بات یہ ہے کہ ایک پھندا اودھڑ جانے سے کُل بخیہ کھُل جاتی ہے۔ جو لوگ سلائی میں بہت ہوشیار ہیں اُنکی سلائی مشین کی سلائی سے کچھ کم نہیں ہوتی۔ بعضے گھروں میں مشین موجود ہونے پر بھی اپنے ہاتھوں سے کام کرلیتے ہیں۔ یہ بھی ایک خوبی کی بات ہے۔ بہرحال سینا پرونا اپنے ہاتھہ سے آنا چاہیئے اس میں دوسرے کی محتاجی مناسب نہیں معلوم ہوتی۔ علاوہ اِسکے مستورات کا سب سے بڑا اُصول یہ ہے کہ ہر عورت خانہ داری

ہنر سے آراستہ ہو اور ہر عورت کو اسکی ضرورت ہوتی ہے اور جسکو سینا پرونا نہیں آتا وہ ضرور کم وقعتی کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہی اور پھوہڑ کہلاتی ہے پس ہر طرح کے سینے پرونے میں واقفیت حاصل ہونے کے علاوہ یہ کیسی عمدہ بات ہوگی کہ اپنے گھر کے تمام زنانہ کپڑے عمدہ طور سے حسب خواہش طیار ہوسکیں گے کیونکہ بعض زنانہ کپڑے ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جنکا باہر درزیوں اور غیروں کے ہاتھ میں جانا نہایت بے شرمی اور بیحیائی میں داخل ہے اِسلئے اونکا گھر کے اندر ہی تیار ہونا مناسب ہے جو مقتضائے حیا اور شرافت ہی۔

عورتوں کی دستکاریاں

عورتوں کی دستکاریاں بہت ہوسکتی ہیں۔ لیکن خاص خاص جو مناسب ہوتی ہیں وہ یہ ہیں لچکا۔ ٹھپا۔ گوٹا۔ کناری۔ پیچک۔ چین اور قیطون وغیرہ کپڑوں پر ٹانکنا اور گوکھرو بنانا۔ اُلّو کرنا یا بنّا بھی ضرور صفائی کے ساتھ سیکھہ لو کیونکہ اِن کی ضرورت بھی اکثر ہوتی رہتی ہے اور علاوہ اِسکے اور بہت سے ایسے کام ہیں۔ اگر عورتیں اونکو سیکھہ لیں تو اپنے گھروں میں بیٹھے بیٹھے فائدہ اُٹھا سکتی ہیں اور مفلسی دُور کرسکتی ہیں جیسے کمر بند۔ فیتہ۔ نواڑ بنّا۔ کشیدہ یا جالی کاڑھنا کامدانی بنانا۔ کچی پکی چکن کاڑھنا۔ موزے۔ دستانے۔ گلوبند بنّا وغیرہ مستورات کو ضرور دو چار سیکھ لینے چاہئے تاکہ اپنی آئندہ آسائش اور زیبائش کا باعث ہووے اور کسی دوسرے کی محتاجی نہووے اور ہر چیز بکفایت گھر میں تیار ہوسکے باہر شہروں میں سب جگہ دستور ہے کہ گھروں کے اندر عورتیں جو دستکاریں اپنا وقت فضول نہیں ضائع کرتیں بلکہ جو لائق و ہنرمند ہیں مردوں سے زیادہ روپیہ پیدا کرلیتی ہیں اور آسائش و آرام کے ساتھ زندگی بسر کرتی ہیں۔

کھانا پکانا

کھانا پکانا بھی عورتوں کے واسطے بہت ضروری ہے کیونکہ رات دن میں کم سے کم دو مرتبہ اسکی ضرورت ہر شخص کو ہر گھر میں ضرور ہوتی ہے خیال رہے کہ کھانا پکانا ہر عورت کے واسطے خواہ امیر ہو یا غریب بہت ضروری ہے۔ بحالت دولتمندی اپنے ہاتھہ سے کام کرنا عیب نہ سمجھنا چاہئے ورنہ یہ تو ضرور فائدہ ہوگا کہ کھانے میں عیب صواب

معلوم ہوجائیگا تاکہ پکانے والی کو اوسکے موافق ہدایت کرسکو کہ حسب خواہش تیار ہوجاوے اِسلئے کھانا پکانے کی اسطرح مشق ہوگی کہ جو کھانا روز مرّہ گھر میں تیار ہوتا ہے اوسکو اچھی طرح غور کے ساتھ دیکھتی رہا کرو۔ بلکہ اوسکو اپنے ہاتھ سے پکانے کی کوشش کرو تاکہ معلوم ہوجاوے کہ سالن کسطرح بھونا جاتا ہے اور نمک کا کیا انداز ہے اور کس سالن میں کیا کیا مصالحہ اور کس انداز سے ڈالا جاتا ہے۔ آٹا کیسے اور کسقدر گوندھنا چاہئے کہ اوسمیں اسقدر لوچ ہوجاوے کہ اوس سے عمدہ چپاتی پک سکے۔ اسکے بعد کوشش کرو کہ سب قسم کی مٹھائیاں۔ مربے۔ چٹنی اچار وغیرہ بھی سب تمکو آجاویں تاکہ کسی چیز کے واسطے مجبور نہ ہوجاؤ اور گھر پر ہی بازار سے سستی اور معتبر دستیاب ہوسکیں تمکو چند ضروری اور روزانہ استعمال کی چیزوں سے واقفیت رکھنی ضروری ہے جو اب تمکو ضرورت کے موافق خاص خاص ترکیبیں جو عمدہ ہیں اور بارہا تجربہ میں آچکی ہیں بتلائی جاتی ہیں۔ اگر ہدایت کے موافق کام کروگی تو یقیناً بہت جلد اور بآسانی آجاویگی۔

گوشت سادہ

گوشت۔ گھی۔ دہی۔ دھنیا۔ ہلدی۔ مرچ۔ لہسن۔ پیاز۔ گرم مصالحہ نمک۔ اوّل دھنیا۔ ہلدی مرچ پیس لیں اور گوشت کو دھوکر یہہ مصالحہ ملاکر جوش دیں جسوقت گوشت گلجائے دوسری ہانڈی یا دیگچی میں سب گھی داخل کریں اور پیاز باریک تراش کر بادامی کرکے نکال لیں اور اُس گھی میں گوشت جوشدادہ ڈالکر بھوننا شروع کریں اور پیاز دگرم مصالحہ باریک پیسکر بھوننے میں داخل کریں اور جب تک خوب نہ بھن جاوے لہسن پیسکر اوسکے پانی کا چھینٹا دیتے رہیں جب بخوبی خوشبو دینے لگے تو جسقدر شوربا رکھنا منظور ہو پانی دیکر تھوڑی دیر پکادیں اور پھر اوتارکر کام میں لاویں۔

قورمہ سادہ

گوشت۔ گھی۔ دہی۔ دھنیا۔ پیاز۔ لہسن۔ ادرک۔ گرم مصالحہ۔ نمک مرچ سرخ۔ مرچ رنگت۔ اوّل دھنیا۔ ادرک۔ مرچ سرخ کو باریک پیس لیں اور پیاز باریک تراش کر گھی میں داغ کریں جسوقت بادامی ہوجاوے اوتارکر نکال لیں اور گرم مصالحہ و مرچ رنگت شامل کرکے باریک پیسکر سب مصالحہ معہ دہی

یکجا کریں اور تھوڑا نمک داخل کرکے گوشت میں ملاکر چولھے پر رکھدیں اور تھوڑی دیر بھونکر کسیقدر پانی دیں اور پکنے کو چھوڑ دیں جب ذرا گوشت بھجائے تو پھر بھوننا شروع کریں اور جبتک خوب بھن نہ جائے لہسن پیسکر پانی اوسکا دیتے رہیں۔ بعدہٗ جب بھن جاوے تو اور نمک داخل کرکے تھوڑی دیر پانی اضافہ کرنے کے بعد پھر پکاویں اور اوتاریں (نوٹ) نمک کا اندازہ حسب خواہش پکنے کے بعد ہوسکتا ہے۔

شاش کباب

گوشت۔ گھی۔ دہی۔ دہنیا مقشر۔ ادرک تراشیدہ۔ پیاز کٹی ہوئی۔ مرچ سرخ پسی ہوئی۔ نمک۔ لہسن کٹا ہوا۔ گرم مصالحہ

گوشت کو خوب دھوکر ایک ہانڈی گلی میں سب مصالحہ دیں اور گھی وغیرہ کو ایکدم ملاکر چولھے پر چڑھادیں اور ہانڈی کا منھ آرد گندم سے بند کرکے دھیمی آنچ آدہ گھنٹہ دیں اور پھر کونلہ کی آنچ پر لگاکر اوتاریں۔ تیار ہے۔

سیخ کے کباب

گوشت قیمہ باریک۔ روغن زرد۔ تخود بریاں مقشر خشخاش۔ گرم مصالحہ۔ نمک۔ ادرک۔ پیاز کچری۔ بیضۂ مرغ۔ کل مصالحہ باریک پیسکر معہ بیضۂ مرغ گوشت میں ملادیں۔ اور آدھا گھی میں ڈالدیں۔ خواہ ٹکیاں بناکر یا صرف گوشت سیخ پر چڑھادیں مگر زیادہ موٹا نہ کریں اور کوئلوں کی آنچ پر سیکیں اور نصف گھی باقیماندہ لگاتے جاویں جب خوب سرخ ہوجاویں اور خامی کا احتمال نہ رہے تو اوتارکر استعمال کریں۔

(نوٹ) اگر کباب بسبب خستگی ٹوٹ جاویں تو چہار طرف دہاگا لپیٹ دیں۔

شامی کباب

گوشت قیمہ باریک۔ روغن زرد۔ دال نخود مقشر۔ گرم مصالحہ۔ پیاز۔ ادرک۔ بیضۂ مرغ۔ دہی چکا۔ گوشت کو

معہ دال نخود نصف گرم مصالحہ تھوڑے پانی میں جوش دیں جب پانی خشک ہوجاوے تو باریک پیس لیں اور جملہ مصالحہ معہ روغن زرد دہی پیسکر مخلوط کریں اور آدھی آدھی چپٹاکی ٹکیاں بناویں اور اوسکے اندر ادرک۔ ہری مرچ۔ پودینہ سبز باریک تراشکر رکھتے جائیں یا ثابت بادام رکھدیں اور روغن زرد میں تل لیں بہت لذیذ ہونگے۔

لہ کم کٹا ہوا لہ اسکو واسطے ہانڈی استعمال ہونی چاہیے۔ ورنہ نئی ہانڈی میں جل جاوینگے۔

پرسندے کباب

گوشت پارچہ - دہی - گھی - پیاز - پنیر - ادرک - بادام مغز ۱ عدد - لیموں کاغذی ۱ عدد - مرچ سیاہ ۳ ماشہ - لونگ ۱ ماشہ - الائچی ۲ ماشہ - زیرہ سیاہ - انجیر - اوّل گوشت چھرّے سے خوب کچل ڈالیں بعدہ کل مصالحہ پیسکر یکجا کرلیں اور دہی کا پانی نکال دیں اور مخلوط کردیں - کل اشیاء گوشت میں ملاکر نمک حسب ضرورت دیکھکر سیخ پر چڑھاویں اور چہار طرف دہاگا لپیٹ دیں تاکہ گرم ہوکر نہ گرسکیں خوب سینک کر کام میں لاویں -

کباب مُرغ مسلّم

گرم مصالحہ - پیاز - ادرک - کشنیز - نمک - دہی ۱۰ تولہ - مرچ سُرخ ۳ تولہ - اوّل مُرغ مسلّم کو آلائش سے پاک وصاف کرکے خالی شکم میں پاؤ سیر گوشت قیمہ کا دو پیازہ نصف مصالحہ میں بھونکر اور شکم میں بھر کر ٹانکے لگا دیں اور مرغ کو سُوے سے چکو دیں اور باقی نصف مصالحہ مُرغ کے چہار طرف لگاکر سیخ پر چڑھاویں اور نرم آنچ میں سینکیں اور گھی لگاتے جاویں - گوشت گل جانے پر استعمال کریں -

سادہ نمکین پُلاؤ

گوشت ۱ سیر - گھی ۱ پاؤ - لونگ ۱ تولہ - سیاہ مرچ - زیرہ سیاہ ۲ تولہ - چاول عمدہ قسم ۱ سیر - اوّل گوشت کو صاف کرکے ایک سیر پانی میں چڑھاویں اور ایک عدد پیاز و ایک لہسن پانی میں ڈالدیں اور کشنیز خشک دو تولہ سونف دو تولہ ملاکر ایک کپڑے میں پوٹلی باندھکر اوس میں ڈالدیں اور جوش دیں جب گوشت گل جاوے تو گویا یخنی تیار ہوگئی -

دوسری دیگچی میں چہار م گھی میں لونگ و سیاہ مرچ اور زیرہ سیاہ ڈالکر داغ کریں یخنی کے گوشت کو بگھاریں اور تھوڑی دیر بھونیں - پھر کل یخنی کا پانی ڈالکر چاول جو نصف گھنٹہ پیشتر دھوکر پانی میں بھیگے رہے ہوں داخل کریں اوسوقت اندازہ کریں کہ چاول سے چار انگل پانی اوپر ہے اوّل زیادہ آنچ دیں اور بعد کو جب پانی کم رہ جاوے نرم آنچ دیکر پکاویں منھ پر کپڑا رکھکر دم دیں اور تیار ہونے پر گھی داغ دیکر تھوڑی دیر چھوڑ دیں پھر استعمال کریں - (نوٹ) پُرانے چاول عمدہ قسم

قسم اگر ہوں تو دو گھنٹہ تک پانی میں تر رکھیں نئے چاولوں کو زیادہ بھگونے کی ضرورت نہیں۔

زردہ پلاؤ

چاول ۱ سیر۔ شکر ۱ سیر۔ الائچی سفید ۱۰ عدد۔ روغن زرد ۱ چھٹانک۔ چاولوں کو قدرے ہلدی پسی ہوئی یا ہار سنگھار کی ڈنڈیوں میں جوش دیں کہ ایک کنی باقی رہے پھر اوتار کر اور نئی ہانڈی میں پھیلا کر اوپر سے پانی سے دھاریں کہ ہلدی کی بو باقی نہ رہے تھوڑی دیر صبر کریں کہ پھریرے ہو جائیں پھر شکر کا قوام کر کے تو نگ الائچی سے بگھاریں اور چاول اور الائچیاں داخل کریں اور دم دیکر کام میں لاویں۔

بریانی رومی

گوشت ۱ سیر۔ چاول ۱ سیر۔ روغن زرد ۲ تولہ۔ پیاز ۱ عدد۔ ادرک ۱ تولہ۔ دھنیا ۱ تولہ۔ دارچینی قلمی ۱ عدد۔ گرم مصالحہ ۱ ماشہ۔ نمک ۱ تولہ۔ زعفران ۲ ماشہ۔ دہی ۱ پاؤ۔ اوّل گوشت کے پارچوں کو عرق ادرک اور دھنیے پسے ہوئے میں لت کریں اور نمک قدرے ملا دیں چاول جو کم از کم ایک گھنٹہ پانی میں رہے ہوں خفیف جوش دیکر دیگچی میں اوّل تھوڑا مصالحہ معہ پیاز جوش دادہ باریک پسے ہوئے کے پھیلا دیں اور چاول ڈالکر اسیطرح تہ بجائے جائیں۔ باقیماندہ نمک بھی مصالحہ میں شامل کیا جائے نصف روغن زرد اوپر سے چھوڑ دیں اور منھ بند کر کے دم دیں جب تین گھنٹہ ہو جائیں اوتار لیں اور باقی گھی داغ دیکر داخل کریں پھر استعمال کریں۔

بریانی حبشی

گوشت ۱ سیر۔ چاول ۱ سیر۔ روغن زرد ۲ تولہ۔ دہی ۱ پاؤ۔ بادام ۱۰ عدد۔ چہالیہ سوختہ ۱ ماشہ۔ دارچینی ۱ عدد۔ گرم مصالحہ ۱ ماشہ۔ زیرہ سیاہ ۱ تولہ۔ کشمش ۱ تولہ۔ ادرک ۱ تولہ۔ عرق لیموں کاغذی ۱ تولہ۔ اوّل گوشت کی حسب معمول یخنی پکا دیں اور تھوڑے گھی میں پیاز داغ دیکر باریک پیسیں اور دہی میں ملا کر چہارم گھی کے ساتھ داغ کریں اور گوشت کے ساتھ ملا کر بھونیں اور چہالیہ سوختہ عرق لیموں میں مثل رنگ کے ملا دیں اور شوربہ میں ملا کر اول علیحدہ علیحدہ چاول اوس شوربہ میں نمک ڈال کر جوش دیں۔ جب ایک کنی باقی رہی اوتار لیں۔ کل مصالحہ اور گوشت تہ لگا کر بادام۔ کشمش۔ ہر ایک چار تولہ دیکر دم دیں اور بعدہ اوس میں روغن زرد داغ

داغ دیکر اوتار لیں اور کام میں لاویں۔

گیلانی پلاؤ

گوشت ۱ سیر۔ چاول ۱ سیر۔ گھی ۱ پاؤ۔ پیاز ۴ عدد۔ مغز بادام ۱ تولہ۔ آدرک ۱ تولہ۔ دودھ ۱ پاؤ۔ ملائی ۱ پاؤ۔ دہی ۱ پاؤ۔ نمک ۲ تولہ۔ گرم مصالحہ ۱ تولہ۔ زیرہ سیاہ ۱ تولہ۔ حسب معمول یخنی پکا کر اوسکے نصف پانی

شوربہ میں دہی و دودھ داخل کرکے ملائیں اور نصف گھی میں پیاز نصف داغ کرکے پیس لیں پھر گوشت ملا کر اس میں بگھا دیں اور چاول جو کم از کم ایک گھنٹہ تر رہے ہوں داخل کرکے چولہا پر رکھ دیں معہ نمک ملا کر پکا دیں اور درمیان میں شوربا دودھ کا چھینٹا حسب ضرورت دیتے جاویں جب کسیقدر کنی باقی رہے کپڑے سے منھ دیگچی کا بند کریں اور بعدہ باقی نصف گھی داغ کرکے داخل کریں جب دم ہو جاوے تو استعمال کریں۔

سلطانی پلاؤ

گوشت حلوان ۱ سیر۔ چاول ۱ سیر۔ روغن زرد ۱ پاؤ۔ دہی شیریں ۱ پاؤ۔ ملائی ۱ پاؤ۔ مغز بادام ۳ عدد۔ آب ادرک ۱ تولہ۔ انجیر ۴ عدد۔ دودھ ۱ پاؤ۔ لونگ ۳ ماشہ۔ سیاہ مرچ ۱ تولہ۔

اوّل دو سیر گوشت کو چھری سے کچل لیں۔ آب ادرک اور انجیر پیکر گوشت میں ملاویں دہی و دودھ و ملائی ملا کر کپڑے میں چھان لیں۔ اور نصف گوشت کو ہمراہ نصف گھی میں لونگ سیاہ مرچ کا بگھار دیکر پکنے کو رکھیں نمک ۳ تولہ داخل کریں اور منھ پر کپڑا رکھکر سرپوش ڈھکا رہے تاکہ ہوا باہر نہ آوے اور باقی گوشت کی یخنی کم شوربہ کی تیار کرلیں اور علیحدہ علیحدہ چاول نصف گلا کر شوربہ یخنی دودھ میں ملا کر ڈالتے جاویں۔ جب تری پکنے کے ہووے تھوڑی دیر دم دیں تاکہ خشک ہو جائے۔ اور باقی گھی کو داغ دیکر داخل کریں پاؤ گھنٹہ بعد استعمال کریں۔

سیمیانی خام

گوشت ۱ سیر۔ چاول ۱ سیر۔ ادرک ۱ تولہ۔ ارنڈ خربوزہ ۱ تولہ۔ سیاہ مرچ لونگ ۱ تولہ۔ دہی ۱ پاؤ۔ گھی ۱ پاؤ۔ دودھ ۱ پاؤ۔ مغز بادام ۳ عدد۔ نمک ۲ تولہ۔ اوّل چاول جوش دیں جو وقت ایک کنی باقی رہجائے علیحدہ کرکے سرد کریں اور گوشت میں مصالحہ پیسکر دہی کے ہمراہ ملا دیں اور چھری سے کچل ڈالیں تاکہ اندر تک مصالحہ کا اثر پہونچ جاوے بعدہ دس پارچہ گوشت کو ایک دیگچی میں رکھکر چاول کی تہ میں اور تھوڑا سا مصالحہ طی کیتے جاویں آخر پر کل مصالحہ معہ گھی و دودھ وغیرہ سب

داخل کریں اور دیگچی کا مُنھ آٹے سے بند کرکے اوّل آنچ دیں تاکہ خوب گرم ہوجاوے پھر آگ علیحدہ کرکے کوئلہ کی آنچ دئے جاویں حتی کہ خوشبو دینے لگے جب ایک گھنٹہ کے قریب ہوجاوے اوتارلیں اور استعمال کریں۔

متنجن گوشت ۱ سیر۔ چاول ۱ سیر۔ روغن زرد ۱ سیر۔ شکر ۱ سیر۔ بادام پستہ ہر یک ۱ سیر۔ نمک ۱ تولہ۔ عرق لیموں ۱ تولہ۔ الائچی سفید ۱ تولہ۔ لونگ ۱ تولہ۔ گوشت کی حسب معمول یخنی تیار کریں اور چاول علیحدہ معہ نمک بطور خشکہ نیم پخت کریں اور پانی میں دھوکر کپڑے پر پھیلا دیں۔ شوربہ یخنی کو صاف کرکے معہ پارچہ گوشت تھوڑی گھی میں لونگ کا داغ دیکر بگھاریں اور شکر اور جملہ اشیاء ایک دم داخل کرکے تھوڑی دیر پکاکر مُنھ بند کرکے دم کریں اگر ضرورت ہو تو تھوڑا دودھ بھی دیں۔ بعد تو باقی گھی کا داغ دیکر استعمال کریں۔

متنجن ترکیب دیگر گوشت ۲ سیر۔ چاول ۱ سیر۔ گھی ۱ سیر۔ شکر ۱ سیر۔ نمک ۲ تولہ۔ عرق لیموں ۱ تولہ۔ مغز بادام تراشیدہ ۱ سیر۔ الائچی سفید ۲ تولہ۔ زعفران ۲ ماشہ۔ گلاب کیوڑہ ۱ سیر۔ اول گوشت کی حسب معمول یخنی تیار کی جاوے اور شوربہ یخنی میں پارچہ گوشت کو خوب ہاتھ سے مل لیں تاکہ کل اثر شوربہ میں آجاوے اور فضلہ کو کپڑے میں ڈال کر بخوبی نچوڑ لیں اور پھینکدیں چاول معہ نمک بطور خشکہ ابال لیں اور جبکہ ایک کنی باقی رہے نئی ٹوکری یا باریک سوراخ دار کپڑے میں رکھیں اور اوپر سے سرد پانی اچھی طرح ڈالیں اور کسیقدر پھیلاکر ایک گھنٹہ چھوڑ دیں بعد کو شوربہ یخنی کسیقدر لونگ الائچی سے بگھاریں اور شکر داخل کریں اور بعد تیار ہونے قوام کے چاول مذکور معہ الائچی سالم و مغزیات۔ عرق لیموں و زعفران میں شکر داخل کریں اور تھوڑی دیر پکاویں جب کسیقدر پانی باقی رہے دیگچی کا مُنھ کپڑے سے بند کردیں اور دم دیں اوپر سے گھی باقی ماندہ داغ کرکے داخل کریں۔

(نوٹ) اگر رنگتیں مختلف دینی منظور ہوں تو چاول رنگیں علیحدہ علیحدہ پکائے جاتے ہیں جو رکابیوں میں نکالتے وقت ملا دئے جاتے ہیں۔ اسکے

کا ہمیشہ خیال رہے کہ رنگت انگریزی گولی یا رنگ کی ہرگز نہ دی جاوے کیونکہ اسمیں اکثر ایک قسم کا زہر ہوتا ہے جو انسان کو بیمار بنا دیتا ہے اسلئے مندرجہ ذیل اشیاء رنگ کے واسطے استعمال کی جاویں۔

سرخ رنگ کیواسطے ۔ چوب تن ۔ چوب پتنگ ۔ رتن جوت یا ہلدی و خفیف چونہ کی چاشنی ۔ **سبز رنگ کیواسطے** سبز ترکاریوں کے پتوں کا عرق نکالکر اوسمیں چاول پکالئے جاویں **زرد رنگ کے واسطے** زعفران گل ہار سنگہار ۔ ہلدی وغیرہ ۔ **سیاہ رنگ کے واسطے** چھالیہ سوختہ کی رنگت عمدہ ہوتی ہے۔

مزعفر چاول ۱۰ تولہ ۔ شکر سفید ۔ ۱۰ تولہ ۔ روغن زرد ۔ ۱۰ تولہ ۔ الائچی سفید ۔ ۲ ماشہ ۔ عرق لیموں ۔ ۱ تولہ ۔ زعفران ۱ ماشہ ۔ مغز بادام ۱۰ تولہ ۔ پستہ ۱۰ تولہ ۔ گلاب ۱ تولہ ۔ کیوڑہ ۱ تولہ ۔ اوّل چاول کو زعفران یا چھاٹا ہوا ہار سنگہار کی ڈنڈیاں پانی میں جوش دیکر رنگ نکال رنگیں یعنی اوس رنگ کے پانی میں چاولوں کو چونٹ دیں یہانتک کہ ایک کنی باقی رہے پھر علیحدہ دیگچی میں شکر و جملہ اشیاء کی تہ دیکر دم دیں اور باقی روغن زرد داغ دیکر گلاب کیوڑہ سے بسائیں۔ **نوٹ** چاول کے جملہ اقسام کے کھانوں میں چاول ہمیشہ پرانا استعمال کرنا چاہیئے۔

کباب بیضۂ مرغ بیضۂ مرغ ۔ گوشت قیمہ ۔ گھی ۔ گرم مصالحہ مغز بادام ۔ پیاز ۲ تولہ ۔ آدرک ۱ تولہ ۔ کشنیز ۱ تولہ ۔ دہی ۱ تولہ ۔ نمک ۱ ماشہ ۔ اوّل بیضوں میں ایک سوراخ کرکے زردی و سفیدی نکال لیں اور جملہ اشیاء و مصالحہ قیمہ میں ملاکر بیضوں میں بھردیں اور منہ کو آٹے سے بند کردیں تاکہ پانی کا اثر اندر نہ جاوے اور جوش دیں اور جب پختہ ہوکر منجمد ہوجائیں سیخ پر چڑہاویں تھوڑا آٹے کا دودہ نکالکر اوس میں بادام پسے ہوئے دہی ملادیں اور لونگ اور گھی سے بگہاریں اور کباب مذکور دہی آنچ پر سینکیں اور اوپر سے لعاب مذکور لگاتے جاویں جب سب خشک ہوجاویں اوتار لیں۔

پریزاد ۔ قیمہ گوشت ۔ ۱۰ تولہ ۔ آدرک ۔ ۲ تولہ ۔ کوہتمیر ۔ ۲ تولہ ۔ ریزہ سیاہ ۔ ۲ تولہ ۔ دارچینی ۔ ۱ ماشہ ۔ زعفران ۔ ۱ ماشہ ۔ نخود بریان ۱ تولہ ۔ کشنیز کے سبز پتے۔

الائچی کلاں۔ عرق لیموں۔ پیاز۔ مرچ سیاہ۔ بیضۂ مرغ۔ نمک بقدر ضرورت سب کو مپیکر انڈا توڑ کر ملا دیں تازی ہری مرچیں بڑی بڑی لمبیکر اندر سے خالی کر کے کل مصالحہ معہ قیمہ گوشت مرچوں کے اندر بھر کر دہانہ سے منہ بند کر کے گھی میں تل لیں۔ بعد کو سونے یا چاندی کے ورق لپیٹ کر طشتری میں دسترخوان پر رکھ دیں۔

(نوٹ) بڑی قسم کی ہری مرچوں میں گرم مصالحہ لیموں کے عرق میں تر کر کے بھر دیں اور نمک ڈالکر گھی میں تل کر رکھ چھوڑیں خواہ عرق لیموں میں ڈالدیں

قیمہ گوشت کشمشی

قیمہ گوشت۔ کشمش۔ گھی۔ پیاز۔ کشنیز خشک زعفران۔ دارچینی۔ گرم مصالحہ۔ نمک موافق نصف پیاز کو گھی میں بھونیں اور پھر سب مصالحہ معہ کشمش و قیمہ یکجا کر کے خوب بھونیں اور آدھا پیالہ پانی ڈالکر نرم آنچ سے پکائیں زعفران دیکر اوتار لیں۔

مچھلی وغیرہ کا تلنا کانٹے کا گلانا

اول مچھلی کو پاک صاف کر کے چونہ لگا کر دھوئیں اور پھر لیموں کے پتے ڈالکر خوب دھوئیں کہ بو جاتی رہے۔ لہسن۔ پیاز۔ ادرک۔ ہر ایک آدھی چھٹانک گرم مصالحہ ۱ ماشہ۔ دہی نمک موافق خواہش باریک پیسکر پارچوں پر لگائیں اور گھی میں تل لیں۔ اگر اسمیں شیرۂ مغز پیٹھہ سہاگہ خام۔ پارچوں پر چھری سے چپکو کر لگائیں تھوڑی دیر صبر کریں اور باقی شیرہ ڈالکر پکائیں اور تھوڑی ہڈی بجلۂ سوختہ باریک پسی ہوئی لگائیں تو کانٹا فوراً گلجاوے گا اور معلوم بھی نہ ہوگا۔

دال بے آب

دال مونگ مقشر۔ گھی۔ گرم مصالحہ۔ ادرک۔ نمک اوّل حسب دستور گھی کو لونگ سے بگھاریں پھر دال و مصالحہ اور پیاز داخل کریں اوپر سے اوٹا سرپوش آٹے سے منہ بند کر کے رکھیں اور پانی سرشار میں بھر دیں صافی تر کر کے کمر پر باندھیں اور کونڈہ کی آنچ دیگچی کے چاروں طرف کر دیں۔ چار گھڑی کے بعد دم دیکر کام میں لاویں۔

ایضاً دوسری ترکیب

دال ماش عمدہ صاف دھلی ہوئی۔ گھی۔ پودینہ۔

ادرک - دہی - گرم مصالحہ - نمک - سیاہ مرچ سالم - اوّل ہانڈی گلی مستعمل لیکر
نصف ۱ تولہ ۲ تولہ ۳ تولہ ۲ تولہ
نصف ادرک کو چوڑا تراشیں -

نصف باریک پودینہ کے ہمراہ تراش کر چوڑا تراشا ہوا ادرک نیچے پودینہ کے ہمراہ پھیلا دیں تاکہ دال نہ جلے اور باقی کل مصالحہ باہم ملا کر دال کی تہ لگاتے جائیں - اور تھوڑا تھوڑا گھی و دہی ساتھ ساتھ دیتے جائیں باقی جو بچے وہ اوپر سے داخل کر کے اس ہانڈی کا منھ اسطرح آٹے سے بند کریں کہ بھاپ بالکل نہ نکلے - اول تھوڑی تھوڑی دہی آگ جلائیں جب بالکل گرم ہو جائے صرف کوئلہ کی آگ نرم دیں - اور اگر بھاپ کہیں سے نکلنے لگے تو تہ بند کرتے جائیں بلکہ سرپوش پر کچھ وزن رکھیں - اسطرح سے ہوا رک جائیگی - ایک گھنٹہ کے بعد اوتار لیں اور استعمال کریں بہت لذیذ ہوگی - اور خوبی یہ ہے کہ عرصہ تک خراب نہ ہوگی بلکہ خشک کر کے رکھ لی جاوے اور جب ذرا گرمی دی جاویگی پھر ویسی ہی نرم و لذیذ ہوگی -

تافتان

آرد گندم - دودھ - گھی - ملائی - مغز بادام - الائچی خرد - جائفل
۱ سیر ۱ سیر ۱ سیر ۱ پاؤ ۱ پاؤ ۳ عدد ۳ عدد
دار چینی - لونگ - میدہ - نمک - اوّل حسب دستور قدرے
۳ عدد ۳ عدد

دہی ڈالکر خمیر علیحدہ تیار کریں - بعد اسکے دودھ میں آٹا گوندہیں اور خمیر و میدہ داخل کر کے خوب اچھی طرح مالش کریں - گھی اور ملائی داخل کر کے جب سب کا خمیر بھر جاوے پھر حسب خواہش بڑے بنا کر بیلن سے بڑھا لیں اور گیلا کپڑا اوپر سے ڈھانک دیں - تھوڑی دیر بعد بادام تراشکر اوپر سے آرائش دیویں پھر تنور میں لگائیں - دودھ کا چھینٹا دیتے رہیں یہانتک کہ سرخ ہو جاویں - پھر استعمال کئے جائیں -

سموسہ ورقی

قیمہ گوشت - گھی - روا سوجی - لونگ - الائچی سیاہ مرچ
۱ سیر ۱ پاؤ ۱ پاؤ ۳ عدد ۳ عدد ۱ تولہ
پیاز - ادرک - کشنیز - خشک نمک - اوّل قیمہ کو
۱ سیر ۱ تولہ ۱ تولہ ۳ تولہ
حسب دستور بھونکر پکائیں پھر روئے کو نمک ملا کر خوب گوندہیں یہانتک کہ بخوبی لوچ پیدا ہو جاوے اور درمیان میں گھی دیتے جائیں تیار ہونے پر بیلن سے پوریاں بنا دیں اور قیمہ بھر کر سموسہ بنا دیں اور کنارے اندر کیطرف موڑ دیتے جاویں - حسب ضرورت گھی میں تل لیں - بجائے گوشت کے پنیر یا مٹھائی بھی بھر سکتے

ہیں۔ بعضے چاشنی دار ترشی ڈالکر بھرتے ہیں کہ لذیذ ہو جاتے ہیں۔

اندرسہ آرد چاول۔ گھی۔ شکر۔ شکر کا قوام تیار کرکے آرد چاول و گھی داخل کریں اور کفچہ یا ہاتھ سے اچھی طرح لت کریں اور تھوڑی دیر صبر کرکے چھوٹے چھوٹے پیڑے میدہ کی خشکی کے ہمراہ بناتے جائیں اور ہاتھ سے کسیقدر بڑھاکر کڑھائی میں تل لیں۔

پوری آلو میدہ آلو۔ ملائی۔ گھی۔ زعفران۔ الائچی سفید۔ آلو کو جوش دیکر ہاتھ سے خوب باریک کریں بعد اسکے میدہ داخل کرکے دودھ سے گوندھیں۔ ملائی اور گھی درمیان میں شامل کریں اور پوریاں بناکر تل لیں۔ اگر مٹھی پکانی منظور ہوں تو ہموزن شکر ملاکر گوندھیں اگر پکانے کے بعد قوام میں داخل کریں تو اور بھی لذیذ ہونگی۔ اسی طرح شکر قند اور میٹھے کدو کی پوریاں پکتی ہیں۔

دھی کے گلگلے دہی شیریں چکہ۔ میدہ۔ شکر ہموزن۔ اوّل دہی کو ایک کپڑے میں باندھکر لٹکا دیں تاکہ اوسکا کل پانی نکل جائے اور میدہ ملاکر شکر کے پانی میں خوب اچھی طرح گوندھیں کہ لوچ بخوبی پیدا ہو جائے اگر کسیقدر گھی بھی شامل کریں تو اور بھی لذیذ ہونگے معمولی گلگلے کی طرح تل لیں۔

نان خطائی روا سوجی۔ قند سفید۔ ملائی۔ بادام۔ گھی۔ گلاب دکیوڑہ۔ سفیدی بیضۂ مرغ۔ نصف گھی میں روے کو نیم بریاں کریں بعدہٗ قند کا شیرہ کرکے بادام۔ ملائی سفیدی بیضۂ مرغ ملاکر گلاب دکیوڑہ سے خوشبودار کرکے خوب لت کریں اور دو تین گھنٹے ہاتھ سے پھینٹیں کہ ایک ذات ہو جاوے اور لوچ پیدا ہو جاوے۔ بعد تیاری تھوڑی دیر صبر کریں کہ خمیر تیار ہو جاوے تب چھوٹے چھوٹے پیڑے بناکر خوان میں کاغذ بچھاکر رکھیں اور دوسرے کاغذ سے اوپر ڈھکیں اور ایک خوان اوپر ڈھک کر تلے اوپر کوئلہ کی آگ سے پکاویں۔

نان خطائی خستہ میدہ سوجی۔ گھی۔ شکر سفید۔ کف دریا۔ آرد سنگھاڑہ۔ زعفران۔ گلاب دکیوڑہ۔ خلہ اشیاء

کو ایک جاکر کے زعفران پیسکر گلاب وکیوڑہ ملاکر آٹا گوندھنا شروع کریں دو تین گھنٹے برابر ہاتھ سے خوب لت کریں۔ تاکہ یکذات ہوجاوے اور بخوبی لوچ پیدا ہوجائے اور گاڑھاپن آجاوے۔ تب چھوٹے چھوٹے پیڑے بناکر خوان میں کاغذ بچھاکر رکھیں اور دوسرا کاغذ اوپر رکھکر خوان یا سرپوش سے ڈھکیں مگر اسطرح ڈھکنا چاہئے کہ کہلا نہ رہے اور نیچے اوپر کوئلہ کی آگ دیں یا ایک چھوٹا تنور مٹی کا گھر بنالیں اور اوسکو خوب گرم کرکے آگ سے پتالیں اور ٹین کے پتر پر نان خطائیاں رکھکر اندر رکھدیں اور منھ بند کردیں اسطرح بہت عمدہ تیار ہوتے ہیں۔ اسی طرح نان خطائی۔ آرد ماش و مونگ تیار ہوتی ہیں جو بہت لذیذ اور خستہ اور نرم ہوتی ہیں۔ مگر واضح ہو کہ اگر دال ماش و مونگ کو حسب معمول دھوکر اور خفیف جوش دیکر خوب خشک کرکے آٹا بنادیں تو نہایت عجیب ذائقہ ہوگا۔

حلوائے زردی بیضہ

زردی بیضہ۔ دودھ۔ شکر۔ گلاب کیوڑہ۔ گھی ۱ عدد ۱ بار ۱ بار ۱ بار ۱ بار

اول زردی بیضہ کو دودھ میں ملاکر ایک گھنٹہ برابر لت کریں پھر آگ پر رکھکر اسیطرح ہلاتے رہیں۔ جب کیقدر گاڑھا ہونا شروع ہو تو تھوڑا تھوڑا گھی ڈالنا شروع کریں بعدہٗ شکر داخل کرکے کفچہ سے خوب غلیظ کریں اور خوشبو دیکر اوتار لیں۔ بعض تین چیزیں زردی بیضہ و شکر و گھی ایک دم ملاکر اسقدر ہاتھ سے یا چمچہ سے حل کرتے ہیں کہ سب ملکر ہلکا اور جھاگدار ہوجاتا ہے پھر خفیف آنچ پر رکھکر حرکت دیتے ہیں اسکو زیادہ نہیں پکاتے ہیں۔

حلوائے بادام

مغز بادام۔ شکر۔ نشاستہ۔ گھی۔ اول نشاستہ و بادام ۱ بار پسے ہوئے کو گھی میں بھونیں پھر شکر کا قوام کرکے داخل کریں جب رطوبت خشک ہوجائے سرد کرکے کام میں لاویں۔

دیگر

مغز بادام۔ شکر سفید۔ گھی۔ گلاب کیوڑہ۔ دودھ۔ اول مغز بادام کو پانی میں ۱ بار بھگو کر سفید مغز نکال لیں اور ۱ بار ایک پسیر دودھ میں ملاکر پکائیں جب خشک ہوجائے گھی داخل کرکے خوب بھونیں بعدہٗ شکر داخل

کر کے مناسب خشک کریں اور اوتار لیں - یہہ حلوا دماغ کے واسطے بہت مفید ثابت ہوا ہے -

حلوائے ناریل

ناریل گولا سفید - دودہ - شکر - گھی - اول گولے اوپر سے کھرچ کر صاف کر لیں بعدہٗ ٹکڑے کر کے نصف دودہ میں ڈالکر پکائیں یہانتک کہ دودہ خشک ہو جائے پھر ٹکڑے نکالکر سل پر خوب باریک پیسیں - اگر ضرورت ہو تو درمیان میں دودہ دیتے جائیں - بعدہٗ باقی دودہ میں ڈالکر پکائیں جب خشک ہو جائے گھی ڈالکر بھونیں جب بخوبی خوشبو دینے لگے تو شکر خواہ قوام بنا کر داخل کریں اور حسب خواہش خشک کر کے اوتار لیں - اگر برفی کاٹنا چاہیں تو زیادہ خشک کریں -

(نوٹ) بعض لوگ گولا سل پر گھسکر دودہ میں حلوا بناتے ہیں یہ طرح عمدہ رہتا معلوم ہوتا ہے -

لڈو موتی چور

دال نخود - گھی - دہی - دال نخود اول پانی میں بھگو کر سل پر باریک پیسیں پھر کپڑے میں چھان لیں - بعدہٗ گھی ملا کر لت کریں - پھر دہی ملا کر خوب لت کریں - تھوڑی دیر رکھکر چلنے میں ڈالکر چنے کی برابر نکتیاں گھی میں تل لیں اور شکر کا قوام کر کے نکتیاں اوسمیں ڈالتے جائیں - نکتیوں کی تیاری کے بعد قند سفید کے ذریعہ سے لڈو باندھ لیں - لپسنہ باریک تراشیدہ دو کیوڑہ ملانا چاہیے -

امرتی مونگ و ماش

دال مونگ و ماش صاف دھلی ہوئی - دہی - اول دال کو باریک پیسکر دہی ملا کر خوب بہت دیر تک لت کریں حتی کہ اوسکی بوند پانی پر تیرنے لگے تو جانو کہ ماوا تیار ہو گیا - پھر ایک کپڑے میں باریک سوراخ کریں اور اوسمیں بھر کر جلیبی کیطرح تل لیں - شکر کا قوام پہلے سے تیار کریں جسمیں ایک ثلث پانی پڑنا چاہیے اور دہیمی آنچ پر رہنا مناسب ہے اور جو امرتیاں تیار ہوتی جائیں وہ فوراً اوسمیں ڈالدی جائیں تاکہ بخوبی شیرہ جذب ہو جائے پھر نکالکر استعمال کریں

مگر یاد رہے کہ مُونگ کی امرتیوں کے واسطے دہی چہارم ڈالا جائے تو عمدہ ہونگی۔

پیٹھہ کی مٹھائی و مُربّا اوّل پیٹھہ کو خوب صاف کرکے قاشیں کرلو۔ پھر چھری سے چھیلکو کر چونہ کے پانی میں ڈالدو دو تین گھنٹے بعد نکال کر آدھی دیگچی میں پانی بھر کر مُنھہ پر کپڑا باندھکر اوپر سے قاشیں رکھکر سرپوش ڈھانک دیں اور اسی طرح بہاپ میں نیمپخت کرکے نکال کر خشک کریں۔ اب اگر مربا چاہیں تو قاشیں قوام میں داخل کرکے تھوڑی دیر پکالیں اور دوسرے روز پھر پکائیں اور ایک ہفتہ بعد پھر پکائیں تاکہ کل رطوبت نکل جاوے اسطرح مربہ کبھی خراب نہ ہوگا۔ برسوں ویسا ہی رہیگا اور اگر مٹھائی بنانی ہو تو شیرہ کسیقدر گاڑھا تیار کرکے اوسمیں ڈالدیں اور کفچہ سے تہ و بالا کرتے رہیں تاکہ بار بار شیرہ اوسپر خشک ہوجاوے اور اوسکو پھر پکانے کی ضرورت نہیں ہے۔

قاعدہ عام برائے مربّا جس شے کا مربا تیار کرنا منظور ہو اوسکو صاف کرکے جوش دیکر پانی پھینک دیں اور تھوڑی دیر خشک کرکے قوام تار بند میں داخل کرکے پکائیں۔ جب قوام مناسب ہوجائے اوتارلیں دوسرے تیسرے روز پھر ایک جوش دیں تاکہ نمی اندرونی باقی ماندہ بھی خشک ہوجائے جو اکثر کچھہ عرصہ کے بعد خراب کردیتی ہے۔ برسات کے موسم میں ایک مرتبہ ضرور جوش دینا چاہیئے۔ اور کبھی کبھی دھوپ بھی دیں۔ اسی طرح ہمیشہ عمدہ رہیگا۔ خراب یا بدبودار نہ ہوگا۔

(نوٹ) قوام اگر دانہ دار یا کسی قسم کی شکر کا بنانا ہو اور یہ منظور ہو کہ کچھہ عرصہ بعد شکر کا دانہ نیچے نہ پڑے تو مربے یا شربت کا قوام بنانے سے کم از کم بارہ گھنٹے پہلے تھوڑے پانی میں بھگودیں تاکہ دانہ شکر کا گل کر ایک ذات ہوجائے اسطرح تیار کیا ہوا قوام کبھی خراب نہ ہوگا

حلوائے آنبہ رس آنبہ شیریں ۱ سیر۔ دودھ ۱ سیر۔ گھی ۱/۲ پاؤ۔ شکر ۱ سیر۔ بادام ۱/۲ پاؤ۔ اوّل رس کو کپڑے میں نکالیں تاکہ ریشہ صاف ہوجائے پھر دودھ میں پکائیں جب خشک ہوگھی میں بھونیں جسوقت خوشبو بخوبی دینے لگے شکر دیکر پکائیں اور بادام اور خوشبو وغیرہ ملاکر اوتارلیں اور کام میں لائیں۔ سب سے عمدہ حلوے کیواسطے بمبئی آم جسکو سردولی بھی کہتے ہیں

ہوتا ہے اور اگر پال کا ہو تو اور بھی بہتر ہے۔

سمنک و نشاستہ بنانا گیہوں کو دو تین روز تک پانی میں بھگو دو۔ یا کپڑے میں باندھ دو تاکہ سوئیاں جنکو آنکھیں کہتے ہیں ادنمیں پھوٹ نکلیں۔ تب دھوپ میں خشک کرکے اُن کی سوئیوں کو علیحدہ کر لو یہی پسیکر سمنک کہلاتا ہے اور گیہوں کو پانی میں خوب ملکر اندر کی سفیدی جمع کر لو اور نضلہ پھینک دو۔ دھوپ میں رکھکر پانی نتھارتے جاؤ۔ نشاستہ سب نیچے جم جائیگا جو حلوؤں میں کام آتا ہے۔

بالائی اوتارنا ڈھائی سیر دودھ میں تین تولہ بادام باریک پسیکر ملائیں اور جوش دیکر نرم آنچ پر تین چار گھنٹے رکھیں۔ اندازہ سے بہت زیادہ ملائی ہوگی جو بہت لذیذ ہوگی۔

تیل کا گھی بنانا دھوئے ہوئے تلوں کا تیل پاؤ سیر لیکر آدھ سیر دہی میں ملاکر کڑھائی میں پکاویں یہانتک کہ دہی سب جل جاوے اُس تیل کو نتاکر چھان لیں اچھا خاصا عمدہ گھی ہو جائیگا۔

۲۔ صاف دُھلے ہوئے تلوں کا آدھ سیر تیل لیکر پانچ سیر دودھ میں داخل کریں اور جوش دیکر نرم آنچ پر چار گھنٹے رہنے دیں۔ پھر حسب دستور دہی جماکر مسکہ بلولیں اور گھی بنالیں اس گھی کو کوئی شخص تمیز نہیں کرسکتا یہ نسخہ اعلیٰ درجہ کا ہے اور لطف یہ ہے کہ اسطرح تیل کچھ نقصان نہیں دیتا۔

۳۔ دُھلے ہوئے تلوں کا تیل بقدر ضرورت لیکر دہی میں ڈالکر اوسمیں دودھ دوھ لیں اور حسب قاعدہ گرم کرکے دہی معمولی طور پر جماکر مسکہ نکالیں اور آنچ پر رکھکر چھاچھ دُور کر دیں اچھا خاصہ عمدہ گھی ہو جائے گا۔

اچار و چٹنی

کریلے کا اچار کریلا ۱ پاؤ۔ نمک ۱ تولہ۔ آدرک ۱ تولہ۔ سونف ۱ تولہ۔ گرم مصالحہ ۱ تولہ۔ کلونجی ۱ تولہ

لہسن - پیاز - اوّل کریلوں کو لانبے چیریں اور صاف کرلیں پھر پانی میں جوش دیں - رطوبت خشک ہوجانے پر کل تیار کیا ہوا مصالحہ کریلوں کے پیٹ میں بھر کر ڈورے یا بالنس کی کیلوں سے باندھیں اور سرکہ یا عرق نعناع میں ڈالدیں - اگر مدت تک قایم رکھنا چاہیں تو بجائے عرق نعناع کے تیل کا استعمال کریں -

آچار لیموں

کاغذی لیموں - آدرک - پودینہ - گرم مصالحہ - مرچ سرخ - سونٹھ - فلفل دراز - اوّل لیموں ۳ تولہ کے ٹکڑے کرکے نمک لاہوری ۱۰ تولہ اوسمیں دیں بعدہٗ مصالحہ باریک پسا ہوا ۱۰ تولہ اوسمیں بھردیں مگر مصالحہ کو معہ نمک آدھے لیموں کا عرق نکالکر لت کرلیں - اور ۲۱ روز تک دھوپ میں رکھکر کام میں لاویں -

آچار شلجم - مولی - گاجر

شلجم - گاجر یا مولی - رائی - مرچ سرخ - نمک - پانی اوّل شلجم - گاجر - یا مولی ۱۰ تولہ چھیلکر قتلے کرلیں - ۵ تولہ نمک اور پانی میں خفیف جوش دیں - پھر رطوبت اوسکی خشک کرلیں - بعد اسکے مصالحہ پیکر اوسمیں ملادیں اور گرم پانی میں ڈالدیں - دو تین روز دھوپ دیکر کام میں لاویں -

اچار شلجم خورجہ کا

اگر شلجم کے اچار کو دیر تک رکھنا ہو تو موٹے موٹے ٹکڑے ترشوا کر خفیف جوش دیکر رطوبت خشک کریں پھر پسی ہوئی لہسن ۱۰ تولہ مرچ سرخ - نمک ۱۰ تولہ - ادرک ترا شیدہ سب مصالحہ ملاکر اوسمیں قتلے لت کرلیں اور قند سیاہ ۱۰ تولہ قوام کرکے ملادیں چند روز کے دھوپ میں رکھنے کے بعد استعمال کریں -

چٹنی دارا شکوہی

آمچور - سونٹھ - اجوائن - دارچینی - گرم مصالحہ - مرچ سرخ ۱ تولہ ۳ تولہ ۱ تولہ ۱ تولہ ۱ تولہ ۱ تولہ ۳ تولہ
پودینہ - جوتری - ادرک - دار فلفل - کچری - لہسن - سونف ۳ تولہ ۲ تولہ ۲ تولہ ۲ تولہ ۲ تولہ ۳ تولہ ۳ تولہ
ہینگ - نمک سنگ - نمک سیاہ - نمک حوردنی بقدر ضرورت - ان سب کو عرق نعناع میں پیکر چند روز دھوپ میں رکھکر استعمال کریں -

دیگر

املی مغشر - سرکہ - پیاز - ادرک - لہسن - پودینہ - مرچ سرخ - نمک بقدر ضرورت قوام ۱۰ تولہ شکر یا قند سیاہ - اوّل املی کو صاف کرکے ایک دن رات سرکہ میں تر کرکے نچوڑ لیں اور قوام شکر یا قند سیاہ میں پکالیں اور مسالہ کو باریک کوٹ کر نمک کے

پانی سے دھوکر دھوپ میں خشک کرلیں۔ جب قدرے نمی باقی رہے دوبارہ دھوکر خشک کریں۔ پھر ادرک لہسن مقشر تودینہ وغیرہ باریک کرکے سب کو مخلوط کرکے لعاب میں ملادیں چند روز دھوپ میں رکھکر استعمال کریں۔

چٹنی امچور امچور۔ لہسن۔ ادرک۔ قند سیاہ۔ سرکہ۔ نمک۔ مرچ سرخ۔ کلونجی۔ گرم مصالحہ۔ سوائے لہسن کے اور کلونجی کے اور سب کو باریک پیسکر سرکہ میں ملادیں اور قند سیاہ میں پکائیں اور استعمال کریں۔

اچار آنبہ تیل یا روغن زرد آم خام لیکر قاشیں اوتاریں۔ ادرک۔ لہسن۔ گرم مصالحہ نمک۔ مرچ سرخ۔ کلونجی۔ رائی۔ قند سیاہ یا شکر۔ ہلدی۔ سونف۔ روغن تلخ۔ سرسوں۔ یا لاہی یا روغن زرد بقدر ضرورت۔ سوائے قاشوں کلونجی سونف اور قند سیاہ کے جملہ اشیاء کو باریک پیسکر قاشوں کو نمک دیکر دھوپ میں خشک کرلیں جب کسیقدر نمی رہے تب مصالحہ میں ملادیں۔ اوسپر قند سیاہ اضافہ کریں اوپر سے کلونجی۔ سونف روغن زرد یا تلخ حسب خواہش ملاکر دھوپ میں رکھدیں اور چند روز دھوپ دیکر استعمال کریں۔

اچار آنبہ ترکیب دیگر قاشیں انبہ خام۔ سونف۔ سونٹھ۔ کلونجی۔ ہینگ۔ اوّل بغیر چھلے آنبہ کی قاشیں کرکے اوسپر انگلی سے اچھی طرح نمک لگاکر ایک دن رات رکھدیں جسوقت پانی نکلکر جمع ہوجاوے اوس کو علیحدہ چینی کے برتن میں ہینگ ڈالکر رکھ چھوڑیں اور قاشوں کو ہلدی خشک پسی ہوئی لگاکر دو دن دھوپ میں رکھیں تیسرے روز وہ پانی ہینگ ملا ہوا حسب دلخواہ گھی یا تیل میں بگھاریں اور سونف و کلونجی۔ نمک ملاکر کسی نئے خشک مرتبان میں رکھ چھوڑیں۔ ایک ہفتہ تک دھوپ میں رکھا رہنے دیں بعد گلجانے قاشوں کے استعمال کریں۔

(نوٹ) واضح ہو کہ جب قاشوں کو نمک لگاکر پانی نکالیں تو کوری بلا استعمال شدہ تغاری میں رکھیں ورنہ اچار سڑ جائیگا۔

اچار آنبہ شیریں چھلے ہوئے کچے آم کی قاشیں۔ لہسن۔ سونف۔ سونٹھ

کلونجی۔ شکر سفید۔ اوّل چھلی ہوئی قاشوں کو نمک لگاکر پانی نکالدیں۔ بعدہٗ دیگچی میں تھوڑا پانی اُبلنے پکا دیں۔ اور وہ قاشیں ڈالکر تھوڑی دیر جوش دیں پھر اُس پانی میں شکر ڈالکر قوام کریں اور کل مصالحہ معہ قاشوں کے داخل کریں اور نمک کا اندازہ کرکے رکھ چھوڑیں۔

(نوٹ) بعض اِس میں سرکہ بھی قوام میں شامل کرتے ہیں تاکہ ترش ہوجاوے۔ یہ اچار زیادہ دیرپا ہوتا ہے۔

کپڑے رنگنا

بالعموم سب لڑکیوں کو ہی نہیں بلکہ کل عورتوں کو طرح طرح کے رنگین کپڑوں کا شوق بالطبع ضرور ہوا کرتا ہے اور کیوں نہ ہو جبکہ اونکا لباس ہی رنگین ٹھہرا اور دستور کے موافق سہاگ اور رنڈاپا رنگین اور سفید لباس کی شناخت پر ہی موقوف ہے ہر عورت کا فرض ہے کہ اِس ہُنر میں ضرور کچھ نہ کچھ واقفیت رکھے اور کمال کا حاصل کرنا تو اوسکی ہوشیاری اور لیاقت پر موقوف ہے اسلئے مختلف رنگوں کے نام اور مرکب رنگ بنانے کے طریقے بتانا بھی بہت ضروری ہیں اور چونکہ اس زمانہ میں پُرانے دیسی رنگوں کا رواج بالکل نہیں رہا اور پہلے رنگوں میں محنت زیادہ پڑنے کے علاوہ پیسہ اور وقت بہت سا صرف ہوتا ہے جو محض بیکار جاتا ہے۔ پھر بھی وہ صفائی اور خوبی پیدا نہیں ہوتی اور انگریزی گولیوں کا بہت آسان اور عمدہ قسم کا نسخہ ہے جو ہر جگہ حسب خواہش اور سستی دستیاب ہوسکتی ہیں اسلئے اونکی عمدہ عمدہ قسم کی نئی نئی ترکیبیں ہم آگے بتلاتے ہیں۔ وہ طریقے ہیں جو آجتک کسی نے استعمال نہیں کئے جنکو تم تجربہ کرکے بہت خوش ہوگی۔ چونکہ کسنبہ کا رنگ فی زمانہ کارآمد ہے اور اکثر گھرانوں میں اب تک بڑے شوق سے استعمال کرتے ہیں اسلئے اوسکے رنگ نکالنے کا طریقہ بتلایا جاتا ہے۔

کسوم یا کسنبہ کا رنگ

کسنبہ ایک سیر لیکر پانی میں دو چار گھنٹے تر کریں۔ پھر ایک مانجھی یا لنکن میں کپڑے (دادرا) کو چاروں گوشہ باندھکر کسنبہ اوسمیں ڈالدیں اور اوسپر پانی ڈالتے رہیں یہانتک کہ زرد پانی جسکو پیوڑی کہتے ہیں بالکل نکل جاوے۔ یہ زرد رنگ (پیوڑی) بھی رنگنے کے کام میں آتا ہے۔ جب پانی صاف نکلنے لگے تو کسنبہ کو تغاری میں نکال لیں اور آدھی چھٹانک سجی پیکر اوسمیں ملادیں اور ہاتھ سے

خوب ملکر ملایم کریں اور پھر اوسی طرح کپڑے میں ڈالکر بانجھی میں چڑہا دیں - اور تھوڑا تھوڑا پانی آہستہ آہستہ ڈالتے رہیں - یہ پہلا رنگ بہت سُرخ اور لطیف ہوگا - اِسی کو جیٹھا رنگ کہتے ہیں اِس سے سُرخ - گلنار رنگتے ہیں پھر دوبارہ جو رنگ نکلیگا وہ اِس سے ہلکا ہوگا اوسکو منجھلا رنگ کہتے ہیں - اِس سے گلابی - ناریجی - چمپئی اور کاسنی وغیرہ رنگتے ہیں اور مسیرا رنگ دوسرے سے بھی ہلکا ہوتا ہے اور اِن ہی رنگوں کے ہلکے رنگنے میں کام آتا ہے -

نوٹ ، رنگ کی صفائی اور خوبی کی غرض سے لیموں یا آم خام کی کھٹائی کا پانی بقدر ضرورت ملانا چاہیئے -

آسمانی رنگ - ہلکے نیل کا رنگا ہوا کپڑا آسمانی رنگ کا ہوگا -

آتشی رنگ - گہرا گلابی کپڑا رنگ کر کھٹائی دینے سے آتشی رنگ ہوگا -

ارغوانی رنگ - اول کپڑے کو سوڈا یا پھٹکری کے پانی میں شوب دیکر خشک کریں پھر کپاسی گولی ایک جزو تول گولی دو جز پانی میں گھولکر کپڑا رنگیں اور سایہ میں خشک کریں -

انگوری رنگ - اول کپڑے کو کپاسی گولی یا ماٹیو کے پھول کے رنگ میں رنگ کر خشک کریں - پھر ہلکا نیل دیویں اور کاغذی لیمو کی ترشی اگر دی جائے تو رنگ صفائی سے آویگا -

انبوہ رنگ - انبوہ رنگ کی خواہش ہو تو اول کپڑے کو پھٹکری کے پانی میں شوب دیں اور خشک کر کے رزدلور عنابی گولی میں ملاکر رنگیں -

ترکیب دیگر - اول کپڑے کو کٹ بینی لوہے کی سیاہی میں رنگ کر ہلدی کے پانی میں شوب دیں -

اودا رنگ - اول کپڑے کو رنگریز کے یہاں عمدہ سیاہ نیل کرا دیں اور پھر بچتہ سُرخ تول گولی میں رنگیں -

بادامی رنگ - اول کپڑے کو ہلکی کپاسی گولی کے رنگ میں رنگیں اور جب خشک ہو جائے تو بہت خفیف سُرخ گولی کی رنگت دیں - اِسی رنگ کو کسوم اور سارنگھا

سے بھی رنگتے ہیں۔

بادنجانی رنگ۔ اسکے لئے بیجنی گولی آتی ہے اوس سے خوب صفائی سے رنگت آتی ہے۔ اگر گولی نہ ہو تو کپڑے کو ہلکے نیل میں رنگ کر پھر ہلکی تول گولی کی رنگت میں شوب دیں بیجنی ہو جاویگا کسوم اور نیل سے بھی بادنجی رنگ تیار ہوتا ہے۔

بسنتی رنگ۔ اسکی گولی بھی علیحدہ ہوتی ہے۔ ورنہ کپاسی گولی ایک جزو اور زرد گولی دو جز ملا کر رنگیں۔

دیگر ہار سنگہار کے پھولوں کو جوش دیکر اوسمیں کپڑا رنگ کر کھٹائی دینے سے بھی بسنتی رنگ طیار ہو جاتا ہے۔

پستئی رنگ اول کپڑے کو کپاسی گولی یا زرد رنگ کی گولی میں رنگیں جب خشک ہو جائے تو نیل بڑی کے ہلکے رنگ کے پانی میں ڈوب دیکر خشک کریں

دیگر۔ اول کپڑے کو پختہ نیل دیں بعدہ ہلدی کا رنگ دیکر ترشی دیں۔

پیازی رنگ ہلکا گلابی کپڑا رنگ کر پھر ترشی دیکر خشک کرلیں اور آرزنگ بہت خفیف گلابی گولی سے بھی رنگا جاتا ہے۔

جوگیا رنگ۔ اول کپڑے کو ۴ تولہ مصری کے شربت میں شوب دیں۔ پھر سیندور خوب باریک پیسکر پانی میں گھولیں اور اوسمیں اوس کپڑے کو رنگیں گیرو یا قرمز سے بھی جوگیا رنگ بناتے ہیں اور یاد رکھو کہ سیندور سے حسب صدر جو رنگ تیار ہوتا ہے اوسکو سیندوری رنگ بھی کہتے ہیں۔

جیلانی رنگ۔ یہ کتھئی اور سرخ گولی سے تیار ہوتا ہے اور اسکا دیسی طریقہ یہ ہے کہ ببول کی چھال اور جھربیری کی چھال اور بھیڑہ اور تنگ اور ہمار ان چاروں کو ہموزن لیکر پانی میں پکا کر رنگ لیں یہ ہی جیلانی رنگ ہوگا۔

چنپئی رنگ۔ اول کپڑے کو ہلکا نیل دیویں اور سایہ میں خشک کر کے قول گولی

میں ایک کاغذی لیمو کی ترشی دیکر شوب دیں۔

خوب رنگ۔ یہ کتھئی اور زرد گولی سے تیار ہوتا ہے اسکا دیسی رنگنے کا طریقہ یہ ہے کہ ناسپال دو حصے مجیٹھ ایک حصہ جو کوب کرکے رات کو اسقدر پانی میں بھگو دیں کہ کپڑا تر ہوجائے اور صبح کو جوش دیکر چھان کر صاف کرلیں۔ اوّل دو تولہ پھٹکری کے پانی میں کپڑے کو شوب دیکر خشک کریں جب کسی قدر نمی باقی رہے تو اوس کو رنگ میں رنگ لیں اسی کو خوب رنگ کہتے ہیں۔

خشخاشی رنگ۔ اول کپڑے کو تول گولی میں بہت ہلکا رنگیں پھر نیل دیکر خشک کریں۔

دھانی رنگ۔ کپڑے کو زرد رنگ کر ہلکے سبز رنگ میں رنگ لیں۔ پھر پھٹکری کے پانی میں غوطہ دیکر خشک کرلیں۔ اور نارنجی اور سبز رنگ ملانے سے بھی بنتا ہے۔

زرد رنگ۔ زرد رنگ کی گولی سے تیار ہوتا ہے۔ ورنہ ہلدی باریک پیسکر حسب خواہش پانی میں ملاکر صاف کرلیں اور کپڑا اوسمیں شوب دیکر خشک کرلیں۔ پھر پھٹکری کے پانی میں شوب دیں اوسکے بعد امچور کے پانی میں ڈوب دیکر خشک کریں۔

زعفرانی رنگ۔ اول کپڑے کو زرد گولی میں رنگیں پھر خشک ہو جانے پر ہلکے سرخ رنگ کی گولی کے پانی میں شوب دیکر خشک کرلیں۔

زمردی رنگ۔ زرد گولی ایک حصہ۔ کپاسی دو حصہ۔ نیل ایک حصہ۔ زرد کپاسی گولی پانی میں گھولکر کپڑے کو رنگیں۔ پھر نیل کے پانی میں شوب دیں۔ اگر پھٹکری کے پانی میں شوب دیں صاف رنگ ہوگا۔

زنگاری رنگ۔ ملوطیا اور چونہ کے پانی میں تیار ہوتا ہے مگر اس سے کپڑا گلجاتا ہے اس لئے اوّل کپڑے کو سبز گول دیکر خشک کریں اور پھر خفیف نیل دیدیں۔ زنگاری رنگ ہوگا۔

سبز رنگ۔ اس رنگ کی گولی بازار میں معمولی طور پر ملتی ہے مگر اس کے رنگنے میں خیال رکھنا چاہیئے کہ کپڑے کو رنگ دینے سے پہلے صاف پانی میں اول شوب دیکر نچوڑ لیں پھر رنگیں اسطرح کپڑا اوجھوں کی حفظ

رہیگا۔ یاد رکھو کہ زرد اور نیلے رنگ کے ملانے سے سبز رنگ ہوتا ہے۔

سبز کاہی رنگ۔ یہ رنگ بھی نیل اور زرد رنگ سے تیار ہوتا ہے۔ مگر خیال رہے کہ سبز رنگ میں اور سبز کاہی میں یہ فرق ہے کہ سبز رنگ میں زرد رنگ زیادہ اور نیل ہلکا ہوتا ہے۔ مگر سبز کاہی میں نیل گہرا اور زردی کم ہوتی ہے۔

سنہری رنگ۔ اول کپڑے کو ہلکا سُرخ رنگیں پھر خفیف زرد رنگ میں غوطہ دیکر بعد کو پھٹکری کے پانی میں غوطہ دیں اور خشک کرلیں۔

سرخ رنگ۔ تول گولی اور نصف سوڈا پانی میں ملاکر جوش دیں اور کپڑے کو بھی رنگ میں ڈبوکر جوش دینے میں شامل کریں پختہ سرخ رنگ ہوگا۔

سردئی رنگ۔ سبز گولی دو حصے اور زرد رنگ ایک حصہ ملاکر کپڑے کو رنگ لیویں۔ سردئی رنگت ہوجائیگی۔

سرمئی رنگ۔ اول کپڑے کو گہرے نیل میں رنگ کرا دپر سے سرخ رنگ یا ہلکا کسوم کا شہاب دیں بعدہٗ ترشی دیکر خشک کرلیں۔

شبرتی رنگ۔ کپاسی ہلکا رنگ اول کپڑے کو دیکر خشک کرلیں پھر بہت خفیف سرخ رنگ دیں۔

دیگر۔ ہرسنگھار کے ۲ تولہ پھولوں میں رنگ کر سرخ گولی کا ایک خفیف جزو یا ایک تولہ کے شہاب یعنے کسنبہ کا جیٹھا رنگ دیدیں۔ بعدہٗ پھٹکری کے پانی سے کپڑا دھوڈالیں۔

شنگرفی رنگ۔ شنگرف کو باریک پیسکر پانی میں گھولو۔ اوسمیں کپڑا رنگ کر پھٹکری دیدو اور کٹھائی میں غوطہ دیکر سکھالو یا سرخ گولی میں رنگ کر زرد رنگت دیکر کٹھائی دیکر سکھالو۔

صابری رنگ۔ ببول کی پھلی کا رنگ پانی میں جوش دیکر تیار کریں اور اول کپڑے کو پھٹکری کے پانی میں مشوب دیکر خشک کرلیں پھر اوس رنگ میں

صندلی رنگ۔ اول ہلکا کپاسی رنگیں اور بعد کو خشک کرکے بہت خفیف رنگ سرخ گولی کا دیں عمدہ صندل کا رنگ ہوگا۔

طوطئی رنگ۔ اول کپڑے کو نیل دیں اور جب خشک ہوجائے تو زرد گولی پانی میں گھولکر رنگیں بعدہٗ ترشی کے پانی میں ڈوب دیکر صاف کریں۔

طوسی رنگ۔ اول کپڑے کو سرخ رنگ بعدہٗ قدرے سیاہی دیویں لوہی چون لینے کٹ کی سیاہی اس کے واسطے مناسب ہے۔

عباسی رنگ۔ اول کپڑے کو خفیف نیل دیکر سرخ گولی میں رنگیں۔ پھر لیموں کی ترشی دیویں۔

عنابی رنگ۔ عنابی گولی اکثر بازار میں ملتی ہے ورنہ کپاسی گولی میں کپڑا رنگ کر سیاہ گولی اور سرخ گولی ملاکر کپڑے کو رنگ لیں۔

فاختئی رنگ۔ کپڑے کو بہت ہلکا سرخ رنگ دیویں اور پھر نیل پانی میں گھول کر خفیف رنگ دیں۔

دبیگی۔ مازو کو جوش دیکر اوسکے پانی میں کپڑا رنگیں۔ پھر لوہے کی سیاہی دیکر پھٹکری کے پانی میں شوب دیکر خشک کریں۔

فالسئی رنگ۔ اول جامنی رنگ میں کپڑا رنگیں پھر کسیقدر ہلکا سرخ رنگ دیں تو فالسئی ہوجائے گا۔

فیروزی رنگ۔ زرد گولی اور نیل سے رنگا جاتا ہے۔ بعضے نیل اور سبز گولی سے بھی رنگتے ہیں۔ اول کپڑے کو گل ہیسو یا زرد گولی میں رنگیں بعدہ نیل دیکر کھٹائی میں شوب دیں فیروزی رنگ چوکھا آویگا۔

کشمشی رنگ۔ اول کپڑے کو زرد رنگ کر سرخ رنگ دیویں۔ پھر سیاہ رنگ کے پانی میں رنگیں ترشی یا پھٹکری دیکر خشک کریں۔

کاسنی رنگ۔ اول کپڑے کو ہلکا گلابی یا پیازی رنگیں۔ پھر خفیف نیل دیکر خشک کرلیں۔

کافوری رنگ ہلکی کپاسی گولی میں کپڑا رنگ کر بہت خفیف سرخی دیویں۔ بعد کو لیموں کی ترشی میں صاف کرلیں۔

دیگر زعفران ایک ماشہ آدھ سیر پانی میں حل کریں پھر اوسکو صاف کرکے کپڑا رنگ کر پھٹکری کے پانی سے دھوڈالیں۔

کاہی رنگ ۔ اول کپڑے کو نیل دیویں اور جب خشک ہوجائے تو کپاسی گولی میں رنگ کر سکھالیں۔

کوکئی رنگ ۔ اول کپڑے کو خفیف نیل دیں پھر خفیف سرخ رنگ دیکر دوبارہ خفیف تیل دیں بعدہٗ لیموں کی ترشی دیکر سکھالیویں۔

کپاسی رنگ ۔ کپاسی گولی بازار میں عام طور پر بکتی ہے ورنہ ٹیسو کے پھولوں میں رنگ کر ترشی دیویں۔

گلنار رنگ ۔ یہ گولی بھی بازار میں بکثرت ملتی ہے اوسمیں کپڑے کو رنگ لیں ورنہ اول کپڑے کو ہلکا گلابی رنگ کر خفیف سرخ گولی میں پھر ہلکی کپاسی گولی دیکر خشک کریں پھر لیموں کی ترشی دیویں۔

گل شفتالو ۔ گل شفتالو کی گولی بھی بازار میں ملتی ہے اور یہ سرخ گولی اور کھٹائی سے بھی تیار ہوتا ہے

لاجوردی رنگ ۔ سبز اور کاسنی گولی میں رنگنے سے تیار ہوتا ہے۔

مونگیا رنگ ۔ کپاسی رنگ۔ نیل۔ اور سیاہ رنگ خفیف ملاکر رنگیں۔

نارنجی رنگ ۔ نارنجی گولی بازار میں ملتی ہے ورنہ زرد اور سرخ گولی سے تیار کرلیں۔

نافرمانی رنگ ۔ اول کپڑے کو ہلکا نیل دیکر پھر خفیف سرخی دیں اور کھٹائی دیکر خشک کرلیں۔

نوٹ جاننا چاہئے کہ گولی کے رنگے کپڑے اکثر کچے ہوا کرتے ہیں جو اور کپڑوں کو خراب کردیتے ہیں اسلئے ایسے رنگ اکثر ماشہ گوند یا انڈی کا

گلنار رنگ ۔ انار کی رنگ ملانے سے بنتا ہے۔

تیل ۶ ماشہ رنگ کے ہمراہ پکا کر رنگنے سے پختہ ہو سکتے ہیں۔ مگر خیال رہے کہ جب تیل شامل کرنا ہو تو کپڑے کو اوّل صاف پانی میں دھو لیں ورنہ خشک رنگنے سے تیل کے دھبّے پڑ جائیں گے۔ اسطرح رنگنے سے گو بالکل پختہ نہیں ہوتے تاہم کسیقدر رنگ کا اوڑنا موقوف ہو جاتا ہے۔ دوسرا کپڑا یا جسم بہت کم خراب ہوتا ہے

پانچواں باب

"سلیقہ شعاری"

گھر کا کام

صبح سویرے اوٹھو تو انگھتی ہوئی مت اوٹھو بلکہ فوراً پلنگ پر سے ہوشیار ہو کر کھڑی ہو جاؤ اور اپنا بستر لپیٹ کر حفاظت سے رکھدو اول اپنے سب بڑوں کو سلام کرو۔ پھر پاخانہ جاؤ اور منھ سے دھو کر پاک صاف ہو جاؤ۔ آنکھوں میں سرمہ لگا کر بالوں میں بھی اگر ضرورت ہو تو کنگھی ضرور کرو تاکہ پھوہڑوں کیطرح بال بکھرے نہ رہیں۔ اسکے بعد خداوند تعالےٰ کی یاد باقاعدہ ضرور رہے تاکہ دین و دنیا دونوں درست رہیں۔ پھر ضروری روزانہ کاموں میں متوجہ ہو جاؤ۔

احدیوں کی طرح چارپائی یا فرش پر پڑے رہنا صحت کو مضر ہے۔ چھوٹے چھوٹے کاموں کے لئے ہر وقت دوسروں کو تکلیف دینا نہ چاہیئے بلکہ اپنا سب کام اکثر خود کر لیا کرو تو بہت اچھا ہے تاکہ ہاتھ سے کام کرنے کی عادت پڑے جس سے تمھاری ماں کا ہاتھ بٹے اور خود کو بھی جسمانی فائدہ پہونچے۔ اور اپنے چھوٹے بہن بھائی کی دیکھ بھال کرتی رہو اونکا منھ ہاتھ دھو دھلا کر کپڑے پہناؤ اور گرمی کے دنوں میں خود روز نہاؤ اور اونکو بھی فائدہ پہونچاؤ اور خیال رکھو کہ کوئی کام ایسا نہ رہ جائے کہ تم بیٹھی منھ تکتی رہو اور تمھاری ماں کو اپنے ہاتھوں کرنا پڑے یا اوروں کو تکلیف دینا پڑے۔ یہ نہ خیال کرو کہ نوکروں کے ہوتے کیوں کام کریں بلکہ نوکروں کے اور اپنے کام میں تمیز کر لو اور جو کام محض نوکروں کے متعلق ہوں اونکو مت کرو اور باقی کاموں میں شریک ہونا کوئی عیب نہیں ہے اور جس وقت گھر کے کاموں سے فرصت ہو اور وقت باقی بچے تو اوسوقت کو لکھنے پڑھنے۔ سینے پرونے

اور طرح طرح کی ہنر آموزی اور مفید کاموں میں صرف کرو جو تمھارے آئندہ کام آویں۔ اور وقت کو کبھی بیکار سمجھکر مت ضایع کرو۔ اگر رات کو بھی کھانے وغیرہ سے فارغ ہو جاؤ اور وقت ملے تو مفید کاموں میں ہی گذار دو۔ فضول و لاحاصل قصّے کہانیوں سے کچھ حاصل نہیں۔ اپنی ہر ایک چیز کی نگرانی اور اہتمام خود رکھنا چاہئے۔ دوسروں پر ہرگز بھروسا مت کرو۔ فرض کرو کہ جب تمھارے کپڑے میلے ہو جاویں تو صاف و ستھرے کپڑے بدل کر خود پہنو اور پہننے سے پہلے اچھی طرح خیال کر لیا کرو کہ کہیں پھٹ تو نہیں گیا اور دھونا تو نہیں ہے۔ مرمت کی ضرورت ہو تو جہانتک ممکن ہو خود درست کر لو۔ کیونکہ ذرا ذرا سی بات میں کسی دوسرے کی محتاجی اچھی نہیں ہے۔ میلے کپڑوں کو جسوقت اتارو تو دھوپ دیکر احتیاط کے ساتھ کھونٹی پر یا صندوق کے اندر خشک جگہ میں رکھو تاکہ نمی سے کل نہ جاویں کسی کونے یا غیر محفوظ جگہ میں مت ڈالو کہ چوہے کاٹ ڈالیں یا پڑے پڑے اور زیادہ میلے ہو جاویں اور جسکو دھوبن بھی صاف و ستھرا نہ دھو سکے اور خیال رکھو کہ جس وقت دھوبی کپڑے لینے کو آوے تو اپنے کپڑے خود گن کر کتاب پر لکھکر دو تاکہ حساب ٹھیک معلوم رہے اور جب دھلکر واپس آویں تو دھوبن کے سامنے ہر ایک کپڑے کو جانچ لو۔ کیونکہ ممکن ہے کوئی کپڑا گم ہو گیا ہو یا بدلا گیا ہو۔ یا پھٹ کر آیا ہو یا داغ وغیرہ کپڑے پر رہ گیا ہو۔ اسطرح کی نگرانی سے دو فائدے ہیں ایک تو یہ کہ تمھارے کپڑے ہمیشہ صاف اور عمدہ دھلا کرینگے دوسرے کپڑے پورے ملا کرینگے اور کوئی کپڑا ادھر ادھر نہ ہو سکے گا اگر ہوگا تو فوراً پتہ لگ جاویگا اور خیال رکھو کہ کپڑے کی ضرورت کے وقت ہمیشہ درست نکلیں۔ اور اوسکی صورت یہ ہے کہ جسوقت جو کپڑا پھٹا یا مرمت طلب معلوم ہو تو فوراً اوسکی درستی کر لو ورنہ جب ضرورت کے وقت کوئی چیز ٹھیک نہیں نکلتی۔ طبیعت کو کوفت ہوا کرتی ہے اور اگر دوسروں کے سامنے ایسا واقعہ ہو تو نہایت پشیمانی اوٹھانی پڑتی ہے۔

عورتوں کا زیور

خوب سمجھ لو کہ روپیہ بڑی مشکل سے کمایا جاتا ہے پہلے یاد رکھو کہ جو زیور تم دن رات پہنے رہتی ہو بڑا قیمتی ہے اور بہت روپیہ خرچ کر کے نصیب ہوا ہے۔ اسلئے تم کو چاہئے کہ اوسکی حفاظت [illegible]

اور صبح کو اوٹھنے کے بعد اپنے کل زیور کی جانچ کرلیا کرو کہ پورے ہیں یا نہیں کیونکہ بیخبری کی حالت میں یا کھیل کود میں اکثر گر جایا کرتا ہے۔ چھلے۔ انگوٹھی۔ بالی۔ پتے تو اکثر سونے یا چلنے پھرنے میں کھچا جاتے ہیں اور زمین میں گر کر مٹی کوڑے میں ملجاتے ہیں جو چیز جسکی نظر سے گری اوسکے ہاتھ لگ گئی اور بعد کو سوائے کف افسوس ملنے کے کچھ نہیں ملتا اسلئے اگر خیال ہوگا اور دیکھ بھال رہیگی تو اسطرح مفت کا نقصان نہ ہوگا اور کبھی کچھ گر بھی گیا تو تھوڑا تلاش سے مل سکیگا۔ اور اگر بے پروائی ہوئی تو نقصان ہونے کے علاوہ تمام گھر میں تلاش کی پریشانی علیحدہ ہوگی اور غیر لوگوں پر بدگمانی الگ ہوگی اور والدین کی خفگی اور ناراضگی کا باعث بھی ہوگا۔ پس اگر اسی طرح تمہاری عادت رہی تو والدین کو یہ یقین ہوجائیگا کہ یہ لڑکی زیور کھو دیتی ہے تو اوسکا شاید یہ نتیجہ نکلے کہ تمکو زیور ملنا بند ہوجاوے جس سے تمکو بہت رنج ہوگا اسلئے تم اوّل ہی سے وہ بات اختیار کرو جس سے تمہاری عقلمندی اور ہوشیاری ظاہر ہو اور تمہارے بزرگ تم سے راضی رہیں اور تمہارے اوپر کوئی الزام نہ آوے۔

تم کو معلوم ہونا چاہئے کہ زیورات کا استعمال ملک میں کیوں رکھا گیا تھا اس سے علاوہ آرائش اور زیبائش کے یہ مطلب تھا کہ کچھ دولت اسطرح جمع کرلی جاوے کہ ضرورت کے وقت کام آوے۔ لیکن آج کل ایسا زمانہ آگیا ہے کہ روپیہ کا استعمال اور اوس سے فائدہ حاصل کرنے کے عمدہ عمدہ طریقے معلوم ہوتے جاتے ہیں جو بڑی ترقی دولت کا باعث ہیں اسلئے زیورات زیادہ بنوانا اب فضول سمجھا جاتا ہے اور اسطرح روپیہ کا نقصان بھی بہت زیادہ ہوتا ہے کیونکہ کچھ تو بنوائی وغیرہ میں خراب ہوتا ہے اور کچھ اوسکے استعمال میں گھس کر کم ہوجاتا ہے۔ روپیہ کے بارہ آنہ نہیں ملتے یہ بالکل فضول جاتا ہے بجائے فائدہ کے سراسر نقصان ہی نقصان ہے۔ روپیہ کو بڑھانے کی فکر چاہئے نہ کہ لٹانے سوائے کے جاویں اسلئے یہی مناسب ہے کہ بہت تھوڑے چند ضروری زیور بنوائے جاویں زیادہ آرائش کے خیال کو دماغ سے نکال دو اس سے انسان مفرور ہوجاتا ہے اور اگر روپیہ زیادہ ہے تو کسی اور مفید کام میں لگایا جائے جسکی آمدنی سے ترقی

دولت ہو جو اپنی عزت و آبرو کا ذریعہ ہے اور سب سے عمدہ زیور عورتوں کے لئے سلیقۂ خانہ داری اور ہنرمندی ہے جو شریف عورتوں کے واسطے ضروری ہے۔ اب ہم تمکو اُن زیوروں سے واقف کرتے ہیں، جو فی زمانہ ہندوستان میں مروج ہیں اور واضح ہو کہ ہر ایک ملک میں اپنے اپنے رواج کے موافق علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں۔ اور ہر ملک کی عورتوں کا بناؤ سنگھار اپنی اپنی نئے طرز کا ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ ہمارے یہاں یہ زیور استعمال کرتے ہیں۔ اور اونکے علاوہ مسّی۔ پان۔ سرمہ۔ مہندی۔ اور ہندوؤں میں ماتھے پر بندی۔ صندل و سیندور لگاتے ہیں تاکہ سجاوٹ بڑھے۔ بعض بعض جگہ جسم کو سرمہ سے گودتے ہیں۔ غرض کوئی عضو باقی نہیں رہتا کہ جہاں کوئی زیور اور سنگار نہ ہو۔ تمام دُنیا میں ہندوستان کا زیور ضرب المثل ہے۔

فہرست زیور

موقع استعمال	نام زیور
سر	جھومر۔ جھیلے۔ کانٹیاں۔ چوٹی۔ بُندے۔ سیس پھول تارے۔ سراسری۔ تعویذ۔ چوک۔
ماتھا	ٹیکا۔ بندی۔ بنیا۔
کان	بالیاں۔ بُتے۔ آویزے۔ یا بُندے۔ مرکی۔ کرن پھول۔ بجلیاں۔ حلقے بالے۔ جھومکے۔ انٹی۔ مچھلیاں۔ کان جھالے۔ مکر۔ جھنے۔ سبزے صراحیاں۔ گوشہ
ناک	نتھ۔ بلاق۔ لونگ۔ تیلا۔ کوکا۔ موری۔
گلا	ہنسلی۔ طوق۔ کنٹھا۔ تعویذ۔ گلوبند۔ چمپاکلی۔ کنٹھالا۔ پچلڑا۔ ست لڑا جگنو۔ حمائل۔ دگدگی۔ سنگھارپٹی۔ کنٹھا۔ بدھی۔ مالا۔ موہن مالا۔ کنٹھی۔ توڑا۔ ہار۔ چندن ہار۔ زنجیر۔ ٹیپ۔ عطردان۔ ودھاوہ۔
کمر	سکری۔ نقرئی یا طلائی۔ زنجیر۔ نالا۔ جڑاؤ۔

موقع استعمال	نام زیور
بازو	بازو بند۔ جوشن۔ تونگے۔ علی بند۔ عطردان۔ بانک۔ بھوج بند۔
ہاتھ۔ کلائی	پونہچیاں۔ علی بند۔ چوہے دنتیاں۔ آٹھوانس۔ چھن۔ کنگن۔ چوڑیاں۔ کڑے دستی۔ پری چہن۔ لچھے۔ بتانے۔ چھلے سادہ یا جڑاؤ یا زنجیردار دستبند
انگلیاں ہاتھ	آرسی۔ چھلے۔ بنے۔ انگوٹھی۔ بانک دستی۔ پنالیاں۔ زنجیردار چھلے۔
اور پانو نکی	الونٹ۔ بچھوے۔ چٹکی۔
پانو	کڑے۔ چھڑے۔ رامجھول۔ جہالور۔ جہاجن۔ پازیب۔ لچھے۔ توڑے چوڑیاں نقرئی۔ گھونگرو۔ بانک۔

اور ملکوں میں عورتیں زیور تو کم استعمال کرتی ہیں لیکن اپنے آپ کو نئی نئی طرح آراستہ کرتی ہیں۔ چنانچہ جسطرح ہندوستان کی عورتیں دانتوں پر پانوں سے سرخ رنگ جماتی ہیں۔ اوسی طرح **جاپان** میں عورتیں دانتوں پر ملمع کراتی ہیں۔ گرین لینڈ میں اپنے چہروں کو نیلا پیلا رنگتی ہیں۔ **چین** میں عورتوں کے چھوٹے چھوٹے پاؤں خوبصورتی میں داخل ہیں اسکے لئے پاؤں شکنجے میں کس دئے جاتے ہیں۔ **فرنگستان** میں عورتوں کی کمر پتلی ہونے کے لئے نئی نئی ترکیبیں اور تکلفات کئے جاتے ہیں۔ **ترکی** عورتیں بھنوؤں کو سیاہی سے چمکدار سیاہ بناتی ہیں اور ناخنوں کو گلابی رنگتی ہیں۔ **افریقہ** کا کمال حسن یہہ ہے کہ چھوٹی آنکھیں۔ موٹے ہونٹھ۔ چپٹی ناک۔ کہال خوشرنگ سیاہ۔ چین کی حسین عورتیں سر پر ایک جانور کی شکل کا زیور پہنتی ہیں جو بحالت مالداری سونے کا ورنہ تانبے کا ہوتا ہے۔ اس جانور کے بازو پھیلے ہوئے ہوتے ہیں اور سر کے لباس کے اوپر ہوتے ہیں اور پیشانی کو ڈھانکتے ہیں اوسکی دم لمبی اور کشادہ نہایت خوبصورت پروں کے طرے کی بنی ہوئی ہوتی ہے اور اوسکی چونچ ناک کی نوک کو ڈھانکتی ہے اور یہہ پرند گردن سے ایک مضبوطی کے ساتھ ایک کمانی کے ذریعہ سے باندہ دیا جاتا ہے۔ غرض ہر ملک میں نئے نئے طریقے بناؤ سنگار کے ہیں مگر ہندوستان میں صدہا طرح کے زیور استعمال

ہوتے ہیں اور اسطرح پر لاکھوں روپیہ ضائع ہوتا ہے اس لئے اگر مناسب طور پر زیوروں میں ترمیم کرلی جائے تو بہت اچھا ہوگا۔

تندرستی کا اُصول

دُنیا میں اچھی طرح زندگی بسر کرنے اور راحت و آرام سے رہنے کے لئے یہ معلوم ہونا چاہئے کہ شام کو سویرے سونا اور صبح کو تڑکے اُٹھنا تندرستی کا اُصول ہے جیسا کہ کسی نے کہا ہے ؎

شام کو سونا سویرے صبح کا اُٹھنا شباب + جسم کو بخشے ہے صحت عقل کو تیزی و تاب

اور اسی طرح جسم کی صفائی اور جس گھر میں تم رہو اوسکی صفائی ستھرائی اور تازی ہوا کی آمد کا خیال انسان کیواسطے بہت ضروری سمجھا گیا ہے۔ عقل کی بات یہ ہے کہ صبح کو گھر کی صفائی کرو اور میلی اور گندی چیزیں دُور کرو اور فرش صاف اور ستھرا رکھو۔ مکڑی کے جالے گھر میں نہ ہونے دو۔ گرمیوں میں گھروں کے دروازے سویرے ہی کھول دینے چاہئے تاکہ رات کی گرم ہوا مکان کے اندر سے نکل جاوے اور تازی ہوا اُن میں بھر جائے۔ کواڑ کھولنے کے ساتھ ہی مکان کے اندر نجاؤ کیونکہ اندر ہوا رات بھر کی رُکی ہوتی ہے جو گرم ہوتی ہے۔ اوس ہوا میں اگر کواڑ کھولتے ہی فوراً جایا جائے تو گرم و سرد ہوا ملنے سے زکام ہوجانیکا اندیشہ ہے اِسلئے اسمیں احتیاط ضروری ہے اور وقت پر تھوڑی سی احتیاط کرلینے سے بچ سکتی ہو۔ مکان وہی عمدہ ہوتا ہے جسمیں روشن دان بھی ہوں اور ہوا دار بھی ہو اور جسمیں بخوبی دھوپ آتی ہو اور جو کسیقدر اونچائی پر واقع ہو تاکہ برسات کا پانی رُکا نہ رہجائے۔ ایسے مکانات جو نشیب میں واقع ہوتے ہیں اور جنمیں نمی اور سیلن رہنے کے سبب ایک قسم کی بدبو ہوجاتی ہے اور دھوپ اور ہوا بخوبی گذر نہیں ہوتا یا جن کے در بہت چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں۔ ہمیشہ بیماری کا گھر ہوتے ہیں۔ تنگ مکان کے باشندے ہمیشہ کمزور اور دُبلے پتلے زرد رنگ ہوا کرتے ہیں اور دایم المریض رہتے ہیں صحت قایم رکھنے کے لئے ذیل کی ہدائتوں پر پابندی کے ساتھ عمل کرنے سے بہت بیماریوں سے بچ سکتی ہو۔

ہدائتیں

۱- ہر روز صبح کو سویرے اوٹھو اور دن میں بلا ضرورت ہرگز مت سوؤ۔

۲- پلنگ پر سست مت پڑے رہو۔ کاہلی و سستی۔ لڑکپن اور جوانی میں بہت مضر ہے۔ چلو۔ پھرو۔ گھر کا کام دھندا کرو۔ محنت کی عادی بنو۔

۳- خوراک میں ایک لقمہ خواہش سے کم کھاؤ۔ کوئی بدہضم چیز زیادہ مت کھاؤ۔

۴- بار بار مت کھاؤ۔ ترشی اور تیز چیزوں سے پرہیز رکھو۔

۵- شب کو جب اوٹھنے کا اتفاق ہو ننگے سر اور ننگے پاؤں مت کھڑی ہو جاؤ اور خصوصاً سردی کے موسم میں حتی الامکان ضرور خیال رکھا جاوے کیونکہ ایسے موقع پر اکثر زکام کا اندیشہ ہے۔

۶- شب کو اگر پیاس معلوم ہو اور آنکھ کھل جاوے تو اوّل پیاس کو روکا جائے اگر ضبط نہ ہو سکے تو تھوڑی دیر بعد پانی پیا جاوے۔

۷- موسم کے موافق لباس پہنو۔

۸- گرمیوں میں ہر روز اور سردی کے دنوں میں چوتھے روز ورنہ ہفتہ میں ایک مرتبہ ضرور نہاؤ۔

۹- زیادہ میلے کچیلے کپڑے جسمیں بدبو آنے لگے ہرگز مت پہنو۔

۱۰- غسل کے بعد بدن کو کپڑے یا تولیہ سے پونچھو اور بال خشک کر کے چوٹی باندھو۔ مگر یاد رہے کہ صرف سر دھونا تو زیادہ مضائقہ نہیں لیکن بلا سر دھوئے جسم دھونا جسکو عورتیں انگوٹل کہتی ہیں مضر صحت ہے۔

۱۱- خدانخواستہ اگر بیمار ہو جاؤ تو ضرورت سے زیادہ پرہیز کرو کہ جلد تر صحت ہو جائے۔

۱۲- رات میں کم از کم چھ گھنٹے ضرور سوؤ۔ کم سونا بھی مضر ہے

۱۳- کسی ہاضمہ کی چیز (چورن یا اچار) یا نشہ وغیرہ کی عادی مت بنو۔

۱۴- جو کام کرو خوب شوق و ذوق کے ساتھ کرو تاکہ طبیعت بڑھے۔

۱۵- کسی قسم کا خوف و ہراس یا رنج و غم اپنے دل پر مت ہونے دو جہانتک ممکن ہو

ہو اپنی صبیت کو دلچسپ باتوں سے خوش و نہال رکھو۔
۱۶- دُنیا کے ہر معاملات میں اعتدال رکھو اور کامل پرہیزگاری کے ساتھ باعزت رہو۔

زنانہ لباس یاد رکھو کہ عورتوں کو بہ نسبت مردوں کے لباس کی بہت ضرورت ہے اور اس لباس کی یہ خوبی ہونی چاہئے کہ تمام جسم بخوبی ڈھک جاوے کیونکہ عورتوں کو پردہ کی زیادہ ضرورت ہے اسلئے حتی الامکان موٹا کپڑا استعمال کریں کہ جسمیں جسم کی رنگت بلکہ جھلک مطلق نہ دکھلائی دے۔ اور علاوہ اس کے لباس کی وضع وہ ہونی چاہئے جو شریف عورتوں کے لئے مناسب ہے اور جو لباس کہ بیحیا اور فاحشہ عورتیں استعمال کریں شریف عورتوں کو ہرگز مناسب نہیں کیونکہ بُرے کام کی نقل اور پیروی بھی بُری ہوتی ہے اور عادتوں پر بُرا اثر پیدا کرتی ہے اسلئے جہانتک ممکن ہو نئی طریقوں کو چھوڑنا اور نیک اور اچھے طریقوں کو اختیار کرنا چاہئے جو عقلمندی کی علامت ہے۔ لباس میں بلحاظ تندرستی اپنے جسم کے آرام کا زیادہ خیال رکھنا چاہئے۔ تکلف میں ہمیشہ تکلیف ہی ہوا کرتی ہے۔ البتہ صفائی اور ستھرائی کا خیال جہانتک ہو اچھا ہے نہ کہ اس درجہ تک کہ طبیعت پر وہم پیدا ہو جائے۔ لباس کے متعلق اگر ان ہدایتوں پر عمل کرو تو بہت مناسب ہے۔

ہدائتیں ۱ شریف عورتوں کی کرتی نصف زانو تک نیچی ہونی چاہئے ورنہ اسقدر تو ضرور ہو کہ نیفہ سے کم از کم چار پانچ گرہ نیچی رہے تاکہ شکم و زانو کا درمیانی جسم کرتے میں پوشیدہ رہے۔
۲ کُرتی ایسے کپڑے کی ہونی چاہئے جسمیں بدن کی شکل و رنگت دکھلائی نہ دیوے یا اگر باریک ریشمی کپڑے کی ہو تو اوسکے نیچے جسم چھپانے کے لئے صدری یا شلوکہ یا بنیائن استعمال کرنا ضروری ہے۔
۳- بلا آستینوں کی کرتی استعمال نہ کرنی چاہئے اگر ضرورت ہو یا شوق ہو تو اوسکے اوپر شلوکہ یا نیم آستین ضرور پہنلیں تاکہ بازو ننگے نہ معلوم ہوں۔
۴- کرتے کرتیوں یا صدریوں کے گریبان اچھی طرح بند ہونے چاہئیں دو دو کے

اوپر گلوبند لگائے جائیں تاکہ گلا دکھلائی نہ دیوے۔

۵ کہلے گریبانوں کی کرتیاں جیسا کہ بعض شہروں میں رواج دیکھا گیا ہے دودھ پلانے والی عورتیں بچوں کو دودھ پلانے کے لئے رکھتی ہیں بہت معیوب ہے بلکہ بیحیائی میں داخل ہے۔ جنکو دودھ پلانے کی ضرورت ہو انکو چاہئے کہ خوب ڈھیلے کرتے استعمال کریں تاکہ کرتے کے نیچے سے دودھ پلا سکیں۔

۶۔ پاجامے اگر بڑے پائینچے کے ہوں تو اُن کے نیچے لمبی جرابیں گھٹنے تک پہنیں تاکہ ٹانگیں کسی طرح دکھلائی نہ دیویں۔

۷۔ کمربند لٹکا ہوا دوسروں کو دکھلائی دینا سخت بیحیائی اور بے تمیزی میں داخل ہے

۸۔ کمربند میں کنجیوں کا گچھا یا بٹوا رکھنے کے سبب ہر ضرورت کے لئے کمربند پر ہاتھ لیجانا کمال بیحیائی اور بے تمیزی کی بات ہے۔ اگر تالیاں یا بٹوا ساتھ رکھنا منظور ہے تو سب سے عمدہ طریقہ یہ ہے کہ رومال ساتھ رکھا جائے اور اسمیں دونوں چیزیں باندھ دی جاویں۔ رومال ہر وقت ساتھ رکھنا چاہئے یہ بھی لیاقت کی ایک بات ہے کیونکہ ہاتھ صاف کرنے کی ضرورت ہر وقت رہتی ہے۔ دوپٹہ سے ہاتھ منھ پونچھنا عیب میں داخل ہے۔

۹۔ پورانی وضع کی جوتیوں سے آرام نہیں ملتا۔ بلکہ اکثر پانوں خراب ہو جایا کرتے ہیں اسلئے اگر انکی بجائے سلیم شاہی جوتی یا انگریزی گرگابی موزے کے ساتھ پہنی جاوے تو بہتر ہے

کپڑوں کے پہننے میں موسم کا خیال رکھنا بہت ضروری بات ہے کیونکہ جاڑوں کے موسم میں اکثر دیکھا گیا ہے کہ عام طور پر عورتیں گرمیوں کے استعمال کے باریک کپڑے پہنے رہتی ہیں جو مضر صحت ہیں۔ اِن کا پہننا نہ پہننا برابر ہے۔ بدن کی حفاظت کیلئے جاڑوں میں گرم کپڑا پہننا لازمی ہے۔ اگر بنیائن استعمال کی جائے تو بہت آرام کی چیز ہے ورنہ روئی کی کمری سب سے زیادہ آرام دینے والی ہے یعنے کم خرچ اور بالا نشین ہے جاڑوں کے موسم میں اگر موافق موسم کے لباس استعمال نہ کیا جاوے تو

تو بیماری کا باعث ہوگا۔ اِس لئے سردی کے موسم میں روئی دار کپڑے اور گرمیوں میں سوتی استعمال کرنے ضروری ہیں۔ موٹے دیسی سوتی کپڑے سے بہ نسبت باریک ولایتی کپڑے کے بدن کی حفاظت اچھی طرح ہو سکتی ہے۔ کرتے کے نیچے اگر بنیان استعمال کیا جاوے تو بدن کو آرام پہونچنے کے علاوہ وبائی ہوا سے بدن کی حفاظت بخوبی ہوتی ہے۔ میلا کچیلا کپڑا پہننا زیادہ مضر صحت ہے کیونکہ پسینہ کے ذریعہ سے ردّی مواد بدن سے نکلتا ہے اور کپڑوں میں جذب ہو کر بدبو پیدا کر دیتا ہے اِس لئے ایسے کپڑے آب و ہوا کو گندہ کر دیتے ہیں اور بدن کو لپٹائے رکھنا ضرور مضر صحت ہوتا ہے۔

خیال رکھو کہ رات دن ایک ہی کپڑا نہ پہنے رہو جو گھس کر پھٹ جانے کے علاوہ بہت میلا ہو جاتا ہے اور تندرستی میں نقصان پہونچاتا ہے۔ لباس زیادہ تنگ ہرگز مت پہنو کیونکہ اس سے خون کے دوران میں رکاوٹ آجانے کے علاوہ ہوا بھی بدن کو نہیں لگتی اسلئے بیماری پیدا ہونے کا اندیشہ ہے اور اسکے خلاف ڈھیلے ڈھالے کرتے استعمال کرنے سے بدن زیادہ حفاظت اور آرام میں رہتا ہے اور انسان کی تندرستی کا باعث ہے۔

مکان کی صفائی

مکان کی صفائی اور ستھرائی اور قرینہ قرینہ سے ہر چیز کا ہونا بھی عجیب چیز ہے اِس سے طبیعت ہر وقت خوش رہتی ہے جس طرح بدن کی صفائی ضروری ہے اسی طرح گھر کی چیزوں کی صفائی اور درستی بہت ضروری ہے۔ اگر تم پھوہڑ بننا نہیں چاہتی ہو تو گھر کی چیزیں ستھری اور قرینہ قرینہ سے رکھو اور روزمرہ گھر میں کم سے کم دو مرتبہ صبح و شام احتیاط کے ساتھ صفائی کرو۔

اور **خیال** رکھو گھر کی سب چیزیں قرینہ قرینہ سے اپنے اپنے موقع پر ہونی چاہیں۔ دیگچی، کابیاں وغیرہ اِدھر اُدھر کہیں پڑی نہ رہیں۔ کھانے کے استعمالی برتن بھانڈے ہر روز بعد کھانا کھا لینے کے خیال کر کے دھو دلا کر صاف کر دئے جایا کریں کیونکہ کھانے کے

اجزا جو اُن میں اکثر رہجاتے ہیں زیادہ دیر رہجانے سے سڑکر بدبو پیدا کرتے ہیں جو صحت کو مضر ہے۔ یاد رکھو کہ ہر مہینہ میں ایک مرتبہ تانبے کے استعمالی برتنوں پر قلعی کرانا ضروری ہے کیونکہ قلعی نہ رہنے سے سالن سیاہ ہوجانے کے علاوہ اُن میں زہر کا اثر پیدا ہوجایا کرتا ہے۔

کھانے پینے کے برتنوں کو میلا نہ رکھو ورنہ اسطرح رفتہ رفتہ زنگ لگ کر نکمے اور بیکار ہوجایا کرینگے اور دوسرے جب گھر میں اسطرح چیزیں تتر بتر بے ٹھور ٹھکانے پڑی نظر آوینگی تو دیکھنے والوں کو تمہارا پھوہڑپن ظاہر ہوگا اور چیز کے گم ہوجانیکا بھی اندیشہ ہے اور سوائے اس کے جسوقت ضرورت پڑیگی فوراً دستیاب نہوسکیگی اور بہت سا وقت اوسکی تلاش میں ضائع ہوگا اور تلاش کے بعد جلد نہ ملنے سے طبیعت کو کوفت الگ ہوگی۔ گھر کے برتن بھانڈے وغیرہ جن گھروں میں صفائی اور قرینہ سے نہیں رہتے اُن گھروں میں صرف بدرونقی ہی نہیں ہوتی بلکہ درحقیقت نحوست برستی ہے۔

ہوا کی صفائی

یہ قاعدہ عام ہے کہ ہوا میں نباتاتی اجسام اور جاندار حیوانی مادہ اِن دونوں کے ملجانے سے زہریلے اثر سے بدبودار بخارات پیدا ہوجاتے ہیں۔ گردوغبار کوڑا کرکٹ۔ ریت کے چھوٹے چھوٹے ذرّے سر کے بالوں اور مولی ہوئی چوڑیوں اور مُردہ ناخنوں اور تنکوں کے ٹکڑے اور سڑی بسی ہوئی چیزوں کے ملنے سے بھی ہوا خراب ہوجاتی ہے اور گرمی اور سردی کی یکجائی حالت کے اثر سے جاندار کیڑے پیدا ہوجاتے ہیں جو بالاتفاق حکمائے یونان و فرنگ وھند سائنس کے ذریعہ سے حلق میں اوتر جاتے ہیں اور صحت کے واسطے مضر ہیں موسم سرما میں اونکا اثر بہت کم ہوتا ہے اگر گرم ہوا پاکر حس و حرکت اُن میں پیدا ہوجاتی ہے۔ اگر خوردبین کے ذریعہ سے دیکھا جائے تو تم کو صاف حرکت کرتے ہوئے نظر آوینگے مگر صرف آنکھ سے کبھی نہیں دکھلائی دیتے ہیں۔ یہ مختلف شکل وسم کے کیڑے ہوتے ہیں جیسے اشکال ذیل سے ظاہر ہے

ہیضہ کے کیڑے بخار کے کیڑے طاعون کے کیڑے

اسی طرح ہر بیماری کے کیڑے کی نئی شکل ہوتی ہے۔
بعض تپ دق۔ تپ و لرزہ وغیرہ پیدا کر دیتے ہیں اسواسطے ہر بُودار جگہوں سے جیسے پاخانوں۔ چہ بچوں اور تنگ گلی کوچوں اور گرد و غبار کے موقعوں یا گائے بھینسوں کے تھان سے جہاں گوبر و پیشاب وغیرہ ہوتا ہے ہمیشہ اپنے آپ کو بچانا چاہئے اور ایسے موقعوں پر سانس آہستہ آہستہ لینا مناسب ہے۔

پانی کی صفائی

ہوا کی طرح پانی میں بھی نباتی و حیوانی اشیاء کا مادّہ اور اُن جانداروں کے انڈے شامل ہوتے ہیں۔ تمکو ضرور حیرت ہوگی کہ پانی تو صاف ہوتا ہے اوسمیں کیڑے اور انڈے کہاں سے آئے مگر یاد رکھو کہ جسطرح ہوا میں اِنکا وجود ہے اوسیطرح پانی میں خوردبین کے ذریعہ سے دیکھو تو ہزاروں کیڑا معلوم ہوگا۔ اور تمکو پھر پانی پیتے ہوئے بھی وہم ہوا کریگا۔ یہی اندر پہنچکر خوفناک امراض مثلاً بخار۔ پیچش اور ذات الجنب پیدا کر دیتے ہیں۔ پس پانی کی صفائی بھی بہت ضروری ہے۔ اِسکی صفائی کے لئے خاص خاص فلٹر ایجاد ہوئے ہیں جو اکثر سوداگروں کی دوکانوں سے ملسکتے ہیں۔ اور بھی بہت سے طریقے پانی صاف کرنے کے ہیں لیکن سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ ایک کہڑی گہڑونجی اسطرح کی بنوائی جائے کہ جسپر تین چار گہڑے تلے اوپر آجاویں۔ اوپر والے گہڑے میں بول کے کوئلی بھر دو۔ اور اوسکی تلی میں سوراخ کرکے ایک پتی کپڑے کی رکھ دی جاوے اوسکو گرم جوش کئے ہوئے یا تازہ پانی سے بھر دیا جاوے۔ پھر اوسکے نیچے کے گہڑے میں صاف ریت یا بالو دریا کا بھر دیں۔ اوسمیں بھی سوراخ اور پتی ہونی چاہئے اور ایک گھڑا اوسکے نیچے کے درجہ میں کپڑے سے مُنھ باندھکر دھر دیا جاوے کہ صاف اور ستھرا پانی چھنکر آوے۔ [illegible] مارت نہ جانے پاوے۔ اسطرح کوئلے والے گھڑے کا پانی ٹپک

ٹپک کر بالو والے گھڑے میں آویگا اور اوسمیں بالو سے صاف ہوکر نیچے والے گھڑے میں ٹپکیگا۔ اور چونکہ اوسکا مُنھہ کپڑے سے بندھا ہوا ہے اِسواسطے صاف و ستھرا پانی اوسمیں جمع ہوجاویگا پھر اوس پانی کو پینے کے استعمال میں لایا جاوے۔ اکثر گھرانوں میں اِس قسم کا سامان تیار رہتا ہے اور اگر یہ ممکن نہ ہوسکے تو تھوڑی پھٹکڑی یا جدوار جسکو نرسلی کہتے ہیں پانی میں ڈالدو کہ تلچھٹ اور غلظت پانی کی رفع ہوجاوی کیونکہ اِسکی تاثیر سے پانی کے کیڑے مرجاتے ہیں اور گندک کی ایک ڈلی بھی پانی کے گھڑے میں پڑے رہنے سے پانی کی مضرت جاتی رہتی ہے۔

سب سے عمدہ پانی بارش کا ہوتا ہے۔ اسکو جمع کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک چادر سفید بارش کے وقت تان دی جاوے اور ایک پاک و صاف اینٹ یا پتھر اُسمیں ڈالدیا جاوے تاکہ بوجھ کے باعث پانی ڈھلکر نیچے رکھے ہوئے برتن میں جو زمین سے کسیقدر اونچا رکھا گیا ہو ٹپک کر جمع ہوجاوے۔

ہیضہ

اکثر ضروری دوائیں بھی اگر استطاعت ہو تو ضرور گھر میں رہنی مناسب ہیں جیسے ہیضہ کی گولیاں۔ جنکا نسخہ یہ ہے۔ افیون لال مرچ ہر ایک ایک جزو ہینگ دو جز۔ باریک کرکے گوند سے چنے کی برابر گولیاں بنا رکھیں۔ خوراک ایک گولی اور پیپرمنٹ کی شیشی۔ سکٹونا یا کونین یا اوسکی گولیاں وغیرہ بھی وقت پر بہت کام دیجاتی ہیں اور اگر اسقدر مقدرت نہو تو ایسے وقت میں خدانخواستہ ہیضہ کی شکایت ہو اور گولیاں بھی میسّر نہوسکتی ہوں تو پھٹکڑی تھوڑی سی لیکر پانی میں گھولی جاوے اور ایک ایک گھنٹہ کے بعد تھوڑا تھوڑا دینے سے دست تھم جاتے ہیں جسکی روک جسقدر جلد ممکن ہو بہتر ہے ورنہ دستوں کی زیادتی اور خرابی بعض اوقات ہلاکت تک پہونچا دیتی ہے اور ایسی بیماری اکثر رات میں شروع ہوتی ہے۔ اِسمیں ایک دو گھنٹہ کی مُہلت بھی نہ کھونی چاہئے

وبائے ہیضہ میں مندرجۂ ذیل ہدایات پر عمل کرنا چاہئے۔

ہدایتیں

۱۔ ایسے کام جن سے رات کو کھلی ہوا میں رہنا پڑے

یا جس سے تھکن یا ماندگی پیدا ہو جیسے رات کو نیند پوری نہ ہو سکے وبائی موسم میں نہ کرنا چاہئے۔

۲۔ جسوقت کہ کوئی علامت اس مرض کی پیدا ہو فوراً ڈاکٹر سے مشورہ کیا جائے ہمیں دو ایک گھنٹہ کی دیر لگنے بھی مہلک ہے۔

۳۔ مریض کو بستر پر آرام سے لیٹا رہنا چاہئے اور گرم رکھنا چاہئے جہانتک جلد ممکن ہو فضلہ فوراً دور کیا جاوے اور جگہ صاف رکھی جاوے۔

۴۔ خوراک ثقیل اور دیر کی پکی ہوئی نہ دی جاوے بلکہ ہلکی اور زود ہضم دینی چاہئے۔ گوشت کچا یا سڑا پھل یا ترکاریاں وغیرہ ایسے موسم میں استعمال نہ کی جاویں۔

بہت دیر تک معدہ خالی رکھنا اور بھوک کی خواہش کو روکے رہنا یا خواہش سے زیادہ کھانا یا پینا اکثر بیماری میں مبتلا کرتا ہے۔

۶۔ ایسے موسم میں خواہ مخواہ بلا ضرورت دستاور دوا کا استعمال بغیر مشورے ڈاکٹر ہرگز نہ کرنا چاہئے۔

۷۔ پینے کے پانی کا بہت خیال رکھنا چاہئے کہ صاف ہو۔ اگر صاف نہو تو پانی کو جوش دیکر یا بذریعہ فلٹر صاف کرکے پینے کے استعمال میں لانا چاہئے اور گندھک کا ٹکڑا بھی پینے کے پانی میں پڑا رہا کرے۔

۸۔ پاؤں گرم اور خشک رہنے چاہئے بلکہ جسم بھی کسیقدر گرم رکھا جاوے۔

۹۔ گھروں میں تازی ہوا کا گذر ہونا چاہئے زیادہ مجمع ہونے سے ہوا میں خرابی پیدا ہوتی ہے

۱۰۔ ایسے موسم میں مکانوں کی صفائی کی بہت ضرورت ہے۔ سفیدی ہونی چاہئے۔ اور خیال رکھنا چاہئے کہ اگر کہیں سے بدبو آتی ہو تو اوس جگہ پر فنائل (بدبو دور کرنیوالی دوا) چھڑک دینی چاہئے۔ کوڑا کرکٹ مکانوں سے دور ڈالا جائے۔ نالیاں دھلی ہوئی صاف رہیں۔ پاخانہ کم سے کم دو مرتبہ رات دن میں صاف کرا دیا جایا کرے اور گندھک جلانا چاہئے تاکہ ہوا صاف ہو جاوے اور ایک ٹکڑا اپنے پاس بھی رکھیں۔

۱۱۔ یہ ایک معمولی بات ہے کہ مریض کے کمرہ میں سب گھر والے کھاتے پیتے اور ہر وقت

رہتے ہیں اور اوسکے پانی پینے کا برتن گھر کے خرچ کے پانی میں استعمال کیا جاتا ہے۔ ایسے موسم میں اِن سب باتوں کی بہت احتیاط ہونی چاہیئے اور لوگ جو تیمارداری نہیں کرتے ہیں مریض سے علیحدہ مکان میں رکھے جاویں اور کسی کو اوسکے نزدیک آنے کی اجازت نہ دیجاوے کیونکہ جمع ہونے سے ہوا خراب ہوتی ہے اور مریض کو زیادہ کمزور کرتی ہے۔

۱۲۔ پانی۔ کپڑے وغیرہ جو مریض کے مستعمل ہوں دوسرے مکانوں میں نہیں لیجانا چاہیئے۔ مریض کو یا اوسکی کسی مستعمل چیز کو چھوکر اُنگلی منھ میں نہیں دینی چاہیئے کھانے سے پہلے ہاتھ بخوبی دھو لینے چاہیئے۔ مریض کے کمرے میں کھانا کھانا نہ چاہیئے۔

۱۳۔ مریض کا فضلہ جو ہوا کے زہریلے کرنے کا ایک خاص ذریعہ ہے۔ معمولی پاخانوں میں کہلا نہیں پھینکنا چاہیئے بلکہ کسی ظرف میں رکھکر صاف کرنے والی دوائی (جیسے سیلفٹ آف آئرن) ڈالدی جاوے یا اگر ایسی دوائی میسر نہو تو بہت سی راکھ یا پسا ہوا چونا ڈالکر گھر یا کنویں سے فاصلہ پر گڑھا کراکے دفن کرا دیا جائے بلکہ بہتر تو یہہ ہے کہ جلا دیا جاوے۔

۱۴۔ مریض کے مستعمل کپڑے چٹائیاں یا ایسی چیزیں جو اچھی طرح سے صاف نہ ہوسکیں بہتر تو یہ ہے کہ بلا کسی لالچ کے فوراً جلا دیئے جاویں ورنہ اچھی طرح سے دھوکر گندھک کی دھونی دیدی جاوے اور ہوا کے صاف کرنے والی دوا چھڑک دیجائے اور کپڑوں کو کم سے کم دو گھنٹے تک پکایا جاوے۔

۱۵۔ اگر ہیضے کی بیماری ہووے تو مُردے کے کمرے میں اور لوگوں کو نہ جانا چاہیئے۔ اور جہانتک جلد ہوسکے اوسکو جلا دیں یا دفن کر دیں۔

موت کے بعد اوسکے رشتہ داروں کو بھوکا مرنا نہ چاہیئے۔ اور وہ مکان اگر ممکن ہو تو آٹھ دس روز کے واسطے چھوڑ دینا مناسب ہے۔ اور مکان میں کوئلہ بھر کر انگیٹھیاں دہکانی چاہئیں اور پسی ہوئی گندھک جلاکر دھونی دیجاوے اور تھوڑی دیر تک اوس مکان کو بند کر دینا چاہیئے۔ اسکے بعد سارے کواڑ اور کھڑکیاں کھول دینی چاہئیں اور تمام صفائی کرا دی جاوے۔ اگر ممکن ہو تو اوس مکان کے اندر کی سطح زمین تھوڑی

تھوڑی کھدوا کر پھینکدیں اور نئی مٹی ڈالکر لپین کرادی جاوے۔
اِس بیماری کے واسطے یہ نسخہ بہت مفید ہے۔
سلفرک ایسڈ ایبوٹ ۲ قطرہ۔ سلفیٹ آف آئرن ۳ گرین۔ پانی دو اونس۔ یہ ایک خوراک ہے۔ ایسے موسم میں بلا بیماری بھی یہ بہت مفید ہے۔ مرض کو روکتا ہے۔

طاعون

طاعون کا مرض بھی ایک وبائی مرض ہے۔ اور بلائے آسمانی کی طرح نازل ہوتا ہے چند سال گذشتہ سے اِس بلائے بے درماں نے ہندوستان میں ڈیرا کرلیا ہے۔ شہر کے شہر اور بستیوں کی بستیاں ویران کردی ہیں۔ اکثر ڈاکٹر عام طور پر اسکو متعدی مرض خیال کرتے ہیں۔ چیچک کے مرض کیطرح اسکا ٹیکا بھی ایجاد ہوا ہے جس سے پورے طور پر کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ اور کوئی علاج مجرب ابھی تک سمجھ میں نہیں آتا۔

اِس مرض میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے صفائی کا خیال نہایت ضروری ہے۔ غلاظت اور سیلن سے بالعموم یہ مرض پھیلتا ہے لہذا جہانتک ممکن ہو گھروں کو گندگی اور سیلن وغیرہ سے صاف رکھے جانے کی کوشش کی جاوے۔

چونکہ یہ مرض چوہوں سے عام طور پر پھیلتا ہے لہذا اونکے دفعیہ کی کوشش کی جاوے چوہونکو مارا جاوے اور اونکے بلوں کو بند کرنے میں بہت کوشش کیجاوے اگر کسی گھر میں مُردہ چوہے پائے جائیں تو فوراً اونکو احتیاط سے اوٹھواکر کسی علیحدہ جگہ میں جلادیا جاوے مگر کسی طرح ہاتھ نہ لگایا جاوے کیونکہ وبائی امراض کی طرح اِسکے بھی کیڑے ہوتے ہیں جو ہوا میں اوڑتے ہیں اور زمین میں سیلن کی جگہوں پر بکثرت ہو جاتے ہیں اور یہی سبب ہے کہ زمین کے اندر رہنے والے جانوروں پر زیادہ اثر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے چوہوں پر زیادہ اثر پڑتا ہے اور خود بخود مرنے لگتے ہیں جس کے سبب سے گھر میں وبا پھیلتی چلی جاتی ہے اور اِن مُردہ چوہوں سے اور وبائی کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں اور سانس اور کھانے پینے کے ذریعہ سے انسان کے بدن میں داخل ہو کر برا اثر پیدا کرتے ہیں اور اسکا اثر انسان کی قوت و کمزوری کے لحاظ سے کم و بیش ہوتا ہے یعنی قوی انسان

کم اور کمزور پر زیادہ ہوا کرتا ہے اور جب کسی گھر میں کوئی بیمار پڑا تو اوس مکان میں اُن کیڑوں کا اثر بہت بڑھ جاتا ہے۔ حتیٰ کہ گھر کے گھر خالی ہو جاتے ہیں

اِس کے متعلق ذیل کی ھدایتوں پر عمل کرنا چاہیئے۔

ھدائتیں

۱۔ اِس مرض میں جہانتک ممکن ہو چھوت سے بچنا چاہیئے طاعونی مریض کو ایک گھر سے دوسرے گھر میں لیجانا نہ چاہیئے بلکہ اونکے پاس عام طور سے لوگوں کو نہ جانے دینا مناسب ہے۔

۲۔ مریض کی غلاظت تھوک و پیشاب پاخانہ مواد وغیرہ سے جو اوسکی گلٹیوں سے برآمد ہو بچنے کے لئے بہت احتیاط برتنی چاہیئے۔ یہ جملہ غلاظت فنائل پڑے ہوئے برتن میں لیکر علیحدہ دُور لیجاکر جلا دیجائے یا گہری دفن کرادی جائے اور مریض کے مکانمیں فنائل چھڑکتے رہنا چاہیئے۔

۳۔ مریض کے مستعمل کپڑے بھی جلا دینے مناسب ہیں۔ گھر میں ادھر اودھر کپڑا یا چیتھڑا مریض کا مستعمل نہ ڈالا جاوے۔

۴۔ فنائل کو مکان کی دیواروں اور زمین پر اور خاصکر پاخانوں میں بکثرت ڈالا جاوے کپڑوں کو فنائل میں دھونا ضرور نہیں ہے بلکہ دھوپ میں خوب خشک کرلئے جایا کریں اور فنائل کی ایک بوتل کو سو بوتل پانی میں ملا لینا چاہیئے۔

۵۔ جب مرض پھیلا ہوا ہو تو ہمیشہ جرابیں اور جوتے پہنے رہنا چاہیئے۔ گھر کے باہر اندر بلا جوتے کے آنا جانا نہ چاہیئے۔

۶۔ مریض کو فوراً ہی مکان سے علیحدہ کرکے بہتر ہو۔ اگر شفاخانے میں لیجا دیں ورنہ علیحدہ کشادہ مکان میں جہاں ہوا کا بخوبی گذر ہو اچھے اور ہوشیار ڈاکٹر کے زیر علاج رکھیں۔

۷۔ اوس مکان کے باشندوں کو چاہیئے کہ کم سے کم ایک ہفتہ کے واسطے اُس مکان کو چھوڑ دیں اور شہر کے باہر جاکر رہیں ورنہ کسی اور مکان میں شہر کے اندر رہنے سے ضرور بیماری پھیل جانے کا احتمال ہے اور وہ مکان جسمیں مرض ہوا ہے دوائیوں سے

صاف کرانے کے بعد واپس آکر رہیں۔

۸۔ جسوقت مرض کی علامت پائی جاوے فوراً ڈاکٹر سے مشورہ کریں اور ہرگز مرض کو نہ چھپاویں۔ کیونکہ بعض لوگ اپنی نادانی اور جہالت کے سبب شفاخانہ جانے سے مرنا بہتر سمجھتے ہیں۔ یا اپنے عزیز یا رشتہ دار مریض کو محبت کے سبب اوس مکان سے علیحدہ نہیں کرتے جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ رفتہ رفتہ کل گھر ہی نہیں بلکہ تمام شہر میں وبا کی آگ پھیل جاتی ہے جسکا انسداد قریب قریب ناممکن ہوجاتا ہے اسلئے مرض کا چھپانا یا مریض کو علیحدہ نہ کرنا مریض کے حق میں دوستی نہیں بلکہ دشمنی ہے اسکا علاج ابھی تک کوئی مجرب قابل اطمینان معلوم نہیں ہوا۔ لیکن گلٹی کو سونے کا داغ دینا یا خالی زیادہ سیکنا یا بلاڈونا کا لیپ کرکے سیکنا چاہیئے اور کھانے کی دوائیں کونین ۳ گرین۔ کاربولک ایسڈ ایک بوند کی گولی بناکر ہر چار گھنٹہ بعد دیں۔

ادویات محرکات و مقوی قلب بہت مفید ہیں۔ غذا میں صرف دودھ دینا چاہیئے۔

بخار

عام قاعدہ ہے کہ بدن کو قوت پہونچانے سے بخار گھٹے گا اور اوسیطرح مرض کے حملوں کی روک ٹوک عمل میں لانی چاہیئے۔ مگر اس بات کا بیان کردینا ضروری ہے کہ خاص خاص باتیں اوسکے تحفظ کے لئے کون کون ہیں علیحدہ بتلادی جاویں۔

۱۔ دلدل اور سیلی زمین کا پانی اس بخار کا معاون ہے۔ ایسے پانی کا استعمال ہرگز نہ چاہیئے۔ بلکہ اچھا صاف اور شیریں پانی استعمال کرنا مناسب ہے اگر اچھا پانی میسر نہ ہوسکے تو پانی کو پکاکر پینے کے قابل کرلیا جاوے۔

۲۔ جس سال بخار پھیلا ہو گرم کپڑے پہننے چاہئیں۔ تبدیل موسم کے وقت خاصکر رات کو اسکا بہت لحاظ رہے۔

۳۔ رات کو کھلی ہوا سے پرہیز رہے۔ جب بخار پھیلا ہوا ہو لوگوں کو کھلے میدان میں سونا نہ چاہیئے بلکہ سائبان کے تلے سوویں۔

۴۔ اوپر کے کمرہ میں سونا چاہیئے۔ زمین یا نیچے مقامات نہایت مضر ہیں حتیٰ کہ پلنگ بھی

بہ نسبت زمین کے کسیقدر محافظت کرتا ہے۔

۵۔ شبنم اور سردی سے پرہیز ہے گرتا زہ ہوا کھانا بہت ضروری ہے سوتے ہوئے شخص کو یکایک ہوا لگنا عموماً مضر ہے اور یہی حالت اوسوقت بھی ہے جبکہ غسل کیا جاوے۔

۶۔ آفتاب نکلنے سے پہلے اور بلا کھانا کھائے باہر نہ جانا چاہئے۔

۷۔ دھوپ میں بکثرت رہنے سے بخار کا خوف ہے۔ جسم کو گشت اور فاقہ کشی سے کمزور نہ کر دینا چاہیئے۔

۸۔ پاؤں کا گیلا رکھنا۔ گیلے کپڑوں میں بیٹھا رھنا اور بحالت کمزوری بکثرت نہانا یہ سب مضر ہیں۔

۹۔ ایسے موسم میں اگر کسیقدر کونین کا استعمال رہے تو بخار سے حفاظت رہیگی۔ اگر ھدایات مندرجہ ذیل پر عملدرآمد کیا جاویگا تو بخار کی غارتگری سے نجات ملیگی۔

ھدایتیں

۱۔ جب کوئی شخص مبتلائے بخار ہو تو اوسکو لازم ہے کہ دھوپ کی تابش اور رات کی ہوا اور بارش سے بچے بلکہ گھر میں پڑا رہے اور کوئی دواء مسہلہ جیسے کاسٹر آئل کھاوے۔

۲۔ جب اِس سے انتڑیاں صاف ہو جاویں تو وہ بتاتی دوا جسکو کونین کہتے ہیں کھاوے کیونکہ تمام اقسام کے بخار کے لئے کونین نہایت پُر اثر علاج ہے۔

۳۔ کونین کا استعمال کا طریقہ یہ ہے۔ پورے آدمی کو اِتنی کونین کھانی چاہئے جتنی آدھی روپیہ پر پھیل سکے یعنی ایک ماشہ سے کم نہو اوسکو کسیقدر پانی میں حل کر کے پیا جائے۔ پس اسی طرح تیار کر کے ہر روز تین دفعہ جب تک بخار دفع نہو پینا چاہئے بعد ازاں ایک معتاد ایک ہفتہ تک اسی ترکیب سے پینا کافی ہوگا اِس سے بدیں تقویت آویگی اور بخار لوٹنے نہ پاویگا۔ مگر جب تک کونین کا استعمال رہے دودھ ضرور خوراک میں ہو ورنہ خشکی بڑھکر نقصان پہونچاویگی۔

برس کے بچے کو اتنی کونین دی جاوے جتنی ایک دوائی پر آسکے یعنے تین رتی اور چھ برس سے بارہ برس کے بچوں کو اتنی کونین دی جاوے جتنی چوائی پر آوے یعنے چار یا پانچ رتی سے کم نہ ہو۔

۵ - ہندوستان میں دستور ہے کہ جب بخار آتا ہے تو کھانا بند کر دیا جاتا ہے حالانکہ یہ اس سبب سے مضر ہے کہ فاقہ کشی سے کمزوری بڑھے گی بخار قوی ہوگا اور نتیجہ بُرا پیدا کریگا جن شخصوں کو بخار آتا ہو انکو دودھ۔ کانجی۔ پیرواٹر یا شوربا دینے کے بعد جتنی جلد ممکن ہو معمولی غذا دی جاوے۔

۶ - جب بخار اوتر جائے تو بدن کو گرم رکھنا چاہئے اور رات کو صحن میں نہ سونا چاہئے

۷ - سال میں جو موسم بخار کا ہوا سمیں لوگوں کو گرم کپڑے خلاف معمول نہ پھینکنے چاہئے اور کھلی ہوا میں یا بھیگے ہوئے کپڑے پہنکر نہ سونا چاہئے۔

ایسے موسم میں رہنے کے مکانوں میں صفائی کا بہت بڑا خیال رہنا چاہئے اور جن مکانوں میں صفائی کا زیادہ خیال رہیگا وہی گھر وبا سے نہیں بلکہ ہر طرح کی بیماریوں سے محفوظ رہیں گے۔ آب وہوا کی صفائی کا خیال رکھنا کچھ وبائی موسم پر موقوف نہیں ہے بلکہ ہر وقت میں اپنا دستور العمل ہونا چاہئے۔

حصۂ دوم

"جوانی"

پہلا باب

"شباب"

شباب کا وقت انسان کے واسطے خواہ مرد ہو یا عورت عجیب اٹھان اور نمو کا وقت ہے - اِسوقت اوسکے جسم میں ایک بڑی مقدار بجلی کی ہوتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ اوسکے چہرہ پر رونق اعضا میں قوت دل و دماغ میں فرحت اور جسم میں پھرتی ہوتی ہے جو صاف طور پر نظر آتی ہے - یہ وقت بھی انسان کی زندگی میں ایک بڑا قیمتی وقت ہے - اِسی عمر کی عبادت - عبادت صالح کہلاتی جاتی ہے - اور بہت پُراثر ہوتی ہے - اس عمر کا آدمی عام طور پر مرغوب و محبوب ہوتا ہے - غرض جسطرح اس عمر کے آدمی کی ہر طرف قدر ہوتی ہے اوسی طرح اوسکو بھی اپنی قدر کرنا چاہئے اس عمر میں جوانی کا عجیب جوش ہوتا ہے - پس عزت - اور عصمت کو بچانا بڑی جوانمردی ہے سرافت اور رذالت اسی وقت تمیز کی جاتی ہے - شاباش ہے اونکو جو ایسے نازک وقت میں اپنی اور اپنے خاندان کی عزت و حرمت کو مدنظر رکھکر

نیک و بد صحبت معلوم کرلیتی ہیں اور اپنی لیاقت اور سعادتمندی کا تمغہ حاصل کرکے دونوں جہان میں سرخرو ہوتی ہیں۔

اِس عمر میں احتیاطیں بہت ضروری ہیں۔ جنکا مدّنظر رکھنا گویا صحت کا قایم رکھنا ہے

ایام ماہواری

جب لڑکی قریب چودہ برس کی عمر کو پہونچتی ہے تو جسم میں غیر معمولی تبدیلیاں نظر آنے لگتی ہیں اوسکی آواز میں بھی فرق ہوجاتا ہے اور اوسکے چہرہ پر رونق ہوجاتی ہے اور سب سے زیادہ شناخت اُسوقت ہوجاتی ہے۔ جبکہ لڑکی کو خون جاری ہوتا ہے جسکو "**حیض**" کہتے ہیں۔ یہ ایک لسدار رطوبت ہے جسکا رنگ سُرخ یا کسیقدر سیاہی مائل ہوتا ہے۔ اِسکی شکل خون کی سی ہوتی ہے۔ لیکن یہہ خون کی طرح باہر جمتی نہیں۔ نرم گرم ملکوں میں کبھی اسکا آغاز بیسنے شروع ہونا یا جاری ہونا خون حیض کا جو شروع جوانی کی علامت ہے۔ چودھویں پندرھویں سال سے ہوتا ہے اور گرم ملکوں میں نو سے بارہ برس کی عمر تک اور سرد ملکوں میں اکثر بیس پچیس برس کی عمر میں شروع ہوتا ہے۔ اسکی مقدار عام طور پر تین چھٹانک ہوتی ہے۔ بعض کو کم و بیش بھی ہوتا ہے اور اسکا جاری رہنا کم سے کم تین دن اور زیادہ سے زیادہ ایک عشرہ[1] ہے اِس سے اگر کم و بیش ہو تو بیماری کی علامت ہے اور عام طور پر اسکی مدّت تین یا چار روز ہیں اور جب یہ شروع ہونے کو ہوتا ہے تو یہہ علامتیں ہوتی ہیں۔

اندرون جسم کا بھاری ہونا۔ تمام اعضا میں اضطرابی معلوم ہونا۔ سر میں درد ہونا۔ دل کا اوداس ہونا۔ ذرا ذرا بات پر ضد اور غصہ کرنا۔ اور بعض اوقات تمام جسم میں درد ہونا اور خاصکر ناف کے نیچے میٹھا میٹھا درد ہونا۔ بعض کو خفیف سا بخار آجانا۔ بعض کی کمر میں درد ہونا۔

پہلے پہلے ایک قسم کی سفید رطوبت خارج ہوتی ہے اور اوسکے بعد پھر خون آنی لگتا ہے مگر یاد رکھو کہ شروع میں اکثر ایک سال تک حیض کے دن مقرر نہیں ہوتے کسی مہینے میں آتا ہے اور کسی مہینے میں نہیں آتا۔ یہ رفتہ رفتہ وقت مقرر کرلیتا ہے جو ہر مہینے میں خواہ کسی تاریخ میں ہو ایک مرتبہ ہوتا ہے بعض لڑکیوں کو تھوڑی عمر میں ایام شروع ہوجاتے ہیں تو

[1] دس روز

ایسی لڑکیاں جب پہلے پہلے خون دیکھتی ہیں تو ڈر جاتی ہیں اور ماں سے نہیں کہتیں اور جسم کو سرد پانی سے دھوڈالتی ہیں یا ٹھنڈ اکپڑا رکھ لیتی ہیں جو نہایت مضر ہے اور اس سے جو بیماریاں پیدا ہوتی ہیں وہ خطرناک اور مہلک ہوتی ہیں۔ جو لڑکیاں اکثر لاغر ہوتی ہیں کام سے بہت جلد تھک جاتی ہیں اور اکثر سست رہا کرتی ہیں۔ ایسی لڑکیوں کا حیض باقاعدہ نہیں ہوتا۔ سخت تکلیف اوٹھانے کے بعد دوبارہ آنے والے وقت سے خوفزدہ ہو جاتی ہیں جب ایسا وقت قریب ہو تو ان ہدایتوں پر لحاظ رکھا جاوے۔

ھدائتیں

۱ جب حیض شروع ہو تو چاہیئے کہ خوف زدہ نہو بلکہ اپنی ماں سے اطلاع کرے اگر لڑکی کی حالت صحت و تندرستی کی ہے تو اوسکو کچھ فکر نہ کرنی چاہیئے۔

۲۔ پہلی مرتبہ سے لیکر پانچ چھ مرتبہ تک اپنے گھر میں زیادہ آرام کرنا چاہیئے۔ زیادہ چلنے پھرنے یا محنت کے کام سے پرہیز رکھا جائے۔

۳۔ ایام شروع ہونے سے قریب بیس گھنٹے پیشتر اپنا جسم خوب ڈھک لینا چاہیئے۔ تاکہ سردی نہ لگنے پاوے۔ سرد ہوا۔ ٹھنڈا پانی اور ترش چیزوں سے پرہیز چاہیئے

۴۔ حمام خواہ گرم ہو یا سرد ایسی حالت میں استعمال کرنا مضر ہے۔

۵۔ کھیلنا۔ کودنا یا زینہ سے جلد جلد اوترنا چڑھنا یا ٹھنڈا پانی استعمال کرنا یا ٹھنڈی چیزیں کھانا یا خاوند کے پاس جانا۔ یا ایسی باتیں سننا کہ جن سے زیادہ خوشی یا خوف یا رنج یا تعجب پیدا ہو مضر ہے۔

۶۔ اگر خون میں بدبو ہو تو ایسی حالت میں اسفنج یا لنن کا پارچہ گرم پانی میں کسیقدر بورک ایسڈ ملاکر تر کیا جاوے اور اوسکا استعمال رکھا جاوے۔ اگر کھال یا جسم کی بہت نازک ہو تو کسیقدر زنک آئنٹ منٹ لگانا بھی بہت مفید ہوگا۔

۷۔ گدیاں یا رومال ہمیشہ صاف و خشک کپڑے کی استعمال کرنی چاہیئے۔ سرد پانی سے تر کرکے ہرگز نہ رکھی جائیں اسطرح ایام بند ہو جانیکا اندیشہ ہے اور زیادہ کسکر نہ باندھی جائیں اور ہر روز صاف استعمال کیجائیں۔

۸۔ ایسے وقت میں عورت گھر سے باہر نہ جائے یعنی کسی ناچ وغم یا شادی کے جلسہ میں شریک ہونا مناسب نہیں۔

۹۔ صبح بستر سے اوٹھتے ہی ننگے پیر سرد زمین پر نہ رکھے جاویں اور سرد جگہ پر بیٹھنا نہ چاہیئے۔ کیونکہ مستورات کا مزاج بالکل تھرمامیٹر کا سا ہوتا ہے اور ذرا سی سردی گرمی محسوس ہونے لگتی ہے۔ ایسی حالت میں تھکن یا سردی سے ایام ماہواری رُک جاتے ہیں جو طرح طرح کی خرابیوں میں مبتلا کرتے ہیں۔

۱۰۔ جب بند ہونے کو ہوتا ہے تو ایک قسم کی بیچینی اور اضطرابی واقع ہوتی ہے۔ تو اوسوقت شیر گرم پانی سے نہادے یا گرم حمام استعمال کیا جائے۔

۱۱۔ ایام کے وقت میں کسی قسم کا درد و تکلیف غیر معمولی نہ ہونی چاہیئے۔ اگر ہو تو سمجھ لیا جاوے کہ کوئی وجہ ضرور ہے۔ اوسکے علاج میں حتی الامکان بہت کوشش کرنی چاہیئے اور یہ تکلیف ہر حالت میں ہوسکتی ہے خواہ اول درمیان یا بعد کو جس کہ علامات ذیل پیدا ہوجاتی ہیں۔ یعنی جمہائی کا آنا خواب آلودہ معلوم ہونا۔ بھوک کا غالب ہونا۔ جی متلانا یا قے ہونا۔ چہرے پر داغ کا ہونا۔ اسہال یا دردسر شروع ہونا بالوں کا گرنا۔ کمر یا ٹانگوں میں درد ہونا پیٹ یا پیڑو کا سوجنا۔ گلے میں تکلیف پیدا ہونا کھانسی کا شروع ہونا سردی کیطرح کانپنا۔

جب اِن میں سے کوئی حالت بھی معلوم ہو تو فوراً ہم عمر لڑکیوں یا ماں سے بے تکلف عورتوں کے ذریعہ سے کہدینا چاہیئے اور جہانتک ممکن ہو اسکا علاج کسی تجربہ کار ڈاکٹر یا ڈاکٹرنی یا طبیب سے کرانا چاہیئے۔ اِس سے غافل رہنے سے آئندہ تکلیف کے بڑھجانے کا بڑا اندیشہ ہے۔ ایسے وقت میں تکلیف رفع کرنیکو کوئی نشہ پیدا کرنے والی چیز استعمال کرنا سخت غلطی ہے۔

اجرائے ماہواری کے بعد ہمیشہ اسکا خیال رہے کہ ایام معمولی اپنے وقت پر ہوتے رہیں کیونکہ نئی عمر میں اِن باتوں کی طرف توجہ کم ہوتی ہے۔ اِسکا رُک جانا جوانی کی عمر میں خرابی کا باعث ہوتا ہے۔ بعض اوقات اِس زمانہ میں ایک عجیب مرض

ہوتا ہے اسکو قائم مقام "حیض" کہتے ہیں۔ اسمیں علاوہ رحم کے جسم کے کسی دوسرے مقام سے خون جاری ہوجاتا ہے اور اصلی حیض کم یا غائب ہوجاتا ہے۔ یہ بیقاعدہ خون پھیپھڑوں یا معدے یا انتڑیوں سے ٹکلکر ناک۔ مُنھ۔ یا جلد کے راستے بہتا ہے اگرچہ یہ کیفیت صرف زمانۂ بلوغ میں پیدا ہوتی ہے تاہم کبھی مابعد کے زمانہ میں بھی پیدا ہوجاتی ہے جب عورت کی عمر پینتالیس سال یا اس سے زیادہ ہوجاتی ہے تو حیض بند ہوجاتا ہے اس زمانہ کو انقلاب عمر کا وقت کہتے ہیں۔ جب حیض بند ہونا شروع ہوتا ہے تو قریب قریب عموماً وہی علامتیں ظاہر ہوتی ہیں جو شروع میں ہوا کرتی ہیں اور بند ہونے کے بعد تو طرح طرح کی بیماریاں مثل پھوڑے پھنسی وغیرہ کے پیدا ہوجاتی ہیں۔ پس اسوقت میں بہت احتیاط کرنی ہوتی ہے۔ ایسے وقت میں خوب پکا ہوا اکثر زود ہضم کھانا استعمال کرنا چاہئے۔ یہ تندرستی کا زمانہ ہے اسمیں تمام خواہشات نفسانی و ہوا و ہوس دُور ہوجاتی ہیں۔ **لیکوریا** کی بیماری مستورات میں اکثر ہوا کرتی ہے یعنی ایک قسم کا رقیق پانی (پتلا) یا سفید رنگ کا مادہ عورتوں کے جسم سے خارج ہوا کرتا ہے۔ یہی رقیق سفید رنگ سفیدیاں کہلاتا ہے۔ رفتہ رفتہ یہ سفیدی گاڑھی ہوجاتی ہے اور اوسکی مقدار بھی بڑھجاتی ہے اگر اسکا اخراج جاری رہتا ہے تو وہ سبز۔ پیلا۔ بھورا یا سُرخ رنگ کا بھی ہوجاتا ہے اس مرض کی علامات یہ ہیں۔

صبح کے وقت سُست رہنا۔ بھوک میں کمی ہوجانی دل دھڑکنا۔ چھوٹی چھوٹی سانسوں کا آنا۔ رنگ پیلا پڑجانا۔ آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے پڑجانے۔ پیٹ یا کمر میں درد کا رہنا اور بہت سی صورتوں میں پانی تیزی سے نکلنا۔ اس مرض کے آثار بہت بُرے ہیں۔ ایسی عورتیں بہت کم ہیں کہ وہ اس مرض میں مبتلا ہوکر تندرست دکھلائی دیتی ہوں۔ **قاعدہ کلیہ** یہ ہے کہ اس مرض سے بالکل جسم کی تدبیر شکست ہوجاتی ہے۔ اگر اسکی دائمی بدرروکا انسداد نہ کیا جاوے تو عموماً پیشاب میں خرابی اور اضطراب قلب۔ سخت تنفس اور کمزوری اور دق وغیرہ امراض پیدا ہونگے۔

لیکوریا اگرچہ کوئی مہلک بیماری نہیں ہے وہ ایک نشانی یا علامت اسباب

کی ہو کہ جسم انسانی کی ترکیب میں کوئی خرابی آگئی ہو۔ بعض اوقات مثانہ یا اور کوئی عضو بیجگہ ہو جاتا ہے اور وہ جسم کے کسی دوسرے حصہ سے رگڑ کھاتا ہے اس سے شعلہ اور سوزش ہو کر مادّہ کا اخراج ہوتا ہے۔ اسکے اور بھی اسباب ہیں جیسے کاہل وجودی دل کا بڑا جوش جو بعض اوقات یہ جوش جھوٹے جھوٹے قصوں کے پڑھنے سے پیدا ہوتا ہے یا قابض غذا اور میلا رہنے سے ہوتا ہے۔ اور اس کے متعلق اور بہت سی بیماریاں ہیں جنکی واقفیت کم سے کم عورتوں کو ضرور ہونی چاہئے۔ معمولی بیماریاں جو اکثر ہوتی ہیں ہم بیان کرتے ہیں اور اونکے معمولی اسباب و علامات بھی بتائی جائینگی۔

حیض کا بند ہونا

اسکو یونانی میں احتباس طمث کہتے ہیں۔ اسکے بہت سے اسباب ہیں۔ حیض کا حمل سے یا تقاضائے عمر سے بند ہونا بیماری نہیں ہے۔ ان دونوں صورتوں کے علاوہ اگر حیض بند ہو تو ضرور بیماری ہے۔ اکثر کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ رحم کی پیدائش ہی نہیں ہوتی۔ اگر ہوئی تو کسی سبب سے اسکا منھ بند ہو گیا۔ یا پردۂ بکارت سخت اور دبیز ہو گیا ہو اور اوسمیں سوراخ نہو۔ اگر ایام حیض میں حیض نہ آتا ہو تو سمجھنا چاہئے کہ رحم پیدا ہی نہیں ہوا یا عورت میں جوانی کی ساری علامتیں موجود ہوں مگر خواہش مباشرت نہوتی ہو تو سمجھنا چاہئے کہ **خصیۃ الرحم** پیدا ہی نہیں ہوا۔ حیض کی بیقاعدگی کے بہت سے اسباب ہیں جنسے سیکڑوں بیماریاں شروع ہو کر جان ہلاکت میں ڈالدیتی ہیں اسلئے اسکے باقاعدہ جاری رہنے کا خیال ہمیشہ عورتوں کو ہونا چاہئے۔ اسکے عام اسباب یہ ہیں۔

(۱) ایام حیض میں سردی کا کھانا یا بارش میں بھیگنا۔ (۲) ہر وقت رنج و غم یا خوف و فکر میں چور رہنا (۳) شوہر کے پاس کثرت سے جانا (۴) عورت (اسکا) بہت فربہ یا کمزور ہونا (۵) ایسی بیماری کا لاحق ہونا جسمیں بدن کی رنگت بدلجاتی ہے یا زردی مائل ہو جاتی ہے جیسے سیلان رحم وغیرہ (۶) کاہل پڑے رہنا محنت نہ کرنا اور زیادہ سونا (۷) اسقاط حمل کی بیماری کا عادی ہونا۔

(نوٹ) حیض کے ایام میں اگر زکام ہو جاوے تو بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ ٹھنڈی ہوا

کسی قسم کی ہرگز استعمال نہ کی جاوے ورنہ بہت بڑا فتور پڑ جاویگا۔ زکام بگڑ کر بخار پیدا کردیگا جسکا آخر نتیجہ تپ دق ہوگا اسلئے ایسے وقت میں جسم کو خوب گرم رکھیں۔ جرابوں اور دستانوں کا استعمال رکھیں اور دوائی کو گرم کرکے یا جوش دیکر پیویں۔ اگر صرف بنفشہ کا جوشاندہ ہی صبح و شام پی لیا کریں تو بہت مفید ہوگا۔

علامات و علاج

۱۔ اگر مریضہ کے جسم کا رنگ متغیر ہو اور سوزش معلوم ہو اور ایام حیض میں بیچینی رہتی ہو اور پیڑو میں گرانی معلوم ہوتی ہو تو اور بدن کی رگیں پھولی ہوئی معلوم ہوتی ہوں اور اختلاج قلب بھی ہوتا ہو تو سمجھ لینا چاہئے کہ حیض حرارت کے سبب سے بند ہوا ہے اوسوقت اسکا علاج اسطرح کرنا چاہئے کہ پیڑو پر روغن بادہ وغیرہ کی مالش کریں۔ گرم پانی میں بٹھائیں۔ بہت سرد اور بہت گرم چیزیں استعمال نہ کریں۔ غذا ملایم اور مقوی دیویں۔

۲۔ اگر مریضہ کا رنگ کسیقدر سفیدی مائل ہوجاوے۔ اور منھ سے رال بہنے لگے سستی اور ماندگی محسوس ہو بدن کی رگیں نیلی معلوم ہونے لگیں اور نبض میں سرعت اور تیزی معلوم ہوتی ہو اور بدن میں گرمی اور حرارت کے سبب پیاس زیادہ معلوم ہوتی ہو اور سر میں شدت کا درد ہو تو سمجھنا چاہئے کہ حیض سردی کھانے اور پانی میں بھیگنے سے یا غم و رنج اور خوف و خطر میں مبتلا رہنے سے بند ہوا ہے تو ایسی حالت میں مریضہ کو گرم پانی میں بٹھائیں پاشویہ کرائیں اور ملین ادویات دیں جس سے اجابت بخوبی ہوجاوے۔ اور حتی الامکان قبض نہونے پائے۔ غذائیں گرم گرم یخنی چوزے کی پلائیں اور ایسی حالت میں گرم مدرات کا استعمال کرنا جیسے تخم کرفس اور انیسون وغیرہ کا بھی بہت مفید ہوتا ہے۔

اگر زیر ناف درد بھی محسوس ہو تو میٹھے تیل میں تل میکریہ نیم گرم لگائیں۔

۳۔ اگر ایام حیض میں مریضہ کی کمر۔ کولوں اور رانوں میں درد ہو اور ایک قسم کی بیچینی اعضا شکنی ہو۔ چہرے کی رنگت سرخ ہوجاوے۔ نبض میں تیزی ہوجاے اور ایام کے وقت میں خفیف لرزہ سا معلوم ہو سستی اور کاہلی زیادہ ہو اور مریضہ کو

جسم بھاری بھاری معلوم ہو تو ایسی حالت میں حیض اکثر گاڑھا اور سیاہی مائل اور مقدار میں بہت کم ہوا کرتا ہے اور یہ بند ہونا حیض کا عورت کے فربہ اور جسیم ہونے کے سبب سے ہوتا ہے تو اسکا علاج یہ ہے کہ ایام حیض سے پیشتر مریضہ کو جلاب دیں یا رحم کے اوپر جونکیں لگائیں اور پلنگ پر ایک جگہ سست ہرگز نہ پڑی رہیں بلکہ کسیقدر محنت کی عادت ڈالیں۔ زانو پر بھری ہوئی سنگیاں لگوانا یا فصد۔ یا ساخیں کھلوانا۔ اور گرم پانی میں مریضہ کو بٹھلانا بھی مفید ہے۔ مریضہ کی غذا ہلکی اور زود ہضم ہونی چاہیے اور گرم چیزوں سے پرہیز رکھنا مناسب ہے۔

۴۔ اگر مریضہ لاغر اور کمزور ہے یا حیض بیوقت آتا ہے یا بہت تھوڑا تھوڑا ہو کر بند ہو جاتا ہے یا حیض کی جگہہ سفید رنگ کی رطوبت نکلتی ہے اور جسکی وجہ سے سر اور کمر میں درد ہو کر بھوک بند ہو اور جسم کا رنگ زرد ہو گیا ہو تو حیض کا بند ہو جانا صرف لاغری اور کمزوری ہی کا باعث ہے تو ایسی حالت میں ایسی مقویات کا استعمال کرانا چاہیے جس سے کہ بدن میں قوت اور خون کی پیدائش زیادہ ہو اور غذا میں بھی مقوی چیزوں اور حلووں وغیرہ کا استعمال رکھیں۔ محنت اور آرام میں اعتدال کا خیال رہے۔

۵۔ اگر مریضہ کے پیڑو میں بوجھ اور درد سا معلوم ہوتا ہو اور بخار ہو تو حیض کی رکاوٹ رحم کے ورم کے سبب سے ہوئی ہے۔ پس چاہیے کہ زعفران ایک جزو اور میٹھا تیل سات جز لیکر پانچ روز برابر ملیں اور پھر استعمال کریں۔ یا ہلدی باریک پیسکر گھی میں ملاکر روئی میں تر کر کے ششیاف یعنی بتی بنائیں اور رحم تک پہونچائیں۔

۶۔ بعض اوقات حیض کی رکاوٹ خراب آب و ہوا اور شوہر کے پاس کثرت سے جانے کے علاوہ اسکے اور بھی اسباب ہو جاتے ہیں جیسے سیلان رحم ہو جانا اسقاط حمل کی بیماری ہونا معمول سے زیادہ سونا۔ سست اور کاہل پڑے رہنا اور محنت نہ کرنا۔ زیادہ گرم و خشک مقوی غذائیں کھانے سے بھی یہ بیماری پیدا ہو جاتی ہے۔ اسلئے اس کے اسباب کا خیال رکھیں اور زیادہ تر اسکے سبب کا ہی علاج کریں کیونکہ حیض کے بند ہونے سے طرح طرح کی مہلک بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں اور اختناق الرحم اور سیلان رحم اور بانجھ ہو جانا وغیرہ بھی

اکثر اسی کے باعث ہو جاتی ہیں۔ اور اگر اس بیماری میں اس کے علاج کی طرف توجہ نہ کی جاوے تو پھر اس سے اور طرح طرح کی بیماریاں جنمیں سے بعض مہلک بھی ہوتی ہیں شروع ہو جاتی ہیں بلکہ آج کل عورتوں کو دق کی بیماری ہونے کا سبب صرف حیض کی بیقاعدگی اور اور کی طرف سے بے پروائی خیال کی گئی ہے۔

حیض کا کم اور مشکل سے آنا

اسکو یونانی میں احتباس طمث یا عسرت طمث کہتے ہیں۔ اس بیماری کے ساتھ حیض کے ایام میں شدت کا درد ہوا کرتا ہے اور یہ درد عموماً دل کمر میں ہو کر پیڑو اور زانوؤں تک چلا جاتا ہے۔ ایسے بیمار کے حیض کا رنگ سفیدی مائل اور گاڑھا ہوتا ہے اور بہت ہی آہستہ آہستہ قلیل مقدار میں خارج ہوتا ہے اور ہر دفعہ اخراج کے وقت درد ہوا کرتا ہے یہ بیماری اکثر اون عورتوں کو لاحق ہوتی ہے جو نازک مزاج اور کمزور ہوتی ہیں یا جنکی شادی یا اولاد نہ ہوتی ہو۔ اس بیماری میں مریضہ ہر وقت اوداس رہتی ہے۔ دردسر اکثر ہوتا ہے پیڑو میں گرانی معلوم ہوتی ہے۔ کھانا اچھی طرح ہضم نہیں ہوتا۔ بعض وقت جی متلاتا ہے نبض میں تیزی ہوتی ہے۔ مریضہ بیچین اور اداس رہتی ہے۔ رحم میں ایک قسم کی تڑپ محسوس ہوتی ہے۔ بعض کے پستان تن جاتے ہیں اور ایک قسم کی دکھن پیدا ہو جاتی ہے اور مثانہ میں خراش اور خصیۃ الرحم میں ورم ہوتا ہے۔ اسکے عام اسباب یہ ہیں۔ رحم کا کمزور ہو جانا۔ کوئی صدمہ عظیم پڑنا۔ سردی کے موسم میں باریک کپڑے پہننا رحم کا اپنی جگہ سے ٹل جانا۔ رحم میں ورم اور سوزش کا ہو جانا۔ ایسے مریض کو گرم پانی میں بٹھلانا۔ کمر اور ناف اور پیڑو کو پوست اور خشخاش کے جوشاندہ سے کپڑے کے ذریعہ سے سینکنا مفید ہوتا ہے۔ اکثر بعض موقعہ پر رحم کے منہ پر جونکے بھی لگاتے ہیں اور کمر میں سینگیاں کھچواتے ہیں اور مدرات کا استعمال کرتی ہیں اور عام طور پر یہ نسخہ مفید اور نہایت مجرب ہے۔ جو ڈاکٹری علاج میں اپنا ثانی نہیں رکھتا۔ اس سے حیض باقاعدہ ہو جاتا ہے اور اگر حیض کم اور تکلیف کے ساتھ آتا ہوگا تو اوسکے استعمال سے ہمیشہ فائدہ ہوتا ہے۔

نسخہ۔ ایلوا۔ مرکی۔ ایک ایک رتی خوب ملا کر ایک گولی بنالیں اور دس یا پندرہ

روز پیشتر شروع ہونے ایام سے صبح و شام ایک ایک گولی کھا لیا کریں۔ غذا نرم زود ہضم رکھیں۔

یونانی نسخہ ۔ سرخ لوبیا۔ میتھی۔ انیسون۔ چاول۔ پودینہ۔ ہر ایک چار درم۔ سداب تین درم۔ دس ثار پانی میں پکا کر ہر صبح بطور چاء استعمال کریں۔

ایضاً ۔ واسطے درد کمر کے جو بحالت حیض عارض ہوتا ہے۔ سونٹھ۔ بابڑنگ۔ ہر ایک نیم دام۔ قند سیاہ دو دام۔ جوش دیکر پیویں۔

ایضاً ۔ تخم مولی۔ تخم گجر۔ (یعنی گاجر) ملیٹھی۔ کوٹ چھانکر ایک کف دست ہر روز پھانکیں۔ ایسی حالت میں اکثر پیڑو میں درد ہوا کرتا ہے پس ڈاکٹری کے مطابق دس پندرہ بوند افیون کا عرق ٹھنڈے پانی میں دو تین مرتبہ دینا اور ایک ٹب میں نیم گرم پانی بھر کر ایام شروع ہونے سے دو روز پیشتر سے صبح و شام بیٹھنا بہت مفید ہے۔ اسی طرح حیض بھی کھلکر خارج ہوگا۔ اور درد کو بھی مفید ہے۔ مگر خیال رہے کہ قبض نہ ہونے پاوے گرم لباس کا استعمال کرنا اور آرام کرنا چاہئے۔ ہوا۔ سرد پانی اور تاثیر میں سرد چیزوں سے پرہیز چاہئے۔ فارغ ہو کر ہیرا کسیس ایک رتی ایلوا دو رتی گولی بنا کر ایام شروع ہونے تک صبح و شام استعمال کرنا بہت مفید ہے۔

حیض کا کثرت سے جاری ہونا

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ عرصہ تک حیض مقدار میں معمولی سے زیادہ اور مہینے میں کئی بار آتا ہے۔ اس بیماری کو عربی میں کثرت طمث کہتے ہیں۔ اسکی علامتیں یہ ہونگی اگر مریضہ کے جسم کی رنگت سرخ ہو اور منھ کا مزہ شیریں ہو اور کوئی علامت زیادہ کمزوری کی نہ پائی جاتی ہے تو اسکا سبب کثرت خون ہے۔ اسکا علاج فصد اور قابض ادویہ جیسے شربت انار اور زرشک وغیرہ سے کریں اور گل سرخ اور پوست انار وغیرہ کا لیپ پیڑو پر کریں۔ اور اگر مریضہ کا رنگ زرد ہو اور بدن کمزور اور ضعیف ہو اور منھ کا مزہ تلخ ہو۔ پیاس کی شدت ہو تو اسکا سبب صفرا کا غلبہ ہے اوس میں صفراوی منضج دیکر مسہل دیں اور اگر منھ سے رال بہتی ہو۔ بدن کا رنگ

سفیدی مائل ہو اور رحم میں ایک قسم کا درد سا معلوم ہوتا ہو تو اس کا سبب زیادتی رطوبت ہے اسکے لئے بھی مسہل دیں اور رطوبت خشک کرنے والی دوائیں استعمال کرائیں۔

واضح ہو کہ یہ بیماری اکثر عورتوں کو حیض کے زمانہ میں شوہر کے پاس جانے سے پیدا ہوتی ہے۔

حیض کا خون بند کرنا

حیض کے خون کا بند کرنا اوسوقت تک نہیں چاہئے کہ جب تک مریضہ کے بہت کمزور اور لاغر ہو جانے کا احتمال ہو کیونکہ اسکو طبیعت خود اندر سے خارج کرتی ہے۔ اگر اسکی زیادتی سے کمزوری زیادہ ہو جاوے تو اسکے بند کرنے کی تدبیر یہ ہے کہ چھاتیوں کو کسکر باندھیں اور اوسکے نیچے گلاس یا سینگی لگائیں قابض دواؤں مثلاً سہاگہ پھٹکری پوست انار اور مازو وغیرہ کا شافہ بناکر اندام نہانی میں رکھیں اور فصد یا سلیق لیں اور اوس مریضہ کو کمر تک سرد پانی میں بٹھائیں یا ڈاکٹری نسخہ استعمال کریں۔ گاجر کا عرق پانچ بوند۔ آرگٹ آف رائی ۳ رتی۔ افیون کا عرق دس بوند۔ آدھی چھٹانک پانی میں ملاکر دن میں چار مرتبہ دینے سے خون بند ہو جائیگا۔ بعض وقت اکثر سوداوی غلبہ سے بھی خون کی زیادتی ہوتی ہے۔ اس میں بھی مسہل دیکر مادہ کا اخراج کرنا مفید ہے۔ ایسی مریضہ کو اکثر اور بھی شکائتیں ہوا کرتی ہیں۔ جیسے قبض کا ہونا۔ بھوک کا نہ ہونا طبیعت کا مالش کرنا کبھی کبھی غش آجانا۔

اس بات کا ہمیشہ خیال رہے کہ ان حالتوں میں مریضہ کو ٹھنڈی جگہہ میں رکھیں اور ٹھنڈی چیزیں اور ٹھنڈا پانی اور برف استعمال کریں۔ مریضہ کو ہلکے کپڑے پہنائیں۔ تازی ٹھنڈی ہوا میں رہنا بہت مفید ہے۔

اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس بیماری کا سبب پردۂ بکارت کا پھٹ جانا ہوتا ہے تو ایسی حالت میں خون کی کثرت کو روکنے کے واسطے مازو۔ گلنار وغیرہ قابض ادویات پیسکر اور کپڑے کی گدی میں ترکر کے شافہ[1] کریں اور طباشیر۔ مازو۔ پوست انار۔ گلنار۔ تخم خرفہ وغیرہ کھانے میں استعمال کریں۔ اور تیسرا علاج ضماد یا طلا پچکاری ہے جسکی ادویات

[1] بتی بناکر رکھیں۔

سہاگہ - مازو سوختہ - پوست انار - گل سرخ کوٹھری کوفتہ - پوست خشخاش - دم الاخوین وغیرہ ہیں اور اس بیماری کے عام اسباب یہ ہیں -
(۱) خصیۃ الرحم میں کسی قسم کا فتور آجانا (۲) اسقاط حمل کی بیماری ہونا (۳) کاہل سست پڑے رہنا (۴) رحم کا اپنے موقع سے ٹل جانا (۵) رحم میں خون کا جمع ہونا (۶) ایام حیض میں سردی کھانا یا بارش میں بھیگنا (۷) غمگین یا رنجیدہ رہنا یا خوف زدہ ہونا (۸) مباشرت کی کثرت ہونا (۹) عرصہ تک بچہ کو دودھ پلانا (۱۰) مرد کی قوت باہ کم ہونے کے سبب خواہش مباشرت پوری نہ ہونا (۱۱) کثرت اولاد کے سبب رحم کا ڈھیلا ہو جانا -

نسخہ - گوند ببول - بلوتنگ - تخم کربیاں ایک ایک مثقال - گل سرخ تازہ میں ملا کر گولیاں بنالیں - صبح و شام ایک ایک گولی استعمال کریں -

ایضاً - رسوت - ببول کا گوند - زال ایک ایک ماشہ - سپیاری ۲ ماشہ پیس چھانکر پانی میں ایک ایک ماشہ کی برابر قرص[۱] بنالیں - خوراک دو قرص روزانہ -

دیگر پوست انار جوش دیکر پینا بھی مفید ہے -

معجون فوفل جسکو سپیاری بھی کہتے ہیں - خون حیض اور اندام نہانی کی ہر قسم کی رطوبت کے واسطے بہت نافع ہے -

ترکیب یہ ہے - گائے کا دودھ پانچ سیر چکنی ڈلی (سپیاری) پاؤ سیر کوٹ چھانکر دودھ میں ملا کر نرم آگ پر جوش دیں - جب گاڑھی ہو جاوے آدھ سیر شکر ڈالکر توام کریں - پھر سرد ہو جانے پر چھوٹی بڑی مائیں ہر ایک ڈھائی دام سپیاری کے پھول - گل دھاوہ ہر ایک پانچ دام ڈھاک کا گوند آدھ پاؤ سبکو باریک سرمہ کے مانند کر کے ملا دیں - خوراک ایک دام سے تین دام تک -

رطوبت رحم کی بیماری عورتوں میں اکثر پائی جاتی ہے - اس بیماری سے ایک تو عورت خود کمزور ہو جاتی ہے - دوسرے کپڑے خراب ہو جایا کرتے ہیں - تیسرے اس وجہ سے ان کے شوہروں کو ایک قسم کی نفرت ہو جاتی ہے

[۱] تکیہ

اسکا علاج بہت ضروری ہے۔ چند عمدہ نسخے لکھے جاتے ہیں۔

اس بیماری کے واسطے معجون فلفل مذکورۂ بالا کا استعمال بہت مفید ہے۔

دیگر۔ مولسری کی چھال خشک کرکے کوٹ چھانکر برابر شکر ملاکر چھ ماشہ صبح کے وقت تازہ پانی سے ایک ہفتہ پھانکیں۔

دیگر کچنال کی کلی خشک ۴ ماشہ۔ پوست انار موچرس ہر ایک ۵ ماشہ کچلہ کی پہلی کچی خشک ۴ عدد۔ مازو۔ ایک۔ باریک پیسکر کپڑے میں چھان لیں۔ اور روغن کی بتی میں ملکر صبح و شام مقام مخصوص میں رکھا کریں۔ بہت مفید ہے۔

دیگر۔ پانچ درختوں کی چھالیں یعنی ببول۔ جھربیری۔ مولسری۔ کچنال۔ انار مساوی جمع کرکے پانی میں خوب جوش دیں اور ایک کپڑا سفید جوش دیتے وقت ڈالدیں بعدہٗ وہ کپڑا نکالکر احتیاط سے رکھ لیں اور اوس پانی سے آبدست لیں۔ اگر پھر کبھی رطوبت ظاہر ہو تو اوس کپڑے میں سے تھوڑا اندر رکھ لیا کریں بہت مفید ہے۔

دوسرا باب

"شادی"

"نکاح کا مقصد"

خداوند تعالےٰ نے ہر شے کا جوڑا پیدا کیا ہے۔ مرد کا عورت سے پیوند ملایا ہے اس میل ملاپ کا ذریعہ نکاح رکھا گیا ہے۔ نکاح سے مرد اور عورت کی زندگی میں بڑا بھاری انقلاب پیدا ہو جاتا ہے اور بعد کو نکاح ایک عجیب قسم کی زندگی میں ہوتی ہے اگر غور سے دیکھا جائے تو عورت و مرد کی پیدائش کی اصلی وجہ صرف نکاح ہی معلوم ہوتی ہے اور اس سے صرف یہی غرض ہے کہ مخلوق خدا کی ترقی ہو۔ اگرچہ اور حیوانات بھی نر و مادہ پیدا کئے گئے ہیں اور اس سے بقاء نسل حیوانات مقصود ہے۔ انسان اور حیوان کے مقابلہ میں عقل اور تمیز کا فرق ہے۔ دیکھو انسان کے بچہ کی پرورش بہ نسبت دوسرے حیوانات کے بچوں کے کسقدر زیادہ مشکل ہے۔ یہی سبب ہے کہ مرد اور عورت کو خدا نے ساری عمر تک آپس میں اتفاق و محبت قایم رکھنے کے واسطے مجبور کیا ہے اور درحقیقت عورت اور مرد زندگی بھر کے لئے حقیقی غمخوار اور مونس و غمگسار اور شریک رنج و راحت ایک دوسرے کے بنکر رہتے ہیں۔ پس اسطرح کے تعلق کو قائم کرنا نکاح کہتے ہیں۔ اور ایسی باہمی محبت اور رنج و راحت کی شرکت کے سبب سے نوع انسان کی نسل قایم ہے۔ اب اس شادی بیاہ سے دو مقصد نکلتے ہیں۔ ایک نسل انسانی کا باقی رہنا دوسرے زندگی بھر کے لئے ایک سچا دوست اور ہمدرد کا حاصل ہو جانا ہے انسان کی نسل کی ترقی کیواسطے مرد اور عورت کو صحت جسمانی کے ساتھ ایک خاص عمر کی حد تک

پھونچنا ضروری ہے اور اس پوری عمر تک میاں بیوی کو بخوبی ہوشیار ہو جانا چاہیئے تاکہ اپنی ذمہ داری اور اوسکی جوابدہی کے نتیجوں کو بخوبی سمجھ لیں کہ کونسی ایسی تدابیر عقل کے ساتھ عمل میں لاویں کہ جسنے تمام عمر خوشی اور آسائش سے بسر ہو سکے۔

رخصت یا وداع

اب تمھارے بچپن کا زمانہ جو بیفکری اور آرام کا تھا گذر گیا اور وہ زمانہ سر پر آپھونچا جسمیں تمکو بہت سی مشکلات پیش آوینگی جن میں تمھاری عقل کا پورا امتحان ہوگا۔ شادی کا ہونا تمھارے واسطے گویا ایک نئی دنیا میں داخل ہونا ہے یا یوں سمجھو کہ ایک زندگی ختم ہو کر دوسرے زندگی شروع ہوتی ہے اور درحقیقت تمھاری زندگی دُنیا کے انقلاب کی ایک عجیب مثال ہے۔ کیونکہ جس گھر میں تمنے ہوش سنبھالا۔ پرورش پائی۔ چھوٹی سے بڑی ہوئیں۔ اپنے اُس عزیز گھر سے اب تم اسطرح رخصت ہوتی ہو جیسے کوئی مسافر سرائے سے جاتا ہے۔ تمھارے وہ پیارے ماں باپ جن کی ایک لحظہ کی علیحدگی تمکو ناگوار تھی اور جنکا خون تمھارے ہر رگ میں اثر کئے ہوئے ہے تمکو اسطرح رخصت کرتے ہیں جیسے کوئی میزبان اپنے مہمان کو رخصت کرتا ہے ماں باپ کا اب کوئی قابو نہیں رہتا اور اپنے کلیجہ کے ٹکڑے کو کیسی کوشش اور محنت سے جان کھپا کر اور اپنا خون پلا کر پالتے ہیں اور پھر غیرونکے حوالے کر دیتے ہیں اب تمھارا رخصت ہونا گویا کہ تمام عمر کے لئے ایک نئی دنیا میں داخل ہونا ہے جہاں تمکو نئے لوگوں سے جنکی عادتوں سے تم محض ناواقف ہو اور اونکی صورتوں سے بھی ناآشنا ہو سابقہ اور پالا پڑیگا۔ حقیقت میں لڑکیوں کے واسطے یہ وقت بڑا سخت وقت ہے کیونکہ بچپن کا زمانہ جسکو بادشاہت کا زمانہ کہتے ہیں سب یہیکے ہی میں ختم ہو جاتا ہے اور دنیا کے پیچیدہ اور دشوار زندگی سسرال میں شروع ہوتی ہے مگر یہ سمجھو کہ جو لڑکیاں خوش نصیب ہوتی ہیں اُن کے لئے تو عیش کا زمانہ شروع ہوتا ہے یا یوں کہئے کہ نصیبے کا ستارہ چمکنے لگتا ہے اور بدنصیب پوہڑ لڑکیوں کو مصیبت اور ذلت کا سامنا نظر آنے لگتا ہے اس مسئلہ میں شادی کے بعد سب سے زیادہ خوش نصیبی کی علامت میاں بیوی کی موافقت اور اتحاد ہے۔ اور بدبختوں کے لئے زن و شوہر کا باہمی بگاڑ ہے جو جیتے جی دوزخ ہو جاتا ہے

سسرال والوں سے میل جول کے طریقے اور فوائد

اگر تمنے میکے

میں نیک عادتیں۔ اچھی خصلتیں اور سرکام میں لیاقت اور سلیقہ سیکھ لیا ہے تو صرف میاں کے دل میں ہی نہیں بلکہ ساری سسرال والوں کے دلوں میں جلد گھر کر لوگی اور ہر دلعزیز ہو جاؤگی جسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ یہی دنیا تمھارے لئے جنت ہو جائیگی اور اگر خدانخواستہ بدمزاج بے ادب۔ کج خلق۔ اور بے سلیقہ ہو تو سب کی نظروں سے گر کر اور ذلیل و خوار ہو کر جیتے جی دوزخ کے عذاب میں مبتلا ہو جاؤگی کیونکہ یہ عام قاعدہ ہے کہ جو لڑکیاں علم و ہنر آدمیت اور تہذیب اور عمدہ عمدہ اخلاق اور اوصاف سے آراستہ و پیراستہ ہو کر سسرال میں پہونچی ہیں وہ ہر دلعزیز ہو جاتی ہیں اور جیسے میکے میں اُن کے ماں باپ بہن بھائی اور دیگر رشتہ دار اُن کو محبت کی نگاہوں سے دیکھتے اور عزیز رکھتے تھے ویسے ہی بلکہ اُس سے بھی زیادہ سسرال والے بھی اُنکی قدر و منزلت کرنے لگتے ہیں۔

یاد رکھو دنیا میں مال اور اسباب کا کچھ اعتبار نہیں ہے اور چند روزہ ہی جو بہت جلد ختم ہو جاتا ہے۔ مگر علم و ہنر کی دولت اور اخلاق کی نعمت عمر بھر آرام دیتی ہے کیونکہ جب میاں بیوی میں موافقت اور اتحاد ہوگا تو غریبی کی حالت میں اُن کو عیش ہے۔ اگر بخلاف اسکے آپس میں رنج و کدورت ہو تو کیسے ہی مال و دولت سے بھی اوس رنج و غم کے دور ہونے کا علاج ممکن نہیں ہے۔

یہ خیال نہ ہونا چاہئے کہ دنیا میں خوشی و راحت صرف مال و دولت سے ملتی ہے گو اس میں کچھ شک نہیں کہ مال و دولت سے خوشی حاصل ہوتی ہے مگر تاہم اکثر دیکھا گیا ہے کہ اونچے گھروں میں فتنہ و فساد اور رات دن کے لڑائی جھگڑے بہ نسبت غریب گھروں کے زیادہ پائے جاتے ہیں۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ دنیا میں خانہ داری کی خوشی زیادہ تر اتفاق اور میل جول پر منحصر ہے۔ کبھی خیال کیا ہوگا کہ غریب آدمی جنکی آمدنی بہت تھوڑی ہوتی ہے اور جو محنت مزدوری سے اپنی روزی حاصل کرتے ہیں کیونکر رات کو بیٹھکر سب کنبہ مل جل کر روکھی سوکھی بہت خوشی سے کھا لیتے ہیں اور خوشی کے

ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں اس میں کچھ شک نہیں کہ موٹے جھوٹے کپڑوں اور روکھی سوکھی روٹی میں خوشی اور آرام سے رہنے اور بسر کرنے کا باعث صرف سنکاری ہے۔ اور محبت کا میل جول ہے اور برخلاف اسکے امیر گھرانوں میں باہم رنجش کی وجہ سے زندگی تلخ ہوجاتی ہے پس کیا وجہ ہے کہ بیاہ شادی تو ایسی خوشی اور منتوں سے ہوتا ہے اور جس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ گھر کی روشنی اور خانہ آبادی ہو اور دو چار روز کے بعد ہی ساس نندوں اور بہوؤں سے ناراضگی کی علامتیں شروع ہوجاتی ہیں۔ غالباً اسکی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ شادی کے بعد بہو ڈولے سے اترتے ہی اس فکر میں پڑجاتی ہے کہ کسیطرح میاں اپنے ماں باپ کو چھوڑ دے اور اُن سے علیحدہ ہوجاوے تو آزادی کے ساتھ الگ گھر کرلیں اور عام طور پر سب لڑکیوں میں اسطرح کی خوشی پائی جاتی ہے اور اسی وجہ سے ساس نندوں کے ساتھ اکثر پہلے بہو کی طرف سے لڑائی جھگڑا شروع ہوا کرتا ہے اور بعض لڑکیاں تو میکے ہی میں سے اسبات کا خیالی پلاؤ پکا کر دل میں منصوبے گانٹھ کر لیجاتی ہیں یا بعض ساس نندوں کو یہ کوشش ہوتی ہے کہ لڑکا اپنی بیوی کے قبضہ میں نہ ہوجاوے اور ہمارے مقابلہ میں بہو کی طرفداری نہ کرنے لگے کیونکہ عام قاعدہ ہے کہ جبکہ ماں باپ لڑکے کی کمائی پر بھروسا کئے ہوئے بیٹھے ہوتے ہیں تو ضرور ایسا خیال ہوتا ہے یا اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ بہوئیں سسرال والوں کی شکایتیں اور طرح طرح کی گھر کی پوشیدہ باتیں اپنے پرائے اور میکے والوں کے سامنے بیان کرتی ہیں اور یہ خبر رفتہ رفتہ سسرال والوں کے کان تک بھی پہنچ جایا کرتی ہے۔ جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ سسرال والے بہو سے بدظن ہوجایا کرتے ہیں اور طرح طرح کے لڑائی جھگڑے پیدا ہوجاتے ہیں اور بہو کی جان مصیبت میں پھنس جاتی ہے کیونکہ ساس بہو کے قصوں میں میاں اکثر اپنی ماں بہنوں کے مقابلہ میں بہو کی طرفدار ہوا کرتے ہیں حالانکہ لڑکا شروع ہی سے ماں باپ کے ساتھ رہنے کی وجہ سے صرف اوسیں سے زیادہ تعلق رکھتا ہے اور ماں باپ بھی اسکی پرورش کرکے یہی توقع رکھتے ہیں کہ ہمارے آڑے وقت میں کام آوے اور خدمت کرے اور سیکڑوں منتوں اور

آرزوں کے بعد اپنے بیٹے کا سہرا اور بہو کا منھ دیکھنا نصیب ہوتا ہے۔ یہاں بیوی یہ چاہتی ہے کہ میاں اپنے ماں باپ کو چھوڑ کر بالکل اپنے کہنے میں رہے پس دونوں حاتوں میں جھگڑا ضرور پیدا ہوتا ہے۔ اور اسی وجہ سے ساس بہو میں بگاڑ ہوا کرتا ہے اور پھر نا موافقت کی آگ سلگ کر بھڑک جاتی ہے اور دونوں کی زندگی کے واسطے جیتے جی گھر دوزخ ہو جاتا ہے پس بہو کو مناسب ہے کہ ساس نندوں سے مل جل کر محبت کے ساتھ رہے تو اسطرح لڑائی جھگڑوں کی کبھی نوبت نہ آنے پاوے اور صرف یہ بات سمجھ لینی چاہیئے کہ بیاہ بعد لڑکے کے ماں باپ کا تعلق چند روزہ باقی رہ جاتی ہے اور آخر ایک نہ ایک دن ایسا ضرور آتا ہے کہ میاں بیوی کا گھر اوجڑ جاتا ہے اور اپنی خواہش کے موافق رہنے سہنے لگتے ہیں۔ کیونکہ دنیا کا دستور کچھ اسی طرح چلا آتا ہے۔ لیکن افسوس ناتجربہ کار لڑکیوں میں اتنا صبر کہاں ہوتا ہے اور ہر وقت یہی طبیعت چاہتی ہے کہ اپنا توا۔ تغاری۔ چولہا۔ چکی اسیدم علیحدہ ہو جاوے۔ حالانکہ گھر کا علیحدہ ہونا میاں بیوی کا مصیبت میں پھنس جانا ہے اور ہزاروں طرح کی تفکرات کی وجہ سے وہ پہلی سی بیفکری کیساتھ خوشی کہاں نصیب ہوتی ہے جو میاں بیوی ہوش یار ہوتے ہیں اپنے ماں باپ کے ہوتے کبھی علیحدہ ہونے کی خواہش نہیں کرتے اپنا عیش و آرام اور بیفکری چھوڑ کر کبھی مصیبت سر نہیں لیتے یاد رکھو کہ وہ زمانہ بہت ہی غنیمت ہے جبکہ اپنے والدین یا بزرگوں کا سایہ سر پر موجود ہے۔ یہ زمانہ کبھی میسر نہ ہوگا اور بعد کو اسکا افسوس ہمیشہ کرنا ہوگا بعض بہوؤں کی یہ حالت ہوتی ہے کہ سسرال میں خواہ کیسی ہی اچھی طرح خاطر تواضع کیوں نہ ہو اور کیسا ہی عمدہ کھانا۔ کپڑا اور عیش و آرام ملے مگر اونکی نظر پر نہیں چڑھتا۔ اور اوسکو حقارت کی نظر سے دیکھتی ہیں اور ذراسی بات میں عیب نکالکر طعنہ دیتی ہیں اور شکایت کرتی ہیں جو سسرال والوں کو ناگوار ہوا کرتا ہے۔ جسکا نتیجہ آخر میں یہ ہوتا ہے کہ طرفین کے دلوں میں ایک دوسرے کی طرف سے عداوت بڑھ جاتی ہے اور نقصان کے درپے ہو جاتے ہیں۔ پس تمکو سمجھایا جاتا ہے کہ ایسی باتوں کا خیال ضرور رکھو اور جہانتک ہو سکے ایسی باتوں سے بچو جو سسرال

والوں کی ناپسند ہوں۔ اونکی خوشی کو اپنی خوشی سمجھو اور اونکی اطاعت کو اپنا فرض سمجھو اور اول ہی سے ایسے برتاؤ شروع کرو کہ ہر دلعزیز ہو جاؤ جس سے تمہاری قدر ہو۔ دیکھو سسرال کی ہر چیز قابل قدر ہے تم کو ہمیشہ ہر بات میں ہنسی خوشی ظاہر کرنا چاہئے۔ جس سے سسرال والوں کو معلوم ہو کہ تمہاری خاطر تواضع تمہاری حسب منشاء ہی۔ اور چونکہ ابھی تم دُلہن ہو اسلئے ضرور ہے کہ سسرال میں جی لگا کر رہنے کی کوشش کرو گو اسبات کا طبیعت کو کسیقدر بار ہوگا کیونکہ اجنبی اور غیر لوگوں کے ساتھ سابقہ پڑنے کے سبب جی اُکتایا کرتا ہے مگر جی پر قابو رکھنا تمھارا کام ہے اور یہ سمجھو کہ تمام عمر اونھیں لوگوں کے ساتھ بسر کرنا پڑیگی۔

ہنسی خوشی جاؤ اور اونکی خوشی کے مطابق میکے کو واپس آؤ۔ بار بار میکے جانے کی خواہش بھی سسرال والوں کی منشاء کے خلاف نہیں چاہئے۔ کیونکہ میکے جانے کا شوق جلد جلد ظاہر کرنا سسرال والوں کو ضرور ناپسند ہوا کرتا ہے بعض بیوقوف بہویں میاں کو قابو میں لانے کے لئے بیہودہ ذریعہ کام میں لاتی ہیں۔ تعویذ گنڈے۔ ٹوٹکے۔ جنتر منتر کی فکر میں رہتی ہیں اور اپنا روپیہ فضول برباد کرتی ہیں۔ بعض مکر و فریب سے اپنا کام نکالتی ہیں یہہ سب بیہودہ باتیں ہیں۔ لوگوں نے روٹی کھانا اور دھوکا دینے کا وسیلہ رکھ چھوڑا ہے اسطرح کوشش کرنا محض بیکار ہے۔ اگر تمکو میاں کے دل پر قابو رکھنا اور اوسکو تابعدار بنانا ہی تو یاد رکھو کہ سب سے اچھا اور تیز عمل محبت اور اخلاق کا ہے اوسکے ذریعہ سے آدمی ہر کسی پر بخوبی قابو پا سکتا ہے اِسلئے یہی مناسب ہے کہ جب تم اپنے میکے سے رخصت ہو کر سسرال میں قدم دھرو شروع ہی سے اپنے سچے دل سے ارادہ کر لو کہ میاں خوش رہے اور کوئی بات اوسکی طبیعت کے خلاف نہو۔ دل کو دل سے راہ ضرور ہوتی ہے اور جب ایسا قصد کر لو کہ ہر طرح سے محبت اور اخلاق اور مروت سے پیش آنا چاہئے تو ممکن نہیں کہ دوسروں کے دل پر اثر نہو۔ زور اور غصہ سے یا تکرار اور ضد سے کام نکالنے کی تدبیر بھی بہت بیہودہ ہے اور اوسکے نتیجے

آئندہ کے واسطے بہت بُرے نکلتے ہیں۔ گویا کانٹے بو کر پھولوں کی توقع رکھنی ہے بہو کو سسرال والوں سے میل جول پیدا کرنے کی بہت ضرورت ہے جسکے واسطے بیوی کو چاہیئے کہ اپنے میاں کو ایسی کوئی رائے نہ دے جو ساس سسرے کی مرضی کے خلاف ہو۔ اور خود بھی اونکی مرضی کے مطابق عمل کرے اتفاق میں آرام اور نا اتفاقی میں ہمیشہ تکلیف اور پشیمانی ہوگی۔ مناسب ہے کہ ذیل کی ہدایات پر عمل کرو۔

ہدائتیں

(۱) جہانتک ہوسکے سب کی اور خصوصاً اپنے خاوند کی مزاج شناسی میں ضرور کوشش کرو اور اونکے دل ہاتھ میں لانے کو ہاں میں ہاں ملائے رہنا اونکی مرضی کے موافق کام کرنا عمدہ بات ہے۔

۲۔ بات چیت ہمیشہ موقع مناسب تک رکھو ایسا نہو کہ خواہ مخواہ بک کئے جاؤ اس سے توقیر کم ہوجاتی ہے۔ اور بہت سی بکواس کرنے میں ایک یہ بھی عیب ہے کہ سیکڑوں باتوں میں نہیں معلوم کونسی بات بیمحل اور بے موقع زبان سے نکل جائے اور آخرکار موجب رنجش یا پشیمانی کا ہو۔ نہ اسقدر کم گوئی ہو کہ سسرال والے خوشامد درآمد کریں تب ایک ذراسی بات منھ سے نکلے اور لوگ یہ خیال کریں کہ بہو کو غرور ہے۔

۳۔ کسی بات پر ضد اور اصرار کرنا کبھی نہیں چاہیئے۔ اگر کوئی بات اپنی طبیعت کے خلاف بھی دیکھو تو اوسکو اُسوقت ٹال جاؤ اور پھر کسی دوسرے مناسب وقت پر عمدہ طریقے سے طے کرلو۔

۴۔ کسی چیز کی فرمائش سسرال میں کرنا گویا اپنے آپ کو نظروں سے گرانا اور حقیر بنانا ہے۔

۵۔ جس کام کو کہ ساس نندیں کرتی ہوں اوسکو تم خود بھی اونکے ہمراہ ادنکا ہاتھ بٹانے کی غرض سے کرو۔ اسمیں کوئی عیب کی بات نہیں ہے۔

۶ - جب دو شخص آپس میں چپکے چپکے باتیں کرتے ہوں تو اونسے علیحدہ رہنا ہی مناسب ہے نہ کہ اونکے سننے کی کوشش کرنا اور ٹٹول کرنا کہ آپس میں کیا کہتے ہیں اور یہ سمجھنا کہ ذکر مذکور ہمارا ہی ہو رہا ہے سراسر غلطی اور حماقت ہے۔

۷ - چھوٹوں پر شفقت اور بڑوں کے ساتھ ادب سے پیش آؤ تاکہ ہر دلعزیز ہو جاؤ اور سب لوگ تمہاری خاطر تواضع کریں۔

۸ - اپنے معاملات میں شروع ہی سے ادب کا خیال رکھنا اپنی عزت کو بڑھانا ہے اور یاد رکھو کہ جو اختلاط اور میل جول جلدی پیدا ہو جاتا ہے۔ اوسمیں رنجش بھی جلد پیدا ہو جاتی ہے اسلئے مناسب ہے کہ ہر کام رفتہ رفتہ اپنے اپنے موقع پر ہونا چاہئے۔

۹ - اپنا کوئی کام دوسروں پر نہ ٹالو اور نہ اپنی کوئی چیز بے خبری سے پڑی رہے کہ دوسرے اوسکو اوٹھالیں۔

۱۰ - گو اول اول تمہارا دل ضرور گھبرائیگا۔ ہاں اگر تم کسی کاج کام کے کرنے کی عادی ہو تو اور بھی گھبرائیگا مگر ایسے موقع پر یہی بات مناسب معلوم ہوتی ہے کہ گھر کے چھوٹے چھوٹے بچوں سے اپنا ربط ضبط اچھی طرح پیدا کر لو اس سے تمہارا دل بہلے گا اور آرام و آسایش بھی ملیگی۔ کیونکہ ایسے وقت میں اکثر بہوؤں کو بہ تقاضائے لحاظ و شرم ایک جگہ بیٹھا رہنا پڑتا ہے۔

۱۱ - جہاں تک ہو سکے کسی بات میں مخالفت نہ ہونے دو۔ اور جب کبھی کوئی بات اپنے خلاف طبیعت ہو تو اوسکو اپنے دل میں نہ رکھو بلکہ منھ در منھ معقول طور پر اگر صفائی کر لو تو آگے رنجش بڑھنے کا احتمال نہ رہے۔ اور کوئی بات کدورت کی باقی نہ رہے۔

۱۲ - حتی الامکان صفائی کا خیال رکھو۔ شریفانہ مناسب روش کے ایسے کپڑے پھنو کہ دوسروں کی مرضی کے خلاف ہوں اور یاد رکھو کہ زیادہ تکلف میں تکلیف اور مناسب سادگی میں ہمیشہ آرام ملا کرتا ہے

یاد رکھو کہ بیاہ ہوجانے سے صرف یہی مطلب نہیں ہے کہ نئے کپڑے پہن لئے اور کنبہ اکٹھا ہوکر میراثنیں ڈومنیں گائیں۔ بہت سا مال اسباب اور زیور ملا۔ بلکہ یہ سمجھنا چاہیئے کہ اب اوسکی نئی طرح کی زندگی شروع ہوئی۔ یہ خوشی کا سامان تو صرف دو چار روز ہی رہتا ہے اسکا مطلب آگے چلکر کچھ دنوں کے بعد کھلتا ہے طرح طرح کے رنج و غم محنت اور مشقت اور طرح طرح کی فکروں کا بوجھ جسوقت اونکے سر پر پڑتا ہے اور اونکو مجبوراً اوٹھانا اور سہنا پڑتا ہے تب حقیقت کھلتی ہے جو صبر اور شکر کرنیوالی ہوشیار عقلمند اور محنتی ہیں اونکو وہ بوجھ سہل ہوجاتا ہے اور جو بیوقوف کاہل اور بدمزاج ہیں راتدن اونکا کاٹے نہیں کٹتا اور بجائے راحت کے مصیبت ملتی ہے یہ بھی ممکن نہیں کہ آدمی دنیادار ہوکر اس دھندے میں نہ پڑے۔ پس ضرور ہے کہ دل کو مضبوط رکھے تاکہ اس بوجھ کے اوٹھانے کے قابل ہوجائے جس سے ساری عمر عزت اور آبرو اور اتفاق اور محبت میں کٹے۔ اور دنیا میں نیکنام ہو۔ سسرال میں تمھارا قدم دھرنا گویا اپنے ماں باپ بہن بھائی سے صرف ظاہری تعلقات کا باقی رہجانا ہے اور باقی زندگی تمھیں یہیں بسر کرنی ہوگی۔ اور شادی۔ غمی۔ رنج و راحت اور آرام و تکلیف سب سسرال والوں کے ساتھ بھگتنا ہوگا۔ اسلئے ضروری ہے کہ اپنے آرام و آسائش کیغرض سے سسرال والوں کی خوشی اپنی خوشی جانو اور اُن کے رنج کو اپنا رنج تصور کرو اور خیال رکھو کہ اونکی طبیعت کے خلاف نہو اور ساس نندوں وغیرہ سے محبت و الفت اور خلق و مروت کے ساتھ برتاؤ کرنے سے یہ کتنا بڑا فائدہ ہوگا کہ وہ بھی تمہارے ساتھ اسیطرح پیش آوینگی اور تمکو حتی الامکان آرام پہنچانے میں دریغ نکرینگی۔ اگرچہ سب کے مزاج یکساں نہیں ہوا کرتے لیکن یاد رکھو کہ اخلاق ایک ایسا موثر اور چلتا ہوا جادو ہے کہ کسی خرابی یا برائی کا اثر نہیں ہونے دیتا۔ دوسرا کیسا ہی بدمزاج کیوں نہ ہو یا اپنے خلاف ہی کیوں نہو۔ لیکن اخلاق کے منتر سے قابو میں آہی جاتا ہے اور سب عملوں سے بہتر تیر کا عمل ہے اسکا تجربہ کرو تو تم خود دیکھ لوگی کہ سب گھر والے

اسی اخلاق کی بدولت تمھارے پانوں دھو دھو کر پینے لگیں گے اور سارا گھر تمھارا ہی مداح ہوگا۔ اگر خدانخواستہ تمنے اسپر عمل نہ کیا تو سمجھ لو کہ مصیبت کی دلدل میں پھنس جاؤگی اور ساس سے ناموافقت اور نندوں سے کدورت ہوکر رفتہ رفتہ میاں سے بھی خود بخود بگاڑ پیدا ہوجائیگا۔ اور جب گھر میں سب سے عداوت پڑگئی تو یاد رکھو کہ تمکو زندگی وبال ہوجاویگی اور وہ سسرال جسکو بہشت کہتے ہیں دوزخ سے بدتر نظر آویگی اور ہر وقت دل رنجیدہ رہیگا۔ طبیعت اسی اودھیڑبُن میں ہردم مبتلا رہیگی۔ آخرکار اسی کوفت کے باعث تمکو بیماری ستائیگی۔

اسوقت تمھارا حقیقی ہمدرد اور سچا تیماردار نہ ہونے کے سبب دل میں تم بہت پچھتاؤگی۔ لیکن پھر کیا ہوسکتا ہے ہر کام کا ایک وقت مقرر ہے۔ اگر تمنے تجربہ کے بعد بُری عادت چھوڑ بھی دی تو پھر وہ عزت کہاں وہ بات کہاں۔

پس بہو کو مناسب ہے کہ شروع سے یہ خیال رکھے اور سمجھ لے کہ ساس اپنی ماں کی برابر ہوتی ہے کیونکہ حقیقت میں وہ مجازی ماں کہلاتی ہے اوسکی عزت ماں سے کبھی کم نہ ہونی چاہیئے اور میاں کو مجازی خدا خیال کیا جاتا ہے۔ اسلئے اوسکی بڑی عزت اور لحاظ ہونا چاہیئے۔

خیال کرنے کی بات ہے کہ اگر ساس بہو کی لڑائی میں اگر بہو ناکام ہوئی تو بیچاری کہیں کی نہ رہی زندگی خراب ہوئی دونوں جہاں اکارت ہوئی اور اگر میاں بہو کے کہنے میں آکر اپنی ماں سے پھر گیا تو یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ جنت ہاتوں سے گئی۔ کیونکہ ماؤں کے قدموں کے نیچے جنت ہے اور اسی لئے ماں باپ کی تابعداری کرنے والے خوش نصیب کہلائے جاتے ہیں۔ ماں کا حق دنیا میں بہت بڑا ہے کیونکہ اوسنے اپنی اولاد کو اپنا خون پلا پلاکر پال کر بڑا کیا ہے۔ پڑھایا۔ لکھایا۔ اور اب بیاہ ہوتے ہی اگر اوس سے پھر گیا تو ماں کو صدمہ کیوں نہوگا۔ گویا کہ اوسکی ساری کمائی اکارت گئی اور اوسکو بجائے

راحت کے رنج ملتا ہے۔

درحقیقت اگر جسقدر رنج کرے تھوڑا ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ تمکو چاہئے کہ پہلے ہی سے ہوشیاری کے ساتھ وہ طریقہ برتاؤ شروع کرو کہ جو زمانہ تمھاری شرکت کا ہے بڑی خوشی و آسائش اور نیکنام سے گذر جاوے۔ ساس سسر کی موجودگی میں علیحدہ گھر کرنے کی خواہش اکثر اوقات دوسروں کو ناگوار خاطر ہوا کرتی ہے اسلئے ایسے وقت میں اگر کسی قسم کی تکلیف بھی ہو تو بھی تحمل سے کام لینا چاہئے۔ کیونکہ کسی کے ماں باپ ہمیشہ زندہ نہیں رہتے اور ساس سسرے بھی ہمیشہ نہیں بیٹھے رہتے۔ ایک دن وہ ضرور آجائیگا کہ تم کل گھر کی مالک ہوجاؤگی اوسوقت تم اپنے سارے خیالات پورے کرلینا صبر کا نتیجہ ہمیشہ اچھا ملا کرتا ہے اور بیوقت جلدی کرنے سے کبھی کام اپنے حسب منشا نہوگا اور بعد کو افسوس کرنا پڑیگا

اگر تم نئی بیاہی ہو تو تمکو اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ تمھارا تعلق اپنے میکہ یعنی ماں باپ کے گھر سے بہ نسبت اپنی بھاوج کے زیادہ نہیں ہے کیونکہ شادی کے بعد ہر عورت کا گھر اپنے شوہر کا گھر ہے۔ پس یہ گھر ضرور چند روزہ ہوگا اور آخر تم ایک روز اپنے ہی گھر رہنے اور سہنے لگوگی اسلئے دوسروں کے ساتھ ایسی عادتیں اور برتاؤ اختیار کرو کہ بعد کو سب تمھاری یاد تعریف کے ساتھ کریں۔

اور یاد رکھو کہ کج خلق اور بیمروت کو کوئی یاد نہیں کیا کرتا اور ہر جگہ اوسکی برائی ہوا کرتی ہے اور یہ بات بھی ضرور ذہن نشین کرنی چاہئے کہ برائی اور تعریف کرانا انسان کے اختیار میں ہے مثل مشہور ہے کہ "جیسا کرنا ویسا بھرنا" یعنے جسطرح تم اوروں کے ساتھ پیش آؤگی اور لوگ بھی اوسیطرح تمھارے ساتھ پیش آوینگے۔ اسلئے شروع ہی سے اپنی عادت میل جول اور محبت اور پیار کی رکھنی چاہئے تاکہ اپنی آسائش اور آرام کا ذریعہ اور نیکنامی کا باعث ہو۔

پس اپنے رسم و رواج کے موافق تھوڑے عرصہ تک نئی بیاہی بھوؤں کی خاطر داری کرو جو باعث لحاظ و شرم کوئی کام اپنے ہاتھ سے کرنا اپنی

کسی خواہش کو ظاہر کرنا معیوب سمجھتی ہیں اوسوقت تک تم اپنی بھاوج کیلئے دریافت کا خیال رکھو تاکہ کوئی تکلیف نہووے بلکہ اوسکو اپنا مہمان سمجھکر اوسکے آرام و آسائش میں کوشش کرو اور جسقدر تم خاطر تواضع کروگی اوسیقدر ہماری مشکور رہوگی۔

تیسرا باب

"حقوق خاوند"

زن و شوہر میں اتحاد کے طریقے اور اونکے فوائد

زن و شوہر جب بالغ ہو جاتے ہیں تو اونکے تعلقات آپس میں ایسے مضبوط اور مستحکم ہو جاتے ہیں کہ کسی رشتہ دار یا دوست کے اِن کی برابر نہیں ہو سکتے۔ یہ بھید خداوند تعالےٰ کا ہے اسمیں بڑی مصلحت رکھی ہے تاکہ ایک دوسرے کے ہمدرد اور رنج و راحت کے شریک ہو کر زندگی بسر کریں۔ کیونکہ دنیا کے سب کام دھندے ایک دوسرے کی صلاح اور مشورے سے عمل میں آتے ہیں اور عورت و مرد دونوں کو یکساں ہر ایک کام میں برابر دلچسپی ہونی چاہیئے گویا مرد اور عورت دونوں کے آپسمیں تعلقات اسطرح ہونے مناسب ہیں جیسے ایک جان اور دو قالب تاکہ ایک دوسرے کے مونس و غمگسار ہمدم اور ہمراز ہو کر دنیا میں عیش و عشرت سے بسر کریں۔ غریبی اور مسکینی وغیرہ یا اور تکالیف زمانہ اونکے عیش و آرام کو تلخ نہیں کر سکتی۔ لیکن اگر خدانخواستہ دونوں میں اتفاق اور میل جول نہو تو اونکو تمام عمر گذارنا تو کیا معنی اوسکی ایک ایک گھڑی وبال جان ہو کر کٹتی ہے اور اسطرح رہی سہی زندگی بھی اکارت ہو جاتی ہے۔ عورت پر شوہر کا بڑا حق ہے۔ ایسی عورت جسکا خاوند اس سے راضی اور خوش رہتا ہے۔ اگر مر جائے تو سیدھی جنت کو چلی جاتی ہے۔ اسلئے ضرور ہے کہ شوہر کی رضا جوئی کو مقدم رکھا جائے اور کمال مطیع اور فرمانبردار رہے۔ کیونکہ عورت مرد کی خوشدلی کے واسطے پیدا ہوئی ہے۔ عورت فرض ہے کہ مرد کو خوش رکھے مگر بڑے افسوس کی بات ہے کہ اب بہت

واقعی طور پر جیساکہ چاہیئے بہت کم عورتیں ادا کرتی ہیں اور چونکہ دنیا کے کاروبار کا بندوبست مردوں کے ہاتھ میں دیا گیا ہے۔ مرد محنت مشقت سے کما کر لاتے ہیں اور عورتیں اونکی کمائی موقع مناسب پر خرچ کرکے امور خانہ داری کا انتظام کرتی ہیں اسلئے مردوں کا درجہ عورتوں کے درجہ سے زیادہ قرار دیا گیا ہے اور شادی اور غمی اور تنگی و فراخی غریبی اور امیری شوہر کی تابعداری کرنے کے واسطے مانع نہیں ہوسکتی یا یوں سمجھنا چاہیئے کہ عورت کی مالداری اور شوہر کی غریبی یا شوہر کی مالداری اور اپنی مفلسی سے کسی حالت میں اطاعت اور فرمانبرداری میں فرق ہونا چاہیئے اس سے اوسکے شوہر ہونے کے رتبہ میں فرق نہیں آسکتا۔ کیونکہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ بعض عورتیں جو اپنے ماں باپ کے گھر سے مالدار اور کھاتی پیتی ہوتی ہیں اور اتفاق سے اونکو شوہر کم استطاعت اور غریب ملتے ہیں لعن طعن کے ساتھ لڑائی جھگڑے رکھتی ہیں اور شوہر کی مصیبتوں اور فکروں کو بڑھا دیتی ہیں اور اونکی کچھ قدر و منزلت اور عزت نہیں کرتی ہیں اور بُرا بھلا سب کچھ کہہ لیا کرتی ہیں۔ یہ بات صرف معیوب ہی نہیں ہے بلکہ وہ اپنی کمظرفی ظاہر کرتی ہیں کیونکہ شرافت اِسی میں ہے کہ اپنے شوہر کی عزت کریں اور اوسکا کہا سر آنکھوں سے مانیں۔

اکثر عورات کی عادت ہوتی ہے کہ ضروری اسباب گھر میں سب کچھ موجود ہوتا ہے لیکن پھر بھی شوہر کو دق کرنے کی غرض سے فضول فرمائشیں کیا کرتی ہیں اور اگر کسی وجہ سے شوہر کی طرف سے اونکی تعمیل میں دیر ہوجائے تو ناک بھوں چڑھا کر اپنے اور اپنے شوہر کے عیش کو تلخ کردیتی ہیں۔ ایسی باتوں سے پرہیز رکھنا چاہیئے اور شوہر کی خوشی خاطری کو ہر وقت مدنظر رکھنے سے دونوں جہان کی بہتری ہوسکتی ہے۔

یاد رکھو کہ شادی کرنے سے مرد اور عورت کو بہت آسائش امن و راحت کا سبب ہونا چاہیئے جسکے واسطے عورتوں کو مردوں کا مددگار رہنے کی ضرورت ہے مگر بعض حالتوں میں عورتوں کی جہالت کے سبب اسکا نتیجہ خلاف امید نظر آتا ہے یا شادی بجائے راحت کے تکلیف کا باعث ہوجاتی ہے جو شائستہ اور ہوشیار ہوتی ہیں وہ اپنے شوہروں کے بوجھ کو بٹا لیتی ہیں لیکن جاہل عورتیں شوہروں کی

گردنوں پر اولنا بوجھ ڈالکر اونکی زندگی وبال کردیتی ہیں۔ ایسی شادی گویا خانہ بربادی ہے کیونکہ جاہل عورتیں شوہر کے حقوق کو بخوبی نہیں سمجھ سکتیں۔ جو عورتیں سلیقہ مند ہوتی ہیں اُن کے گھر کی کوئی بات کبھی باہر نہیں نکلتی۔ سلیقہ انسان کی واسطے بہت ضروری ہے اور اکثر مردوں کو مکان کی صفائی اور آرائش کا خیال ہوتا ہے اور بیوی کو اچھے لباس میں دیکھکر خوش ہوتے ہیں۔ ایسی حالت میں اگرچہ بیوی شوہر کی اطاعت کیسی ہی کرتی ہو اور لکھی پڑھی ہوشیار بھی ہو لیکن سلیقہ نہونے کے سبب شوہر کے دل سے رفتہ رفتہ اوتر جاتی ہے بلکہ پھوہڑ کہلانے لگتی ہے تو ایسی صورت میں بھی شوہر اور بیوی میں اتحاد قایم نہیں رہ سکتا۔ گویا حیوانی خواہشات پورا کرنے کے لئے میاں بیوی بنے ہیں بلکہ اگر اونکو نر مادہ کہا جاوے تو بجا ہے اور بعض حالتیں ایسی ہوتی ہیں کہ شوہر اپنی بیوی سے سلوک بھی اچھا کرتا اور محبت بھی بے انتہا رکھتا ہے اور کوئی دقیقہ اوسکی دلجوئی اور ہمدردی میں اوٹھا نہیں رکھتا اور بیوی باوجود خواندہ اور ہوشیار ہونے کے اپنے شوہر کی کماحقہٗ قدر و عزت نہیں کرتی تو اوسوقت شوہر کے دل کو بہت کوفت ہوا کرتی ہے اور اسوجہ سے وہ بشاش اور خوش نہیں رہتا۔ کیونکہ مرد اور عورت کی پیدایش کیساں ہے اسلئے جو باتیں مرد کو رنج دینے والی ہیں عورت کو بھی وہی رنجیدہ کرتی ہیں اور اسطرح جو باتیں مرد کو خوش کرتی ہیں وہی عورت کو بھی خوشی بخشنے والی ہیں۔ شوہر اور زوجہ میں جو باتیں ناچاقی اور بے لطفی پیدا کردیتی ہیں اون میں اکثر عورتوں کی طرف خیال کیجاتی ہیں۔ بہرحال ہر حالت میں بیوی کو چاہیئے کہ اپنی عادات کی اصلاح کرے۔ ایسے گھر بہت کم ہونگے جنمیں ساس بہوؤں اور نند بھاوجوں میں پوری میل جول ہو۔ اکثر رنجوں میں مختلف اسباب ہوا کرتے ہیں اور عام طور پر ہر شوہر کے منسب عزیز و قریب یہی چاہا کرتے ہیں کہ بہو ہماری بھی اوسیطرح فرمانبرداری کرے جسطرح وہ شوہر کی تابعداری کرتی ہے۔ ایسی حالت میں بہو کو سب کی مرضی کے خلاف کرنا ہرگز مناسب نہیں ہے۔ علاوہ ہر وقت کی دشت و تکلیف کے جب اور

گھر کے آدمیوں سے ایک آدمی علیحدہ ہوگا تو ذلیل سمجھا جائے گا۔ اوسکی عزت غیروں کی نظر میں بھی گھٹ جاویگی۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ بیوی سسرال کی باتیں گھٹا بڑھا کر اپنی ماں سے لگاتی ہے جسمیں کوئی نہ کوئی بات ضرور ناگوار بھی ہوا کرتی ہے اور ذرا سی بات کا بتنگڑ ابنجاتا ہے۔ جس سے بعد کو بڑے بڑے جھگڑے اور قضئے پڑجاتے ہیں۔ ایسی حالت میں لڑکی کی جان سخت عذاب میں پڑجاتی ہے اور عجب فکر ہوتی ہے کہ کسکی طرفداری کرے۔

اگر ماں باپ کو خفا کرتی ہے تو ساس نندوں سے بنتی ہے ورنہ دونوں جہان سے گئی۔ اسواسطے بہو کو چاہیئے کہ اپنی عادت کو درست کرے کہ کوئی بات سسرال کی جو ناراضگی پیدا کرنے والی ہو اپنے ماں باپ کے گھر یا ادھر اودھر ہرگز نہ کہے۔ کیونکہ اپنی سسرال سے بگاڑنا یا رنجش کے اسباب پیدا کرنا ایسا ہی ہے جیسے کہ درخت پر بیٹھکر اوسکی جڑ کاٹنا۔

ہمارے نزدیک میکے والوں کے مقابلہ میں سسرال والوں کی رضامندی اور دلجوئی مقدم رکھنا مناسب ہے کیونکہ بہو کو ساری عمر اپنی سسرال ہی میں بسر کرنا ہے۔

شوہر کی اطاعت

تمکو اپنے شوہر کی محبت تابعداری۔ اور تعظیم کرنے میں حد درجہ کی کوشش کرنا چاہیئے تم اپنے شوہر کے لئے زمین بنجاؤگی تو تمھارا شوہر تمھارے لئے آسمان بنجاویگا تم اپنے آپکو شوہر کی لونڈی سمجھوگی تو وہ تمھارا غلام ہوجاویگا

ہر وقت باہمی گفتگو اور بات چیت میں بھی محبت اور تہذیب کے ساتھ برتاؤ رکھنا چاہیئے اور باہمی ربط وضبط اور میل جول مہذبانہ اور سچائی کے ساتھ ہو۔ اور عورت اور مرد کے خیالات باہمی یکساں ہونے چاہیئے ورنہ درصورت نامتفاوت طبیعت کا فرق اثر پیدا کریگا اور اولاد نافرمان پیدا ہوگی۔ اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ تھوڑی سی خفیف بات پر رنجش پیدا ہوجایا کرتی ہے۔ اگر فرض کرو کہ تم اپنے [illegible] اطاعت اپنے شوہر کے بالا بالا

ڈاک پر روانہ کردو تو اسوجہ سے شوہر کے دل میں اکثر شبہ پیدا ہو جایا کرتا ہے۔ جسکا نتیجہ بعد کو خرابی پیدا کرتا ہے اسلئے ایسی حالت میں اسکا بہتر انتظام یہ ہے کہ تم اپنے خطوں کو کھلے لفافہ میں شوہر کے حوالہ کرو۔ اوسی کی معرفت ڈاک میں ڈلوا دو۔ تاکہ شوہر کو کسی شبہ کی گنجایش یا موقع نہ ملے اور بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ شوہر اپنی بیوی سے کسی کام کے کرنے کو کہتا ہے اور بیوی سستی یا غفلت یا کسی اور وجہ سے اوسکو نہ کر سکی تو شوہر کو صرف اسوجہ سے کہ درحقیقت وہ کام بیوی کے کرنے کا تھا مگر نہ کیا گیا ضرور دل میں کدورت پیدا کر دیتا ہے۔ ایسی باتیں حقیقت میں تو بہت ہی ذراسی اور خفیف ہوا کرتی ہیں مگر اس سے نتیجہ بُرا نکلتا ہے کیونکہ بعض اوقات اسطرح رنجش زیادہ بڑھ جایا کرتی ہے اسواسطے اس بات کا تمکو ہمیشہ خیال رکھنا چاہئے کہ جو کام اپنے کرنیکا ہو اوسکو بلا انتظار کسی حکم کے خود کرو تاکہ ایسا نہو کہ تمہارے کرنے کا کام اور تمہارے ہوتے شوہر کو مجبوراً خود کرنا پڑے یا اوروں سے کہنے کی ضرورت پڑے اور تمہارے غفلت یا بے پروائی ثابت ہو۔ اگرچہ بعد کو معذرت کر لیجائے لیکن وہ بات پھر کہاں حاصل ہوتی ہے۔

یاد رکھو کہ وقت نکل جاتا ہے لیکن بات رہ جاتی ہے اور پھر بعد کو پشیمانی ہوتی ہے۔ پس مناسب ہے کہ جتنی جلد ہو سکے اپنے شوہر سے اُس اوس غلطی کی بابت معافی مانگ لی جائے تاکہ دونوں کے دلوں میں کوئی کدورت یا رُکاوٹ باقی نہ رہے اور دل کی صفائی ہو جاوے۔ یہ شرم کرنے کی بات نہیں کیونکہ شرم ایسی مضر نہیں ہے جسقدر کہ شوہر کے دل میں کسی کدورت یا رنجش کا بیٹھ جانا اور قایم رہنا۔

بُرائی بھلائی سے تو دنیا میں کوئی خالی نہیں ہے۔ بے عیب ذات اللہ کی ہے کم یا زیادہ ہر انسان میں پائی جاتی ہے مگر اس موقع پر ہم وہ چند مفید باتیں بتلاتے ہیں کہ اگر تم خیال کر کے عمل کرو گی تو کیا عجب ہے کہ تمہاری عاقبت بھی درست ہو جائے اور دنیا کی اعلیٰ ترین عورتوں میں شمار ہونے کے قابل

ہو جاؤ۔ وہ ہدایتیں یہ ہیں۔

ہدایتیں۔ ۱۔ شوہر کا شکریہ ادا کرتی رہو کیونکہ شوہر کی طرف سے تم تمام عمر نصیحتیں اور آسائشیں پاتی ہو کبھی ناشکری کے الفاظ منھ سے نہ نکالو۔ ذرا سی بات طبیعت کے خلاف ہونے سے پچھلی باتوں کو نہ بھول جاؤ۔ دیکھو جو بندہ کا شکر گذار نہیں ہوتا وہ خدا کا کب مشکور ہوگا۔ اسی کو کفران نعمت کہتے ہیں۔

۲۔ اگر شوہر سے کسی کام کی حاجت براری کی ضرورت ہو تو اوسکے سر نہ ہو جاؤ اوسکو عاجز اور تنگ نہ کرو جس سے اوسکو پریشانی ہو اور مجبور ہو کر نامناسب اور ناجائز فعل کر بیٹھے۔

۳۔ شوہر کی اطاعت اور فرمانبرداری اسقدر ہونی چاہئے جسقدر ایک کنیز اپنے آقا کی کرتی ہے۔

۴۔ تعظیم و ادب اسقدر ہونا چاہئے کہ جو بعد خداوند حقیقی کے جسقدر ممکن ہو۔

۵۔ بغیر حکم شوہر کے نفل روزہ یا برت نہ رکھے۔ کیونکہ شوہر کا حکم مقدم ہے۔

۶۔ گھر کی کوئی چیز بغیر حکم شوہر کے کسی کو نہ دو خواہ وہ تھوڑی ہو یا بہت ایسی حالت میں اس چیز کا ثواب شوہر کو پہونچے گا۔

۷۔ جس چیز کی ضرورت ہو شوہر کی حیثیت سے زیادہ طلب نکرو۔ جو کچھ اپنی خوشی اور رضامندی سے دے اوسکو خوشی سے قبول کرو اور اوسکی مشکور ہو۔

۸۔ اپنے شوہر کے عیبوں کو دوسروں پر ظاہر کرنا سخت گناہ ہے اور وہ اسواسطے کہ بیوی رازدار اور امانت دار قرار دی گئی ہے۔

۹۔ کسی بات میں اور کسی کام کے واسطے ایسی بات زبان سے خلاف شان شوہر نہ نکالو کہ جس سے اوسکو شرمندگی حاصل ہو۔

۱۰۔ اگر شوہر محض بے اعتباری کی وجہ سے بیوی کو کافی خرچ نہ دے یا کچھ دے اور اوسکا حساب کتاب سختی اور ناواجبی طور سے لے تو بیوی کو چاہئے کہ

تحمل سے کام لے اور صبر کرے۔

۱۱۔ غصہ کی حالت میں اولاد اور خاوند کو مت کوسو یا بیجا اور خلاف شان شوہر الفاظ منھ سے نہ نکالو۔

۱۲۔ جھوٹ کبھی مت بولو۔ شوہر کے کسی عیب پر بیموقع گرفت مت کرو۔

۱۳۔ شوہر اگر بدوضع ہو اور اپنی بیوی کی طرف اسوجہ سے کافی توجہ نہ کرے تو اوسکے بہت عمدہ طور پر تدبیر کے ساتھ نشیب و فراز دکھلاؤ اور اوسے راہ راست پر لاؤ اور اوسکے اُن افعال کی وجہ سے جو تمکو تکلیفیں پہونچیں اُن پر صبر کرو اور کسی پر ظاہر مت کرو۔

۱۴۔ شوہر سے حاجت طلبی کی صورت میں اگر وہ بر نہ لاسکے تو دوسری عورتوں سے اوسکی شکایت مت کرو۔

۱۵۔ آپسمیں دو چار عورتوں میں ملکر بیٹھو تو کسی کی غیبت مت کرو اور پیٹھ پیچھے کسی کو عیب مت لگاؤ اور جب کسی سے کوئی وعدہ کرو تو اوسکے پورا کرنے کا ضرور خیال رکھو۔

۱۶۔ خاوند کی محبت میں اپنے بچوں سے غافل مت ہو جاؤ۔ اونکی غور و پرداخت بھی بہت ضروری ہے۔

۱۷۔ جسمی آرائش اور سنگار اپنے شوہر کی حسب خواہش رکھو۔ تاکہ تمہارا شوہر تم سے مانوس رہے۔

۱۸۔ شوہر کے حکم بغیر اپنے گھر سے نہ جاؤ۔ خواہ اپنے کسی عزیز ہی کا کیوں نہ ہو۔ اگر جاؤگی تو گنہگار ہوگی۔

۱۹۔ جب شوہر طلب کرے تو فوراً حاضر ہونا چاہیئے اوسکی خواہش پوری کرنی چاہیئے بشرطیکہ کوئی مجبوری اور حیض و نفاس کا زمانہ ہو۔

۲۰۔ شوہر کی خوشی پر خوشی اور غمی پر غمی اسطرح ظاہر کرو کہ تمہاری پوری ہمدردی ثابت ہو۔

۲۱۔ شوہر کے رشتہ داروں یا اپنی سسرال والوں کی اوسی قدر عزت کرو۔

جیسا کہ شوہر کرتا ہے اور ہر ایک کے ساتھ میل جول محبت اور اخلاق کا برتاؤ کرنا چاہیے۔

۲۲۔ حتی الامکان وہ باتیں اور روش اختیار کرو کہ جس سے شوہر کے دل میں تمہاری محبت بڑھے بناؤ سنگار بھی اعتدال سے زیادہ کرنا معیوب ہے۔

۲۳۔ بیوی کو مناسب ہے کہ میاں کی تابعدار و غمگسار ہو اپنے شوہر کی خوشی و آرام کو اپنے آرام پر مقدم رکھے۔

۲۴۔ بلاضرورت گھر گھر پھرنے کی عادت چھوڑ دو۔ عصمت و حیا و پردہ کو اپنے شوہر کی امانت سمجھو جو شریفوں کا دستور ہے۔

۲۵۔ فضولخرچی سے نفرت اور کفایت شعاری کی عادت ڈالکر اپنے گھر کے کاروبار میں بخوشی خاطر ہمدردی کے ساتھ مشغول ہو۔

دیکھو جس گھر میں تم پیدا ہوئی ہو اب بعد شادی کے اوس گھر سے نکلتی ہو اور غیر گھر بستی ہو جس شخص کے ساتھ تمہیں رہنے سہنے کا سابقہ پڑتا ہے وہ اکثر محض اجنبی ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں تمکو مناسب ہے کہ اوسکی عادتوں اور خصلتوں اور مزاج شناسی سے بخوبی واقفیت حاصل کرو کہ کن کن باتوں سے محبت و الفت قایم رہ سکتی ہے اور خوب غور سے دیکھ لو کہ کن وجوہات سے مخالفت اور نفرت پیدا ہو جاویگی اور شوہر کن کن باتوں کو پسند کرتا ہے اور کونسی باتیں اوسکی ناخوشی کا موجب ہیں۔ پھر تم اوسی کے موافق اپنا دستور العمل رکھو۔ اور اپنے شوہر کے پاس بطور خود نجاؤ کہ توقیر گھٹتی ہے اور اوس سے نفرت بھی نہ کرو۔ جب قریب آوے تو تم بھی قریب ہو جاؤ تاکہ اوسکے کان جب سنیں اچھی بات سنیں اور آنکھیں جب دیکھیں اچھی بات دیکھیں۔ شادی سے صحت اور تندرستی قایم رہنے کے علاوہ اور بہت سے فوائد ہیں اور سب سے بڑا فائدہ اسکا قایم رہنا نسل کا ہے اور جو جو آرام اور آسائشیں مرد کو بیوی سے حاصل ہو سکتی ہیں وہ کسی دوسرے سے ممکن نہیں۔ مگر اسکے واسطے طرفین میں کافی محبت خلوص

کے ساتھ ضروری ہے اور محبت کا منشا بیوی کے واسطے ایک رازداری بھی ہے بلکہ بیوی کا فرض ہے کہ اپنے شوہر کے رازوں کو بغیر اوسکی اجازت کے کبھی کسی پر ظاہر نہ کرے اس سے اپنا اعتبار جانے کے علاوہ بعض وقت شوہر کے دل میں ایسی بُرائی بیٹھ جاتی ہے کہ مرتے دم تک نہیں جاتی۔ کیونکہ بعض بیبیوں میں یہ بھی عیب ہوتا ہے کہ ذراسی رنجش کے باعث غصہ میں آکر ساری راز کی باتیں کھول دیتی ہیں۔ ایسی باتیں اختیار کرنا اپنا کمظرفی اور اوچھاپن دکھلانا ہے جسکا نتیجہ خراب پیدا ہوتا ہے اور جسکی اصلاح عمر بھر دشوار ہوجاتی ہے۔

اکثر اوقات نااتفاقی کے سبب بعض دفع مرد کے چال چلن پر بُرا اثر پڑتا ہے تو ایسی حالت میں شوہر کی خدمتگذاری اور اطاعت کے علاوہ بیوی کو اپنی ظاہر حالت بھی درست رکھنا چاہیئے۔ میلا کچیلا رہنا نفرت پیدا کرنے کے علاوہ اپنی صحت اور تندرستی کے بھی مضر ہوتا ہے۔ انسان کے واسطے صفائی۔ دلربائی اور خودآرائی بھی بعض وقت عجب تسخیر کا کام کرتی ہے اس لئے جسم کی صفائی کے لئے چند مجرب نسخے بھی بتائے جاوینگے کیونکہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ بعض حسین عورتوں کے چہروں پر اکثر جھائیاں پڑجاتی ہیں جنکے سبب سے چہرہ بدرنگ و بدنما ہوجاتا ہے۔ اسکے دفعیہ کے لئے چند غسول جو چہرہ کو منور اور بدن کو خوشبودار کرتے ہیں لکھے جاتے ہیں۔

غسول ۔ سفیدہ آرائی اور منشل ہموزن لیکر شہد میں گولیاں بنالیں اور ایک ہفتہ تک متواتر منھ پر ملیں۔ چہرہ مثل چودھویں رات کے چاند کے منور ہوجائیگا

غسول ۔ اسنہ ہلدی۔ دودھی۔ ناگیسر۔ سنبل۔ کنول۔ قسط۔ ہموزن باریک پیسکر موتیے یا چنبیلی کے تیل میں جلاکر تمام بدن پر ملیں اور گرم پانی سے نہاڈالیں

اوبٹنا ۔ آرد جو چار جزء مغز تخم خربزہ۔ آرد باقلہ۔ چرونجی دو دو جز کوٹ چھانکر رات کو ملیں اور صبح کو دھوڈالیں۔

ایضاً ۔ ہلیلہ زرد۔ آملہ۔ انار۔ مردہ۔ بالچھڑ۔ ناگرموتھ۔ اگر۔ جائفل ہموزن لیکر گلاب میں پیسکر ٹکیاں بنالیں اور ایک ٹکیہ روغن چنبیلی وغیرہ میں ملاکر

بدن پر ملیں اور پھر غسل کرلیں۔

ایضاً۔ لاہی کی کھلی کو بھونکر اگر موتھہ اور بالچھڑ اور اگر ملاکر تل کے تیل میں آمیزش کرکے تمام جسم پر مالش کریں اور غسل کرلیں۔

ایضاً۔ بدن کو نرم اور خوشبودار کریں۔ صندل سفید۔ زعفران۔ چرونجی۔ اگر۔ بالچھڑ۔ چھالچھریلہ۔ سب کو کوٹ چھانکر آرد جو میں ملاکر روغن چنبیلی۔ اضافہ کریں۔ بدن پر مالش کریں۔

مستی۔ برادۂ آہن۔ مازو سبز۔ نیلہ تھوتھا بریاں۔ کتھا سفید۔ الائچی سفید سفوف کرکے دانتوں پر ملیں۔

ایضاً۔ برادۂ مس۔ پوست انار۔ ایک ایک چھٹانک۔ مازو سبز۔ کھپٹکری الائچی سفید معہ پوست سفوف کرکے کام میں لاویں۔

چوتھا باب

ضروریات متعلق حمل

رحم

رحم سفید رنگ کا ایک نرم عضو ہوتا ہے اسکی شکل بٹوے کی مانند ہوتی ہے یا جیسا کہ ایک چپٹا امرود۔ یہ ایک خاص طور پر رگوں سے بنا ہوا ہوتا ہے جو اوسکے چاروں طرف پھیلی ہوئی ہوتی ہیں اور جنکا سلسلہ اُن اعضاء سے ہوتا ہے جن میں کہ خون بھرا ہوتا ہے اوسکے دو خاص حصے ہوتے ہیں اوپر کا حصہ جو چوڑا ہوتا ہے وہ بچہ کے قیام کی جگہ ہے اور نیچے کا حصہ بعد قایم ہونے حمل کے ایک لیسدار شے سے بند ہوجاتا ہے اوسکی جگہ پیڑو اور ناف کے بیچ میں ہے اسکا منھ ہمیشہ بند رہا کرتا ہے لیکن مجامعت کے وقت کھلجاتا ہے تاکہ منی کو نگل جاوے کیونکہ اسکی طبیعت منی کے کھینچنے کی مشتاق ہوتی ہے جس سے انسان کی بنیاد قایم ہوتی ہے اور اندر ہی اندر پیدائش ہوتی ہے۔ اور رحم کے منھ کے کنارے پر دو چوڑے چوڑے گوشت کے خول ہوتے ہیں جو شاخ رحم کہلاتے ہیں۔ اور رحم کی گردن بعض عورتوں کے دائین طرف اور بعض کے بائیں طرف ہوتی ہے۔ اور عورتوں کا پیڑو بنظاہر مردوں کے پیڑو سے چھوٹا معلوم ہوتا ہے مگر اندر سے گہرا اور پیٹ اوسکا بڑا ہوتا ہی اور پیشاب کا راستہ رحم کے منھ سے دو انگل کے فاصلہ پر ہوتا ہے جو عورتیں کہ حاملہ نہیں ہوتیں۔ اکثر اونکی رحم کا وجود پانچ انگل طول میں اور گردن رحم کی ایک انگشت طول میں ہوتی ہے۔

حمل کا قرار پانا

جب مرد اور عورت کی منی بچہ پیدا کرنے کی قابلیت رکھتی ہو۔ یعنی مزاج میں معتدل ہو۔ تب دونوں کے ایک ساتھ منزل ہونے سے رحم میں نطفہ قرار پاتا ہے۔ دونوں کے ملنے سے ایک جوش پیدا ہوتا ہے اور چار نقطے مثل بلبلے کے اوسمیں پیدا ہو جاتے ہیں۔ ایک دل۔ جگر۔ دماغ۔ اور چوتھا ان سب کو گھیرے ہوئے ہوتا ہے۔ یہ جوش ایک ہفتہ میں پیدا ہوتا ہے اوسکو پہلا تغیر بولتے ہیں پھر سرخ نقطے دکھائی دیتے ہیں۔ اور وہ راستے رگوں کے ہیں۔ یہہ چاروں میں پورا ہوتا ہے اسکو دوسرا تغیر بولتے ہیں۔ اس کے بعد پھر حمل لہو کے پھٹکی کے مانند معلوم ہوتا ہے۔ اسکی مدت بیس ۲۰ روز ہے۔ یہ تیسرا تغیر ہے۔ اسکے بعد ایک ٹکڑا گوشت کا بنجاتا ہے جسمیں کوئی کوئی عضو بھی دکھلائی دینے لگتا ہے اور خون حیض کا اسپر ٹپکنا شروع ہوتا ہے جس سے کہ وہ صورت حیوانی بننے کے لائق ہوتا ہے اور بارہ روز میں تمام ہوتا ہے یہ چوتھا تغیر کہلاتا ہے۔ پھر نر و مادہ بننے کا مزاج مرد اور عورت کی منی کے غلبہ کے لحاظ سے ہوتا ہے اس کے اعضاء اصل میں تین روز میں بنجاتے ہیں۔ یہہ پانچواں تغیر ہے جو پانچ روز میں تمام ہوتا ہے اور اکثر اسی طرح واقع ہوتا ہے۔ لیکن یہ قاعدہ کلیہ نہیں ہے کہیں اس کے خلاف بھی ہوتا ہے اور یہ سبب زیادتی حرارت عورت و مرد کے تھوڑے زمانہ میں بچہ بنجاتا ہے۔

پہلے مہینے میں جنین کا جسم ایک بڑی چیونٹی سے زیادہ نہیں ہوتا اور انسانی شکل نہیں دیکھ سکتی۔ دوسرے مہینے میں یہہ ایک انچہ کے قریب لمبا ہو جاتا ہے اسکا سر جسم کی بہ نسبت بڑا معلوم ہوتا ہے اور ہاتھ پانوں بننے شروع ہو جاتے ہیں اور ناک۔ منھ۔ آنکھ اور کانوں کے سوراخ نمایاں ہوتے ہیں۔ ہاتھوں کی انگلیوں کے نشان ظاہر ہوتے ہیں۔ آنتوں کی بنیاد پڑنے لگتی ہے اور تمام اعضاء بننا شروع ہو جاتے ہیں اور تیسرے مہینے میں بچہ قریب چار انچہ کے لمبا ہو جاتا ہے اسکی دو دو انگلیاں اور انگوٹھے وغیرہ نمودار ہو جاتے ہیں اور وزن اس کا

قریب ڈیڑھ چھٹانک ہو جاتا ہے۔ اِس وقت اِس کے ہاتھوں کی انگلیاں ایکدوسرے سے علیحدہ نہیں ہوتی ہیں اور ہونٹ اور آنکھوں کے پپوٹے ایک دوسرے سے ملے ہوتے ہیں اور اعضا تناسل ابھر آتے ہیں۔ چوتھے مہینے کے آخر میں ۶ انچھ کے قریب لانبا ہوتا ہے اور نر و مادہ کی شناخت ہو سکتی ہے اور وزن اسکا چھٹانک چھٹانک ہوتا ہے۔ ناخنوں کی بنیاد پڑنے لگتی ہے۔ مُنھ کھُل جاتا ہے یہہ وہ وقت ہوتا ہے کہ رحم میں بچہ کی حرکت پہلی پہل معلوم ہونے لگتی ہے۔ پانچویں مہینے میں اِسکی لمبائی ۹۔ انچھ ہوتی ہے۔ اور اوسکا وزن آدہ سیر تک ہوتا ہے۔ دانتوں کی بنیاد پڑنی شروع ہوتی ہے سر پر روئیں نمودار ہو جاتے ہیں اگر اوسوقت پیدا ہو جاوے تو تھوڑی دیر میں چند سانس لیکر مر جاتا ہے چھٹے مہینے میں قریب ایک فٹ کے لمبا ہوتا ہے اور اُسکا وزن قریب ایک سیر کے ہوتا ہے جگر صاف نظر آتا ہے۔ اِسوقت اگر بچہ پیدا ہو جائے تو صرف دو تین گھنٹے زندہ رہتا ہے۔ ساتویں مہینے اِسکی لمبائی پندرہ انچھ ہوتی ہے اور دو سیر کے قریب وزن ہوتا ہے۔ آنکھوں کے پپوٹوں کے کنارے جدا ہو جاتے ہیں اور آنکھیں کُھل جاتی ہیں۔ اِسکی آواز بہت کمزور ہوتی ہے بال پیدا ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ اِسوقت اگر پیدا ہو جاوے تو اکثر کئی روز تک زندہ رہتا ہے اور کبھی کبھی بڑھکر پوری عمر کو پہونچ جاتا ہے۔ آٹھویں مہینے کے جنین کی لمبائی سولہ انچھ کے قریب ہوتی ہے اور وزن ڈھائی سیر کے قریب ہوتا ہے اِسوقت کی پیدائش والا بچہ بھی اکثر زندہ نہیں رہتا۔ نویں مہینے جنین پورا ہو جاتا ہے۔ اسکا طول ۲۰۔ انچھ تک ہوتا ہے اور وزن ساڑھے تین سیر تک ہوتا ہے اِسکی مدت ۲۸۰ دن یا چالیس ہفتے ہے۔ اس عرصہ میں بچہ عموماً صحیح و سالم پیدا ہو جاتا ہے۔

پس یہی طبعی پیدائش ہے۔ اور اکثر اسی طرح واقع ہوتی ہے مگر بعض اوقات بچہ پیدا ہونے میں زیادہ عرصہ لگ جاتا ہے اور دس گیارہ ماہ تک پہونچ جاتی ہے اور اِسکا شمار آغرایام معمولی بند ہونے سے جو حمل قرار

ہونے کے ساتھ ہو جاتے ہیں۔ ہو جاتا ہے۔

حمل کی علامتیں

اکثر ان میں علامتیں وہ ہیں جنسے کہ صرف حاملہ خود ہی واقف ہوتی ہے اور بہت سی ایسی ہیں کہ دوسرے بھی دیکھ کر شناخت کر لیتے ہیں۔

۱۔ ایام ماہواری کا بند ہو جانا۔ یہہ علامتیں حمل قرار پانے کی عام ہے بعض نئی بیاہی عورتوں کو ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایام مہینوں تک نہیں ہوتے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض عورتوں کو حیض جاری رہتا ہے اور حمل بھی قرار پا جاتا ہے اور وضع حمل سے چند ہفتے پہلے تک برابر جاری رہتا ہے۔ تندرست عورتوں کا اگر حیض بند ہو جاوے تو حمل میں شبہ نہیں رہ سکتا۔

۲ بیخوابی اور بدمزگی طبیعت

۳ بسبب بند ہو جانے ایام ماہوار کے حرارت معلوم ہونا

۴ منھ کا آجانا اور رال کا جاری رہنا۔

۵ کسی خاص غذا سے طبیعت کا مطلقاً ہٹ جانا۔

۶ صبح کو اکثر جی متلانا یا قے آنا۔ بعض عورتوں کو عادت ہوتی ہے کہ حمل قرار پانے سے متلی اور قے معلوم ہوا کرتی ہے اور ایک قسم کی سفید رطوبت مثل انڈے کے سفیدی کے نکلا کرتی ہے۔

۷۔ بھوک کا کم ہونا یا بدہضمی ہونا۔

۸۔ بیقراری دل یا اختلاج قلب کا ہونا جسکو دل دھڑکنا کہتے ہیں۔

۹۔ پستاں کا بڑا ہونا اور اُن میں دودھ اتر آنا۔ دوسرے مہینے میں چھاتیاں بڑھنے اور فربہ ہونے لگتی ہیں اور بعض کے دودھ بھی نکلتا ہے جس سے حمل کا قرار پا جانا یقینی ہوتا ہے۔

۱۰۔ پستاں کے سروں کا سیاہ ہو جانا اکثر یہ علامت دختر کے حمل کی ہے

۱۱۔ پیٹ اور پیڑو کا بڑا ہونا اور اندام نہانی کا خشک اور تنگ ہو جانا۔ مگر

بعض بعض کے زیادہ رطوبت خارج ہونے لگتی ہے۔

۱۲۔ بچے کا حرکت کرنا اور حاملہ کے پیٹ کے پاس کان لگانے سے بچہ کے دل کی آواز سنائی دینا۔ یہ علامت چوتھے مہینے کے آخر میں عموماً ہوتی ہے اور اس سے حمل کا قرار پانا یقینی ہے۔

۱۳۔ پنڈلیوں یا کسی اور مقام کی رگوں کا موٹا ہو جانا یا درد ہونا یا دانتوں میں درد ہونا مگر اسوقت دانتوں کے اکھڑوانے سے اسقاط حمل کا اندیشہ ہے۔

۱۴۔ نبض کا اوٹھتے بیٹھتے یکساں رہنا اور نبض کا متواتر اور سریع ہونا۔

۱۵۔ گرانی اور کسیقدر درد زیر ناف اور اندام نہانی میں ہونا۔ یہ بھی حمل کی یقینی علامت ہے۔

۱۶۔ جماع سے نفرت ہو جانا۔

۱۷۔ بعد جماع کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہونا اور لرزہ معلوم ہونا۔

۱۸۔ آنکھوں کی سفیدی کا تیرگی مائل ہونا۔

۱۹۔ اشیاء غیر طبعی مثلاً کوئلہ۔ مٹی یا نیم پختہ مٹی کے برتن وغیرہ کھانے کی طرف طبیعت کا راغب ہونا۔ یہ علامتیں بھی حمل کی یقینی ہیں۔

۲۰۔ بکری کے گوشت اور پان تمباکو سے نفرت ہونا۔

۲۱۔ بدن کا بھاری ہونا۔ اور سستی اور نیند کا غلبہ ہونا۔

۲۲۔ کبھی کبھی کوکھ میں درد ہونا۔

۲۳۔ بلغمی مزاج کی حالت میں ہاتھ پانوں پر ورم کا ہو جانا۔

۲۴۔ ترشی اور چٹپٹی چیزوں کی طرف طبیعت کا مائل ہونا۔

۲۵۔ قبض کا رہنا۔ قاروے کا کاڑھا اور اودا ہونا۔

حمل کی شناخت

شہد پانی میں ملا کر حاملہ کو پلائیں۔ اگر اوسکے پینے سے شکم میں ایک قسم کی مروڑ پیدا ہو اور ناف میں پیچش معلوم ہو تو حاملہ ہے ورنہ نہیں۔

۲- حاملہ تمام دن روزہ رکھے اور روزہ کھولنے سے پہلے عود یا کوئی اور خوشبودار چیز ایک محفوظ برتن میں جس سے کہ بو باہر نہ نکلنے پاوے جلائیں - اور ایک نلکی اوس برتن میں سوراخ کرکے رکھیں اوسکا دوسرا سرا اندام نہانی میں رکھا جائے اگر خوشبو آوے تو حمل ہے ورنہ نہیں -

۳ - لہسن یا مشک بعد روزہ رکھنے کے افطار سے پہلے رحم میں شافہ بناکر رکھیں اگر اوسکی بو ناک میں محسوس ہو تو حاملہ ہے -

۴ - زراوند کوٹ کر شہد میں ملاکر نیلے کپڑے کو لت کریں اور شافہ کے طور پر رحم میں رکھیں مگر زراوند بہت قلیل ہو ورنہ حمل گرجانے کا اندیشہ ہے تمام دن روزہ رکھیں اگر کوئی مزا معلوم نہو تو حمل نہوگا اگر میٹھا مزہ معلوم ہو تو لڑکا ہوگا - اگر تلخی معلوم ہو تو لڑکی پیدا ہوگی -

علامات نر و مادہ - حمل کے زمانہ میں اکثر اس بات کا بھی خیال ہوا کرتا ہے کہ بچہ جو رحم مادر میں ہے لڑکا ہے یا لڑکی - اسکے واسطے طبیبوں کو جو تجربہ ہوا ہے وہ اسجگہ ظاہر کیا جاتا ہے -

۱ حاملہ کے پیٹ میں اگر لڑکا ہے تو اوسکا پیشاب زنگیں یعنی سرخ رنگ کا ہوتا ہے اور داہنی چھاتی بڑی اور سیدھی معلوم ہوتی ہے اور سرستان سرخ ہوجاتا ہے اور حرکت بچہ کی داہنی طرف سے معلوم ہوتی ہے - حاملہ آسانی سے حرکت کرتی ہے اوسکا دل ہمیشہ بشاش ہوتا ہے اور طبیعت کو فرحت معلوم ہوتی ہے - دودھ بھی پہلے اوترتا اور ٹپکتا ہے - گرانی اور کسل کا اثر اوسکو اصلا نہیں معلوم ہوتا - لطیف چیزوں کو اوسکا جی چاہتا ہے - صبح بھوک لگتی ہے - متلی اور قے اور بھوک فاسد کم ہوتی ہے اور پانوں کی رگیں سرخ ہوجاتی ہیں نہ کہ سیاہ دائیں - نبض اوسکی زیادہ بھری ہوئی اور پے در پے چلتی ہے - جب چلنے کا قصد کرتی ہے تو پہلے داہنا پیر اوٹھاتی ہے اور جب اوٹھنے لگتی ہے تو پہلے داہنا ہاتھ اور بایاں پاؤں ٹیک کر اوٹھتی ہے لڑکا اکثر تیسرے مہینے میں حرکت کرنے

لگتا ہے اور جتنے وقت درد کمر سے اوٹھکر شکم کی طرف کو آتا ہے۔ اگر حاملہ کا دودھ نکالا جاوے تو گاڑھا اور لسدار ہوتا ہے پتلا نہیں ہوتا۔ اگر اوسکو آئینہ پر ڈالکر دھوپ میں دیکھیں تو مثل قطرۂ سیماب یا دانہ مروارید کے ہوتا ہی بہتا نہیں

۲۔ اگر حاملہ کے پیٹ میں لڑکی ہوگی تو اوسکی علامتیں یہ ہیں کہ حاملہ کے چہرہ کا رنگ بیرونق ہوگا۔ کاہلی اور سستی طاری ہوگی مشکل سے وہ اوٹھ بیٹھ سکیگی۔ پستانوں کے سر سیاہ ہونگے۔ جھوٹی بھوک لگا کریگی۔ قارورہ کا رنگ سفیدی مائل ہوگا۔ بچہ کی حرکت بائیں طرف ہوگی۔ چلتے پھرتے اوٹھتے بیٹھتے بائیں پانوں اور بائیں ہاتھ سے کام کریگی۔ پیروں کی رگوں کی رنگت سیاہی مائل ہوگی۔ بائیں چھاتی کسیقدر بڑی معلوم ہوگی اور دودھ پتلا ہوگا۔ درد ناف سے نیچے اور اندام نہانی سے اوپر اوٹھتا معلوم ہوگا۔ شکم میں لڑکی کی حرکت چوتھے مہینے معلوم ہوگی۔

پیدائش کے پورا ہوجانے سے بچہ دو چند عرصہ میں حرکت کرتا ہے اور حرکت سے تگنی مدت کے بعد پیدا ہوتا ہے۔ یعنی اگر تیس یا پینتیس روز میں پیدائش تمام ہوئی تو ستر روز میں یعنی دو ماہ اور دس روز میں حرکت کریگا اور ساتویں مہینے میں پیدا ہوگا مگر ایسا بہت کم ہوتا ہے۔ اگر چالیس دن میں پیدائش پوری ہوئی تو اسی روز یعنے دو مہینے اور بیس روز میں حرکت کریگا۔ اور آٹھویں مہینے میں پیدا ہوگا۔ یہ بھی بہت کم ہوتا ہے اگر پینتالیس دن میں پیدائش پوری ہوئی تو نوے روز میں یعنی پورے تین مہینے میں حرکت کریگا اور نو مہینے میں پیدا ہوگا اور یہی طبعی پیدائش ہے جو عام طور پر ظہور میں آتی ہے۔

حاملہ کی احتیاطیں

عورتوں کو حمل کے زمانے میں اپنی تندرستی قایم رکھنے کا خیال ضرور رکھنا چاہیے۔ اس کے واسطے ذیل کی ہدایات پر عمل کیا جائے۔

۱۔ جسوقت کہ حمل قرار پاوے۔ شیریں کلامی اختیار کریں اوٹھنے بیٹھنے میں تہذیب

کا خیال رکھیں تاکہ اوسکا اثر بچہ پر نیک پڑے۔
۲۔ بالکل بیکار رہنا جس سے کاہلی اور سستی پیدا ہو یا گھر کے کام دھندوں میں اسقدر مشغول ہونا جس سے ماندگی اور تھکن ہو جاوے نہیں چاہئے۔
۳۔ نشہ لانے والی چیزوں سے بالکل پرہیز رکھا جاوے ورنہ فساد خون وغیرہ کا خوف ہے۔
۴۔ ڈراؤنی شکلوں مہیب جانوروں۔ سانپ۔ شیر۔ بھیڑیئے اور دہشتناک چیزیں دیکھنا اور ہولناک قصے سننا نہیں چاہئیں۔
۵۔ حمل کے زمانے میں شیر خوار بچوں کو دودھ پلانا نہیں چاہئے۔ اس سے شیر خوار بچہ اور حمل دونوں کو نقصان پہونچے گا۔
۶۔ کشتہ یا مرکبات کا استعمال نہ کیا جاوے اور حاملہ کو کونین کا زیادہ عرصہ تک استعمال کرنا بچہ کی سماعت کو نقصان پہونچاتا ہے اور بعض وقت زیادہ مقدار دینے سے اسقاط حمل کا اندیشہ ہے۔
۷۔ زیادہ دست لانے والی کوئی دوا استعمال میں نہ لائی جاوے حالت حمل میں اگر بیماری لاحق ہو تو کسی طبیب حاذق یا ڈاکٹر کامل سے رجوع کیا جاوے بغیر اوسکے مشورہ کے کوئی دوا نہ دی جاوے۔
۸۔ گلے میں کوئی ایسا زیور نہ پہنایا جاوے جس سے سانس کے آنے جانے میں رکاوٹ پیدا ہو۔
۹۔ خوراک بہت سادہ لطیف اور معتدل اور قوت پیدا کرنے والی زود ہضم ہو۔ سالن زیادہ مصالحہ کا نہ ہو۔ اچار چٹنی یا تیز اشیاء جنمیں کہ زیادہ مرچیں پڑتی ہوں استعمال نہ کی جاویں جہاں تک ممکن ہو غذا سریع الہضم ہو۔ ثقیل اور دیر ہضم چیز کبھی نہ کھائی جاوے۔ سابودانہ۔ چاول۔ کھیر۔ یا ڈبل روٹی اور ایسی ہی نرم اور ہلکی غذائیں استعمال کرنی چاہئیں۔ گیہوں کے آٹے کی ڈبل روٹی پٹھوں اور رگوں اور خون کو طاقت دیتی ہے اور جنین کو بڑھنے میں

بھی مدد دیتی ہے صبح کے وقت اگر کسی قسم کا شوربا یا دودھ پیا جاوے تو بہت مفید ہے اور کوئی شے جس سے کہ پیٹ میں درد یا پیچش ہونے کا احتمال ہو ہرگز نہ کھائی جاوے۔ کیونکہ اس سے اپنی تکلیف کے علاوہ بچے کو بھی تکلیف پہنچتی ہے اور بچہ کمزور ہو جاتا ہے۔

۱۰۔ کھانا کھاتے وقت پانی کم پیا جاوے اور پانی شیریں اور صاف ہو۔ اگر فلٹر کیا ہوا یا بارش کا پانی ہو تو اور بھی مفید ہے۔

۱۱ چاء یا کافی بلا دودھ ہرگز استعمال نہ کی جائے۔

۱۲ بارش کے وقت باہر نہیں نکلنا چاہئے۔

۱۳۔ اگر ضرورت ہو تو پیٹ کے سہارے کے واسطے گرم کپڑے کی پٹی استعمال کریں تاکہ رحم آگے کو نہ بڑھ سکے۔ اونی فلالین کا کرتہ یا قمیص ہر وقت پھننا چاہئے تاکہ تمام جسم بخوبی ڈھکا رہے۔ تنگ قسم کا پاجامہ استعمال کیا جائے مگر نہ اسقدر تنگ ہو کہ دوران خون میں کمی یا رکاوٹ ہو اور کمربند زیادہ کسنا نہ چاہئے۔ پاؤں میں موزے اگر زانو تک پہنے جاویں تو مفید ہے۔ گیلا کپڑا پھننا نہ چاہئے۔ لباس صاف اور ستھرا پھننا چاہئے اور کسی قسم کی بدبو نہ پیدا ہو۔

۱۴ تازی ہوا کا خیال رکھنا چاہئے۔ اسکے واسطے اگر کھلے بالاخانہ پر رہیں تو بہتر ہوگا مگر زینوں سے بار بار اوترنا چڑھنا مضر ہے اور سونے کا کمرہ ہوادار ہونا چاہئے۔ ہوا کے رُخ پر چارپائی نہ رکھی جاوے یا چک ڈال دی جاوے۔

۱۵۔ جاڑوں کے موسم میں کمرے میں آگ رکھ کر بند نہ کرنا چاہئے یا ساری رات بند کمرہ میں لیمپ نہ جلایا جاوے۔ اگر جلانے کی ضرورت ہو تو بہت خفیف روشنی کرکے دور رکھدیا جاوے کیونکہ آگ کا اثر ہوا میں زہریلا مادّہ پیدا کرتا ہے اور اس سے طرح طرح کی بیماریوں کا اندیشہ ہوتا ہے اس لئے ہوا کا گذر چمنی دار انگیٹھی کے ذریعہ سے بخوبی ہونا چاہئے۔

۱۶۔ رات کو سویرے سونا چاہئے اور ہر شب کم سے کم آٹھ گھنٹے آرام کرنا مناسب ہے

اور دن میں بھی وقتاً فوقتاً گھر کے کام دھندوں سے فراغت پاکر ایک دو گھنٹے آرام لینا ضروری ہے۔

۱۷۔ گرمیوں کے موسم میں روزانہ اور جاڑوں کے موسم میں ہفتہ میں دو مرتبہ غسل کرکے بدن کی صفائی رکھنا ضروری ہے تاکہ پسینہ کے مسامات کھل جاویں اور بخارات اور پسینہ نکلکر جسم کی صفائی ہوتی رہے۔ اس سے ماں اور بچہ دونوں کی صحت قایم رہتی ہے۔ بہت زیادہ ٹھنڈا یا زیادہ گرم پانی نہانے کے واسطے استعمال نہ کیا جاوے اور پسینہ کی حالت میں ہرگز نہانا نہ چاہیئے۔

۱۸۔ چلنے پھرنے اور ترنے چڑھنے میں خیال رہے کہ پاؤں نہ پھسلے۔ بھاری بوجھ کا اوٹھانا یا کھینچنا یا سرکانا یا جھٹکے والی گاڑی میں سفر کرنا ہرگز مناسب نہیں ہے اس سے حمل گرجانے کا خوف ہے۔

۱۹۔ جہانتک ممکن ہو ایسی جگہ جانے سے پرہیز رکھنا چاہیئے کہ جہاں خوف اور دہشت کا اندیشہ ہو۔ یا جہاں کا خوف طبیعت پر چڑھا ہوا ہو۔

۲۰۔ اپنے معمولی کام گھر بار کے کام دھندوں میں لگا رہنا چاہیئے کیونکہ محنت کرنے سے طبیعت بہلے گی اور غذا خوب ہضم ہوگی۔

۲۱۔ قابض چیزوں کا استعمال کرنا مضر ہے کیونکہ قبض کی وجہ سے وضع حمل میں زیادہ تکلیف اوٹھانی پڑتی ہے اگر قبض کی دائمی عادت ہو تو لازم ہے کہ غذا دل بدلکر رفتہ رفتہ اوسکو دور کیا جائے۔ کسی قسم کا حریرہ پینا۔ شوربا یا ساگ پکاکر کھانا قبض کو رفع کرتا ہے۔ زیادہ دست لانے والی دوائیوں کا استعمال بھی مضر ہے اس سے حمل گرجانے کا اندیشہ ہے۔ ایسی حالت میں آرنڈ خربوزہ استعمال کیا جاوے تو مفید ہوگا یا کاسٹر آئل کام میں لاویں اور انگریزی دوائیوں میں کمپونڈ لکرس پوڈر بقدر ۳ ماشہ ضرورت کے وقت پانی میں ملاکر اور تھوڑی مصری اضافہ کرکے پینے سے قبض رفع ہوجائیگا سکنجبین اور گلقند بھی فائدہ کریگا۔

۲۲۔ اپنے ہمسایوں یا ایسے رشتہ داروں کے گھر جہاں کہ بچہ پیدا ہوا ہو نہ جانا چاہیے۔

۲۳۔ ایسی جگہوں یا گھروں میں جہاں چیچک۔ خسرہ وغیرہ پھیل رہی ہو یا جہاں کوئی ایسا مریض ہو کہ جسکی بیماری ہو یعنی چھوئے یا پاس جانے سے بیماری پیدا ہونے کا احتمال ہو وہاں جانے سے بہت پرہیز رکھا جاوے کیونکہ ایسے مرضوں کا اثر حاملہ پر بہت جلد ہو جاتا ہے اور اس سے حمل گر جانے کا خوف ہوتا ہے

۲۴۔ حاملہ کو چاہیئے کہ حتی المقدور اپنے آپ کو خوش و خورم رکھے۔ کسی رنج و غم یا فکر کو اپنے نزدیک نہ آنے دے۔ اپنی طبیعت کو کسی نہ کسی کام میں لگائے رکھے۔

۲۵۔ زیادہ غصہ نہ کرے کیونکہ اکثر عورتیں اسوقت میں غصہ ور اور ضدی مزاج ہو جایا کرتی ہیں۔

۲۶۔ حاملہ کو فصد لینا۔ جونکیں لگوانا اور قے اور مدر ادویہ کا استعمال نہ کرنا چاہیئے

۲۷۔ حاملہ کو لازم ہے کہ زیادہ چیخ چلا کر نہ بولے۔ زیادہ نہ کہادے اور بھوکی بھی نہ رہے اور مقوی غذا ادویات اور مفرحات اور دواء المسک وغیرہ استعمال کرتی رہے۔

۲۸۔ حاملہ کو بکثرت جماع بہت مضر ہے۔ خصوصاً چھٹے ساتویں مہینے بالکل پرہیز رکھا جاوے۔

۲۹۔ فضول توہمات اور فرضی خیالات میں پڑنے سے دل پر دہشت کا پہاڑ قایم ہو جاتا ہے۔ پس ایسے ایسے توہمات کو دل میں ہرگز جگہ نہ دے۔

۳۰۔ جس شے کو جی چاہے اگر وہ زیادہ گراں اور مضر نہ ہو تو کہا لینے میں کچھ حرج نہیں ہے۔ میوہ جات میں سیب۔ انار۔ انگور۔ بہی اور مونیز وغیرہ کبھی کبھی استعمال کرتی رہیں کہ مفرح اور مقوی قلب ہے۔

۳۱۔ اگر حاملہ بخوبی تندرست ہے اور صحت اوسکی ٹھیک ہے۔ تو اوسکو معمولی فرائض ادا کرنے میں تامل نہ کرنا چاہیئے اور گھر بار کا معمولی کاروبار بھی خود انجام دیوے

تو مضائقہ نہیں اور جوں جوں دن حمل کے زیادہ ہوتے جاویں اتنی ہی محنت و مشقت کم کرتی جاوے۔ اسطرح کی ورزش جسمانی ضرورت کے موافق کل بیماریوں کو رفع کرنے کے لئے کافی ہے۔

۳۲ صبح کی بیماریاں بعض اوقات بہت تکلیف دہ ہوتی ہیں اس سے اکثر قے بھی آجاتی ہے۔ خوراک میں بہت احتیاط لازم ہے۔ جس شے کو معدہ قبول نہ کرتا ہو ہرگز استعمال نہ کرنا چاہیئے۔ ایک تھوڑا مکرار روٹی کا یا تھوڑا دودھ صبح سویرے استعمال کرنا اکثر مفید ہوگا۔ اگر اسکے استعمال سے کامیابی نہ ہو تو تھوڑا لونگ کا جوشاندہ استعمال کرنا بہتر ہوگا۔ اسکے استعمال کا طریقہ یہ ہے کہ تھوڑی لونگیں کوٹ کر ایک پیالہ میں رکھو اور اوسمیں گرم کھولتا ہوا پانی اوپر سے ڈالدو اور آدہ گھنٹہ تک باحتیاط تمام ڈھکا رہنے دو اور اوسمیں سے بقدر ایک دو چمچے کے پی لینا چاہیئے۔ غرضکہ جنکو صبح کیوقت سر پھرنے اور جی متلانے کی عادت ہو تو وہ خالی معدہ نرہیں کسیقدر ضرور کھالیں۔

حاملہ کی بیماریاں

۱۔ پستان میں درد۔ بعض اوقات سینہ میں درد ہوجاتا ہے اور سوجھ بھی جاتا ہے ایسے وقت میں گرم پانی سے دھاریں اور خشک کرکے چنبیلی کے تیل کی مالش کریں یا پوست خشخاش کے جوشاندہ سے سیکیں۔ اور روغن چنبیلی یا میٹھا تیل پانی میں ملاکر مالش کریں۔

۲۔ سوزش پستان۔ سوزش پستان کی حالت میں زہر مہرہ گلاب میں گھسکر مصری ملاکر استعمال کریں۔ اگر نزلہ کی شکایت ہو تو بجائے گلاب کے سونف کا عرق دیں اور نپڈول وگل ارمنی کا ضماد کریں۔

۳۔ قے آنا۔ اکثر عورتوں کا سر پھرا کرتا ہے اور درد سر ہوا کرتا ہے۔ ایسی حالت میں آرام کرنا مناسب ہے اور درستی ہاضمہ کا علاج کیا جاوے۔ جسکے واسطے یہ نسخہ مفید ہوگا۔ الائچی سرخ۔ طباشیر۔ پودینہ۔ نمک سیاہ۔ دارچینی

ہر ایک ایک جزو۔ انار دانہ دو جزو۔ سب کو باریک پیسکر سفوف بنالیں۔ بعدہ کھانا کھانے کے صبح و شام استعمال کریں۔ اگر قبض کی شکایت ہو تو بہت خفیف مسہل لے لیں یا ملین اشیاء سے دفع کریں۔

۴۔ **دستوں کا آنا**۔ دستوں کی زیادتی کو جہاں تک جلد ممکن ہو روکا جاوے ورنہ حاملہ بہت کمزور ہو جاویگی۔ اگر معمولی غذا کی تبدیلی سے دست رک جائیں تو بہت بہتر ہے تاکہ قوت قایم رہے۔ مثلاً ارارٹ۔ اور ساگودانہ۔ یا دہی چاول مونگ کی کھچڑی دینے سے اکثر دست رُک جاتے ہیں۔ اگر اس سے نہ رُک سکیں تو نارنج کا ست ۳ رتی دن میں دو مرتبہ یا کمپونڈ چاک پوڈر ۱۰ گرین چھ چھ گھنٹے کے بعد دیں اور دودھ پینے کے ساتھ تھوڑا لائم واٹر (چونے کا پانی) پلائیں۔

۵۔ **مُنھ کا آنا یا مُنھ سے رطوبت کا جاری ہونا**۔ اگر مُنھ آنے کی تکلیف ہو اور اسوجہ سے رطوبت زیادہ نکلتی ہو تو یہ نسخہ استعمال کریں۔ گل ارمنی۔ الائچی۔ کباب چینی۔ کتھہ سفید۔ نیلا تھوتھا کوٹ چھانکر سفوف بناکر تھوڑے تھوڑے وقفہ سے منھ میں چھڑکیں اور منھ سے پانی نکالیں۔ اگر کسیقدر تکلیف گوارا کریں تو برگ گاؤزبان اور جوہموزن مٹی کی کوری پیالی میں چلاکر زبان پر چھڑکیں اور ملکر ریزش نکالیں۔ یا ٹنکچر مر کو سرد پانی میں ملاکر کلی کریں۔

۶۔ **دانت کا درد**۔ درد کی جگہہ پر کاربالک ایسڈ لگانا مفید ہے مگر خیال رہے کہ مسوڑوں اور زبان پر نہ لگنے پاوے۔ یا تماکو کا خشک پتہ پیسکر سوتے وقت دانتوں پر مالش کریں مگر کلی نہ کریں نہ اوسپر پانی پیویں۔

۷۔ **بواسیر**۔ اگر بواسیر کا زور بہت ہو تو لیب اور خوشبوئیں استعمال کریں۔ اسکوٹنگور سے زیادہ فائدہ ہوتا ہے یا افیون اور مارزو کا مرہم صبح و شام لگانا مفید ہے یا گل ائنٹ منٹ مسّوں پر لگائیں یا ہر روز خشک باریک کرکر کمین کی ہمراہ ملائیں۔ کپڑے یا روئی کی بتی کے ذریعہ پاخانہ کے مقام پر رکھیں عجیب نسخہ ہے۔

۸۔ **ہاتھ پاؤں کا ورم**۔ اسکی علاج کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف دن میں زیادہ لیٹا رہنا چاہیئے۔ گل روغن۔ سرکہ و نمک کے ساتھ یا سرکہ میں تلوہ سبز برگ کرنب جوش کرکے لیپ کریں۔ اگر ٹانگوں کی رگیں بھی ورم کرآئی ہوں تو ایک کپڑا ٹانگوں پر باندھے رہنا چاہیئے۔

۹۔ **پیٹ یا شکم کی جھلیوں میں تشنج**۔ گل روغن کی مالش کرنا کافی ہوگا۔ اگر پیٹ بڑھجانے کے سبب سے تکلیف ہو تو ناریل کا تیل آہستہ آہستہ ملیں۔

۱۰۔ **خفقان یا ہولدل**۔ ایسی حالت میں مریضہ کو تسلی دیتے رہیں اور ہنسی خوشی کی باتوں میں دل بہلائیں اور گرم پانی گھونٹ گھونٹ پلاویں۔ یاحب جواہر مہرہ کسی مناسب عرق کے ساتھ یا گلقند سیوتی یا خمیرہ صندل وغیرہ مفرحات کا استعمال کریں۔

۱۱۔ **معدہ کی جلن**۔ اسکی شکایت بھی ہوا کرتی ہے اور اوسکا علاج یہ ہے کہ غم و رنج میں مبتلا نہ ہونے دیں۔ اگر معدہ کی خرابی سے ہوا در کھٹی ڈکاریں آتی ہوں اور غذا کھانے سے پیٹ میں درد ہونے لگتا ہو تو چونہ کا پانی ایک تولہ سوا چھٹانک سادہ پانی میں ملاکر آدھی آدھی چھٹانک پانی کی مقدار میں دن میں چند مرتبہ دیں یا بڑی الائچی ۳ تولہ۔ قند ۲ تولہ کے ہمراہ پیسکر خوراک ۳ ماشہ روزانہ اور قبض ہونے کی حالت میں قبض رفع کریں۔

۱۲۔ **بیخوابی**۔ اگر حاملہ رات دن جاگتی رہتی ہو اور نیند نہ آتی ہو اور اگر آتی ہو تو بُرے اور ڈراؤنی خوابیں دیکھتی ہو تو ہلکی و زود ہضم غذائیں کھائیں قبض رفع کریں سونے سے پہلے پائے شوربہ کرائیں اوس سے نیند آجائیگی یا روغن خشخاش۔ یا روغن کدو کی ہاتھ پیروں پر اور سر پر مالش کرائیں۔ سوئی کے پتے اگر سونے کے وقت بستر پر ڈالیں تو نیند آجاویگی۔

۱۳۔ **غشی**۔ یہ اکثر نازک مزاج عورتوں کو ہوا کرتی ہے۔ ایسی حالت میں گلے

اور کمر اور بازو کی بندشیں ڈھیلی کردیں۔ منھ پر ٹھنڈے پانی کا چھینٹا دیں۔ کیوڑا۔ بید مشک اور مفرحات کا استعمال کریں یا مربہ سیب۔ مربہ آملہ۔ چاندی کے ورق میں ملا کر کھانا یا مربہ گذر[1] خمیرہ صندل کا استعمال کرنا مفید ہے۔

۱۴۔ خارش اندام نہانی۔ اکثر عورتوں کو اسکی شکایت بھی سُنی جایا کرتی ہے اس کے سبب ہوتے ہیں۔ موئے زہار میں جوئیں پڑجانا یا بالوں کا بڑھ جانا یا حیض میں فتور آنا یا پیٹ میں کیڑا پیدا ہوجانا اسکے اسباب ہیں جو اکثر بواسیر اور قبض وغیرہ بیماریوں سے بھی پیدا ہوجاتے ہیں۔ اسلئے اسکے سبب کو دُور کریں اور پٹکری اور سہاگہ پانی میں ملا کر پچکاری لیں۔ دہی کے پانی میں یا دُودھ یا تربوز کے پانی میں دو تین تولے کتیرہ خطمی۔ ملتانی مٹی میں لت کرکے لیپ کرنا مفید ہے۔ یا تخم خطمی ملتانی مٹی گاؤ پیتوں کے عرق میں پیسکر لگائیں۔

۱۵۔ رحم کا اصلی جگہ سے پھر جانا۔ اگر کسی وجہ سے رحم اصلی جگہ سے پھر گیا ہو اور بچہ اپنے اصلی موقع سے ٹل گیا ہو تو ایسی حالت میں فوراً ہوشیار اور لائق دایہ کو طلب کیا جاوے تاکہ ہاتھ سے عمل کرکے ٹھیک کردے۔

۱۶۔ پیشاب کا بند ہونا یا قطرہ قطرہ آنا۔ ایسی حالت میں اس کا سبب اکثر یہ ہوتا ہے کہ رحم کے جھک جانے کے سبب سے مثانہ بند ہوجاتا ہے۔ یا مثانہ میں خراش پیدا ہوجاتی ہے یا رحم کا اپنی جگہ سے ٹل جاتا ہے۔ ایسی حالت میں نیم گرم پانی سے نہلا دیں اور پوست خشخاش کے جوشاندہ سے سینکیں۔

۱۷۔ حیض کا خون جاری ہونا۔ اسکے بند کرنے کے واسطے قابض دوائی مثلاً پوست انار امال کرا سکے پانی سے استنجا کریں اور مازو۔ پوست گلنار۔ پوست انار۔ انجیر خشک سرکہ میں ملا کر پیڑو پر گرم گرم لیپ کریں۔ یا پوست انار دو لایتی۔ سرمہ سیاہ۔ کھکڑی۔ مازو سبز۔ گل ارمنی کی پوٹلی اندام نہانی میں رکھیں اور مرجاں سرخ ران پر باندھنا یا کہربائی شمعی کمر میں باندھنا بھی محافظ جنین ہے۔ گوند کی جڑ کوٹ کر جوش دیکر پلانا مفید ہے۔ ببول کا گوند بریاں[2] گیرو برابر پیسکر دو مثقال صبح و شام کھائیں۔ سرد پانی کی پچکاری

[1] ؎ ۱۲ سوا۔

لیس اور کپڑا تر رکھیں۔

۱۸۔ اندام نہانی میں درد اور ورم۔ یہ اکثر رحم کے دباؤ سے ہوا کرتا ہے اسلئے حاملہ پیٹ کے بل لیٹی رہے۔ اگر پیٹ بڑھ گیا ہو تو پیٹ کو شانہ سے پٹی باندھ کر اونچا رکھیں۔ پوست خشخاش کے جوشاندہ سے سینکیں۔

اسقاط حمل

اُردو زبان میں اسقاط حمل حمل کے بیوقت ضائع ہونے کو کہتے ہیں۔ بعض عورتوں کو یہ بیماری ہو جایا کرتی ہے کہ جہاں دوسرا یا تیسرا مہینہ شروع ہوا بلا کسی بے احتیاطی کے حمل ضائع ہو جایا کرتا ہے۔ بعض کو ساتویں مہینہ یا اس سے کسیقدر پہلے یا بعد تو بھی اسقاط حمل ہوا کرتا ہے۔ یہ بیماری بڑی سخت ہوتی ہے جہانتک ہو سکے اسکا خیال پہلے ہی موقع پر فوراً کیا جاوے تاکہ آئندہ اسکی سخت تکلیفیں نہ اوٹھانی پڑیں۔ اسکے بہت سے اسباب ہوتے ہیں جو اب ہم بیان کرتے ہیں تاکہ اُن پر کاربند ہونے سے اسقاط حمل کا انسداد ہو سکے۔

اسقاط کے عام طور پر یہ سبب ہوا کرتے ہیں۔ جیسے بخار کا مدت تک قایم رہنا پاؤں کا پھسل جانا۔ چوٹ لگ جانا جھٹکا کھانا۔ زیادہ غصہ یا جوش کا ہونا۔ رنج یا خوشی کی یکایک خبر سننا بے تحاشا ہنسنا۔ کسی چیز سے یکایک ڈر جانا۔ محنت شاقہ کرنا۔ وزنی چیز کا اوٹھانا کثرت جماع۔ کسی بے اعتدالی سے زیادہ دستوں کا آنا۔ چیچک یا خسرہ کا نکلنا۔ کیونکہ جب حاملہ کے چیچک نکلتی ہے تو پیٹ کے بچہ کے بھی اکثر اوسی کے ساتھ نکل آتی ہے۔ ایسی حالت میں حمل کا گرنا لازمی ہوتا ہے۔

بعض اسباب اِس قسم کے ہیں جنپر کہ عورتوں کا قابو نہیں مثلاً مرد کا بیمار۔ یا بڈھا ہونا۔ مرد کو آتشک کا مرض ہونا۔ جنین کو کسی بیماری کا لاحق ہو جانا وغیرہ اور اسکے علاوہ اکثر اُن عورتوں کو اسقاط ہوتا ہے جنکی عمر زیادہ ہوتی ہے اور جنہوں نے بہت بچے جنے ہیں۔ کیونکہ زیادہ بچے جننے سے رحم کمزور ہو جاتا ہے۔

اور اکثر چوتھے یا پانچویں مہینے کے بعد جب حیض بند ہونے کو ہوتا ہے تو اسقاط زیادہ تر ہوتا ہے اور جس عورت کو ایک دفعہ اسقاط ہو جاتا ہے۔ اوسکے رحم میں خراش موجود رہتی ہے جس کی وجہ سے یہ مرض متواتر واقع ہوتا ہے گو اسقاط سے براہ راست موت نہیں ہوتی مگر عورت کی آئندہ زندگی پر اسکا بہت اثر پڑتا ہے کیونکہ جریان خون کے باعث عورت کمزور ہو جاتی ہے اور طرح طرح کے رحم کے امراض پیدا ہو جاتے ہیں اور اکثر عورتوں کے اسقاط کے وقت زیادہ احتیاط کا خیال نہیں ہوتا سب سے پہلی علامت جو اسقاط حمل کے واسطے ہے وہ جاری ہونا خون کا ہے۔ پہلی پہل تھوڑا سا خون نکلتا ہے۔ یا یک لخت زیادہ مقدار میں نکلتا ہے۔ اسکے ساتھ کبھی کبھی درد بھی شروع ہوتا ہے۔ اگر فوراً ہی تشنج ہو جاوے تو حمل کسی صورت میں نہیں رکتا۔ اگر خون کی زیادتی نہو اور درد اور تشنج وغیرہ بھی نہ ہو تو حمل کے روکنے کی کوشش اسطرح کی جا سکتی ہے کہ عورت کو کہرے پلنگ یا تخت پر کسیقدر سر د کمرے میں آرام سے رکھیں۔ غذا ہلکی ہو۔ کسی ضرورت کے واسطے ادھٹنے کی تکلیف نہ دیں۔ اگر رحم میں تشنج یا درد ہو تو اس کے واسطے افیون بہت مفید ہے اسکو بار بار دینا مفید ہے یا افیون کا عرق پندرہ بوند پانی میں ملا کر دن میں دو تین مرتبہ پلا دیں۔ اگر خون زیادہ جاری ہو تو حمل کا گرنا یقینی ہے اس خون کے روکنے کی تدبیر کرنی چاہئے وہ اسطرح کہ سرد پانی میں کپڑا بھگو کر اندام نہانی کے چہار طرف رکھیں اگر اسطرح بھی فائدہ نہ معلوم ہو تو پانی میں کپڑا بھگو کر اندام نہانی میں بطور ڈاٹ لگا دیں اور اسکے بعد اگر حالہ کو یکبینی پیدا ہو اور اوسکی رنگت پیلی پڑ جاوے اور نبض میں کمزوری محسوس ہوتی ہو تو جان لینا چاہئے کہ خون بند نہیں ہوا اور رحم میں گڑبڑ ہے تو یہ ڈاٹ کھولدینی چاہئے اور کپڑا بھگو کر بار بار اندام نہانی کے ہر چہار طرف رکھا جاوے اور اسطرح خون کو جلد روکیں کیونکہ اکثر خون کے زیادہ نکلجانے سے زچہ مر جاتی ہے غذا گرم گرم نہ دیں اور پانی سرد پلائیں۔ ٹھنڈے پانی کی پچکاری لگائیں یا برف کا ٹکڑا اندر رکھیں یا شکم پر ٹھنڈے پانی کے چھینٹے دیں غذا ہلکی اور سرد کھلائیں کوئی چیز گرم گرم استعمال نہ کراویں اور جہانتک ہو سکے قبض رفع کرنے کا خیال رکھیں۔ اسکے واسطے کاسٹرائیل استعمال کرنا بہت مناسب ہے۔ اگر اسقاط کے بعد رک سکی تو وہ علاج کرنا چاہئے

کہ جنین بآسانی خارج ہوجاوے اور اسقاط کے بعد مریضہ سے وہی طریقہ برتا جاوے
جو معمولی زچہ سے برتا جاتا ہے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ بعض عورتوں کو مہینے مہینے حمل
گرنے کی عادت ایسی پڑجاتی ہے کہ ناغا ہی نہیں ہوتا۔ ایسی عورتوں کو اسقاط کے
ایک مہینے بعد پھر حمل ٹھہر جاتا ہے اور پھر ویسے ہی تیسرے مہینے ضائع ہوجاتا ہے
اسکا عمدہ علاج یہ ہے کہ عورت شوہر کے پاس کم سے کم ایک سال تک نہ جاوے
اور سرد پانی سے ہر روز صبح کو نہانے کی عادت ڈالے تو بہتر ہے۔ اسطرح بار بار حمل
گرجانے کی عادت جاتی رہیگی اور جب ایک سال کے بعد حمل قرار پاوے تو اوسوقت
بہت احتیاط لازم ہے کہ شروع کے تین ماہ تک ہر طرح کی احتیاط کا خیال رہے
اور زیادہ تر آرام سے پلنگ پر لیٹی رہے کوئی محنت و مشقت کا کام نہ کرے اور
جب وہ خطرناک مدت گذر جاوے تو پھر اسقاط کا اندیشہ کم ہوجاتا ہے۔ حمل کے
گرنے کی علامتیں اکثر یہ ہوتی ہیں کہ حاملہ کے بدن پر لرزہ معلوم ہوتا ہے۔ پیٹ
اور کمر اور رانوں وغیرہ میں سخت درد ہوا کرتا ہے جو رفتہ رفتہ ٹھہر ٹھہر کر بڑھتا ہے
جسقدر بیشتر بدن ٹوٹنے لگتا ہے اور کمزوری معلوم ہوتی ہے۔ کمر میں درد محسوس
ہوتا ہے۔ پستان ڈھیلے ہوجاتے ہیں اندام نہانی میں خون ظاہر ہوتا ہے۔ اور
بعض کو بخار سا معلوم ہوتا ہے اور کبھی قے بھی ہوجاتی ہے اور بار بار چکر بھی
آتا ہے اور سر میں درد ہوتا ہے سب عورتوں کو یکساں تکلیف نہیں ہوتی۔ بعض
جنکو اسقاط کی عادت پڑگئی ہے تو اونکو بہت کم تکلیف معلوم ہوتی ہے اور بعض
قریب المرگ ہوجاتی ہیں اور جسقدر تھوڑی مدت کا بچا حمل گرتا ہے اوسقدر
خون زیادہ نکلتا ہے اور تکلیف کم ہوتی ہے اور جسقدر زیادہ دنوں کا ہوگا اوسی
قدر تکلیف زیادہ ہوگی اور خون کم نکلیگا کہربائی شمعی کمر پر باندھنا یا زمرد کی انگوٹھی
بائیں ہاتھ میں پہننا اسقاط کو روکتا ہے۔ بعض حالتیں ایسی ہوجاتی ہیں کہ اُن
میں عمداً اسقاط کرانا مناسب ہوتا ہے یا یوں کہئے کہ مجبوراً اسقاط کرانا پڑتا ہے
کیونکہ بعض مرتبہ ایسی حالت درپیش ہوتی ہے کہ اگر اسقاط نہ کرایا جاوے تو حاملہ

کی جان بچنی دشوار ہو جاتی ہے۔ ایسے اختیاری اسقاط کے واسطے کوئی تیز دوائی ہرگز نہ دینا چاہیے بلکہ اسکی سب سے عمدہ ترکیب یہ ہے کہ ایک چکنی سلائی یا ایک شاخ بسکٹ پر کی نرم لیکر اوپر باریک کپڑا لپیٹیں اور روغن بید انجیر یعنی ارنڈی کے تیل میں تر کر کر رحم کے منھ تک پہونچائیں۔ دو تین روز میں حمل گر جاویگا۔ مگر یہ واضح رہے کہ کوئی اختیاری اسقاط خواہ کیسا ہی وقت ہو اپنے رائے ہرگز نہ کرنا چاہیے بلا کسی حکیم یا ڈاکٹر کے مشورہ کے ایسا عمل کرنا گویا اپنی جان کو خطرہ میں ڈالنا ہے بعض بیوقوف عورتیں بچوں کی پرورش کی تکلیف اوٹھانے کے خیال سے اور بعض اپنے حسن و جمال کو قایم رکھنے کی غرض سے ایسی دوا کے ذریعہ سے خود حمل گرانے کی کوشش کیا کرتی ہیں جو محض بیہودہ حرکت ہی نہیں ہے بلکہ اپنی جان کو خطرہ میں ڈالنا ہے اور اپنے ذرا سے خط نفس کے واسطے یا تھوڑی تکلیف کے خیال سے ایک خون ناحق میں مبتلا ہو کر مواخذہ آخرت میں گرفتار ہونا ہے۔

شکم کے اندر بچہ کے مر جانیکی شناخت

جب کسی وجہ سے بچہ رحم کے اندر مر جاتا ہے تو فوراً خارج نہیں ہوتا۔ بعض دفعہ کسیقدر دیر بھی ہو جاتی ہے لیکن زیادہ عرصہ تک نہیں ٹھیر سکتا۔ اگر زیادہ عرصہ ہو جاوے تو مردہ بچہ اندر ہی اندر سڑنے لگتا ہے جسکا زہر حاملہ کے واسطے مہلک ہوتا ہے اور زندگی محال ہے اسلئے جہاں تک ممکن ہو اسکو جلد خارج کرنے کی کوشش کرنی بہتر ہے اسکی واسطے بہت لائق قابلہ کے عمل کی ضرورت ہے اس کی شناخت کی بہت سی علامتیں ہیں۔

(۱) رحم کا وزنی ہو کر نیچے کو گرتا ہوا معلوم ہونا

(۲) شکم میں سردی اور لرزہ سا محسوس ہونا

(۳) شکم کا ڈھیلا ہو جانا۔ گولائی و سختی کا جاتا رہنا۔

(۴) بعض اوقات اندام نہانی سے گاڑھی لسدار رطوبت کا نکلنا۔

(۵) حاملہ کا پژمردہ اور مضطرب ہوجانا۔ جی متلانا۔ بھوک کا نہ ہونا
(۶) آنکھوں کا بیٹھ جانا۔ اور اوسکے گرد سیاہ حلقہ پڑجانا مگر یہ علامات قابل یقین نہیں ہیں کیونکہ بعض دفعہ اور کسی وجہ یا بیماری سے بھی ایسی علامتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ البتہ چند باتیں ایسی ہیں کہ جن کو بغور دیکھنے سے بچہ کیحالت کی یقینی شناخت ہوسکتی ہے۔ اگر بچہ درحقیقت مردہ ہے تو علامات ذیل کا ظاہر ہونا ضرور ہے۔

(۱) حاملہ کے پیٹ کا ہلتا ہوا محسوس نہ ہونا (۲) چھاتیاں جو پیشتر دودہ سے بھر کر سخت تھیں اور بعض اوقات دودہ بھی ٹپکتا تھا اونکا ڈھیلا ہوجانا اور دودہ کا بہنا بند ہوجانا (۳) سانس کا بدبودار ہوجانا (۴) بچہکے دل کی حرکت کی آواز نہ سنائی دینا۔

مگر واضح ہو کہ بعد خارج ہونے بچہ کے عورت کو بہت احتیاط کیضرورت ہے ورنہ بدپرہیزی اور لاپروائی سے جو خرابی پیدا ہوگی اوس کا رفع ہونا سخت دشوار ہوگا۔

زچہ خانہ کی کیفیت

حاملہ یا زچہ کے متعلقین کو وقت سے پہلے زچہ خانہ کی درستی اور تیاری کا خیال بہت ضروری ہے کیونکہ ہندوستان میں بہت سی بیماریاں اور موتیں اسکے لے پروائی کے سبب سے ہوا کرتی ہیں کس لئے کہ زچہ کی کمزور طبیعت اور بچہ کا نازک پھول سا مزاج ذرا سے نقص کا بھی متحمل نہیں ہوسکتا۔ کوئی نہ کوئی بیماری ہو بھی جاتی ہے اور اکثر بچے زچہ خانہ کے نقص سے ہی مرتے ہیں کیونکہ ہمارے ملک میں صفائی اور تازہ ہوا کا خیال عام طور پر نہیں ہوتا جس سے کہ انسان کی تندرستی قایم رہتی ہے۔ بعض تو تندرستی۔ بیماری۔ موت۔ حیات تقدیری امر سمجھکر اسکا کچھ بھی خیال نہیں کرتیں اور ہر قسم کی کوشش اور تدبیر کو فضول اور بیکار سمجھتی ہیں۔ یاد رکھو کہ زچہ اور بچہ کے واسطے زچہ خانہ کا مناسب انتظام جو تندرستی

کے واسطے ضروری ہے۔ ضرورت کے وقت سے پیشتر ہونا لازمی ہے ورنہ ذرا سی بے پروائی اور بے احتیاطی ایسے نازک وقت میں زچہ اور بچہ کی جان خطرہ میں ڈالنے کے واسطے کافی ہوجاتی ہے۔ اور ناحق کی مصیبت اور پریشانی سر پڑجاتی ہے۔ اسلئے اب ہم قواعد اور ہدائتیں تمکو بتلاتے ہیں کہ جن کے مطابق عمل کرنا ہمیشہ بہتری کا باعث ہوگا حاملہ کو خود اور اوسکی رشتہ دارونکو ان ہداتوں کا پہلے سے خیال کرلینا چاہئے۔

کوئی بات ان کے خلاف نہ ہو اور ان پر عمل کرنے سے ہر طرح اونکو آسائش اور آرام پہونچے گا اسلئے نواں مہینہ شروع ہوتے ہی زچہ خانہ کا انتظام کا خیال کرلینا مناسب ہے۔

ہدایتیں

(۱) زچہ خانہ ہمیشہ فراخ اور کھلے کمرے یا کوٹھری کو مقرر کیا جاوے جو کم سے کم چار پانچ گز لمبی اور دو تین گز چوڑی سے کم نہ ہو۔ اوسکے اندر یا اوسکے پاس کسی قسم کی بدبو نہ آتی ہو اوسکے نیچے اوپر اور چاروں طرف دیواریں وغیرہ صاف اور ستھری اور خشک ہوں۔ کوئی جگہ سیلی اور نمدار نہ ہو۔ جیساکہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ اکثر عورتیں وقت کے وقت یا ایک دو روز پیشتر کوٹھری یا کمرہ کو لیپ پوت کر زچہ خانہ کے واسطے تیار کرتی ہیں اور ابھی پورے طور پر خشک نہیں ہونے پایا کہ زچہ کو ضرورت ہوجاتی ہے اور یہ نمی اور سردی زچہ اور بچہ دونوں کو فوراً زکام اور نزلہ پیدا کردیتی ہے یا بچہ کی پسلی پھڑکنے لگتی ہے اور طرح طرح کی بیماریاں پیدا ہوجاتی ہیں۔

(۲) ہوا کی آمد و رفت کا ذریعہ بخوبی ہونا چاہئے مگر اسبات کا خیال رہے کہ زچہ کی چارپائی تیز ہوا کے وقت دروازہ یا کھڑکی کے مقابل ہرگز نہ رکھی جاوے کہ جس سے یکایک ہوا زچہ اور بچہ کے بدن کو لگے جو بہت مضر ہے اسلئے ایسے مقام سے زچہ کا پلنگ کسیقدر فاصلہ پر رکھیں۔ ورنہ در پر ایک چک ڈال دی جائے جس سے ہوا رک کر رفتہ رفتہ گذر سکے اس کے واسطے سردی اور برسات کے موسم میں زچہ خانہ کا دروازہ پورب مہانا اور گرمی میں دکھن رُخ ہونا چاہئے اور ہوا کے واسطے مقابل میں دو کھڑکیاں ہوں۔

(۳) سردی یا بارش کے موسم میں کمرہ گرم کرنے کے خیال سے آگ جلا کر دھواں ہرگز

نہ کیا جاوے جیسا کہ ہمارے یہاں قاعدہ ہے کہ چاروں طرف سے کواڑ بند کرکے آگ جلاکر کمرہ کو گرم کردیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ اس سے زچہ کو آرام پہونچتا ہے حالانکہ یہہ بالکل غلط ہے۔ ہوا بند کرکے آگ جلانے سے خواہ دھواں ہو یا نہ ہو کمرے کی ہوا بالکل خراب ہوجاتی ہے اور ایک قسم کا زہر پیدا ہوجاتا ہے جو تندرستی میں بھی آدمی کے واسطے نہایت مضر ہے اور چہ جائیکہ زچہ کی کمزور طبیعت اور بچہ تو مثل پھول کے ہوتا ہے خراب ہوا میں سانس لیتے ہی فوراً کمہلا جاتا ہے۔ اور سیکڑوں بچے اسطرح مرجاتے ہیں۔ سردی کے موسم میں کمرے کو اسطرح گرم کیا جائے کہ ایک انگیٹھی میں ہول کے کوئلے جلاکر زچہ کی چارپائی سے کسیقدر فاصلہ پر رکھدیں۔ اگر ہوادار کھڑکیاں یا چمنی نہو تو کم سے کم ایک کواڑ اس کوٹھری یا کمرے کا ضرور کھولدیں تاکہ خراب ہوا نکل جاوے اور تازی ہوا داخل ہوتی رہے۔

۴۔ زچہ خانہ میں زچہ کے پاس زیادہ ہجوم نہ ہونا چاہیئے کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جب حاملہ کو وضع حمل قریب ہوتا ہے اور درد کی تکلیف شروع ہوجاتی ہے تو یہہ سُنکر اڑوس پڑوس۔ یا کنبے قبیلہ کی عورتیں آنی شروع ہوجاتی ہیں اور ہر ایک کا یہی شوق ہوتا ہے کہ اندر ہی چلیں۔ یہ بات نہایت معیوب ہے۔ اس سے چند قباحتیں پیدا ہوتی ہیں۔

اول تو ایک قسم کا شور وغل وہاں پیدا ہوجاتا ہے۔ **دوسرے** ایک کمرہ میں بہت سے آدمی جمع ہوجانے سے اندر کی ہوا خراب ہوجاتی ہے جو زچہ کے واسطے نہایت مضر ہوتی ہے۔ **تیسرے** زچہ کے واسطے باعث حجاب وشرم ہوجاتا ہے جس سے زچہ کو سخت تکلیف پہونچتی ہے کیونکہ درد کی حالت میں زچہ کے کراہنے سے بچہ جلد اور بآسانی پیدا ہوجاتا ہے اور جسقدر زچہ آزادی سے کراہیگی اوسقدر دیر اور تکلیف ہوگی۔ **چوتھے**۔ جتنے آدمی اوتنی رائیں ہوا کرتی ہیں۔ جس سے دائی یا قابلہ کو ایک قسم کی دقت پیش آجاتی ہے اور وہ گھبرا جاتی ہے اسواسطے مناسب ہے کہ زچہ خانہ میں دو سے زیادہ عورتیں جمع نہوں

اور وہ دونوں عورتیں ایسی ہوں جن سے زچہ کو کسی تکلیف اور درد کے ظاہر کرنے میں تکلف نہ ہو۔

۵۔ زچہ خانہ میں ان سب کو چپ چاپ رہنا چاہئے کسی قسم کا شور و غل اوسکے قریب نہ ہو اور کوئی ایسا ذکر مذکور نہ کیا جاوے جس سے کہ زچہ کو دہشت پیدا ہوتی ہو یا رنج و فکر کا باعث ہو یا کسی کے بچہ جننے کے خوفناک حالات سُنائے جاویں۔

۶۔ اگر لوباں۔ گندک۔ اور اسپند کی دھونی جیسا کہ عورتوں میں قاعدہ ہے تھوڑی تھوڑی دیر بعد کی جاوے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ کیونکہ اس سے بھی ہوا صاف ہو جاتی ہے۔

۷۔ ضرورت کی ہر ایک شے زچہ خانہ میں قبل از وقت رکھنی چاہئے تاکہ وقت پر کوئی دقت پیش نہ آوے۔ مثلاً وہ چیزیں یہ ہیں۔

(۱) واٹر پروف یا موم جامہ جو بستر پر بچھایا جاوے تاکہ آلائش جو خارج ہو اوس سے بستر خراب نہ ہو۔ اکثر عورتیں پُرانا گودڑ جمع کر رکھتی ہیں۔ یہہ ایک قسم کی بے تمیزی ہے۔

(۲) فلالین کی چادر جسمیں پیدا ہوتے ہی بچہ کو لیا جاوے۔

(۳) پیٹ پر باندھنے کے واسطے پیٹی کا کپڑا۔

(۴) بچہ کے کپڑے۔

(۵) کار بالک سوپ کی ایک ٹکیا۔

(۶) اونی دھاگہ اور تھوڑا باریک فیتہ۔

(۷) ایک تیز قینچی۔

(۸) کم از کم دو تولیہ۔ ایک چھوٹا اور ایک بڑا

(۹) تھوڑا ناریل کا یا میٹھا تیل۔

(۱۰) ایک سلفچی۔ ایک لوٹا۔

(۱۱) وضع حمل کے وقت گرم اور سرد پانی بھی تیار رہنا چاہیئے۔
(۱۲) دائی کے واسطے ایک جوڑا کپڑے کا بھی اگر تیار رہے تو بہتر ہے۔ تاکہ وہ پہلے کپڑے جس سے وہ ہر جگہ جاتی ہے اندر نہ لاسکے ورنہ دائی سے تاکید کی جائے کہ وہ صاف کپڑے پہن کر آوے۔

(۸) زچہ خانہ میں کوئی ایسی عورت داخل نہ ہوسکے جسکو چھوت کی بیماری ہو۔ یا رہچکی ہو یا ایسی جگہ رہتی ہو جہاں کوئی ایسا بیمار ہو۔

۹ زچہ خانہ میں جو عورتیں ہوں اونکا فرض ہے کہ زچہ کے دل کو بہلاتی رہیں اور ہر طرح کی تسلی اور تشفی کی باتیں کرتی رہیں تاکہ اوسکو کسی قسم کی بے اطمینانی یا اوسکے دل پر کسی قسم کی دہشت نہ ہو۔

۱۰۔ زچہ کے متعلقین کو لازم ہے کہ کسی ہوشیار قابلہ کو حاملہ کی نگرانی کے واسطے کم سے کم دو ہفتے پہلے مامور کریں۔ مگر جہاں تک ممکن ہو دائی جنائی ہوشیار اور تجربہ کار ہونا چاہیئے۔ ہمارے یہاں ہندوستان میں اناڑی دائیوں کا عام رواج ہے اور اُن کے ہاتھ سے صدہا جانیں بچوں کی تلف ہوتی ہیں اور زچہ کی جانیں مصیبت میں پڑجاتی ہیں مگر ہماری مستورات کو اسکی طرف ذرا بھی توجہ نہیں ہے اور کوئی پیشتر سے اسکا انتظام نہیں ہوتا۔ اور وقت پر جو ہاتھ لگی اوسکو بلوالیا۔ اوسکے عیب و ہنر کی کچھ مطلب نہیں اور چونکہ دائیوں سے باز پرس نہیں کی جاتی اسلئے اونکو اپنے حلوے مانڈے سے کام ہوتا ہے مردہ دوزخ میں جائے یا بہشت میں اس سے کچھ غرض نہیں اسلئے ہزاروں نئی نئی دائیاں جنائی بنجاتی ہیں۔ حالانکہ یہ کام بہت مشکل ہے اور بہت ہوشیاری اسمیں درکار ہے اسواسطے اسکا خیال گھر والوں کو سب سے اوّل ہونا ضروری ہے اناڑی دائی سے کام لینا مناسب نہیں۔ اگر تعلیم یافتہ دستیاب ہوسکے تو سب سے بہتر ہے کیونکہ اب قریب قریب ہر شہر میں لیڈی ڈاکٹر سرکاری طور پر رہتی ہے گو اسمیں کچھ زیادہ خرچ ہوگا لیکن ایسے نازک وقت میں خرچ کا خیال کرنا محض بیوقوفی ہے بلکہ یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ اوسکے ہاتھ میں دو جانیں ہوتی ہیں اسلئے

اِسکا خیال مقدم اور بہت ضروری ہے۔ اگر بالفرض تعلیم یافتہ وقت پر میسّر نہ ہو سکے تو حتی الامکان بہت ہوشیار اور تجربہ کار تلاش کی جائے اور اوسکو یہہ ضروری ہدائتیں سمجھا دیجاویں اور خود دیکھتے رہنا چاہیے کہ آیا ان ہدایتوں کے موافق وہ اپنا عمل کرتی ہے یا نہیں۔ کیونکہ دائی جنائی یا قابلہ کا فرض ہے کہ اپنا ہر کام قاعدہ کے موافق عمل میں لاوے اور یہ ہدائتیں گویا اسکا فرض ہے۔

دائیوں کے فرائض

سب سے اول دائی کو چاہیے کہ زچہ خانہ کی ترتیب باقاعدہ ہدایات مذکورہ کے موافق دیکھ لے کہ آیا سب سامان آسائش اور ضروری قبل از وقت موجود ہے یا نہیں اور جس چیز کی ضرورت ہو آئندہ کسی وقت کے واسطے نہ ٹالیں۔ اور خود جب اپنے کام پر مستعد ہو تو نہا دھو کر صاف کپڑے بدلکر کمرے میں داخل ہو اور حاملہ کے پاس جائے اور اوسکی حالت کا اندازہ کرے۔

واضح ہو کہ درد کی دو قسمیں ہیں۔ **ایک** جھولے درد اور **دوسرے** سچے جھولے درد اکثر معدہ میں فتور آجانے یا آنتوں میں فضلہ جمع ہونے یا خراش کے ہونے سے واقع ہوتے ہیں ان کی پہچان یہ ہے کہ بار بار نہیں ہوتے اور اور بہت تھوڑی دیر رہتے ہیں۔ اور اکثر بلکہ عام طور پر سامنے کی طرف اوٹھتے ہیں۔ ان کا اثر فم رحم کے پھیلانے میں کچھ بھی نہیں ہوتا۔ ان سے مریضہ اور بچہ کو گو کسیقدر تکلیف ہوتی ہے مگر تاہم ان سے ذرا بھی خوف نہ کرنا چاہیئے اور چونکہ یہ اکثر معدے اور انتڑیوں کی خرابی سے پیدا ہوتے ہیں اس لئے ملیئن دوا اور ہلکی غذا کے استعمال کرنے سے بہت جلد رفع ہو جاتے ہیں۔

وضع حمل

واضح ہو کہ وضع حمل دو طرح ہوتا ہے۔ **ایک** وہ ہے کہ جسمیں زچہ اور بچہ کو کوئی نقصان نہیں پہونچتا اسکو **قدرتی یا طبعی** وضع کہتے ہیں۔ اسمیں بچہ کا سر پہلے نکلتا ہے اور نکلنے کا راستہ کشادہ اور فراخ ہوتا ہے۔ کسی مدر چیز کے استعمال کی ضرورت نہیں

رہتی۔ معتدل وقت میں پیدائش کے آثار ظاہر ہوتے ہیں یعنی سردی کے دنوں میں دوپہر کے وقت اور گرمی کے دنوں میں صبح یا شام کے وقت پیدا ہوتا ہے

دوسرے وہ کہ زچہ اور بچہ دونوں کو کسی قسم کے نقصان پہونچنے کا خطرہ ہو۔ اسکو **غیر طبعی یا عسر ولادت** کہتے ہیں۔ علامت اوسکی یہ ہے۔ دردزہ میں بہت دیر لگجانا۔ بچہ کا باہر نہ آنا۔ جس سے ایک بڑے نقصان کا احتمال سمجھا جاتا ہے۔ اس غیر طبعی ولادت میں دست درازی بہت بُری ہے۔ پس یاد رہے کہ نقصان اکثر دست درازی سے ہوتا ہے بلا کسی اشد ضرورت کے ہاتھ لگاکر جلدی نہ کرنا چاہیئے بلکہ دائی کو بچہ جننے تک صرف انتظار کرنا چاہیئے ولادت غیر طبعی یا عسر ولادت سے یہ مراد ہے کہ تنگی سے پیدائش ہو جس سے زمانۂ حمل کو طول کھینچے اسکے مختلف اسباب یہ ہیں۔

۱۔ قوت دافعہ رحم کی کمزور ہو جاوے جس سے تدبیر بچہ کے نکالنے کی نہ ہو سکے۔ اور درد کی سختی بار بار اور کسیقدر وقفے سے ہو اسکو ہندی دائیاں **ٹھنڈی پیٹیرن** کہتے ہیں۔ پس ایسی حالت میں تقویت قلب اور مدرات کی ضرورت ہے۔ اور خاص ایسے وقت کے واسطے ایک انگریزی دوا جسکو **ایپکا** کہتے ہیں نہایت پُر اثر دوا ہے۔ اسکا فعل یہ ہوتا ہے کہ بچہ کو فوراً بلا کسی تکلیف کے باہر لاتی ہے۔ اسکا استعمال بہت ضروری سمجھنا چاہیئے اور بعض **ارگٹ آف رائی** بھی استعمال کرتے ہیں۔ مگر اسمیں بعض اوقات طرح طرح کی تکلیفیں اوٹھانی پڑتی ہیں اسلئے ایپکا سب سے بہتر اور سریع الاثر دوا ہے یا ڈیڑھ تولہ املتاس کے چھلکے جوش دیکر شکر ملا کر پلائیں اور بعض اوقات ضعف قوت دافع رحم کا کمزور ہونا کثرت خون سے ہوتا ہے اور کبھی پانی بہت سا اکٹھا ہو جاتا ہے اس سے بھی رحم کی قوت دافعہ کمزور ہو جاتی ہے۔ اور ولادت میں دیر ہو جاتی ہے۔ ایسی صورت میں باریک سلائی سے اوس پردہ کو پھاڑ دیتے ہیں اور اتنا باریک شگاف کرتے ہیں کہ پانی ایک دفعہ نہ نکلے ورنہ رحم کے پھٹ جانے کا اندیشہ رہتا ہے۔ جسقدر کہ آہستہ

آہستہ قطرہ قطرہ ہو کر نکلے گا اوسیقدر بچے کے پیدا ہونے میں سہولت ہوگی۔
۲۔ فم رحم یا گردن رحم سخت ہو جاتی ہے۔ بچہ کی مقدار کے موافق نہیں کھل سکتی جس سے کہ بچہ آسانی سے باہر آجائے۔ اور یہ بات ذائی کو ٹٹولنے سے بخوبی معلوم ہو جاتی ہے۔ ایسے وقت میں بھی **اپیکا** ایک ایک رتی استعمال کرائیں اور کبوتر کی بیٹ عقر قرحا کے ساتھ رگڑ کر فم رحم تک پہونچانا بھی مفید ہے۔
۳۔ آنول کا صلب ہو جانا۔ یہ بات بھی ہاتھ سے معلوم ہو سکتی ہے۔ پس آنول کو ناخن یا سلائی سے چیریں۔
۴۔ رحم کا منھ دوسری طرف پھر جاوے۔ یہ موقع اکثر اُن عورتوں کو ہوتا ہے جنکا پیڑو کشادہ اور فراخ ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں اسکی تدبیر یہ ہے کہ عورت کو سیدھا لٹا کر اور لنبا کھینچکر وضع حمل کرائیں۔
۵۔ مثانہ بعض اوقات پیشاب سے بھر جاتا ہے اسلئے ولادت میں دیر ہو جاتی ہے اسکا علاج مدرات سے کرنا چاہیئے یا پچکاری جلد کام دیتی ہے۔
۶۔ بچہ کے اعضاء اسقدر بڑے ہوں کہ فم رحم سے اونکا نکلنا ممکن نہ ہو۔ یہ حالت بہت سخت ہوتی ہے اور خطرناک بھی ہے اسکا علاج سوائے اسکے کہ بچہ کو کاٹ کر نکالا جاوے اور کوئی نہیں ہے ورنہ حاملہ کی ہلاکت کا سبب ہوگا۔ مگر تمام حالتوں میں دایہ کو چاہیئے کہ بچہ کی ولادت میں جلدی کرنے کے خیال سے ہاتھ کو رحم میں داخل نہ کرے اس سے اکثر بچہ ہلاک ہو جاتا ہے اور رحم کے پھٹ جانیکا یا بچہ کے غیر طبعی طور پر ادہر اودھر پھر جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں تسلی آمیز باتوں سے قوی کرنا مناسب ہے تاکہ درد کو صبر سے برداشت کر سکے۔ اور خواب آور دوائیاں مریضہ کو سنگھائیں اور استعمال کرائیں۔ اگر سخت تکلیف کا باعث صبر نہ ہو سکتا ہو تو ایسی حالت میں کلوروفارم سنگھانا بہت نفع دیتا ہے۔
۷۔ بچہ کی خاص ہیئت سے نکلنے کے لئے مقرر ہے اوس سے پھر جائے یعنی شکل طبعی کے موافق پیدا نہ ہو اور سر کی جگہہ کوئی اور عضو ظاہر ہو اسکی تشریح آگے کی جاویگی۔

۸۔ بچہ رحم میں مرجائے اوسکی علامتیں یہہ ہوتی ہیں۔
حاملہ کی اندام نہانی میں لرزہ پڑجاوے۔ کرب اور بیقراری ظاہر ہو۔ مُنھہ کا ذائقہ کڑوا ہو۔ گندگی اور بدبو حاملہ کو ناک اور دماغ میں معلوم ہو۔ ہاتھہ پاؤں سرد ہوجاویں۔ پیٹ میں بوجھہ معلوم ہو۔ غشی اور ضعف طاری ہو نبض بے انتظام ہوجاوے۔ چہرہ کا رنگ متغیر ہوجاوے۔ بدبودار خون رحم سے نکلے۔ جب یہ علامتیں پائی جاویں تو سمجھہ لینا چاہئے کہ بچہ رحم میں مرگیا ہے اوسکے دفعیہ میں بہت جلد کوشش کرنی چاہئے اِس سے حاملہ کی جان خطرہ میں پڑجاتی ہے اسلئے اگر خود بخود خارج نہ ہو تو کسی تجربہ کار لیڈی ڈاکٹر کے ذریعے سے اوسکو کاٹ کر نکال دینا چاہئے۔ اور وضع حمل کی مدت اور پیدائش کا قریب قریب ٹھیک وقت خیال کرلینا چاہئے اور وقت معلوم کرنے کا ٹھیک اور عام قاعدہ یہ ہے کہ حمل سے نو مہینے اور دس روز ہونے پر حمل وضع ہوتا ہے اِس کے ٹھیک اندازہ کا طریقہ یہ ہے کہ آخری ایام ماہواری بند ہونے کی تاریخ کو خیال رکھیں اور اوس تاریخ سے آگے کو دو سو اسی دن یا چالیس ہفتے گن لیں۔ جو تاریخ پیدائش اِس حساب سے آوے وہی قریب قریب ٹھیک وقت پیدائش کا ہوگا۔ واضح ہو کہ ہر مہینہ میں تیس دن کے حساب سے شمار کرکے دس دن زیادہ کریں۔

حاملہ کا معائنہ

جسوقت دائی زچہ کے پاس بغرض معائنہ جاوے تو اوسکو چاہئے کہ اوّل اِسکا یقین کرلے کہ آیا بچہ پیٹ میں کس صورت سے ہے یعنی بچہ کا سر اوپر کو ہے یا نیچے کو اور اسکے دیکھنے کا طریقہ یہہ ہے کہ زچہ کو چت لٹاوے اور سر کے نیچے تکیہ رکھکر سر کو اونچا کرے۔ پھر سینہ کی ہڈی سے لیکر ناف تک ہوشیاری کے ساتھہ ہاتھہ سے خوب ٹٹول کر دیکھے کہ ایک لمبی سی گول گول شے اوپر سے نیچے کی طرف لٹکتی ہوئی معلوم ہوتی ہے یا نہیں۔ اور اس طرح جب بچہ پیٹ میں سیدھا ہو تو زچہ کے سینہ کے ہڈی کے نیچے ایک ہاتھہ اور ناف کے نیچے دوسرا ہاتھہ رکھکر آہستہ ٹٹولنے سے ایک ہاتھہ سے بچہ کا سر اور

اور دوسرے ہاتھہ سے اوسکے سیرن اچھی طرح معلوم ہوتے ہیں اور اسکو دیکھنے سے معلوم ہوجائے گا کہ بچہ سیدہا ہے یا ترچھا۔ کیونکہ پورے دنوں میں بچہ ہمیشہ سیدہا ہوا کرتا ہے یعنی سر اوسکا نیچے کی طرف اور پاؤں اوپر کی جانب ہوجایا کرتے ہیں۔ اگر اسطرح دیکھنے سے سیدہا نہ معلوم ہو تو ضرور ترچھا ہوگا۔ اور وضع حمل کے وقت سب سے پہلے بچہ کا ہاتھہ نکلے گا۔ اس سے حاملہ کو وضع حمل میں بہت تکلیف بڑھجاتی ہے۔ ایسی حالت میں زچہ کو چت لٹاکر غور کے ساتھہ ہاتھہ سے دیکھکر دونوں ہاتھہ سے بچہ کے دونوں سروں پر سہارا دیکر زچہ کے شکم میں سیدہا کردے اور اسطرح سیدہا کرکے کپڑے کی ایک گدی بناکر بچہ کے دونوں سروں پر سہارا دیکر زچہ کے شکم پر کپڑے سے باندہ دیوے اور درد اوٹھنے تک اسی طرح بچہ کو قایم رکھے تاکہ بچہ پیٹ میں سیدہا رہے۔ اور اطمینان کے واسطے دائی کو چاہیئے کہ اپنے ہاتھہ پر میٹھا تیل لگاکر رحم کے مُنھہ تک لیجاوے۔ اور آہستہ ہوشیاری سے بچہ کا سر اور پاؤں دیکھہ لے۔ کیونکہ عام قاعدہ یہ ہے کہ جو بچہ چھہ مہینے سے پہلے پیدا ہوجاتے ہیں اونکا سر اوپر کی طرف ہوا کرتا ہے اور وضع کے وقت ہاتھہ یا پاؤں کی طرف سے پیدا ہوجاتے ہیں۔

پیٹ کے اندر اولٹا سیدہا ہر طرح حرکت کرتا رہتا ہے اور چھہ مہینے کے بعد بچہ کا سر نیچے کی طرف اور پاؤں اوپر کی جانب ہوجایا کرتے ہیں اور اوسکی پہچان اکثر یوں ہوتی ہے کہ جب درد زہ شروع ہوتا ہے اور پانی زیادہ جاری ہوجاتا ہے تو اکثر بچہ ہاتھہ پاؤں کی طرف سے پیدا ہوتا ہے۔

شناخت درد زہ

واضح ہو کہ درد زہ دو قسم کے ہوا کرتے ہیں۔ ایک جھوٹے دوسرے سچے۔ عورتیں اونکو جھوٹے پیر اور اصلی پیر کہتی ہیں۔ جھوٹے پیر کی علامت یہ ہے کہ بہت تھوڑی دیر رہتے ہیں اور یہ درد معمولی طور پر بار بار نہیں اوٹھتے اور عام طور پر سامنے کی طرف سے اوٹھا کرتے ہیں۔ جھوٹے پیر وں میں رحم ملایم ہوا کرتا ہے اور اوسکا مُنھہ بند رہتا ہے۔ یہ درد شکم میں مختلف

جگہ ہوتا ہے کوئی باقاعدہ نہیں ہوتا۔ اس درد سے کوئی رطوبت اندر سے باہر نہیں آتی۔ یہ اکثر پیدائش سے ایک یا دو ہفتے پہلے ہوتے ہیں۔ اسوقت حاملہ کا پیٹ کسی قدر چھوٹا معلوم ہوتا ہے کیونکہ رحم لٹک جاتا ہے۔ سانس زیادہ آنے لگتے ہیں اسوجہ سے کہ رحم کا نیچے کی طرف جھکاؤ کے سبب پھیپھڑوں پر دباؤ کم ہوجاتا ہے۔ حاملہ کو چلنے پھرنے میں تکان ہوجاتا ہے اور مثانہ اور انتڑیوں میں دباؤ پڑتا ہے اسلئے پیشاب کی حاجت بکثرت معلوم ہوتی ہے اور بعض کو دست شروع ہوجاتے ہیں۔ مگر دستوں کا آنا بہت اچھا ہے۔ انتڑیاں صاف ہوجاتی ہیں جس سے وضع حمل میں سہولت اور آسانی ہوجاتی ہے۔ اگر دست نہ آویں تو اوسوقت ہلکا سا جلاب دیا جاوے۔ سوائے کاسٹرائل کے اور کسی چیز کا جلاب ایسی حالت میں مناسب نہیں ہے۔ اسوقت کا یہ درد اصل میں دردزہ نہیں ہوتا۔ ایسے دردوں کے واسطے تھوڑی سی توجہ کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ اکثر غذا کی بے اعتدالی سے ہوجاتے ہیں۔ اور انتڑیوں کی خرابی سے بھی اکثر پیدا ہوجاتے ہیں جو ملین دوا کھانے سے یا خفیف سا مسہل لینے سے فوراً جاتے رہتے ہیں اور طبیعت صاف ہوجاتی ہے۔ ایسے دردوں سے حاملہ کو کسی قسم کا خوف کرنا نہیں چاہئے۔ جھوٹے پیروں میں زچہ کمرہ میں ٹہل سکتی ہے۔ کرسی پر آرام کرسکتی ہے۔ ایسے وقت میں گرم دودھ یا گرم یخنی یا چاء پلانا مناسب ہے اور اکثر سیدھے بیٹھنے سے بچہ کا سر نیچے آجاتا ہے۔

سچے پیروں کی علامت یہ ہے کہ جب درد شروع ہوتا ہے۔ رحم سے رطوبت یا پانی آنا شروع ہوجاتا ہے اور یہ درد عموماً کمر میں نیچے کی طرف سے شروع ہوا کرتا ہے اور رفتہ رفتہ بڑھکر چاروں طرف ہوکر آگے کی طرف شکم میں ہوجاتا ہے اور بعض اوقات رانوں کے نیچے کی طرف بھی سخت درد سا معلوم ہوا کرتا ہے۔

دردزہ کے درجے

دردزہ رحم کا کھلنا اور بچے کا نیچے کی طرف آنا ہوتا ہے رحم تھوڑی دیر کے بعد کھلتا اور بند ہوجاتا ہے اسلئے کہ بچہ آگے آتا ہے اور پھر واپس جاتا ہے ہر درد میں رحم کچھ کھلتا ہے اور

اوسکے بعد کچھ تسکین ہوجاتی ہے۔ درد کی اس تخفیف سے زچہ کو کچھ آسایش ہوجاتی ہے ورنہ اگر درد دیر تک برابر قایم رہے تو زچہ کی جان ہلاکت میں پڑجانے کا خطرہ ہے اور مقامات درد ضعیف اور سست ہوجاویں بالآخر درد کے وقت رحم میں کھچاوٹ آجاتی ہے۔

واضح ہو کہ درد زہ کے تین درجے ہیں۔ **پہلے** درجہ میں رحم کا مُنہ کھلتا ہے اور پانی سا نکلتا ہے۔ اِسوقت اکثر عورتوں کو متلی اور قے ہوجاتی ہے اور بعض کو کسیقدر سردی سی معلوم ہوتی ہے رحم کا تشنج زیادہ ہوجاتا ہے۔ حاملہ بیچین اور بیقرار ہوتی ہے۔ بدن گرم اور نبض تیز ہوجاتی ہے۔ اِسوقت بچہ کا سر رحم کے مُنہ کے قریب آجاتا ہے۔ اِس درجہ میں اگر حاملہ کمرے میں چہل قدمی کرے تو بہتر ہے اگر جی متلانے کی زیادتی ہو تو سوڈا واٹر برف میں ڈال کر پیویں۔ درد کی سختی اور شدت میں حاملہ کو چارپائی یا کرسی کی پشت پر جُھک جانا چاہئے۔ بعض بوڑھی عورتیں پہلے درجہ کے درد میں حاملہ سے کہا کرتی ہیں کہ سانس کو روکے رہے اور کوتھے۔ مگر اِسوقت یہہ سب باتیں فضول ہیں اِس سے حاملہ قبل از وقت تھک جاتی ہے اور ضعیف ہوجاتی ہے اور آنے والے درد کی برداشت کرنے کے قابل نہیں رہ سکتی ہے اور اسیوجہ سے وضع حمل میں دیر لگ جایا کرتی ہے۔ پہلے درجہ کا درد دو گھنٹے سے لیکر چھ گھنٹے تک معمولی طور پر ہوا کرتا ہے اور جسوقت لرزا سا معلوم ہوتا ہو اُسوقت جان لینا چاہئے کہ رحم کا مُنہ اسقدر کُھل گیا کہ بچہ کا سر نکل سکتا ہے تو اُسوقت دیکھنا چاہئے کہ تھیلی کا مُنہ کُھلا ہے یا نہیں۔ اگر نہ کُھلا ہو تو اوسکو اپنے ناخن سے ہوشیاری کے ساتھ پھاڑ دے اوسکے پھٹتے ہی پانی زور سے نکلیگا۔ اِسمیں زچہ کے لئے خوف کی کوئی بات نہیں ہے۔ اِسوقت گرم دودھ اور گرم چاء کا استعمال مفید ہے۔

دوسرے درجہ میں بچہ سر سے پیر تک باہر نکل آتا ہے۔ اِسوقت جبلی کے پھٹنے کے سبب سے درد زہ شدت سے ہوتا ہے اور بچہ کا سر اور بیرونی راستہ میں آجاتا ہے۔ اِسوقت اگر حاملہ کو تھے یعنے دم بند کرکے نیچے کو زور کرے تو اکثر پیشاب

پاخانہ خطا ہو جاتا ہے۔ اب حاملہ کو اپنی آسائش کے لئے یوں کرنا چاہئے کہ ایک تولیہ یا کپڑا چارپائی کے دہنے کنارے کے پاس باندھا جاوے اوسکو زچہ کپڑے اور پائتی کے سیرہے کے دہنے کنارے پر پاؤں سے زور لگا دے اور اوس کپڑے کو زور سے کھینچے سانس کو روکے رہے چیخنا چلانا بند کردے اور لمبے لمبے سانس لیوے۔ اور لمبے سانس کے ساتھ خوب کوشش کرے۔ اگر ان دردوں میں حاملہ کی کچھ آنکھ لگ جاوے تو اوسکو آرام ملے گا۔

زچہ کو اپنی حالت بدلنے کے لئے پُشت کے بل یا کروٹ سے جس سے اوسے کچھ آرام ملے لیٹ رہنا چاہئے۔ جن عورتوں کے بال بچے ہو چکے ہیں اونکو تو وضع حمل کے وقت کے حملوں کا ذرا بھی خیال نہیں ہوتا۔ لیکن جن کو پہلی مرتبہ ایسا موقعہ ملتا ہے اونکے واسطے یہ وقت ایک مصیبت کا پہاڑ ہوتا ہے۔ گو درحقیقت اِتنی تکلیف نہ ہوتی ہو اونکو نئی بات ہونے کے سبب درد زہ کا خیال بیٹھ جاتا ہے اِسلئے خیال رکھنا چاہئے کہ بچہ جننے کے خطرہ سے بالکل نڈر رہیں۔ بلکہ خوش ہونا چاہئے کہ بچہ تندرست پیدا ہوگا اور وہ اوسکی ماں بنجاویگی۔

اکثر عورتیں بد اعتقاد ہونے کے سبب ایک قسم کا وہم و گمان اور خواب و خیال کر کے یا بار بار ذکر مذکور کر کے دل میں ایک طرح کا ڈر پیدا کر لیتی ہیں جسکے واسطے سیکڑوں واہیات تدبیریں کی جاتی ہیں جیسے چڑھاوے چڑھانا ٹوٹنے ٹوٹکے کرنا اوتارہ وغیرہ رکھنا علیٰ ہذا القیاس گنڈا تعویذ کرنا۔ یہہ سب بالکل لغو اور محض فضول اور واہیات باتیں ہیں۔ اِن باتوں میں سوائے روپیہ پیسہ خراب کر کے اپنے دل میں وہم پیدا کر لینے کے اور کوئی نتیجہ نہیں ہے اور فضول خرچی کے علاوہ اسطرح پر اپنا جانی اور مالی نقصان کرتی ہیں۔

وضع حمل کی مختلف شکلیں

اِس درجہ میں سر کا سب سے پہلے نکلنا وضع حمل کی بہترین صورت ہے۔ اگر پاؤں پہلے نکل آویں تو یہہ بھی چنداں خطرناک نہیں ہوتا۔ مگر ہاتھ کا

پہلے نکلنا سخت تکلیف دہ اور خطرناک ہے۔ جب بچہ کا سر نیچے اترتا ہے تو درد کی زیادتی ہونے لگتی ہے اور آخر کار جبکہ بچہ کا سر رحم مادر سے نکلکر دنیا میں آتا ہے اوسوقت بچہ کو پیٹ سے نکالدینے کی خاطر بیتاب ہوکر چیخنے چلّانے لگتی ہے۔ یہ وہ وقت ہے کہ درد اپنے انتہا درجہ کو پہونچ جاتا ہے حاملہ پسینہ پسینہ ہوکر مضمحل ہوجاتی ہے اور اوسکی چیخ پکار سے بدن ڈھیلا ہوجاتا ہے اس میں بھی ایک حکمت الٰہی ہے اگر ایسا نہ ہو تو وضع حمل کے خوف سے عورت کے اعضاء کے پھٹ جانیکا اندیشہ ہے اسلئے دردوں کا ہونا لازمی ہے۔ اسوقت زچہ کو صبر و تحمل سے کام لینا چاہئے۔ گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے اسکی سختی برداشت کرنے کو اللہ تعالےٰ پر بھروسا رکھنا بہتر ہے۔ اگر اسوقت گھٹنوں کو پیٹ کی طرف کھینچے اور جسم کو دوہرا کردے تو کسیقدر افاقہ ہوگا۔ قابلہ کو چاہئے کہ جسوقت دیکھے کہ بچہ کا سر نکلنے لگا تو جس جگہ بچے کے سر کا ابھار معلوم ہو اوسے آہستہ آہستہ سہارا دیتی رہے اور ایک ہاتھ سے زچہ کا پیٹ پکڑے رہے۔ مگر بہت احتیاط چاہئے کہ زیادہ دباؤ نہ پڑنے پاوے اور کہیں زور نہ لگ جاوے ہاتھ پر نگاہ رکھے اس سے زچہ کا جسم محفوظ رہتا ہے کیونکہ سر نکلنے کے صدمہ سے اکثر رحم پھٹ جاتا ہے جس سے بعد کو عرصہ تک تکلیف بڑھ جاتی ہے۔ ایسا موقع نئی حاملہ کو ہوا کرتا ہے اسواسطے اسکی نگرانی زیادہ ہونی چاہئے۔

پانی جاری ہونے کے بعد جب تک کہ بچہ ناف تک باہر نہ آجاوے قابلہ کو کوئی عمل کرنے کی ضرورت نہیں۔ صرف اندام نہانی کے نیچے ہاتھ رکھکر زچہ کو سہارا دیتی رہے کہ رحم پر زور نہ پڑے اور جسقدر بچہ باہر آتا جاوے زچہ کے پیٹ کیطرف اونچا کرے۔ قابلہ کو چاہئے کہ جلدی جنوانے میں کوشش نہ کرے اور زچہ کو چاہئے کہ حرکت نہ کرے۔ اگر بچہ کی ناف تک نکلنے میں دیر ہو تو قابلہ کو چاہئے کہ ایپیکاک کی ایک پوڑیا دیوے۔ اس سے بچہ بہت جلد باہر آجائیگا۔ اور زیادہ تکلیف بھی نہ ہوگی۔ اگر ضرورت ہو تو ایک پوڑیہ اور دے

اور ذرا انتظام کرے۔ جب بچہ کندھوں تک باہر آجائے تو اوسوقت اپنے ہاتھ سے علیحدہ بآہستگی کرلے اور جب پیدا ہوجاوے تو زچہ کے پیٹ کو آہستہ آہستہ سہلا دے تاکہ آنول خارج ہوجاوے۔ اگر بچہ کا سر نکلکر رہجاوے اور درد کم ہوجاوے اور دیر تک زور کا درد اوٹھے تو ایسی حالت میں بھی آپیکا کی ایک پوڑیہ دینی چاہیے اور قابلہ کو چاہیے کہ زچہ کے پیٹ پر اسطرح ہاتھ پھیرے کہ درد پھر اوٹھنے لگے مگر ایک ہاتھ بچہ کی گردن پر آہستہ رکھکر دوسرے ہاتھ کی انگلیاں بچہ کی بغل میں دیکر آہستہ آہستہ بچہ کو باہر کیطرف سہارا دیوے یا دونوں ہاتھوں کی ایک ایک انگلی بچہ کی بغل میں ڈالے اور نہایت ہوشیاری سے بچہ کو آگے کو بڑہادے اور دوسری عورت سے حاملہ کے پیٹ کو آہستہ آہستہ دلواتی رہے۔ اسطرح زچہ کو بھی تکلیف نہ ہوگی اور بچہ بھی بلا تکلف آسانی سے پیدا ہوجاویگا مگر ایسی حالت میں بچہ کے سر اور پیٹ پر کسی قسم کا دباؤ نہ پڑے کیونکہ اسوقت بچہ کا جسم نہایت نرم اور نازک ہوتا ہے اور ذرا سے دباؤ سے بچہ مرسکتا ہے اور بعض صورتوں میں بچہ کھینچکر نکالنے کی ضرورت پڑتی ہے تو ایک آلہ کے ذریعہ سے جو چیونٹے کی شکل پر ہوتا ہے کام لیا جاتا ہے اس سے بچہ کے سر کو پکڑکے آگے کھینچ لیا جاتا ہے۔ چونکہ آدمی کے ہاتھ بڑے ہونے کے سبب عورت کے بدن میں داخل نہیں ہوسکتے۔ اسلئے اس آلہ سے کام بہت آسانی سے نکل جاتا ہے۔ اس سے حاملہ کو کوئی خوف نکرنا چاہیئے۔ درد کی تکلیف کم ہوجاتی ہے اور اکثر کلوروفارم بھی سنگھاکر کام لیا جاتا ہے

یونانی علاج کے موافق عسرت ولادت یعنے درد کی تکلیف ہو اور بچہ نہ پیدا ہوتا ہو تو ہینگ ہیرا اور دارچینی باریک پیسکر شہد میں چنے کی برابر گولیاں بناکر تھوڑی تھوڑی دیر بعد ایک ایک گولی دیں یا چار مثقال الماس کے چھلکے پانی میں جوش دیکر شکر ملاکر یا نوشادر گل بابونہ جوش دیکر شہد ملاکر پلانے سے بچہ جلد پیدا ہوجائے گا۔ ایسے وقت میں سنگ مقناطیس ہاتھ میں لینا بہت مفید ہے۔

وضع حمل کا طریقہ

واضح ہو کہ دوسرے درجہ میں زچہ کو بیٹھنا یا کھڑا ہونا مناسب نہیں کیونکہ اسوقت بچہ پیدا ہونے میں کچھ دیر نہیں ہوتی اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بعض عورتوں کے یکایک بچہ پیدا ہو جاتا ہے اوسوقت اگر قابلہ خبردار نہیں ہوتی تو بچہ کے سر میں چوٹ لگ جاتی ہے اور اکثر بچے اسطرح سے مرگئے ہیں اسلئے دوسرا درجہ شروع ہوتے ہی قابلہ کو چاہئے کہ زچہ کو بائیں کروٹ لٹا دے۔ اوٹھ کے بیٹھنے یا کھڑے ہونے کی بالکل اجازت نہ دے اور چت لٹا کر جنوانا بھی منع ہے۔ اسواسطے کہ چت لیٹنے سے بچہ کا سر جسوقت باہر آتا ہے تو اکثر نیچے کی طرف زیادہ زور پڑتا ہے اس سے اندام نہانی سے مقعد[1] تک صدمہ پہونچنے کا خوف ہوتا ہے۔ پس بائیں کروٹ لٹانا بہت عمدہ طریقہ ہے اسطرح کوئی نقصان پہونچنے کا اندیشہ نہیں ہوتا۔ اور زچہ کو آرام بھی ملتا ہے۔ بائیں کروٹ لٹا کر جسوقت دیکھے کہ بچہ کا سر نکلنے کو ہے تو زچہ کے گھٹنے سمیت کر پیٹ کیطرف کر دینے چاہئیں اور دونوں گھٹنوں کے بیچ میں ایک موٹا ہلکا تکیہ رکھدے۔ اسطرح بچہ کے سر کا نکلنا سہل ہو جاتا ہے اور دونوں پہلوؤں پر ذرا آہستہ آہستہ دباتی رہے تاکہ درد کی تکلیف سے آرام پہونچے۔ اور خود قابلہ زچہ کے پیچھے کی طرف کو جا بیٹھے اور اپنا ہاتھ زچہ کی اندام نہانی پر رکھکر چوکنی بیٹھی رہے کیونکہ اکثر بچہ کا سر نکلتے وقت اوس جگہہ ضرب پہونچ جاتی ہے اور یہ ضرب اکثر نئی عورتوں کو پہونچتی ہے جو کئی کئی بچے جن چکتی ہیں اونکو زیادہ اندیشہ نہیں ہوتا۔ اب بچہ کا سر نکل آوے اور کندہے تک پہونچ جاوے تو اوسوقت اپنا ہاتھ بچہ کے گلے میں ڈال کر دیکھے کہ آیا نال گلے میں تو نہیں اٹک رہی۔ اگر اٹک رہی ہو تو نال کے پیچوں کو بہت ملایم ہاتھ سے سر پر سے اوتار کر کھول دینا چاہئے مگر خیال رہے کہ ذرا سا جھٹکا بھی نہ لگنے پاوے یا کہیں نال ٹوٹ نہ جاوے۔ جس سے بچہ کے مرجانے کا خوف ہے۔ یہ بات خوب یاد رہے کہ بچہ کا سر نکلتے ہی زچہ کا پیٹ کسیقدر ہلکے ہاتھ سے دبا کر پکڑ لیا جاوے جب تک کہ سارا جسم نہ نکل آوے اور

[1] پاخانہ کا مقام

آنول خارج نہ ہوجاوے اوسوقت تک پیٹ کو دبائے رکھنا چاہئے کیونکہ نہ دبانے سے زچہ کے اکثر خون جاری ہوجاتا ہے۔ اب جسوقت بچہ پیدا ہوجاوے تو فوراً اوسکو زچہ سے دائیں بائیں ہٹالیا جاوے تاکہ زچہ کا خون یا آلائش اوسپر نہ گرنے پاوے اور بچہ کے منھہ میں اونگلی ڈال کر دیکھے اگر کچھہ چیپ یا کوئی ایسا رشتے موجود ہو تو خوب صاف کر دینی چاہئے۔

بچہ کے ہوش میں لانے کا طریقہ

اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ زچہ کے جننے میں دیر ہوجاتی ہے تو بچہ کا دم گھٹنے لگتا ہے اور پیدا ہونے کے بعد بچہ نہیں روتا۔ مردہ سا نظر آتا ہے تو ایسی حالت میں بچہ کی نال کاٹنی نہیں چاہئے ورنہ بچہ مرجائیگا۔ اور بچہ کے ہوش میں لانے اور رولانے کی تدبیر یہ ہے کہ اول منھہ کے اندر کے چیپ کو صاف کرکے ٹھنڈا پانی کا چھینٹا اوسکے منھہ اور آنکھہ پر لگاوے اسطرح بچہ ہوش میں آکر رونے لگے گا یا اگر یہ تدبیر کارگر نہ ہو تو بچہ کے چوتڑ دو چار دفعہ تھپکنے اور ناک اور تالو میں پر کے ذریعہ سے ہلانے سے بھی رو پڑے گا۔ اور اگر ضرورت ہو تو کسیقدر گرم پانی میں بچہ کو کندھے تک غوطہ دے اور پھر ٹھنڈے پانی میں غوطہ دے۔ اگر اسطرح بھی بچہ نہ روئے تو بچہ کے دونوں بازو پکڑ کر اوسکے منھہ میں پھونک مارے اور اسطرح بازوؤں کو ایک دفعہ دونوں پسلیوں سے ملاکر دبائے۔ اور پھر دونوں بازو سر کے دونوں طرف کو اوٹھائے اور نیچے کی طرف پسلیوں سے دباکر سر کی طرف کو اوٹھائے اور منھہ میں پھونک مارے۔ اسطرح بچہ سانس لیکر ضرور رونے لگے گا۔

نال کاٹنا

جب بچہ کی طرف سے اطمینان ہوجاوے تو فوراً نال کاٹنے کی طرف مستعد ہوجانا چاہئے لیکن اگر کچھہ توقف سے نال کاٹی جائے تو بچہ زیادہ طاقتور ہوجاتا ہے۔ اور نال اسطرح کاٹنی چاہئے کہ ناف سے قریب ڈیڑھ انچھہ یعنے تین انگل فاصلہ سے ایک باریک فیتہ سے بند لگادے اور آدھی

اور ناف کے فاصلہ سے دوسرا بند لگا دے اور دونوں بندوں کے درمیان کو تیز قینچی سے کاٹ دے۔ اور اگر نال موٹی ہو تو باندھنے سے پیشتر اوسکو اچھی طرح سے دبا لے تاکہ اوسکی رگیں بند ہو جاویں ورنہ خطرہ ان خون کا اندیشہ ہے اور اگر بچہ کمزور ہو تو نال کاٹنے سے پہلے ماں کی طرف کی نال سے دو تین قطرے بچہ کے شکم میں پہونچا دے اس سے بچہ کو طاقت پہونچتی ہے اور ہوشیار اور سوجھ ہو جاتا ہے اور ان دو بندوں کے لگانے سے یہ فائدہ ہے کہ اگر رحم میں ایک اور بچہ ہو تو وہ صحیح سلامت رہے ورنہ ایک بند لگانے سے دوسرا بچہ مر جاتا ہے اور اسطرح دو بند لگانے سے آنول بھی جلد گر جاتی ہے۔ اب بچہ کو نرم گرم پانی اور صابن سے خوب صاف کرکے اور اوسکے بدن کو ملایم کپڑے سے خشک کرکے فلالین کے کپڑے میں لپیٹ لینا چاہیئے۔

نہلانے کا طریقہ

بچہ کے نہلانے کا طریقہ یہ ہے کہ بچہ کو بائیں ہاتھ کی کلائی پر رکھکر داہنے ہاتھ سے غسل دیوے اور نرم و ملایم ہاتھ سے مالش کرکے بدن کو صاف کر دیا جاوے اور ہاتھ و پاؤں آہستگی کے ساتھ مختلف طرفوں کو پھرا دے۔ یعنے ہاتوں کو ایک بار کمر تک لیجائے اور ایک بار سر کے اخیر تک پہونچا دے اور ایسا ہی پاؤنکو رانوں تک لیجاوے اور سب اعضاء کو مناسب وضع پر لاوے اور نشاستہ یا میدے کو گائے کی گھی میں تر کرکے بچہ کی مالش کرتی رہے۔ اگر کسی عضو کی شکل خراب یا بدنما ہو تو اسوقت میں مناسب طور پر اصلاح ہو سکتی ہے کیونکہ جسم اسوقت نہایت نازک اور نرم ہوتا ہے۔ جسطرف چاہیں حسب خواہش پھر سکتا ہے۔ یعنے اگر ناک چوڑی ہو بلند و باریک اور خوشنما ہو سکتی ہے اور بعضے بچہ کی پیشانی کو خوشنما اور فراخ کیا کرتے ہیں۔

غیر معمولی پیدائش کی مختلف صورتیں اور اوسکا عمل

یہ مذکورۂ بالا حالات تو معمولی پیدائش کے

تھے جو اسکے خلاف واقع ہوتی ہے اب ہم اوسکو بیان کرتے ہیں۔ مگر یہ حالتیں بہ نسبت معمولی حالت کے کسیقدر خطرناک ہوتی ہیں۔ ان میں قابلہ کو بڑی احتیاط کیضرورت ہوتی ہے۔ جب جسم کے نیچے کے حصہ کا کوئی عضو نکلنے والا ہو۔ اسکی تین صورتیں ہوتی ہیں۔

یعنے چوتڑ کے بل گھٹنے کے بل یا پاؤں کے بل بچہ کا پیدا ہونا۔

ان تینوں حالتوں کے جنانے کی تدبیر کمیساں ہے۔ اور اکثر یہ قاعدہ ہے کہ چوتڑ کیطرف سے پیدا ہونے والا بچہ پاؤں کے بل پیدا ہوتا ہے کیونکہ اوس کے چوتڑ کی حرکت کے باعث پانوں پھیل جاتے ہیں۔ اس وضع میں حاملہ کو زیادہ خطرہ نہیں ہے۔ درد کے پہلے درجہ کی حالت اکثر دیر تک رہتی ہے اور اوسکی وجہ یہ ہے کہ سر کیطرح چوتڑ رحم کے نیچے کے حصہ میں ٹھیک نہیں بیٹھ سکتی اور زہ کا دوسرا درجہ جلدی ختم ہو جاتا ہے اگر دیر بھی لگ جاوے تو اسقدر خطرناک نہیں ہے جیساکہ سر کی وضع میں دیر لگ جانے سے خوف ہوتا ہے۔ مگر بعض حالتیں بچہ کے واسطے خطرناک ہوتی ہیں کیونکہ جب دھڑ نکل آتا ہے اور سر اندر رہجاتا ہے تو نال پر دباؤ پڑنے سے بچہ مر سکتا ہے کس لئے کہ اوسکا دوران خون بند ہو جاتا ہے اور پھیپھڑوں کی حرکت پوری نہیں ہوتی تو ایسی حالتیں بچہ کے واسطے خطرناک ہوتی ہیں۔ ایسی حالتوں میں ہمارے یہاں کی انگاڑی دائیاں اوسمیں مداخلت کرکے بچہ کو جلدی پیدا کرنے کی غرض سے جب بچہ کو باہر کی طرف کھینچتی ہیں تو بازو سر پر پھیل جاتے ہیں اسلئے بچہ کی پیدائش میں سخت دقت پیش آتی ہے جس سے کہ اکثر بچے مرجاتے ہیں۔

بچہ کی حالت کی اندرونی شناخت

(رحم کے اندر کی حالت)

قابلہ کو مناسب ہے کہ بچہ کی پیدائش کی حالت کی شناخت حتی الامکان پیشتر سے ذہن نشین کرلے اور اوسکی شناخت اسطرح ہوتی ہے۔ اگرچہ اس بات کا یقین کرنا کہ بچہ سر کے بل یا چوتڑ کے بل پیدا ہوگا دشوار ہے۔ لیکن اگر قابلہ پورے طور پر جانچ کرلے اور پیٹ کو ٹٹول کر بچہ کی وضع

ٹھیک طور پر معلوم کرنے کا ربط حاصل کرلے تو بہت آسانی سے شناخت ہوسکتی ہے مگر کوٹھوں کے بل نکلنے کی صورت میں جب تک کہ پانی جاری نہ ہولے پوری شناخت مشکل ہے۔ پس جب کسی قدر پانی جاری ہوجائے اور رحم کا منھ اچھی طرح سے کھل جائے تو اوسوقت ہاتھ اندر داخل کرکے دیکھنے سے صاف معلوم ہوجاویگا۔ اول سامنے پاخانہ کی جگہہ اور دونوں کونے ہوتے ہیں اور اسی موقع پر نر و مادہ کی شناخت بھی ہوسکتی ہے۔ عضو تناسل کے معلوم ہونے سے پاخانہ کی جگہہ میں اور منھ میں دھوکا نہیں ہوسکتا مگر چوتڑ اور چہرہ میں دھوکا ہوسکتا ہے جو چوتڑ کے دونوں طرف کے ابھار اور درمیانی نشیب دریافت ہوجانے سے رفع ہوسکتا ہے۔ گھٹنے کی دو گول گول اوبھری ہوئی ہڈیاں معلوم ہونے اور دونوں کے بیچ میں گھٹنوں کا جوڑ محسوس ہونے سے بچہ کی حالت معلوم ہوسکتی ہے اگر اس سے زیادہ کامل شناخت کی ضرورت ہو تو یاد رکھنا چاہیئے کہ گھٹنوں کے دونوں طرف اوبھری ہوئی ہڈیاں ہوتی ہیں۔ اور ایک بڑی کسیقدر لونکدار ہوتی ہے اور ایڑی میں ایک ہی ہڈی ہوتی ہے۔ اور اوسمیں دو اوبھار ہوتے ہیں اور کہنی میں ایک نوک اور دو ابھار ہوتے ہیں اور آہستہ آہستہ ہاتھ آگے بڑہاکر دیکھنے سے کندہا گول سا معلوم ہوتا ہے۔ اور سامنے گلے کی ہڈی اوپر پیچھے گردن کی ہڈی بخوبی معلوم ہوتی ہے اور پانوں اور ہاتھ کی انگلیوں میں اسطرح شناخت ہوتی ہے کہ ہاتھوں کی انگلیاں چھوٹی بڑی ہوتی ہیں اور انگوٹھا ذرا نیچے کی طرف فاصلہ سے ہوتا ہے اور ہاتھ اور پانوں کی بناوٹ میں بھی فرق ہوتا ہے اور پانوں کی انگلیاں معہ انگوٹھا ایک سلسلہ میں برابر ہوتی ہیں۔ پانوں کا انگوٹھا موٹا ہوتا ہے۔ ہاتھ کی نسبت پانوں موٹا ہے اور اسمیں ایڑی ہوتی ہے۔ جب کوئی ایسی حالت پیش آوے تو قابلہ کو مناسب ہے کہ حتی المقدور ایسی وضع کو قدرت پر چھوڑدے اور چوتڑ کے بل پیدا ہونے والے بچہ کے چوتڑ نکلنے سے پہلے نہ ہلائے اور جب چوتڑ نکل آویں تو اونکو ہاتھ پر رکھکر بہت ملایم ہاتھ سے سہارا دئے رہے۔

بچہ کی ناف تک پیدا ہونے کے بعد خطرہ کی حالت شروع ہوتی ہے۔ کیونکہ اکثر اس وقت میں نال۔ رحم اور جسم کے درمیان میں پھنس جاتی ہے۔ اب اگر نال کسی طرف کو زیادہ دبی ہوئی معلوم ہو تو بہت ملایم ہاتھ سے اوس کو فراخ جگہ پر نیچے کی طرف کر دے اور اگر بچہ کے بازو پھیلکر اوسکے سر کی طرف کو ہو گئے ہوں تو بازوؤں کو اپنی جگہ پر لانا ضروری ہے ورنہ بہت خطرہ ہے۔ اس حالت میں اگر کندھا محسوس ہو سکتا ہو تو کندھے کے اندر انگلی ڈالکر اوسکو نیچے کوہنی کی طرف کھینچنا چاہیے۔ بلا سیدھا کیے بازوؤں کو بچہ کو نیچے کی طرف ہرگز نہ کھینچیں ورنہ اوسکی نازک ہڈیاں ٹوٹ جاویں گی۔ اب اگر سر کے نکلنے میں دیر ہو تو اوسوقت دم گشی کا عمل بہت فائدہ دیگا۔ اور دردوں کے وقفہ کے وقت بچہ کو ملایم ہاتھ سے اپنی طرف کو کھینچتی رہے۔ اور پیٹ کو اوپر کی طرف سے بہت ملایم ہاتھ سے دبائے رہے تو اس تدبیر سے بچہ بہت جلد باہر آجاوے گا جب پیدا ہو جاوے تو دیکھے کہ کہیں اوس کی کوئی ہڈی[1] تو نہیں ٹوٹ گئی اگر ایسا ہو تو اسپلنٹ لگاویں اس سے ہڈی بہت جلد جڑ جاتی ہے۔

پیدائش کی دوسری صورت یہ ہے کہ بچہ کا بازو یا کندھا۔ کوہنی اور ہاتھ نکل آتا ہے ان سب کا جنوانا ایک ہی طرح پر ہے۔ ایسی صورتوں میں بچہ کا قدرتی طور پر پیدا ہونا بہت مشکل ہوتا ہے۔ ہر صورت میں قابلہ کو مدد درکار ہوتی ہے۔ ان حالتوں میں حاملہ اور بچے دونوں کو خطرہ ہے اور دردزہ کا زیادہ دیر تک رہنا اچھا نہیں۔ کیونکہ اس صورت میں بچہ کی اصلی حالت نہیں ہوتی بلکہ ترچھا ہوتا ہے اس کی دو وضع ہوا کرتی ہیں ایک تو وہ کہ جس میں بچہ کا پیٹ حاملہ کے پیٹ کی طرف ہو اور ایک وہ جسمیں بچہ کی پشت ماں کے پیٹ کی طرف ہو۔ ایسی وضع یا تو اکثر بچہ کے پورے دنوں نہونے میں ہوتی ہے یا بچہ کی زیادہ حرکت کے سبب وضع بدل جاتی ہے۔ یا یہ کہ رحم ہی ترچھا واقع ہو یا اوّل رحم کے نیچے کے حصہ میں ہو۔ ان حالتوں میں علاج اور تدبیر کے عمل میں لانے کی غرض سے نہایت ہوشیاری کی ضرورت ہے کیونکہ اس دست کاری میں یہ خیال رہے کہ رحم کو نقصان نہ پہونچے۔

[1] ہڈی جوڑنے کی دوائی ۱۲

بچہ کی حالت کی بیرونی شناخت

سب سے پہلے بچہ کی پیدائش کی صورت کا اچھی طرح یقین کر لینا بہت ضروری ہے کیونکہ ایسی حالتوں میں، اکثر بچہ کو پلٹا دینا یا پھیر دینا یا گھما دینے کی ضرورت پڑتی ہے اور بعض قابلہ ایسی ہوشیار بھی ہوتی ہیں کہ پیٹ کے اوپر سے ہی پلٹا دیکر رحم کے منہ تک لے آتی ہیں۔ اس غرض کے واسطے شکم کے اوپر سے بچہ کی حالت معلوم کرنا دشوار ہوتا ہے کہ آیا وہ سر کے بل یا چوتڑ کے بل پیدا ہونیوالا ہے۔ لیکن اگر اچھی طرح امتحان کیا جاوے اور شکم کے اوپر سے ٹٹول کر دیکھا جاوے تو بچہ کی وضع اچھی طرح معلوم ہو سکتی ہے اگر شکم زیادہ سخت نہو تو چوتڑ کے بل پیدا ہونے والے بچہ کا سر اوپر کی طرف معلوم ہوگا۔ اگر سر نیچے والا حصہ ہاتھ سے دبا کر دیکھنے سے نرم معلوم ہو تو سمجھنا چاہئے کہ بچہ کی شکم والی طرف اوپر کو ہے۔ اگر سخت معلوم ہو تو پشت اوپر کو سمجھنا چاہئے۔ اور اسکی سب سے زیادہ پہچان یہ ہے کہ بچہ کے قلب کی آواز ناف پر یا اوس کے اوپر سنائی دیوے مگر واضح ہو کہ بچہ کی حالت یقینی طور پر شکم کے اوپر سے معلوم نہیں ہو سکتی تاوقتیکہ اندام نہانی سے بذریعہ انگلی کے جسکا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں نہ معلوم کیجاوے۔

بچہ کو گھمانا

اگر کوئی عضو نکلنے کے بعد پلٹا دینے کی ضرورت ہو تو بوسکو ایسی تدبیر سے پلٹا دینا چاہئے کہ کسی نقصان کا احتمال نہ رہے۔ اگر رحم کا منہ اچھی طرح کھلگیا ہو اور پانی جاری نہوا ہو تو ایسی حالت میں بچہ کو پھیرنا یا حسب خواہش پلٹا دینا بہت آسان ہے۔ اس مطلب کے واسطے قابلہ کو چاہئے کہ تھوڑا سا ناریل کا تیل یا میٹھا تیل ہاتھوں پر ملکر پانچوں انگلیاں سمیٹ کر بہت ملایم حرکت سے آہستہ آہستہ رحم کے منہ تک لیجاوے اور بہت احتیاط سے اچھی طرح معلوم کرے کہ بچہ کا شکم کدہر اور پشت کس جانب ہے۔ اسکی شناخت یہ ہے کہ پیٹ پر بچہ کی نال ہوتی ہے اور پیٹھ کی شناخت ہڈی سے ہوتی ہے لیکن یہ شناخت

درد کے وقفہ کے وقت بخوبی ہو سکتی ہے کیونکہ اسوقت تھیلی کی جھلی جس میں کہ بچہ ہوتا ہے ڈھیلی ہو جاتی ہے اور درد کی حالت میں یہ جھلی تنی ہوئی ہوتی ہے۔ پس جبکہ بچہ کی حالت اس طرح شناخت ہو جاوے تو پہلے باحتیاط تمام ناخن کے ذریعہ سے جھلی پھاڑ دینی چاہئے اور جھلی والے ہاتھ کو پانی کے ذریعہ سے روکے مگر بچہ کا ایک یا دونوں پانوں پکڑے رہے اور اس حالت میں درد اوٹھے تو رحم کے سکڑنے سے اور اوس کے دباؤ سے بچہ کا سر یا کندھا خود بخود اوپر کو ہو جاوے گا۔ ورنہ درد ہونے کی حالت میں بہت آہستہ بچہ کے دونوں پانوں پکڑ کر حسب خواہش نیچے کو اوتارے۔ اور اگر بچہ کا دہنا ہاتھ پہلے نکل آوے تو بایاں پاؤں اور اگر بایاں ہاتھ پہلے نکلا تو دہنا پاؤں پکڑ کر اُتارنا مناسب ہے۔ مگر واضح ہو کہ ایسے وقت میں ہرگز جلدی نہ کرنی چاہئے۔ کیونکہ اسوقت بچہ کے بچنے کی امید اکثر حالتوں میں نہیں ہوتی۔ اس لئے زچہ کے بچانے کی کوشش کرنی بہت ضروری ہے۔ اگر بچہ کے بچانے کی خاطر بے احتیاطی کے ساتھ اور بے موقع جلدی کیجاوے گی تو عجب نہیں کہ بچہ ہونے پر زچہ بھی ہلاک ہو۔ مگر یاد رکھو کہ جب بچہ پیدا ہونے کو ہوتا ہے تو رحم قدرتی طور پر سکڑنے لگتا ہے جس سے بچہ کو کسیقدر دھکا لگتا ہے اور بچہ باہر کو نکلتا ہے۔ اور پانی سے بھری ہوئی تھیلی کا کچھ دباؤ بچہ پر پڑ کر درد اُٹھتا ہے۔ یہ درد اُٹھنا گویا کہ رحم کا منہ کھلنا ہوتا ہے۔ کیونکہ تھوڑی دیر بعد اس جھلی کے پھٹ جانے سے پانی بہنے لگتا ہے جس سے کہ بچہ کا سر اور رفتہ رفتہ تمام جسم اندر کے دباؤ سے باہر آجاتا ہے اسلئے بچہ کے پیر یا کوئی اور عضو نکلنے کی حالت میں جہاں تک ممکن ہو تھیلی کے پانی کو روکے رہے کس لئے کہ پانی کے نکلجانے کے بعد کو سر کے نکلنے میں ہمیشہ دقت ہوا کرتی ہے اور اس پانی کے روکنے کی صرف یہی تدبیر ہو سکتی ہے کہ اگر رحم میں ہاتھ ڈالنے کی ضرورت ہو تو بہت احتیاط چاہئے کہ کہیں ناخن سے جھلی نہ کٹ جاوے یا کسی قسم کا زور تھیلی پر اُنگلی کا نہ پڑ جاوے۔ اور زچہ کو ہدایت کریں کہ چُپ چاپ بیحس و حرکت لیٹی رہے اور کسی قسم کا زور نہ کرے۔ کیونکہ ہر قسم کا زور خواہ پاخانہ پیشاب کے لئے ہی کیوں نہو مناسب نہیں ہے۔ اگر بالفرض پانی جاری ہو چکا ہو یا ان تدبیروں کے بعد پھر بھی پانی جاری ہو جائے

تو قابلہ کو صرف یہ چاہیئے کہ اس حالت میں جلدی جنوانے کی ہرگز کوشش نہ کرے بلکہ اندام نہانی کے نیچے صرف ہاتھ کا سہارا دیتی رہے تاکہ بچہ کا دباؤ نیچے کی طرف نہ پڑے کیونکہ اکثر اس مقام پر زور پڑنے سے سیون کا مقام پھٹ جاتا ہے جو باعث جریان خون ہو جاتا ہے اور جسقدر بچہ باہر آتا جاوے اوپر کی طرف کو یعنی زچہ کے پیٹ کی طرف کو ہاتھ کا سہارا دیکر اونچا کرتی رہے اور ایسی حالت میں بچہ کی پیدائش میں جسقدر معمول سے زیادہ دیر لگا کرتی ہے۔ کیونکہ پاؤں سے گلے تک جسم بتدریج موٹا ہوتا ہے اور اس سبب سے بچہ کے جسم کی چھوٹائی اور موٹائی کے مطابق رحم کا مُنھ کھُلتا جاتا ہے اور بعد کو سہولت سے نکل آتا ہے اور جنتک کہ بچہ بالکل باہر نہ نکل آئے نہایت درجہ کی احتیاط چاہیئے۔ کیونکہ بچہ کی ناف سے آنول تک ایک نال ہوتی ہے کہ جس کے اندر رہو کر بچہ کے بدن میں خون کی آمد و رفت ہوتی ہے اور جس کے ذریعہ بچہ زندہ رہتا ہے۔ اور پرورش پاتا ہے اگر اس نال پر دباؤ پڑ جاوے تو خون کی آمد و رفت اور سانس کے بند ہو جانے سے بچہ مر جاتا ہے۔ اور اسی واسطے اس میں ایک قسم کی پھڑک اور حرکت ہوتی ہے جو بچہ کی زندگی کی پہچان ہے۔ اگر اوس کی حرکت اور پھڑک کم ہو جاوے تو جان لینا چاہیئے کہ نال کہیں دب رہی ہے جس سے بچہ کی جان کا خطرہ ہے۔

زچہ کی تیسری حالت

یہ وہ حالت ہے کہ بچہ پیدا ہونے کے بعد آنول سے فراغت پانے تک رہتی ہے اسکو **تیسرا درجہ** کہتے ہیں۔ اس حالت میں بھی کسیقدر خطرہ کا احتمال ہے جو وقت کہ بچہ پیدا ہو جاوے اور اوس کی طرف سے اطمینان ہو جاوے تو آنول کو جلدی کرکے کھینچکر نکالنا نہایت مضر ہے۔ اس سے خون جاری ہو جانے کا اندیشہ ہے یا کوئی ٹکڑہ ٹوٹ کر رحم کے اندر باقی رہجاوے تو زچہ کے واسطے مہلک ثابت ہوگا۔ خیال رکھنا چاہیئے کہ بچہ پیدا ہونے کے بعد ایک گھڑی یا بیس منٹ تک آنول کا انتظار کرنا بہت ضرور ہے کیونکہ اس عرصہ میں عام طور پر خود بخود خارج ہو جایا کرتی ہے۔ اور وضع حمل کے بعد جو درد اوٹھا کرتے ہیں اون سے کوئی اندیشہ دل میں نہ لانا چاہیئے وہ گویا آنول کے اخراج کے واسطے ہوا کرتے ہیں اور آنول کے

گرنے کے بعد جو درد ہوتے ہیں اون سے یہ مراد ہوتی ہے کہ رحم سکڑ کر اپنی اصلی حالت پر آجائے اور جو آلائش یا خون کی گٹھلیاں اندر باقی ہیں وہ سب خارج ہو جائیں۔ اگر اس وقفہ کے بعد بھی آنول کی طرف سے اطمینان نہو یا خون جاری ہو جائے تو اسوقت بھی ہاتھ کے ذریعہ سے نکالنے کی کوشش بلا اشد ضرورت کے نہ کیجاوے۔ اور ایک پوڑیا اپیکا یا ارگیٹ آف رائی کی فوراً دیجاوے۔ اس کے استعمال کے بعد درد زور شور سے اوٹھیگا اور زچہ کو بیچین کردے گا۔ اس درد میں ضرور آنول گر جاوے گی۔ اگر بالفرض اس دوا کا زیادہ اثر معلوم نہو تو حسب ضرورت ایک پوڑیا اور دینا چاہیئے۔ اس دوا کا یہ اثر ہوتا ہے کہ رحم کو سکیڑتی ہے اور اندر کی بقیہ آلائش کو نکالتی اور خون کو بند کرتی ہے۔ رحم کو ہاتھ سے پکڑنے سے فوراً اثر معلوم ہوگا کہ رحم میں سختی ہوکر ایک گولا سا بنجاتا ہے ارگٹ اور اپیکا کے استعمال میں صرف اسیقدر فرق ہے کہ اپیکا سے کسی قسم کے نقصان کا احتمال نہیں ہے اور ارگٹ سے بعض اوقات نقصان بھی ہوجاتا ہے۔ اسلئے ہمیشہ اپیکا کو یا ہی استعمال کرنی چاہیئے۔ قابلہ کو چاہیئے کہ بچہ کے پیدا ہوتے وقت خیال رکھے کہ جسوقت بچہ سر سے لیکر پاؤں تک باہر آجاوے داہنے ہاتھ سے بچہ کو سہارتی جاوے اور بایاں ہاتھ زچہ کے شکم سے نہ ہٹاوے اور رحم کو اچھی طرح پکڑ کر آہستہ آہستہ دباتی جاوے یہانتک کہ پیدا ہونے کے بعد رحم کو مٹھی کے اندر لے آوے اس طرح کے عمل سے خون کے جاری ہونے کا کھٹکا کچھ بھی نہیں رہے گا۔ اب آنول کے گرنے تک رحم کو برابر دباتی رہے۔ اور آنول کو کھینچکر نکالنے کی کوشش ہرگز نہ کرے کس لئے کہ رحم سے جبتک کہ آنول علیحدہ نہیں ہوجاتی باہر نہیں آسکتی اور بلا علیحدہ ہوئے نکالنے سے خون جاری ہوجاتا ہے۔ البتہ رحم سے علیحدہ ہوجانے کے بعد اگر ہاتھ کے سہارے سے نکالی جاوے تو مضائقہ نہیں ہے۔ اور یہ امر اچھی طرح معلوم ہوسکتا ہے کہ [illegible] کے داخل کرنے سے معلوم کرے کہ آنول تر دیک ہے یا کسیقدر فاصلہ پر اگر تر دیک ہے تو اسوقت یہ اطمینان کرنا چاہیئے کہ آیا اوسکا سرا رحم کے منھ سے علیحدہ ہا[illegible] ہے یا نہیں اگر علیحدہ نہ ہوا ہو تو کھینچکر نکالنا ہرگز نہیں چاہیئے۔ بلکہ پیٹ کو اوپر سے

پکڑ کے رحم کو پھر ایک دفعہ دبا دے۔ اسطرح آنول کا سرا بہت جلد علیحدہ ہو جاوے گا۔ مگر یاد رہے کہ آنول کے خارج ہونے کے بعد خون کے چھچھڑے اور ٹکڑے نکلنے تک یعنے پندرہ بیس منٹ تک رحم کو برابر دبا کر اوسی طرح پکڑے رہے تاکہ رحم سکڑ جاوے اور خون جاری ہونے پاوے اکثر اسوقت بھی ارگٹ اف سرائی ایک خون یعنے ارتی دیتے ہیں۔ کیونکہ اسکی خاصیت ہے کہ رحم کو سکیڑ دیتی ہے اور خون کو بند کر دیتی ہے۔

آنول سے فارغ ہو کر زچہ اور قابلہ کا عمل

اب آنول وغیرہ سے فارغ ہونے اور رحم کو پیٹ کے اوپر سے دبائے رکھنے کے بعد قابلہ کو چاہیئے کہ کپڑے کی ایک گدی تیار کر کے زچہ کے پیٹ پر رکھکر اوپر سے ایک پٹی کس دے۔ اِس سے زچہ کو آرام ملے گا۔ اور پیٹ بھی جلد اپنی اصلی حالت پر آجائے گا۔ اور یہ پٹی آٹھ دس روز تک برابر بندھی رکھنی چاہیئے۔ اسکی لمبائی کم سے کم اٹھارہ گرہ اور چوڑائی آٹھ گرہ ہونی چاہیئے اور اوسکو ایک سوئی کے ذریعہ سے جسکو سیفٹی پن کہتے ہیں حسب خواہش کس دے شروع میں زچہ کو بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ خصوصاً ایک دن رات بستر پر سے ہلنا بھی مناسب نہیں ہے۔ اور تیسرے روز اگر زچہ اوٹھکر پیشاب پاخانہ بیٹھکر کرے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ مگر اس کے علاوہ اُٹھنا بیٹھنا ہرگز نہ چاہیئے۔ اور دس روز تک بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ پیشاب پاخانہ کی ضرورت کے واسطے فاصلہ پر جانا اور جسم کو حرکت دینا سخت مضر ہے۔ ان دنوں میں جسم کو حرکت دینے اور کھڑے ہونے سے بعض مرتبہ رحم بے جگہ ہو جاتا ہے یا نیچے کو جھک جاتا ہے جس سے کہ ساری عمر کا روگ لگجاتا ہے یا خون جاری ہو جاتا ہے جس کو اکثر دائیاں ایک معمولی بات سمجھتی ہیں اور اوسکی پرواہ بالکل نہیں کرتیں۔ یاد رکھنے کی بات ہے کہ خون کا جاری ہونا کسی حالت میں مفید نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جسم کی طاقت گھٹ کر زچہ بیمار ہو جاتی ہے اور اسی وجہ سے ہمارے یہاں کی عورتیں مدتوں بستر پر پڑی رہتی ہیں۔ جلدی نہیں سنبھلتیں **ورنہ** اگر قاعدے کے ساتھ احتیاط سے زچہ کو جنوایا جاوے تو ہرگز خون جاری نہیں ہو سکتا۔ اور جب خون جاری نہ ہوگا تو جسم میں جلد طاقت بھی آجاویگی۔

اور زچہ دس بارہ روز میں اچھی خاصی تندرست ہو سکتی ہے اور تندرستی جلد حاصل کرنے کے واسطے زچہ کو چاہیئے کہ ان ہدایتوں پر عمل کرے

ھدایتیں

۱۔ زچہ کے بستر اور پوشاک کو حتی الامکان بہت صاف اور خشک رکھیں اور کوئی غلاظت اور بدبودار شے اوسکے پاس نہو۔ حتی المقدور جہانتک ہو سکے اسکی صفائی میں کوتاہی نہیں ہونی چاہیئے۔

۲۔ ہر روز نیم گرم پانی سے اندام نہانی کے اندر پچکاری لیں اور جو کپڑا مقام مخصوص پر رطوبت خشک کرنے کے واسطے رکھا جاوے وہ دن میں کئی بار بدلا جاوے۔

۳ نہلانے کی ضرورت اگر ہو تو گرم یا نیمگرم پانی سے نہانا مناسب ہے۔ مگر یاد رہے کہ اول کے پانچ روز تک بلکہ اس سے بھی زیادہ مدت تک نہلانے سے باز رہیں اور جسم کی صفائی کے واسطے عمدہ تدبیر یہ ہے کہ صاف دُھلے ہوئے معمولی کپڑے کو نیم گرم پانی میں تر کرکے اور کسیقدر نچوڑ کے بدن کو صاف کرلیں۔ اگر ہر روز اسیطرح سے صفائی کرلی جاوے تو کوئی مضائقہ نہیں مگر نہانے سے جسم کو جھٹکا لگ جانیکا احتمال ہے۔ (۴) بلالحاظ موسم کے خواہ گرم ہو خواہ سرد ٹھنڈے پانی سے ہاتھ پاؤں دھونا یا مردی کھانا یا پانی میں بھیگنا یا یکایک ٹھنڈی جگہ میں پاؤں رکھنا زچہ کو ہرگز مناسب نہیں۔ البتہ پہلے کے بعد رفتہ رفتہ عادی ہو کر سرد پانی استعمال کریں۔ ورنہ گرم پانی کے استعمال کی عادت ہونے کے سبب یکایک سرد پانی کے استعمال کرنیسے جسم میں تشنج ہو جاتا ہے اور زچہ کی جان جوکھوں میں پڑ جانے کا اندیشہ ہے۔

۵۔ چیخنا یا چلانا یا کوئی یکایک شدید حرکت کرنا ہرگز نہ چاہیئے۔ جہاں تک ہو سکے بستر سے نہ ہلے اور آرام کرے۔

۶۔ ثقیل اور گرم چیزوں سے پرہیز رکھیں اور قبض نہونے دیں۔

۷۔ خیال رکھیں کہ زچہ خانہ میں تازی ہوا کی آمد و رفت کافی ہو اور زیادہ لوگ جمع ہو کر ہوا خراب نہ ہونے پاوے بلکہ ہوا کے صاف کرنے بخور یعنی دھونیاں مثلاً گندھک بسپند۔ اور اجوائن جو اکثر مروج ہے کسی کسی وقت ضرور جلاتی رہیں۔

۸۔ زچہ کو بھوکا رہنا نہ چاہئے حسب ضرورت تھوڑا تھوڑا ضرور کھانا چاہئے۔ زچہ کو اکثر بچہ پیدا ہونے کے بعد اندام نہانی میں ایک قسم کی تکلیف ہوجایا کرتی ہے اور ایک خفیف سا درد ہوا کرتا ہے جسکا علاج یہ ہے کہ گرم دودھ اور گرم پانی ملا کر دن میں دو تین مرتبہ اندام نہانی کو دھوتی ہیں۔ اس سے بہت جلد آرام ہوجاوے گا اور ایک باریک کپڑے کی گدی بنا کر آگ کی گرمائی میں سینک کر اندام نہانی پر رکھیں اور متواتر اسیطرح درد میں تخفیف ہونے تک کرتی رہیں۔ اس طرح زچہ کو آرام پہونچنے کے علاوہ درد کو بہت جلد تخفیف ہوگی مگر کپڑا سینکنے کے واسطے کوئلے استعمال کرنے چاہئیں کوئی دھوئیں دار شے کمرے کے اندر جلانے سے صرف صحت کو ہی نقصان نہیں ہوتا بلکہ اسکا سب سے زیادہ اثر یہ ہوتا ہے کہ بچہ پھول سا نازک مزاج والا دھوئیں کو کب برداشت کرسکتا ہے۔ اسلئے ایسا کرنے سے بچہ کی آنکھیں عام طور پر دکھنے لگتی ہیں یاد رکھنا چاہئے کہ ایسی حالت میں سرد پانی سے استنجا کرنے یا پیڑو یا زانو پر سرد پانی لگ جانے یا گیلا کپڑا استعمال کرنے سے ایک اور مرض پیدا ہوجاتا ہے یعنی نفاس کے زمانہ میں جو رطوبت خارج ہوا کرتی ہے جسکا رنگ شروع میں سرخ اور بعد کو میلا ہوجاتا ہے۔ یکایک بند ہوجاتی ہے جس کے سبب پیڑو میں درد ہو کر بخار آجاتا ہے اور زچہ کو بہت تکلیف اوٹھانی پڑتی ہے۔

زچہ کی غذا

شروع زمانہ میں زچہ کو اور احتیاطوں کے علاوہ کھانے پینے کے متعلق احتیاط بھی بہت ضروری ہے۔ اس کے متعلق بے احتیاطیاں ہندوستان میں ہمارے نزدیک عام ہیں۔ ایسی حالت میں نہایت گرم چیزیں مثلاً سونٹھ وغیرہ عام طور پر ہر جگہ پر استعمال کرائی جاتی ہیں اور موسم اور مزاج کا خیال ذرا بھی اکثر عورتوں کو نہیں ہوتا۔ جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہاضمہ کمزور اور پیٹ میں جلن اور اکثر مروڑ اور پیچش وغیرہ ہوکر سخت تکلیف اوٹھانی پڑتی ہے اور اکثر جگہ ایسا ہوتا ہے کہ بچہ پیدا ہونے سے دوسرے یا تیسرے دن زچہ کی چھاتیوں میں دودھ اترنے کے سبب سے کسیقدر خفیف بخار بھی ہوجایا کرتا ہے تو اوسوقت گرم اور ثقیل چیزوں کے استعمال سے اکثر بخار تیز ہوکر

طول پکڑ جاتا ہے اور زچہ مدتوں پڑی گھلا کرتی ہے۔ اور ایسی حالت میں بخار تیز ہو جاوے تو اس سے ایاب بہت بڑا نقصان یہ ہوا کرتا ہے کہ چھاتیوں میں دودہ کی پیدا وار بند ہو جاتی ہے بلکہ اکثر بالکل خشک ہو جاتا ہے۔ اگر اسوقت گائے کا دودہ بچہ کو پلانا شروع کیا جائے تو ضرور دست شروع ہو جائیں گے کیونکہ ماں کے دودہ سے گائے کا دودہ بہت قوی ہوتا ہے۔ اسلئے بچہ اوسکو ہضم نہیں کر سکتا۔ ایسے نازک بچہ کو دستوں کا آنا گویا موت کا آنا ہے اور اس طرح کی موتیں ہندوستان میں سینکڑوں ہوتی ہیں۔ اسلئے غذا کا لحاظ صرف اسطرح رکھا وے کہ شروع کے دو تین دن تک بہت ہلکی غذا اور مقدار میں کم ہونا بہتر ہے۔ اس غرض کے واسطے دودہ اور سابودانہ اراروٹ اور کو کو بہت زود ہضم چیزیں ہیں۔ اس لئے دن میں حسب خواہش دو تین مرتبہ استعمال کرنا بہتر ہے اور تیسرے دن ہلکا شوربا یا چوزہ کی یخنی دینی چاہئے۔ مگر بخار کی حالت میں صرف دودہ اور سابودانہ یعنی ہلکی غذا ہی دینا بہتر ہے اور کوئی ثقیل چیز نہ دیجاوے اور پنجیری وغیرہ دینا جیسا کہ عام دستور ہے بخار کی حالت میں مناسب نہیں ہے یاد رکھنا چاہئے کہ جس زچہ کے بچہ پیدا ہوا ہے وہ بیمار نہیں ہے۔ اگرچہ اوسکو نگرانی کی ضرورت ہے اس لئے اوسکو حالت کے موافق کھانا پینا دینا چاہئے۔ کانجی (پنجیری) دودہ کے ساتھ یا بلا دودہ کے دیجاوے تو مضائقہ نہیں۔ اسکے بعد رفتہ رفتہ اپنی اصلی خوراک پر آجانا چاہئے۔ مگر تیز مصالحہ دار کھانا اُسوقت تک نہ دیا جاوے جب تک کہ دودہ صاف نہ ہو جاوے۔ زچگی کی حالت میں اوّلاً دو تین روز تک زیادہ ٹھنڈے پانی کی احتیاط رکھنے کی ضرورت ہے اور اسوقت میں اگر لوہے کا گرم کیا ہوا پانی استعمال کرایا جاوے تو مضائقہ نہیں۔ ہمارے یہاں دستور ہے کہ زچہ کو شروع میں دس پندرہ روز تک سونٹھ کا جوشاندہ دیا ہوا پانی بلالحاظ موسم استعمال کرائے ہیں اور غذا میں اچھوانی اور گوند دیتے ہیں اور اس سے یہ منشا ہے کہ زچہ کو قوت پہونچے اور رگ و پٹھوں کو مضبوط کرے اور رحم کو اندر سے صاف کر کے اصلی حالت پر لے آوے اور جسم کو سردی کا اثر نہونے پاوے۔ گو ایسی حالت میں غذاؤں سے ہندوستان میں عام طور پر کوئی نقصان نہیں پہنچتا مگر تاہم موسم اور مزاج کا

لحاظ ضروری ہے۔ سردی کے موسم میں اسکا رواج حسب دستور مضائقہ نہیں مگر گرمیوں میں اسکا استعمال کمی کے ساتھ ہونا چاہئے۔ برخلاف اسکے سرد چیزوں کا استعمال کرنا کسی حالت میں روا نہیں۔ دو تین روز کے بعد اگر گرم موسم میں زیادہ پیاس سے تکلیف ہو تو تازہ پانی پینا مضائقہ نہیں ہے۔ اگر قبض کی شکایت ہو تو ۲۰ تولہ کاسٹر ائیل پاؤ بھر گائے کے دودھ میں ڈالکر پلا دیا جاوے۔ اس سے انتڑیاں صاف ہو جاوینگی اور غذا کا فائدہ پورا پہونچیگا۔

وضع حمل کے سب درجوں کے فراغت پانے کے بعد اور جب بچہ کو غسل دیکر صاف و ستھرا کر دیں اور زچہ کا بستر وغیرہ بھی صاف ہو چکا ہو اور زچہ خود بھی کچھ آرام لے چکی ہو تو جسقدر جلد ہو سکے بچہ کو ماں کا دودھ پلانا شروع کر دیا جاوے تو اوسکی ماں کے لئے مفید ہوگا۔ کیونکہ بچہ جب سرپستاں کو منہ میں لیکر دودھ کھینچتا ہے تو اوسکے کھینچنے سے رحم کو سکڑنے میں مدد ملتی ہے اور جلد سکڑ جاتا ہے اس لئے خون کے جاری ہونے کا اندیشہ نہیں رہتا۔ علاوہ اسکے بچہ کو جلد دودھ پلانے سے چھاتیوں کے سرے کو نرم کر دیا جاوے تو بہتر ہے کیونکہ چھاتی کو سختی کی وجہ سے اکثر بچے بخوبی نہیں کھینچ سکتے۔

زچہ کی بیماریاں

بچہ پیدا ہونے کے بعد جو رطوبت زچہ کے اندام نہانی سے خارج ہوا کرتی ہے اوسکو نفاس کہتے ہیں۔ بعض عورتوں کے زیادہ دنوں تک جاری رہتی ہے اور بعض کے بہت جلد بند ہو جاتی ہے اسکی کوئی خاص مدت نہیں ہوتی۔ کم از کم دس اور پندرہ دن اور زیادہ سے زیادہ تیس اور چالیس روز تک اسکا اخراج ہوا کرتا ہے۔ اسکی رنگت شروع میں دو تین روز تک مثل خون کے ہوتی ہے۔ اس کے بعد کسیقدر زرد رنگت ہو کر سبزی مائل ہو جاتی ہے جس کو عورتیں **ہرا پانی** کہتی ہیں اور آخر میں اس کی رنگت کسیقدر میلی کچیلی ہو جاتی ہے۔ اس کا خارج ہونا ہر زچہ کے لئے بہت ضروری ہے۔ ورنہ اگر کسی بے احتیاطی کی وجہ سے رکجائے اور بخوبی خارج نہو تو یہ جسم کے اندر سڑکر وہ خطرناک بیماریاں پیدا کر دیتا ہے

جسسے پیچھا چھوڑانا مشکل ہو جاتا ہے اور اس رطوبت کے بند ہو جانے کا سبب عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ سرد موسم میں یا تو یکایک سردی جسم کو لگ کر اثر کر جاتی ہے یا نا واقفیت کی وجہ سے سرد پانی سے استنجا کر لیا جاتا ہے یا بھیگا ہوا کپڑا استعمال کر لینے سے بھی اکثر یہ رطوبت کافی طور پر خارج ہونے سے رُک جاتی ہے کہ زچگی کی حالت میں خاصکر شروع کے دس بارہ روز تک نہایت درجہ احتیاط رکھنی چاہئے ورنہ ایک ذرا سی غفلت اور کوتاہی کی وجہ سے بہت بڑا نقصان اوٹھانا پڑے گا۔ اسواسطے اسکا انتظام مناسب وقت پر بہت ضروری ہے۔ چونکہ اس رطوبت کی مقدار پر زچہ کی آئندہ صحت منحصر ہے اس لئے اپنی حفاظت جان کے لئے بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ یاد رکھنے کی بات ہے کہ زچہ کو دو تین روز تک اوٹھانا یا کھڑا ہونا یا بیٹھکر پیشاب کرانا بھی بعض وقت نقصان پہونچاتا ہے۔ البتہ جب دو تین روز گذر جائیں تو بیٹھکر پیشاب کرے اور کبھی کبھی بستر پر اوٹھکر بھی بیٹھے اور خیال کر کر رطوبت کے اثر کو گرم پانی سے خوب صاف کر دے اور جو رومال یا گدی رطوبت کے خشک کرنے کے واسطے استعمال ہو اوسکو دن رات میں کئی مرتبہ بدل دینا چاہئے تاکہ عفونت یا بدبو جسم پر نہ پیدا ہونے پاوے۔ جن عورتوں کے پہلے اولاد ہو چکی ہے اُن کے اکثر ایک قسم کا درد ہوا کرتا ہے جس کو نفاس کا درد کہتے ہیں۔ اور اس کی وجہ اکثر یہ ہوا کرتی ہے کہ ایسی عورت کے رحم میں خراش ہونے کے سبب سے آنوال کے اخراج کے بعد جھلی کا ٹکڑا یا خون کے پھٹکے یا لوتھڑے اندر باقی رہجاتے ہیں اُن کے نکالنے کے لئے رحم ہر طرح کوشش کرتا ہے لیکن کم طاقت ہونے کے سبب بہت جلد نہیں سکڑ سکتا۔ اِس لئے یہ لوتھڑے اگر چند روز تک رہجاتے ہیں تو اندر سکڑ کر ایک قسم کا مہلک بخار پیدا کر دیتے ہیں اسی کو پرسوت کا بخار کہتے ہیں اور جسوقت اُن کے دفعیہ کی کوشش کرتا ہے اور بار بار سکڑتا اور کھینچتا ہے اسی کو درد کہتے ہیں۔ ایسے درد کے محسوس ہونے کے بعد ارگٹ آف رائی کی دس رتی یعنی ایک خوراک استعمال کریں اور بیرونی مقام یعنی پیڑو کو گرم پانی میں کپڑے کو بھگو کر سینکدیں۔ اور یونانی طبیب اکثر موقع پر یہ نسخہ دیتے ہیں۔ تخم خربوزہ

صقر۔ دار چینی۔ مشک۔ قرامسیح۔ ہر ایک نو ماشہ۔ پوست خربوزہ خشک۔ پوست خیار ہر ایک تین تولہ سب کو تین پاؤ پانی میں جوش دیں۔ جب نصف کے قریب باقی رہ جاوے تو تین تولہ شہد ملا کر چند مرتبہ کر کر زچہ کو پلائیں۔ پر انا گھی بھی ایسے وقت میں دینا مفید بتائیں

پرسوت کا بخار۔ جب یہ بخار شروع ہوتا ہے تو نفاس بند ہو جاتا ہے یا اوسکا رنگ بدلجاتا ہے۔ رحم میں ایک قسم کا خفیف درد شروع ہو کر تمام شکم میں محسوس ہونے لگتا ہے کبھی کبھی جی متلاتا ہے۔ چہرہ کی رنگت زردی مائل ہو جاتی ہے۔ دودھ کی پیدا وار یا تو بہت کم یا بالکل بند ہو جاتی ہے۔ بعض عورتوں کے بدن کے جوڑ درم کر آتے ہیں شکم میں نفخ ہو جاتا ہے اوسکو اوپر سے چھونے میں تکلیف ہوتی ہے۔ ایسی مریضہ کا علاج یہ ہے کہ ایک حصہ کاربولک ایسڈ چار حصہ پانی میں مخلوط کر کر دن رات میں چند مرتبہ اندام میں پچکاری لگائیں اور اگر شکم کا بیرونی حصہ دُکھنے لگے اور رسوزش بھی معلوم ہو تو پوست خشخاش کو جوش دیکر اوسکے پانی سے بذریعہ کپڑے کے سینکیں اور دو تولہ گل بابونہ پانی میں جوش دیکر شہد ملا کر پلائیں مریضہ کو گرم رکھیں۔ زچہ خانہ کی ہوا کو خراب اور کثیف نہ ہونے دیں۔ جہاں تک ممکن ہو مقوی اور محرک غذاؤں سے اوسکو طاقت پہونچانے کا خیال رکھیں۔

رحم سے خون جاری ہونا۔ وضع حمل کے بعد جبکہ رحم کے سکڑنے میں کسی قسم کی رکاوٹ ہو یا آنول کا کوئی جزو باقی رہگیا ہو تو بعض اوقات رحم سے اسقدر خون نکلتا ہے کہ زچہ کی جان ہلاکت میں پڑجاتی ہے اور زچہ نڈھال ہو کر بستر کو لگ جاتی ہے چہرہ پر موت چھاجاتی ہے۔ ہاتھ پانوں سرد ہو جاتے ہیں۔ آنکھوں کے آگے اندھیرا معلوم ہونے لگتا ہے اور بعض اوقات غشی پر غشی طاری ہوتی ہے۔ تو ایسی حالت میں ایک خورد اگر گٹاف سرائی کی دیتے ہیں تاکہ جو کچھ اندر بقیہ رہگیا ہو باہر آجاوے اور رحم بخوبی سکڑ جاوے جس سے خون بند ہو۔ یونانی طبیب اکثر یہ نسخہ مفید بتلاتے ہیں کہ زیرہ سفید نصف بریاں۔ سُرخ چانول یعنے سٹی کے چاولوں کی بیچ میں بیسکر کپڑے میں لپیٹ کر اندام نہانی میں رکھیں اور پوست انار کا جوشاندہ ایک ایک تولہ صبح و شام پلاویں اور معجون نوشادر

یعنے سپاری جو تمام اندام نہانی کی رطوبت کے واسطے مفید ہے اس کے لئے بھی فائدہ مند ہے جسکی ترکیب ہم دوسرے حصہ میں باب اوّل کے آخر میں بتلا چکے ہیں۔

ورم پستان۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ دودھ کی زیادتی کے سبب چھاتیاں تن جاتی ہیں اور بیوقوف عورتیں اپنی جہالت سے بچہ کو دودھ پلانے میں دیر کرتی ہیں تو اس سبب سے چھاتیاں بہت دُکھنے لگتی ہیں اور اکثر انپر ورم آجاتا ہے۔ اس لئے مناسب ہے کہ جب ایسی حالت دیکھیں تو دودھ کو خارج کردیں۔ خواہ ہاتھ کے ذریعہ۔ خواہ کسی دودھ کھینچنے کے آلہ کے ذریعہ یہ دودھ سب اچھی طرح نکالدیں ایسے دودھ کش آلہ عام طور پر بازاروں سے دستیاب ہوسکتے ہیں لیکن جب چھاتیوں میں سوزش ہوجاوے یا اوپر کی جلد سُرخ ہوجاوے تو گرم پانی سے یا نیم کے پانی سے دھاریں یا پوست خشخاش کو جوش دیکر گرم گرم پانی سے کپڑے کے ذریعہ سینکیں اور بار بار دھوئیں۔ اگر ورم ہوگیا ہو تو تخمہ خشک۔ گل خیرو۔ گوکھرو۔ نرسی۔ آفیون۔ گیرو۔ ہر ایک ایک ماشہ باریک پیسکر نیمگرم ضماد کریں یا گلاب اور سرکہ میں کپڑا تر کرکر دن میں چند بار چھاتیوں پر رکھیں۔ یا شیشم کی پتیاں پانی میں جوش دیکر ورم کو اس سے دھوئیں اور پتی اوس کی گرم کرکر باندھیں اگر پیپ پڑجائے تو شگاف دینا بہتر ہے۔ ورنہ نیم کے پتوں کا بھرتا بناکر نیمگرم باندھیں یا گوکھرو کے پتوں کا عرق نکالکر جو کے آٹے میں ملاکر ٹکیہ بناکر باندھیں اگر سرپستاں چھل گیا ہو اور زخم سا معلوم ہو تو انڈے کی سفیدی چند مرتبہ لگانا مفید ہے اور کسی تجربہ کار حکیم یا ڈاکٹر کا مشورہ کرکر علاج شروع کریں۔

دودھ کی کثرت۔ جب کسی عورت کی چھاتیوں میں دودھ معمولی سے زیادہ پیدا ہو تو ایسا دودھ پیلا اور نیلگوں ہوا کرتا ہے۔ اسکے پینے سے بچہ کی صحت میں فرق آجاتا ہے۔ اور اکثر کامل طور پر ہاضمہ نہیں ہوتا۔ اسلئے اس کی زیادتی کو روکنا بہت ضروری ہے اور دودھ کا قوام درست ہونے تک بچہ کو پلانا گو یا بچہ کو خود بیمار کردینا ہے اسلئے اس عرصہ تک بچہ کو دوسرے دودھ سے ترکیب کی موافق پرورش کریں اور اسکا علاج اس طرح کریں کہ تارپین کا تیل ۱۰ تولہ کافور ۶ ماشہ مخلوط کرکے چھاتیوں پر لگا دیں یا اس

نسخہ کا استعمال کریں کمپونڈ سوپ لیٹی منٹ ڈیڑھ اونس۔ لاڈنم ۳ ڈرام ملاکر استعمال کریں یا بلاڈونا کے لگانے سے بھی دودھ بند ہو جاتا ہے یعنی اکسٹریکٹ آف بلاڈونا ایک ڈرام گلائی سرین ایک اونس ملاکر اس مرکب کو لنٹ یعنی ولایتی کپڑے پر لگا کر چھاتیوں پر لگاویں اور یونانی نسخے یہ مفید ہیں۔ تخم کاہو۔ مسور۔ زیرہ و سرکہ میں پیسکر ضماد کریں اور تال مکھانہ مغز تمر ہندی یعنی املی۔ سمندر پھل ہر ایک دو ماشہ کو چھانکر، تولہ شہد ملاکر معجون بنالیں اور صبح و شام تین تین ماشہ استعمال کرتی رہیں۔

ایسی حالت میں زچہ کو چاہئے کہ ایسی غذا کا استعمال کرے جس سے دودھ کم پیدا ہو مثلاً مسور کی دال۔ جو کی روٹی یا چاول وغیرہ اور دودھ اور گوشت سے پرہیز چاہئے گھی کا استعمال کم کریں۔

دودھ کی قلت۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بعض عورتوں کے کئی کئی روز تک چھاتیوں میں کافی دودھ نہیں پیدا ہوتا۔ مگر چند روز کے بعد کافی مقدار پیدا ہونے لگتی ہے۔ اگر دو چار روز کے بعد بھی کافی مقدار پیدا نہ ہو اور بچہ کی شکم سیری نہ ہو سکے تو دودھ کے پیدا کرنے کی یوں تدبیر کرنی چاہئے کہ چھاتیوں کو گرم پانی سے بار بار سینکیں۔ یا ارنڈ کے چار پانچ پتے تھوڑے پانی میں خوب پکاویں اور نیم گرم پانی سے چھاتیوں کو چند بار دھوئیں اور بعد ازاں وہی پتے دونوں چھاتیوں پر رکھکر اوپر سے کپڑا باندھیں دودھ کی کثرت ہو جاوے گی۔ یا یونانی نسخہ۔ سونف۔ ستاور ہر ایک مساوی لیکر کوٹ چھانکر سفوف بنالیں۔ اور تھوڑے چنے رات کو دودھ میں بھگو دیں اور صبح کو اوس دودھ کے ساتھ سفوف مذکور پھانکیں۔ چند روز کے استعمال سے دودھ کی کثرت ہو جائیگی۔ ایسی مریضہ کی غذا مرغن ہونی چاہئے اور گوشت اور دودھ کا استعمال ہو اور جو اشیاء رطوبت پیدا کرنے والی ہیں استعمال کرنی بہتر ہیں۔

چھاتیوں میں دنبل۔ جب بچہ کو باری باری سے دونوں پستانوں کا دودھ نہیں پلایا جاتا تو دونوں پستاں میں دودھ یکساں پیدا نہیں ہوتا۔ اور ایک چھاتی میں دودھ کی زیادتی اکثر اوقات دنبل پیدا کر دیتی ہے۔ تو ایسی حالت میں وہ چیزیں استعمال کریں

کہ دنبل تحلیل ہو جاوے۔ مثلاً صابون اور گوگل گھسکر طلا کریں یا وہ تدبیر کریں جس سے پک کر صاف ہو جاوے تو اس کے واسطے پولٹس نیم کی یا السی کی باندھیں اور بعد کو یہ مرہم استعمال کریں۔ نیلا تھوتھا۔ سیندور۔ کیلا۔ منھدی۔ مردار سنگ۔ سنگ جراحت کتھ پپڑیا۔ آملہ۔ سوہاگہ۔ پھٹکری۔ ہر ایک ایک جزو مرچ سیاہ ایک دانہ۔ ہلدی ایک گرہ۔ اول آملہ۔ سوہاگہ پھٹکری کو بریاں کر لیں۔ پھر سب کو ملا کر کوٹ چھان کر آہنی ظرف میں رکھکر روغن زرد ڈال کر خوب رگڑیں اور استعمال کریں۔ یا زخم صاف ہونے پر کاربولک تیل دن میں چند بار لگاویں۔

پانچواں باب

پرورش اولاد

بچہ کو دودھ پلانا۔ جب بچہ پیدا ہوجاوے تو اوسکو نہلا دھولا کر صاف کپڑے پہناکر ایسے محفوظ مکان میں رکھیں کہ جہاں سرد ہوا کا گذر نہو اور اوس کمرے میں کسیقدر اندھیرا رکھیں تاکہ بچہ کی آنکھوں کو روشنی سے تکلیف نہ پہونچے کیونکہ بچہ کی آنکھیں بہت کمزور ہوتی ہیں اور روشنی کی عادی نہونے کے سبب اون کو چوند لگا کرتی ہے اسلئے روشنی کے رُخ سے بچا کر رکھنا چاہئے اور اسی طرح ماں کے آرام لینے تک سُلائے رکھیں۔ اگر ماں کو آٹھ سات گھنٹے تک آرام دینا منظور ہو تو بچہ کو اتنی دیر تک بھوکا رکھنا مناسب نہیں۔

پس بچہ کے پیدا ہونے کے ایک گھنٹہ کے بعد سے نیمگرم پانی میں تھوڑی شکر یا شہد ملاکر تین تین گھنٹے کے بعد تھوڑا تھوڑا دیں۔ بعضی گھونٹی دیتی ہیں جس سے بچہ کا پیٹ صاف ہوجاتا ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ دو تین روز تک مانکی چھاتیوں میں دودھ پیدا نہیں ہوتا تو ایسی حالت میں تین حصے پانی اور ایک حصہ گائے کے دودھ میں کسیقدر شہد یا شکر ملا کر پلاتی رہیں۔ اور بعض جگہ عورتیں دانستہ کئی کئی روز تک ماں کا دودھ پلانا اچھا نہیں سمجھتیں اور بچہ کو صرف گھونٹی پر رکھتی ہیں جو روئی کی بتی کے ذریعہ چوسائی جاتی ہے مگر یہ خیال کرنا کہ ماں کا دودھ بچہ کو مضرت پہونچاوے گا سراسر غلطی ہے کیونکہ شروع کے دو تین روز تک ماں کے دودھ میں قدرتاً یہ تاثیر ہوتی ہے کہ بچہ کے پیٹ کو صاف کر دے اور غذا کی قوت قایم رکھے۔ پھر کیوں دودھ نہ دیا جاوے جبکہ گھونٹی کا کام ہی دودھ دیوے تو پھر گھونٹی کی کیا ضرورت ہے۔ دودھ نہونے کی حالت تو

کمزوری کی حالت ہے۔ لیکن جب چھاتیوں میں کافی مقدار دودھ کی پیدا ہوتی ہو۔ تب تو بچہ کو اوسکی ماں کے ہی دودھ سے پرورش کرنی بہتر ہے۔ کیونکہ بچہ کو اپنی ماں کا دودھ ہمیشہ مزاج کی موافق ہوا کرتا ہے اس لئے جو فائدہ اوس دودھ سے پہنچ سکتا ہے وہ کسی اور دوا سے خواہ وہ کیسی ہی مقوی ہو نہیں ہو سکتا۔

دودھ پلانے کے قواعد

دودھ پلانے والی کو چاہیئے کہ بچہ کو دودھ رغبت و محبت کے ساتھ پلاوے اور جسطرف کا دودھ پلانا منظور ہو اوسی کروٹ لیٹ کر بچہ کو اپنے ساتھ لپٹا رکھے مگر خیال رکھے کہ بچہ کا ہاتھ یا کلائی کہیں دبی نہ رہجاوے۔ تھوڑی تھوڑی دیر بعد بچہ کو آدل بدل کر دونوں چھاتیوں کا دودھ پلاوے کیونکہ بچہ کو ایک کروٹ رکھنے سے اور ایک ہی چھاتی کا دودھ پلانے سے چند قباحتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ بچہ کا ہاتھ اور پسلیاں دبکر دکھنے لگتی ہیں اور اسیطرح بچہ کبڑے ہاتھ کا ہو جاتا ہے۔

دوسرے بچہ کی ایک آنکھ پر زور پڑنے کے سبب سے حول چشم یعنی بھینگا یا ڈھیرو ہو جاتا ہے جو ہمیشہ کے لئے ایک عیب قایم رہتا ہے۔ تیسرے دوسری چھاتی سے دودھ کم پلانے کے سبب اکثر تھنیلا ہو جاتا ہے جسکا اچھا ہونا کچھ آسان نہیں ہے۔ سخت مصیبت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے مناسب ہے کہ دونوں چھاتیوں کا دودھ برابر پلاتی رہیں۔ اور اگر ایک چھاتی کا دودھ کسی وجہ سے کم پلانا منظور ہو تو اوسکا دودھ خواہ کسی بچہ کو پلا کر یا آلہ دودھ کش کے ذریعہ ضرور نکالدیں ورنہ بہت تکلیف کا باعث ہوگا۔

چھ ہفتہ تک تو بچہ کو اوسکی خواہش کی مطابق فوراً ماں کا دودھ پلانا چاہیئے مگر اس عرصہ کے بعد ایک ماہ تک رات دن میں ہر چار گھنٹے کے بعد دودھ پلایا جاوے۔ کیونکہ رات کے ہاضمہ کے واسطے بھی کافی وقت ضرور ملنا چاہیئے تاکہ غذا کا پورا فائدہ حاصل ہووے اور بچہ کو بھی بھوک بخوبی معلوم ہو..... اس قاعدے کی پابندی کرنے سے ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ بچہ کی بار بار رونے کی عادت نہیں پڑتی اور مزاج چڑچڑا اور ضدی

نہیں ہونے پاتا کیونکہ یہ عام قاعدہ ہے کہ جب ہی ذرا بچہ رویا سارے گھر کے لوگ یہ ہی سمجھتے ہیں کہ بچہ بھوک کے باعث روتا ہے۔ حالانکہ یہ غلطی ہے جبکہ دودہ پیئے ہوئے تھوڑی دیر گذری ہو تو اسقدر جلد کس طرح ہضم ہوسکتا ہے بلکہ بار بار بے قاعدہ دودہ پینے سے بدہضمی ہوکر درد شکم کے باعث سے اکثر رویا کرتا ہے اور اوسکو روتے دیکھنا اوسکی ماں کو کب گوارا ہوسکتا ہے فوراً اوسکو دودہ پلا دیتی ہے۔ اسکا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ بدہضمی کے باعث دست آنے لگتے ہیں یا قبض ہوکر نوان یا پیچش یا پھیپھڑے کی بیماری ہوجاتی ہے۔ یا بخار ہوجاتا ہے۔ تب ایسے وقت میں علاج شروع کیا جاتا ہے لیکن پھر علاج کا اکثر کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ اسلئے شروع ہی سے ایک باقاعدہ وقت مقرر رکھا جاوے اور ایک مہینے تک اوس قاعدے کی پابندی کرنے کے بعد رفتہ رفتہ رات کو دودہ پلانا کم کرتی جائیں۔ یہاں تک کہ رات کو..... سونے کے وقت سے صبح کے چار بجے تک بالکل نہ دیں۔ اس طرح بچہ اور اوسکی ماں دونوں کو آرام پہونچے گا۔ اور ماں کی طاقت قایم رہے گی اور دودہ برابر اور اچھا پیدا ہوتا رہے گا۔ لیکن جبکہ بچہ کو دودہ پلانے کی غرض سے رات کو جاگنا پڑے گا تو دودہ کی پیداوار بھی کم ہوجاوے گی۔ اور تاثیر بھی بدلجاوے گی۔ اور اس طرح رات کو اکثر یا متواتر جاگنے کے سبب ضرور صحت میں بھی فرق آوے گا اور بیماری کی حالت کا دودہ بچہ کے واسطے مضر ہے اس لئے ضرور ہے کہ بچہ کی ماں کو تندرست اور طاقتور ہونے کی کوشش رکھنی چاہئے اسکی سب سے بہتر ترکیب یہ ہے کہ بچہ کو دوسری عورت کے ساتھ رات کو اپنے پلنگ کے پاس سلایا جاوے تاکہ نیند بھر کر سونے کا موقع بخوبی ملجاوے جو موجب تندرستی ہے۔ اگر کسی وجہ سے کئی مہینے یا ہفتے دودہ پلائے ہوئے گذر جانے کے سبب دودہ کم ہوجاوے اور مصنوعی غذا کی ضرورت پڑے تو گائے کے دودہ میں پانی ملاکر شیشی یعنی دودہ دانی کے ذریعہ بچہ کو دانت نکلنے تک پلانا چاہئے۔ یا ساگودانہ اراروٹ دودہ میں پکاکر یا آب یخنی جس میں کہ صرف تھوڑا نمک پڑا ہو اور جسپر بی مطلق نہ ہو بچہ کو چھ مہینے کی عمر کے بعد دے سکتے ہیں۔

مگر واضح ہو کہ ماں کا اپنے بچہ کو دودہ پلانا اور دل و جان سے اوسکی خدمت کرنا خدا کا ایک حکم ماننا ہے۔ کیونکہ صاف ظاہر ہے کہ تا وقتیکہ بچہ کا شکم میں وجود نہیں ہوتا۔ دودہ پیدا نہیں ہوتا۔ اور بلا کسی وجہ کے بچہ کو اپنے دودہ سے محروم رکھنا گویا خدا کے حکم کی نافرمانی ہے اور علاوہ اسکے دودہ نہ پلانے کی حالت میں دودہ جمع ہو کر چھاتیاں پھول جاتی ہیں اور ان میں ایک قسم کا شدید درد پیدا ہو جاتا ہے اکثر اوقات پک جاتی ہیں اور پیپ پڑ جاتی ہے اور ایسے مقام کے زخم بہت کم اچھے ہوتے ہیں بلکہ ناسور ہو جایا کرتے ہیں جو برسوں اچھے نہیں ہوتے۔ یاد رکھنا چاہیے کہ شیر خوار بچہ کو سوائے اپنی ماں کے دودہ کے اور کوئی غذا مزاج کے ٹھیک موافق نہیں پڑتی کہ جسکے کھلانے سے کماحقہ وہ تندرست رہ سکے اس کی وجہ یہ ہے کہ جس کے شکم سے بچہ پیدا ہوا ہے اوسکا دودہ بھی اوسکے ہی خون کی پیدائش ہے جو بچہ کی خاص غذا ہے اور یہ خون وہ ہے جس سے بچہ کی پیدائش ہوئی ہے۔ اس لئے وہ دودہ بچہ کے عین مزاج کے موافق ہو گا۔ گو مصنوعی غذاؤں سے بھی پرورش ہو سکتی ہے۔ لیکن وہ تاثیر اور مزاج کی موافقت کس طرح ہو سکتی ہے اور اسی وجہ سے جو بچے کہ اپنی ماں کے دودہ کے علاوہ پرورش پاتے ہیں۔ اکثر سست۔ کمزور اور غبی ہوتے ہیں اون کے جسم میں وہ تیزی اور حرارت نہیں ہو سکتی جو ماں کے دودہ سے پیدا ہوتی ہے۔

جو عورتیں کاہلی اور سستی کے باعث یا لذایذ دنیاوی میں پڑنے کے سبب اپنے بچوں کو دودہ پلانے سے بچتی ہیں گویا اون کو اپنی اولاد کی بالکل محبت ہی نہیں ہوتی ہمارے نزدیک وہ حیوانوں سے بدتر ہیں۔ کیونکہ حیوانات یعنی درندے اور خونخوار جانور بھی اپنے بچہ کو کسی حالت میں چھوڑنا نہیں چاہتے بلکہ اون کی حفاظت میں جان کی پرواہ نہیں کرتے۔ اور اسکے برخلاف جیکہ انسان کو خدا تعالےٰ نے عقل بخشی ہے اون کو حیوانوں سے بدتر نہونا چاہیے۔ لیکن البتہ اگر کوئی وجہ اس خدمت کی مانع ہو تو کچھ مضائقہ نہیں کیونکہ اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض عورتوں کو ضعف کے سبب یا کسی بیماری کی وجہ سے دودہ پلانے کی حکیم اجازت نہیں دیتے۔ ایسی حالت میں بعد رفع سبب اپنے بچہ کو دودہ پلانا ضرور ہے

ماں کا دودھ کن حالتوں میں نہ پلانا چاہیئے

۱۔ اگر بچہ کی ماں کے خون میں خرابی پیدا ہو گئی ہو جیسا کہ اکثر گلٹیاں خصوصاً گلے میں پیدا ہو جاتی ہیں اور پک جاتی ہیں یا اوسکے جسم میں مرض سل و آتشک وغیرہ کی بنیاد موجود ہو تو ایسی حالت میں دودھ بچہ کو ضرور مضر ہوتا ہے۔

۲۔ اگر ماں کو جنون ہو۔ یا مرض فالج یا کوئی اور پٹھوں کے مرض کا مادّہ موجود ہو تو ایسی حالت کا دودھ بھی بچہ کو پلانے کی قابل نہیں۔

۳۔ ایسی عورت جسکا مزاج زیادہ غصہ ور ہو یا ذرا ذرا بات سے خوفزدہ ہو جاتی ہو ایسی عورت کے دودھ کی خاصیت بدلجاتی ہے اور مضر صحت ہوتی ہے۔

۴۔ ایسی عورت جو ہر وقت عیش و عشرت میں مصروف رہتی ہو اور بچہ کو دودھ پلانا بیکار سمجھتی ہو۔ پس اوس دودھ سے بھی بچہ کی پرورش بخوبی نہیں ہو سکتی۔ اور بچہ کی بیماری کا سبب ہو جاتا ہے اسلئے نہ پلانا بہتر ہے۔

۵۔ ایسی عورت جو ہر وقت رنج و غم یا فکر میں مبتلا رہتی ہو۔ ایسی عورت کے دودھ کا اثر بچہ پر خراب پڑے گا۔ اور ان سب حالتوں میں دودھ کے ذریعہ ماں کے مزاج کا اثر بچہ پر ضرور پڑتا ہے۔ گو کچھ مدت تک کوئی اثر ظاہر نہو لیکن جوان ہونے پر ضرور اوسکا ظہور ہوگا۔ پس اگر اپنے لخت جگر کو تندرست و توانا رکھنا منظور ہے تو مذکورہ بالا حالتوں میں دودھ پلانے سے باز رہیں اور بچہ کی پرورش کے لئے دائی دودھ پلائی مقرر کریں۔ جو مذکورہ بالا قباحتوں سے محفوظ ہو اور اسکے علاوہ اوس کی تندرستی کی شناخت بخوبی کر لینی چاہیئے۔

دائی دودھ پلائی کی شناخت

۱۔ وہ عورت دودھ پلانے کی قابل ہو سکتی ہے جسکو کوئی موروثی مرض مثلاً تپ دق۔ آتشک۔ یا گٹھیا وغیرہ نہوا ہو اور اوسکی تندرستی سب طرح ٹھیک رہتی ہو

۲۔ دائی کی چھاتیوں میں سیری نہو یا اندر ان کے غدود مثل گرہوں کے نہوں بلکہ سخت اور بڑی ابھری ہوئی ہوں اور اون کی بھٹنیاں یعنی سپستاں خوب نکلے ہوئے ہوں

۲۔ دائی کے بچہ کی عمر دودھ پینے والے بچہ کی عمر کے قریب قریب ہو۔ اگر اس بچہ سے دائی کا بچہ تین چار ماہ زائد عمر کا ہو تو اوسکا دودھ کم عمر والے بچہ کو ہرگز موافق نہوگا کیونکہ شروع ایام کا دودھ پتلا ہاضمہ کی موافق ہوتا ہے اور پھر رفتہ رفتہ گاڑھا ہو کر قوی اور دیر ہضم ہو جاتا ہے۔

۳۔ دائی کی عمر بیس اور تیس کے درمیان ہونی چاہیئے۔ اگر ایک دو بچے ہو چکے ہوں تو بہتر ہے۔ مگر بڑھیا نہو۔ اور اوسکی چھاتیاں بہت ڈھیلی اور زیادہ لٹکی ہوئی نہوں

۴۔ دائی کا بچہ بہمہ وجوہ تندرست ہو کوئی جلدی مرض نہو۔ اسکے لئے بچہ کا سر۔ دانت مسوڑے بخوبی اور بغور دیکھ لینے چاہئیں۔

۵۔ دائی کا دودھ قوام میں ٹھیک ہو۔ یعنی پتلا برنگ سفید قدرے نیلگوں ہونا چاہیئے ذائقہ اسکا شیریں ہو۔ جھاگ کم ہوں۔ اگر چند عرصہ کے واسطے رکھدیا جائے تو اوسپر ملائی تیرنے لگتی ہے اور پانی میں ڈالنے سے دودھ نیچے فوراً نہیں بیٹھ جاویگا بلکہ پانی کو گدلا کر دے گا۔ لڑکی والی دائی کا دودھ لڑکے کے لئے زیادہ مفید ہوتا ہے

۶۔ جس دائی کو دودھ پلانے کے ایام میں حیض آتا ہو تو اوسکو دودھ پلانے کے لئے ہرگز مقرر نہ کریں۔ کیونکہ چھوٹے بچوں کو ایسا دودھ کبھی ہضم نہیں ہوتا اور سبز رنگ کے دست شروع ہو جاتے ہیں۔

۷۔ دائی کہ فاحشہ یا بدچلن ہو اور تمیز دار نہو یا میلی کچیلی رہتی ہو اور رذیل اور کمین قوم ہو اور بچوں کی محبت اوسکو کم ہو ہرگز مقرر نہ کریں بلکہ جہاں تک ہو سکے خیال رکھیں کہ دائی کی عادتیں اور خصلتیں نیک ہوں۔ اگر عزت دار اور شریف ہو تو سب سے بہتر ہے کیونکہ دائی کی عادتیں اور خصلتیں جیسی ہونگی۔ دودھ کے ذریعہ بچہ میں ضرور اثر کر جائینگی

دائی پر بچہ کی نگرانی

بچہ کی ماں کا فرض ہے کہ خود دودھ نہ پلانے اور دائی کو سپرد کرنے کی حالت میں بچہ کو دائی کے سپرد کر کے بے خبر نہ ہو جائے۔ اور دائی پر ہی مطمئن نہ ہو جائے کیونکہ اپنی چیز کا درد دوسرے کو اسقدر نہیں ہو سکتا۔ اسلئے اوسکی نگرانی بذات خود ان ہدایتوں کی موافق کرے

تاکہ بچہ کی تندرستی میں کچھ خلل واقع نہو۔

۱۔ دائی گھر کے اندر ہر وقت بند نہ پڑی رہے۔ اوسکا جسم ولباس صاف وستھرا رہے غذا اوسکی ہلکی اور زود ہضم ہو اور کوئی شے تاثیر میں تیز اور ثقیل نکھا جاوے۔

۲۔ گرمیوں کے موسم میں بچہ کے سر پر سخت دھوپ نہ پڑنے پاوے۔

۳۔ خیال رہے کہ دائی کا دودھ کم تو نہیں ہوگیا۔ اگر کم ہو تو بچہ کو کوئی شے اسکے پیٹ بھرنے کے لئے پوشیدہ تیار کرکر نہ کھلاوے یا خود بد پرہیز نہو۔ اور کوئی مضر صحت چیز نہ کھاوے کہ وہ دودھ میں خرابی واقع ہوکر بچہ بیمار ہو جاوے۔

۴۔ ہر مرتبہ رونے پر دودھ پلانا بڑی غلطی ہے۔ بلکہ سبب خیال کرے اور دودھ بھی بار بار بے قاعدہ طور پر نہ پلاوے اور دودھ پلانے سے پہلے پستان دباکر چند قطرات نکالدیا کرے۔ اور چھاتیوں کو گرم پانی سے دھولیا کرے۔

۵۔ رات کے وقت گھنٹوں تک چراغ کے سامنے لئے بیٹھا رہنا بڑی غلطی ہے اسطرح نیند میں خلل واقع ہوتا ہے اور بچہ بیمار ہو جاتا ہے۔

۶۔ دائی کو ہدایت ہو کہ جسوقت ایام شروع ہوں فوراً مطلع کرے کیونکہ ایسی حالت کا دودھ بچہ کو مضر ہے۔

۷۔ تاکید رکھو کہ سوتے میں بچہ پیچھے بستر پر زیادہ دیر تک نہ پڑا رہے۔

۸۔ بچہ کو کسی قسم کی دوا دینے کا ہرگز اختیار نہ دیں۔ کیونکہ اکثر دائیاں رات کو تکلیف اٹھانے کے خیال سے بچوں کو افیون دیدیا کرتی ہیں جنکا نتیجہ بہت برا ہوا کرتا ہے۔

۹۔ جب بچہ بیمار ہو جاوے تو اول اپنا علاج مت شروع کرو بلکہ کسی ہوشیار حکیم یا ڈاکٹر سے صلاح لو۔

۱۰۔ دودھ پلانے والی کو جماع سے حتی المقدور پرہیز رکھنا چاہئے۔

۱۱۔ زیادہ عمر تک بچہ کو دودھ پلانا مناسب نہیں۔ اس طرح بچہ اور دودھ پلانے والی دونوں کو نقصان ہوتا ہے۔

۱۲۔ بچہ کو زیادہ ہنسانا اور رولانا دونوں مضر صحت ہیں۔
۱۳۔ اکثر ماؤں کی عادت ہوتی ہے کہ بچہ کو لیٹے کر دودھ پلاتی ہیں اور پلاتے پلاتے سو جاتی ہیں۔ اس طرح بچہ کو نقصان پہونچتا ہے۔ سونے کی حالت میں دودھ کے اثر سے بچہ کا معدہ خراب ہو جاتا ہے اور منھ آجاتا ہے۔
۱۴۔ ایک مہینے سے لیکر چھ ماہ تک کے بچہ کو دودھ دن میں چار مرتبہ اور رات میں دو مرتبہ مقررہ گھنٹوں کے بعد پلانا چاہئے۔ اور جسقدر بچہ کی عمر ہوتی جاوے رات کے دودھ کی عادت چھوڑاتی جاویں۔ صرف دن میں ہی پلایا جاوے۔

بچہ کی مصنوعی غذا بنانے کی ترکیب

یاد رکھنا چاہئے کہ اگر بچہ کے واسطے مصنوعی غذا کی ضرورت پڑے تو وہ غذا دینی چاہئے۔ جو شیر مادر کے مزاج کے مطابق ہو۔ چنانچہ حیوانات کے دودھ میں بکری بھیڑ گائے اور گدھی کا دودھ بچہ کی پرورش کے واسطے استعمال کرتے ہیں۔ گو ان سب کے دودھ میں اجزا ایک ہی ہیں۔ مگر اون کی مقدار میں فرق ہے بکری اور بھیڑ کا دودھ عورت کے دودھ کے مشابہ تو بیشک ہے۔ لیکن اس میں ماوا زیادہ ہونے کے سبب یہ ثقیل ہوتا ہے۔ اس لئے بچہ کو ٹھیک طور پر ہضم نہیں ہوتا اور گائے کے دودھ میں چونکہ دہنیت کم ہوتی ہے۔ اسلئے اس میں قدرے پانی ملا کر بچہ کو پلانے سے مضرت رفع ہو جاتی ہے۔ اگر گدھی کا دودھ استعمال کیا جاوے تو سب سے بہتر ہے کیونکہ یہ قریب قریب مثل عورت کے دودھ کے ہوتا ہے۔ پس بچہ کی پرورش کے واسطے دو دودھ مناسب ہیں یعنی گدھی کا اور گائے کا۔ اگر گدھی کا دودھ استعمال کیا جاوے تو دس روز کی عمر تک کے بچہ کے واسطے دودھ میں نصف پانی ملائیں اور دس روز کے بعد دو تہائی دودھ ایک تہائی پانی ملانا چاہئے۔ اور چار ہفتے کے بعد سے خالص دودھ دیا جاوے اسمیں شکر ملانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور گائے کا دودھ اس طرح دیا جاوے کہ دس روز کی عمر تک ایک تہائی دودھ اور دو تہائی پانی اور دس روز کی عمر سے چھ مہینے کی عمر تک پانی اور دودھ مساوی ملا کر دیا جاوے پھر خالص

۱۵۔ ماں کا دودھ ۱۲۔

رفتہ پانی کم کرکر خالص دودھ دینا چاہیئے مگر اسمیں قدرے شکر ملانی ضرور ہے خیال رہے کہ بچہ کے پینے کا دودھ اوسیقدر گرم ہونا چاہیئے جسقدر کہ ماں کا دودھ ہوتا ہے یعنی تھرمامیٹر کے ۹۶ یا ۹۸ درجے تک حرارت ہونی ضرور ہے۔ اسکے گرم کرنے کا قاعدہ یہ ہے کہ دودھ پلانے کے وقت گرم گرم پانی دودھ میں ملاویں اور جب تھوڑی دیر کے بعد اوسمیں سب گرمی باقی رہجاوے تو تھوڑی شکر ملاکر پلاویں خالص دودھ اگر پلانا ہو تو اسکو آگ پر گرم نہ کریں بلکہ گرم پانی میں رکھکر گرم کرلیں۔ مگر اس بات کا خیال رہے کہ دودھ میں پانی پہلے نہ ملاویں بلکہ پلاتے وقت ضرورت کے موافق پانی ملالیں۔ اگر بچ رہے تو اوسکو پھینکدیں ہمیشہ تازہ بناکر پلانا چاہیئے اور پانی ملا ہوا دودھ دوسری مرتبہ پلانے کی غرض سے نہ رکھا جاوے۔ بلکہ دودھ دُہتے وقت کا تازہ دودھ جسمیں کہ اصلی گرمی موجود ہو بچہ کو پلانا بہت ہی قوت دیتا ہے اور موسم گرما میں بہت دیر کا رکھا ہوا دودھ استعمال کرنا اچھا نہیں اگر ہوسکے تو بہتر تدبیر یہ ہے کہ دودھ والا جانور اپنے گھر پالیں اور گھاس دانہ کا انتظام گھر کے آدمیوں کے ہاتھ میں ہو تاکہ اوسکے دودھ میں کسی قسم کی خرابی واقع نہوسکے یاد رہے کہ بچہ کے ایک یا دو دانت نکلنے کی عمر تک کوئی غذا علاوہ دودھ کے دینا غلطی ہے۔ ہاں اگر کسی قسم کا دودھ بچہ کو موافق نہ آوے تو اسوقت مجبوراً ارارروٹ اور ساگو دانہ یا شوربا یا چاول کا استعمال کرنا پڑتا ہے۔ تو ایسی حالت میں علاوہ شوربے کے جب ان میں سے کسی چیز کا استعمال کیا جاوے تو اوس میں تھوڑی دودھ کی ملائی ضرور ملادیں۔ مثلاً اگر دو چھٹانک ساگو دانہ یا ارارروٹ یا چاول ہوں تو اوسمیں ۳ ماشہ ملائی ملانی چاہیئے اور اس کے ساتھ قدرے نمک اور شکر ملانا بھی ضرور ہے۔ مگر چند ماہ بعد ملائی موقوف کردیجاوے اور ساگو دانہ یا دودھ کے ساتھ تھوڑا شوربا ضرور ملانا چاہیئے۔ کوئی غذا بچہ کو لٹاکر ہرگز نہ کھلانی چاہیئے اور بلکہ غذا کھلاتے وقت بچہ کا سر ہاتھوں پر اونچا رکھ لیا جاوے تاکہ غذا بہ آسانی شکم میں پہونچ جاوے۔ اور غذا کے بعد بچہ کو آدھ گھنٹہ تک لیٹا رکھیں اور مطلق نہ ہلاویں جھلاویں۔ یاد رہے کہ بچہ کو چمچے کے ذریعہ سے دودھ پلانا اچھا طریقہ

نہیں ہے کیونکہ اس طرح اکثر حلق میں پھندا لگجاتا ہے۔ بلکہ اگر دودھ دانی کے ذریعہ سے پلایا جاوے تو غذا جلد ہضم ہوتی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس طرح دودھ چوسنے سے بچہ کے منہ میں تھوک پیدا ہوتا ہے اور تھوک کے ساتھ جو غذا جائے گی جلد ہضم ہو جاوے گی۔ اس دودھ دانی کی شیشی اور ربڑ وغیرہ کو دودھ پلانے کے بعد فوراً گرم پانی سے دھو کر صاف کر دیا جاوے۔ تاکہ اوسکا ئیل اور کثافت دور ہوتا رہے اور صاف ستھری رہے۔

جو مائیں اپنے بچہ کو تین برس سے پہلے اپنے کھانے کی غذا دینے لگتی ہیں وہ گویا بچہ کے حق میں بیماری کے بیج بوتی ہیں۔ اس سے بچہ کو طرح طرح کی بیماریاں پیٹ اور آنتوں کی پیدا ہو جاتی ہیں جس سے بچہ کی پرورش میں خلل پڑ جاتا ہے۔ اسلئے ڈیڑھ اور دو سال تک کے بچہ کے واسطے دودھ سے بہتر کوئی غذا نہیں۔ اگر دودھ بچہ کو ناموافق بھی ہو تو اوسمیں لایم واٹر ملانے سے یہ قباحت دور ہو جاتی ہے۔

لایم واٹر یعنی چونے کا پانی بنانے کی ترکیب

ایک بڑی بوتل یا برتن میں ڈھائی سیر صاف پانی ڈالیں اور اس میں آدھی چھٹانک خشک قلعی یعنی پتھر کا چونہ ڈالکر منہ بند کر کر کچھ دیر تک خوب ہلاویں پھر اوسکو علیحدہ جگہ پر احتیاط سے رکھدیں اور دس بارہ گھنٹہ تک اوسکو نہ چھیڑیں تاکہ چونہ نیچے بیٹھکر صاف پانی اوپر آجاوے پھر اس صاف پانی کو دوسری بوتل میں بھر لیں۔ اسی کو فاسفینٹ آف لایم بھی کہتے ہیں۔ اسی پانی کو دودھ کے ساتھ استعمال کرنے سے دودھ ہاضم ہو جاتا ہے اس کی خوراک دودھ سے پسا حصہ چاہیئے۔ یعنی چونہ کا پانی ایک حصہ اور دودھ چھ حصہ ملا کر استعمال کرنا چاہیئے جب بچہ کے سامنے کے دانت نکل آویں تو اوسکو ڈبل روٹی اور دودھ دن میں دو تین مرتبہ دینا چاہیئے اور مان کا دودھ رفتہ رفتہ کم کر کر بچہ کی طاقت جسمانی کے موافق جلد یا بدیر چھوڑا دینا چاہیئے مگر یاد رہے کہ دو برس سے پہلے دودھ چھڑانے سے بچہ کمزور ہو جاتا ہے۔ اسلئے یہ مدت تو ضروری۔ مگر دودھ چھڑانا یا بڑھانا بعض وقت

ماں کی حالت صحت پر بھی منحصر ہے۔ اگر ماں کی صحت ٹھیک نہیں ہے تو بچہ کا دودھ ایک سال کی عمر میں ہی چھوڑا دیا جاوے اور مصنوعی غذا سے اوسکی پرورش کیجاوے اگر ماں کی تندرستی قابل اطمینان ہو مگر بچہ کمزور اور ناطاقت ہو تو دودھ بڑھانے میں جلدی نہ کریں بلکہ جہاں تک ممکن ہو دودھ پلانے کے وقت کو بڑھاویں اور اور دودھ بڑھانے کا لحاظ دانت نکلنے پر نہیں ہونا چاہیئے۔ دانتوں کے ظاہر ہونے سے معلوم ہوجاتا ہے کہ ابھی دانت نکلنے میں توقف ہے مگر عام قاعدہ یہ ہے کہ سال بھر کے اندر دانت نکل آتے ہیں۔ اور اسکے بعد ماں کا دودھ مقدار میں کم ہوجاتا ہے اور رفتہ رفتہ پرورش کی قابل نہیں رہتا۔ بس جسقدر دودھ کم ہوتا جاوے اوسیقدر خوراک دیتی جاویں۔ اسی طرح تدبیر کے ساتھ دودھ چھوڑانے اور مصنوعی غذا کا عادی بنادیں۔ بچہ کا دودھ یکایک چھوڑانے سے بچہ بیمار ہوجاتا ہے اسلئے اسکی تدبیر یوں کریں کہ جب سات مہینے کی عمر کو پہونچے تو گائے کا دودھ پانی ملا کر دن میں دو دفعہ دیا جاوے اور جسقدر عمر بڑھتی جاوے اسیقدر پانی کی مقدار کم کرتے جائیں چونکہ اراروٹ سے مناسب پرورش نہیں ہوسکتی۔ اسلئے وقتاً فوقتاً گاؤ کی یعنی پنجیری۔ لپٹا دینا مناسب ہے اور ماں کا دودھ صرف صبح و شام دیا جاوے تاکہ اوسکی دودھ کی خوراک گھٹ جاوے مگر خیال رہے کہ جب تک بچہ اٹھارہ مہینے کا نہوجاوے دودھ ہی اوسکی غذا ہونی چاہیئے اور اسکے سوائے اگر کوئی چیز دیجاوے تو سوجی اور چاول وغیرہ مناسب چیزیں ہوں مگر مٹھائی یا ترکاری یا زیادہ مصالحہ کا کھانا یا کچے پھل ہرگز نہ دیئے جاویں۔

جسم کی صفائی

بچہ کی ماں یا کھلائی کو لازم ہے کہ بچہ کو یہ بات ضرور سکھلاوے اور اوسکی عادت ڈالے کہ جب پاخانہ یا پیشاب کی حاجت ہو اوسیوقت اشارہ کردے تاکہ پیشاب پاخانہ معمولی وقت پر ہوا کریں اور کپڑے اور بستر خراب ہونے سے بچ جایا کریں اور چھوٹے بچوں کو پوتڑے اور دھریاں جو وقتاً فوقتاً پیشاب پاخانہ سے خراب ہوتی رہیں فوراً بدلدیجایا کریں۔

اور اون کو روزانہ دھو کر صاف و ستھرا کر دیا جایا کرے اور بچہ جوں جوں بڑا ہوتا جاوے صفائی کی عادت ڈالیں یعنی اوسکے منہ ہاتھ دھو کر کنگھی سرمہ لگاتی رہیں اور بچہ کا جسم یا پوشاک کو ہرگز میلا کچیلا نہ رہنے دیں اور چند ہفتہ کی عمر سے بچہ کو دن میں ایک مرتبہ گرم پانی میں نہلاتی رہیں جب بچہ ماہ کا ہو جاوے اور موسم اور وقت بھی گرم ہو اور بچہ بھی تندرست ہو تو رفتہ رفتہ ٹھنڈے پانی سے نہلانے کی عادت ڈالیں اور غسل دینے کے بعد بچہ کے جسم کو پشمینہ یا سوتی کپڑے یا تولیہ سے جلد جلد اور کسیقدر زور سے رگڑ کر پونچھیں کیونکہ اس سے بدن میں طاقت آتی ہے مگر خیال رہے کہ جس کپڑے یا تولیہ سے غسل کے بعد بدن کو پونچھا جاوے وہ بہت صاف ہونا چاہیئے ورنہ غسل کا نتیجہ بے سود ہوگا لیکن پیٹ بھرے پر غسل دینا نہایت مضر ہے اور اس سے بدہضمی پیدا ہو جاتی ہے۔

پوشاک

بچہ کا لباس بمقتضائے آب و ہوا یا موسم مختلف ہونا چاہیئے۔ چھوٹے بچوں کو سردی کی برداشت بہت کم ہوتی ہے اسلئے اُن کے جسم کو ہمیشہ کپڑے سے ڈھکا رکھنا ضروری ہے مگر کپڑے کا لحاظ موسم کے موافق یوں رہنا چاہیئے کہ جاڑوں کے موسم میں بچہ کی طاقت کی موافق گرم کپڑے یعنی پشمینہ یا روئی دار پہنائے جاویں اور چھوٹے بچہ کو معمولی ٹوپی کے بجائے اونی کنٹوپ اور کُرتے پہنائے جاویں جو بازاروں سے عام طور پر دستیاب ہو سکتے ہیں ان کے استعمال سے بچہ کا جسم ہوا سے بخوبی محفوظ رہتا ہے۔ سردی کے ایام میں ٹانگوں کو ننگا نہ رکھیں۔ ان کے کھلے رہنے سے بھی زکام کا اندیشہ ہے۔ گرمی کے موسم میں ململ یا تنزیب یا اور ایسے ہی باریک کپڑے کا کُرتا ہونا چاہیئے اور سر کی ٹوپی بھی ہلکے کپڑے کی ہو تاکہ سر کو ہوا لگے۔ لیکن بچوں کی ساری پوشاک ڈھیلی ڈھالی ہونی چاہیئے تاکہ ہوا کی آمد و رفت بخوبی ہوتی رہے۔ اور کوئی عضو پوشاک سے کسا ہوا نہو جس سے خون رُک کر دورہ کرے یا اوسکے ہاتھ پاؤں چلانے میں دقت ہو۔ چار پانچ سال کی عمر کے بعد اپنے ملک کے رسم و رواج کے

موافق لباس پہنانا چاہیئے۔ بچوں کے کپڑے کم از کم دن میں دو مرتبہ بدل دیئے جاویں۔ بچہ خواہ لڑکا ہو یا لڑکی ننگا نہ رکھیں اور لڑکی کا ننگا رکھنا تو بہت ہی معیوب ہے

تازہ ہوا اور ورزش جسمانی کی ضرورت

بچوں کو تازہ ہوا کی بہت ضرورت ہوتی ہے اسلئے ان کو ہمیشہ صبح شام گھر سے باہر لیجا کر ہوا خوری کراویں۔ لیکن اس میں بچہ کی طاقت اور موسم کا خیال ضروری ہے۔ یعنی کمزور اور ناتوان بچہ کو جاڑے کے موسم میں زیادہ سردی کے وقت باہر ہوا خوری کی غرض سے نہ بھیجیں اور برسات کے موسم میں چونکہ ہوا عام طور پر مرطوب اور مضر صحت ہوتی ہے۔ بچہ کو باہر میدان میں نہ لیجاویں اس سے بیماری پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ خاص گرمی کے موسم میں تازی ہوا کی بہت ضرورت ہے۔ اور جو بچے کہ ہوا خوری کے عادی ہوا کرتے ہیں ہمیشہ طاقتور اور تندرست ہوا کرتے۔ اون کے چہرہ پر رونق اور رنگت سرخی مائل ہوتی ہے اور جو بچے کہ ہمیشہ گھر کی چار دیواری کے اندر ہی پرورش پاتے ہیں اور کبھی باہر نہیں نکلتے وہ اکثر کمزور اور دائم المرض ہوتے ہیں اور انکا جسم لاغر ہو جاتا ہے اون کے چہرہ پر بد رونقی اور رنگت زردی مائل ہوتی ہے۔ اسلئے جہانتک ممکن ہو خیال رکھیں کہ بچہ کے رہنے کا کمرہ ہوادار ہو بچوں کے واسطے بھی مثل بڑوں کے صحت کو قایم رکھنے کی غرض سے ورزش بہت ضروری ہے۔ اس سے غذا بہت جلد ہضم ہوتی ہے۔ جو جزو بدن ہو کر جسم کو طاقت بخشتی ہے۔ پس جبتک کہ بچہ دوسروں کے اختیار میں رہے اوسکی ریاضت اس طرح ہونی چاہیئے کہ جب بچہ کئی دن کا ہو جاوے تو اوسکو اوٹھا کر دن میں دو تین مرتبہ نرم بستر پر چت لٹاویں تاکہ وہ ہاتھ پاؤں اپنی مرضی کی موافق چلا وے۔ یا اوسکو کلائی پر لٹا کر اوسی ہاتھ سے بچہ کے چوتڑ اور رانوں کو پکڑ لیں اور سر اور جسم کو اپنی چھاتی اور بازو پر رکھیں اور تا وقتیکہ وہ خود بیٹھنے کی قابل نہو جاوے اوسوقت یہی عمل کریں اور جب وہ خود بلا سہارے بیٹھنے لگے تو اوسکو فرش یا صاف زمین پر اوسکی مرضی پر چھوڑ دیں

تاکہ ہاتھ پاؤں مارے اور زور کرے اس سے اعضا میں طاقت بڑھے اور جلد چلنا پھرنا سیکھ جاوے اور اسیطرح رفتہ رفتہ اوسکی ٹانگوں میں طاقت پیدا ہوگی اور ہڈی مضبوط ہوتی جاوے گی تو وہ خود چارپائی یا کرسی کو پکڑ کر کھڑا ہونے کی کوشش کرے گا۔ مگر خیال رہے کہ جبرا بچہ کی مرضی کے خلاف ہاتھ پکڑ کر ہرگز نہ پھرانا چاہیے کیونکہ اس سے بڑا نقصان یہ ہے کہ عمر کی ٹانگوں کی ہڈی نرم ہونے کے سبب ٹانگیں خمدار ہو جاتی ہیں جو پھر کبھی تندرست نہیں ہوسکتیں۔ بچہ کو چلنا پھرنا سکھانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے وہ خود رفتہ رفتہ سیکھ جاتا ہے۔ اس لئے بچہ کو ہمیشہ اوسکی طبیعت پر چھوڑ دینا چاہیے۔ اسمیں خدا کی مصلحت ہے کہ بچہ اوسی قسم کی ریاضت کو پسند کرتا ہے جس سے کہ بدن میں طاقت آتی ہے اور اوسکا نشو و نما بخوبی ہوتا ہے

بچہ کا سونا

بچہ کے پیدا ہونے کے بعد تین چار ہفتہ تک سونے کا کوئی وقت نہیں ہوتا بلکہ شب و روز سوتا رہتا ہے اور صرف بھوک لگنے کے وقت پر جاگتا ہے۔ اسلئے بچہ کی نیند میں اوسوقت تک خلل نہ ڈالنا چاہیے اور خود جگانا نہ چاہیے اور کوئی شور و غل دھڑکا اوس جگہ نہونے دیں کیونکہ بچے اکثر ذرا سی آہٹ سے چونک پڑتے ہیں اور اس طرح بیمار بھی ہو جایا کرتے ہیں لیکن اس مدت کے بعد سے رفتہ رفتہ سونے کے وقت کا انتظام ضرور کرنا چاہیے اور جبتک اوسکی ماں زچہ خانہ میں رہے یعنی چالیس روز تک جسکو چلہ کہتے ہیں بچہ کو اپنے پاس سلانا چاہیے مگر اسکے بعد علیحدہ بستر پر دوسری عورت کے ساتھ اپنے پلنگ کے پاس سلانیکی عادت ڈالیں۔ مگر احتیاط رہے کہ دوسری عورت زیادہ بڈھی اور بیمار نہو۔ بچہ کی عمر کے مطابق رفتہ رفتہ اوسکا دن کا سونا کم کرتی جائیں یہانتک کہ دن میں دو تین گھنٹہ سے زیادہ نہ سلا دیں اور بچہ کو سوتے میں یکایک نہ اٹھاویں کیونکہ اس سے دماغ کو صدمہ پہنچتا ہے اور قلب زیادہ دھڑکنے لگتا ہے اور دماغ کی بیماری ہو جانے کا اندیشہ ہے پس مناسب ہے کہ اگر اٹھانے کی ضرورت ہو تو ایسی عمدہ تدبیر سے جگاویں کہ بچہ کی طبیعت کو ناگوار نہو۔ اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ بچہ سو رہا ہے اور بعض

کوتاہ اندیش عورتیں اوسکے مُنھ کو چومنے لگتی ہیں اور بچہ کی نیند میں خلل ڈالتی ہیں اس سے بھی بچہ کو بعض اوقات دماغی صدمہ پہنچ جاتا ہے اسلئے جہانتک ہوسکے بچہ کو سوتے سے ہرگز نہ جگاویں اور اوسکو اطمینان کے ساتھ سونے دیں۔

بچہ کی بیماریاں

بچہ کی بیماری کی خبر لینی چاہئے ورنہ بیماری بڑھ جانیپر علاج بھی مشکل ہوجائے گا۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ بچہ ہاتھ سے جاتا رہیگا۔ گو بچہ کی بیماری کی شناخت اور کیفیت معلوم کرنا بہت مشکل ہے جو عورتیں ہوشیار ہوتی ہیں اور غور سے بچہ کی حالت میں تبدیلی دیکھتی رہتی ہیں وہ بیماری پیدا ہونے سے پہلے ہی ہوشیار ہوجاتی ہیں اور اوسکا بند وبست عین وقت پر کرلیتی ہیں۔

ہمارے دستور ہے کہ جب بچہ کو بیمار دیکھتی ہیں عورتیں اپنا ہی علاج شروع کردیتی ہیں اور جبوقت اونکی دوا سے آرام نہیں ہوتا اور بیماری بڑھجاتی ہے تو حکیم کی تلاش ہوتی ہے۔ یہ بڑی بھاری غلطی ہے بلکہ مناسب ہے کہ بیماری شروع ہونے پر یا علامت مرض کے ہی ظاہر ہونے پر فوراً حکیم یا ڈاکٹر کی صلاح لیں اور اوسکے نسخہ اور تشخیص پر اپنی اصلاح نہ لگاویں۔ بعض چند معمولی بیماریوں کو ہم بیان کرتے ہیں تاکہ مرض آسانی سے سمجھ میں آجاوے اور حکیم یا ڈاکٹر دستیاب نہونے کی حالت میں بعض اعراض کا انسداد کرسکیں۔

واضح ہو کہ جب بچہ تندرست ہوتا ہے تو اوسکے پاخانہ کا رنگ زرد اور قوام پتلا ہوتا ہے اور اوس میں کوئی بو نہیں ہوتی اور دن میں دو تین مرتبہ پاخانہ پھرتا ہے اور پیشاب تو دو دو گھنٹہ سے بھی کم میں ہوتا رہتا ہے۔ لیکن متلی یا درد یا بیماری کی حالت میں پاخانہ کا رنگ اور قوام معمولی حالت سے بدلا ہوا ہوتا ہے اسلئے بچہ کے شکم کی بیماری کی شناخت یا تو اوسکے پاخانہ سے ہوتی ہے یا اوسکے حرکات اور سکنات اور غیر معمولی رونے چلانے سے ہوسکتی ہے پس ہم بیماری کی حالت اور اوسکی شناخت معہ علاج بتلاتے ہیں جنکا خیال رکھنا ضرور کسیوقت کام دیگا۔

لہ روک تھام ہے

درد شکم جب دیکھو کہ بچہ ٹھہر ٹھہر کر بہت زور سے چیخ کر رو اُٹھتا ہے اور پیٹ پر ہاتھ پھیرنے سے اوسکو آرام معلوم ہوتا ہے اور رونا بند ہو جاتا ہے تو بس معلوم کریں کہ اوسکے شکم میں درد ہے پس چاہئے کہ گلاب میں تھوڑا شہد ملا کر دن میں دو تین بار دیویں یا عرق الائچی مرکب قدرے گلقند کے ساتھ دیویں یا بچہ کی عمر کے موافق یعنی ایک ماہ اگر ہو تو ۴ ماشہ اور ایک ماہ سے تین ماہ کی عمر کے واسطے ۷ ماشہ کاسٹرائل کا جلاب دیں اور تھوڑا کاسٹرائل بچہ کے شکم پر بھی مل دیں تو بہت جلد فائدہ ہوگا۔

قبض۔ اس بیماری میں پاخانہ معمول سے کم ہوا کرتا ہے اور بعض اوقات بہت سفید پاخانہ آیا کرتا ہے یا پاخانہ کا رنگ پیلا ہو جاتا ہے اور اوسمیں بُو زیادہ معلوم ہوتی ہے اور ہاتھ گرم اور پاؤں سرد ہو جاتے ہیں اور کبھی ایک یا دونوں گال سُرخ ہو جاتے ہیں یہ بھی پیٹ کی بیماری یا قبض وغیرہ کی علامت ہے تو اسکا علاج اس طرح کریں کہ اگر بچہ مصنوعی غذا سے پرورش پاتا ہو تو اوسکے ساتھ لائم واٹر یعنی چونے کا پانی استعمال کریں الائچی خورد۔ پودینہ خشک۔ فلفل۔ مرچ سیاہ۔ نمک سیاہ برابر وزن میں لیکر باریک پیس رکھیں اور ۹ مہینے کے بعد تک ۳ رتی دودھ میں گھولکر شام کے وقت پلاویں یا اوسکے واسطے کریگرس پوڈر ایک رتی ماں کے دودھ میں دیں اور جبکہ بچہ کو پاخانہ بہت زور دیکر اور خشکی کے ساتھ آوے تو مناسب ہے کہ ایک ماشہ گندھک صاف شدہ کھلا کر اوپر سے گرم دودھ پلا دیں تو قبض اور خشکی رفع ہو جاویگی۔

اسہال۔ اس مرض کی علامت یہ ہے کہ بچہ کی بھوک بالکل مرجاتی ہے۔ اور اکثر حرارت اور اوسکا رنگ پھیکا اور زردی مائل ہو جاتا ہے دودھ کم پیتا ہے یا پیتے ہی قے کر دیتا ہے کبھی معدہ میں درد کی شکایت ہوتی ہے۔ اکثر قے یا دستوں میں جما ہوا دودھ نکلتا ہے یا بار بار ترش یا بدبودار ڈکاریں آتی ہیں۔ دست بدبودار سبزی مائل آتے ہیں۔ یہ مرض اکثر غذا میں بے احتیاطی کے سبب بدہضمی سے ہوتا ہے یا دانتوں کے نکلنے کے زمانہ میں اکثر لاحق ہوتا ہے اسلئے تاوقتیکہ بچہ کی خوراک کا بندوبست نکیا جاوے دوا سے کچھ فائدہ نہوگا۔ اور دودھ پلانے والی کی غذا کی زیادہ دستی اور احتیاط کی

ضرورت ہے۔ جس بچہ کا ہاضمہ بگڑ گیا ہو اوسکی خوراک کم کر دینی چاہیے یعنی تھوڑا تھوڑا چند بار کھلاویں کہ جس سے معدہ کو بار نہ پہونچے۔ اگر قے زیادہ آتی ہو تو دودھ میں چونے کا پانی ملا کر استعمال کرائیں۔ گو دستوں کا کثرت سے جاری رہنا خطرہ سے خالی نہیں ہے مگر اتنا خیال رہے کہ دستوں کو یکایک بند کرنا ہرگز مناسب نہیں بلکہ رفتہ رفتہ ہلکی قابض دوا دیجاوے اور جب ایسی دوائیوں سے بند نہوں تو زیادہ قابض دوا استعمال کرنی چاہیے بچوں کے معمولی دست روکنے کے لئے کمپونڈ چاک پوڈر جو اکثر انگریزی دوا فروشوں سے تیار ملسکتا ہے بہت مفید ہے۔ اگر گھر پر تیار کر لیا جاوے تو بہت ارزاں پڑتا ہے اسکی خوراک دو ڈھائی رتی سے لیکر تین چار رتی تک بچہ کی عمر کے موافق ٹھنڈے پانی میں ہر دست کے بعد دینا چاہیئے۔ جسکا نسخہ یہ ہے نسخہ دارچینی چار جز۔ جائفل تین جزو زعفران تین جزو۔ لونگ ڈیڑھ جزو۔ الائچی سفید ایک جزو۔ قند سفید پچیس ۲۵ جزو۔ ان سب کا ایک ثلث یعنی قریب بارہ جزو کے چاک یعنی کبریا یا پھول کھری۔ ان سب دواؤں کو علیحدہ کوٹ چھانکر ایکجا کریں اور کپڑچھن کر کر ایک بوتل میں بھر کر مضبوط ڈاٹ لگا کر رکھ چھوڑیں اور وقت ضرورت استعمال میں لاویں۔ اور جب بچہ کو بہت دفعہ پتلے پانی کی مانند پھٹے ہوئے دست آویں تو ضرور اسکو پیٹ کا خلل ہے۔ ایسی حالت میں اکثر کاسٹر ایل کا ایک جلاب دینے سے بھی بچہ کو آرام ہو جاتا ہے اگر جلاب سے آرام نہو تو دودھ کے ہمراہ تھوڑا تھوڑا چونے کا پانی دینا چاہیے۔ اکثر بچے دستوں کے روگی ہوا کرتے ہیں یعنی اون کو ہمیشہ یہ بیماری لگی رہتی ہے تو ایسے دستوں کے واسطے طوطیا کا استعمال سب سے عمدہ ہے یعنی طوطیا ایک رتی۔ کیکر کا گوند چار رتی دونوں کو باریک پیسکر ۲۰ پوڑیاں بنالیں اور ایک ایک پوڑیہ دن میں تین مرتبہ پانی کے ذریعہ سے کھلاویں۔ اگر بچے کے دستوں کا رنگ سیاہ یا خاکی ہو اور دست بھی پتلے ہوں اور اون میں کھٹی بو آتی ہو تو کمپونڈ چاک پوڈر کے ساتھ ایک اور پارہ سے تیار کیا ہوا کھریا کا سفوف تھوڑا تھوڑا دیں اور تا دفعہ پاخانہ اصلی حالت پر نہو جاوے برابر دیتی رہیں۔ یہ سفوف اسطرح تیار کریں کہ پارہ ایک جزو۔ چاک یعنی پھول کھری دو جزو

خوب کھرل کریں یہاں تک کہ پارہ کھربا میں ملکر ایک ذات ہو جائے تو شیشی میں بند کر کر احتیاط سے رکھدیں۔ اسکی خوراک موافق عمر کے ایک رتی سے دو رتی تک ہے۔

دودہ ڈالنا۔ اکثر بچوں کی عادت ہوا کرتی ہے کہ ماں کا دودہ پیکر فوراً تھوڑی دیر بعد قے کر دیتے ہیں جسکو دودہ ڈالنا کہتے ہیں۔ ایسی حالت میں چونہ کا پانی دودہ میں ملا کر دینا سب سے عمدہ علاج ہے۔

نفخ یعنی اپھارہ شکم۔ یہ بیماری ریح یا بدہضمی کے سبب ہوا کرتی ہے یہ مرض اکثر بُرے قسم کا دودہ دینے یا بھوک سے زیادہ غذا دینے یا ماں کے دودہ کے سوا اور دودہ یا غذا کھلا دینے کے سبب پیدا ہوا کرتا ہے اسکے ساتھ اگر قبض بھی ہو تو تارپین کا تیل ۶ بوند اور کاسٹر ایل ۱۲ بوند۔ سونف کے عرق میں ملا کر ایک ایک گھنٹہ کے بعد دینے سے رفع ہو جائیگا۔ اور سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ بچہ کے پیٹ کو ماں کی طرف پھیر دیا جاوے تاکہ وہ ماں کی گود سے دبے یا روئی یا فلالین کے کپڑے کو خوب گرم پانی میں ڈبو کر نچوڑیں اور تھوڑا تارپین کا تیل قریب پندرہ بیس بوند کے لگا کر بچہ کے پیٹ کو چند مرتبہ سینکیں یا ٹکور کریں۔ یاد رہے کہ کپڑا اسقدر گرم ہو کہ بچہ کو اوسکی برداشت ہو سکے۔ اگر قبض نہو تو کاسٹر ایل دینے کی کچھ ضرورت نہیں۔ صرف تارپین کے تیل کی ایک بوند سونف کے عرق میں دیتی رہیں۔ یا چاء کے چمچہ کی برابر سونے کا عرق دس یا پندرہ بوند مصری سے شیریں کر کر تھوڑی تھوڑی دیر بعد دیں۔

مڑوڑا یا پیچش۔ جب کوئی بچہ چیختا یا چلاتا ہو اور اپنی ٹانگیں اوپر کو اوٹھاتا ہو اور اوسے بخار بھی ہو تو سمجھ لینا چاہئے کہ اوسکو مڑوڑا ہو گیا ہے عموماً ایسی حالت میں معدہ بھرا ہوا اور سخت نظر آتا ہے۔ ممکن ہے کہ اوسکو قے بھی شروع ہو جاوے اور پاخانے کی رنگت سبز ہو جاوے یا قے اور دست دونوں ساتھ شروع ہو جاویں یہ بھی اکثر دانتوں کے نکلنے میں یا نامناسب غذا اور بدہضمی۔ کرم شکم پیچش اور دہشت وغیرہ کے سبب سے ہوا کرتا ہے ایسی حالت میں کاسٹر ایل کا جلاب بہت مفید ہوتا ہے۔ اگر پیچش ہو اور اوسکے ہمراہ خون بھی ہو یا جیسے اکثر بچوں کو خون کے دست آنے لگتے ہیں

اور بچے نہایت کمزور ہو جاتے ہیں۔ تو اسکے واسطے لاڈنم کی پچکاری کرنا اور بجالت بار بار قے آنے معدے کے مقام پر رائی کا پاسٹر لگانا مفید ہے۔ لیکن سب سے عمدہ اور زیادہ مجرب دوا اسکے واسطے کلوروڈائین ہے اسکی شیشی دس بارہ آنے کو دوا فروش کی دوکان سے مل سکتی ہے۔ اسکی خوراک تین چار بوند سے لیکر بچہ کی طاقت اور عمر کی موافق پندرہ بوند تک رفتہ رفتہ پانی کے ساتھ دیسکتے ہیں۔ اس کو دن میں دو مرتبہ دینا چاہیے کیسے ہی خون کے دست آتے ہوں چار پانچ روز میں بچہ تندرست ہو جاوے گا۔ بارہا آزمودہ ہے۔

کرم شکم۔ تین قسم کے کیڑے بچوں کو تکلیف دیتے ہیں یعنی ایک دھاگہ کی مانند جنکو چنونے کہتے ہیں۔ دوسرے گول کیڑے یعنی کدو دانے۔ تیسرے فیتہ نما کیڑے جنکو کیچوے بولتے ہیں۔ اسکی علامت یہ ہے کہ ہاضمہ درست نہیں رہتا۔ رات کو بیچینی رہتی ہے۔ اکثر بچے دانت رگڑتے یا پیستے ہیں۔ پاخانہ کے مقام پر ہاتھ بار بار لیجاتے ہیں بھوک بہت لگتی ہے اور پیٹ پھولا رہتا ہے کبھی اوپر کا ہونٹ سوجھ جاتا ہے کبھی قبض اور کبھی دست لگاتے ہیں۔ بچہ سوتے میں اکثر وقت چونک اٹھتا ہے اور آنکھیں کھلی رہتی ہیں۔

چنونے۔ چنونے چھوٹے کیڑے مثل دھاگہ کی ہوتے ہیں۔ انکا طول ایک انچہ تک ہوتا ہے اور بہت تیزی سے پاخانے کے مقام پر پھرا کرتے ہیں۔ ایسی حالت میں صبح کے وقت ایک خوراک کاسٹرائل دیجاوے اور غذا بہت ہلکی ہو۔ شام کے وقت صابن کو گرم پانی میں گھولکر پاخانے کے مقام کو دھونا چاہیئے۔ پھر ایک چمچہ معمولی نمک آدہ پاؤ پانی میں گھولکر کپڑا تر کرکر بتی بنا دیں اور اندر رکھیں۔ دو تین روز تک اسی طرح کیا جائے یا یونانی نسخہ کہ گھی ملاکر پاخانے کے مقام پر لگاتی رہیں یا بنولے کا تیل اسی مقام پر لگا دیں۔

کدو دانہ۔ ان کی شکل عام زمینی کیڑوں کی سی ہوتی ہے مگر ان کا رنگ سفید ہوتا ہے۔ ان کے علاج میں ہر صبح کے وقت کاسٹرائل کی ایک خوراک دیجاوے اور کم مقدار

خوراک اور زود ہضم دینا چاہیئے اور ایک خوراک کاسٹرایل پھر رات کے وقت دیجاوے اس طرح پر کیڑے خالی ہو جاویں گے اور سینے بوڑین پوڈر ۳ یا ۴ گرین خالی معدے پر صبح کو دیجاوے۔ ایک ہی خوراک میں اکثر آرام ہو جاتا ہے۔ اگر ضرورت ہو تو ہر دوسرے یا تیسرے دن دیجاوے۔ اور برگ آڑ وگھونٹ کر پلانا بھی مفید ہے۔

کینچوے۔ یہ چپٹے لمبے ملے ہوئے ہوتے ہیں۔ بعض اوقات ان کی لمبائی ۳ فٹ تک ہوتی ہے۔ اونکا گول سر مثل پھن کے ہوتا ہے۔ ان کیڑوں کا اکثر حصہ باہر نکل جاتا ہے مگر جب سر اندر رہجاتا ہے تو مرض کو آرام نہیں ہوتا۔ یہ کیڑا بھر بڑھ جاتا ہے۔ اسکا علاج اس طرح کرنا چاہیئے کہ دوا قاطع کرم دینے سے چند روز پہلے تھوڑی ترکاری خصوصاً کیکہ اور آلو دیجاوے اسکے بعد دو اونس یعنی پانچ تولہ انار ترش کی چھال لیکر آدھ سیر پانی میں جوش دیں جب نصف رہجائے تو چھال نچوڑ کر علیحدہ کر دی جاوے اسمیں سے ایک ایک چمچہ نہار منھ برابر دیا جاوے اسی طرح ایک ایک خوراک آدھ آدھ گھنٹے بعد چار دن تک دیجاوے۔ اگر دست نہ آویں تو ایک خوراک کاسٹرایل کی دیجاوے غالباً دستوں کے ساتھ سب نکلجاوینگے۔ اور اس مرض میں آڑو کھانا اور اوسکے پتے گھونٹ کر دو تین روز تک پینا مفید ہے۔ بڑی عمر کے بچوں کے لئے عمدہ اور یقینی علاج ہے۔ یعنی ایک حصہ تارپین کا تیل اور دو حصہ کاسٹرایل دینا چاہیئے۔ مگر غذا سے تین گھنٹے بعد دینا مناسب ہے۔ اور غذا شوربا ہونی چاہیئے۔ اور مریض کو آرام دیا جاوے ایسی بیماری میں نمک کا استعمال روزانہ ہونا چاہیئے اور مٹھائی کا استعمال قطعی ترک کیا جاوے۔ اور تمام ترکاریوں کو پکنے سے پہلے صاف پانی میں دھو کر اچھی طرح پکایا جاوے تاکہ خام نہ رہیں اور پینے کا پانی بھی صاف رکھا جاوے۔

دانت نکلنا۔ جب بچہ کے دانت نکلنے کا وقت آوے تو اوسکی احتیاط کسقدر چاہیئے کریں۔ کیونکہ دانت نکلنے کی حالت میں اکثر بیماری طول بھی پکڑ جاتی ہے جسکو بچہ برداشت نہیں کر سکتا۔ اسلئے جب یہ علامتیں شروع ہوں یعنی منھ سے رال کا بہنا۔ پیاس کا زیادہ محسوس ہونا۔ دست یا قے ہونا۔ بچہ کا اپنی انگلیوں کا چبانا وغیرہ تو اسوقت سے

زیادہ اور کھلی ہوئی ہوا میں رکھیں اور کبھی کبھی زمین پر چھوڑیں تاکہ وہ محنت کرے اور زیادہ کھانا نہ کھلا دیں۔ بلکہ ایسی حالت میں بچوں کو دودھ کے سوا اور کوئی غذا نہ دیں۔ مگر بچہ کی خواہش کی مطابق پانی تھوڑا تھوڑا پلاتی رہیں تاکہ مُنہ ٹھنڈا رہے۔ دستوں کو بند کرنا نقصان دیتا ہے۔ البتہ کثرت کو روکدینا چاہئے۔ اکثر بچوں کے پانچویں چھٹے مہینے سے دانت نکلنے لگتے ہیں۔ دودھ کے دانت کل بیس نکلتے ہیں یعنی دس نیچے اور دس اوپر۔

دانت نکلنے کے زمانہ میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے کیونکہ اُسوقت بچوں کا معدہ کمزور ہوتا ہے۔ کھانے میں کوئی اور شے سوائے دودھ یا صابو دانہ یا کھچڑی کے اور کوئی ثقیل یا دیرہضم نہ دینا چاہئے۔ اکثر عورتیں بچوں کو کھلونے کے طور پر سخت چیز لکڑی کی موٹھیا وغیرہ چوسنے کو دیدیتی ہیں جس سے بچوں کے مسوڑے سخت ہوکر دانت تکلیف سے نکلتے ہیں۔ دوسرے دانتوں کی نوکیں گرجاتی ہیں۔ دانت کند نکلتے ہیں۔ پس ایسی چیز کبھی ہاتھ میں نہ دینی چاہئے۔ البتہ کوئی ربڑ کی شے دینا بہتر ہے اور بچہ کا انگوٹھا سب سے بہتر ہے۔ ورنہ ایک اُنگلی کی برابر ملیٹھی لیکر کسیقدر پانی میں بھگو کر نرم کردیں اور ہاتھ میں دیدیں تاکہ ہاضمہ کو فائدہ دے۔ درد کی حالت میں مسوڑوں کو آہستہ آہستہ ملنا بھی آرام دیتا ہے اور کبھی کبھی نمک اور شہد کی مالش کرنا بھی مفید ہے ایسے وقت میں بچہ کا سر صبح و شام سرد رکھیں۔ اسفنج پانی میں بھگو کر سر پر پھیرتی رہیں لڑکے کے گلے میں سیپ لٹکانا بالخاصیت مفید ہے۔ اکثر اوقات تکلیف بچوں کو مسوڑوں کے تن کر سخت ہو جانے سے ہوتی ہے اس لئے اون کو اچھی طرح چیر دینے سے ساری تکلیفیں کافور ہو جاتی ہیں اور دانت فوراً آسانی سے نکل آتے ہیں بعضے والدین سمجھتے ہیں کہ اس طرح بچوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ اسلئے وہ مسوڑوں کا چروانا کبھی گوارا نہیں کرتے ہیں۔ یہ اون کی سراسر غلطی ہے۔ نشتر لگوانے میں کبھی خوف نہ کرنا چاہئے نشتر اوس مقام پر لگایا جاوے کہ جو مسوڑا اوبھرا ہوا ہو اور تنکر چمک رہا ہو۔ اس طرح کوئی تکلیف نہیں پہونچتی۔ بلکہ بچہ کو آرام معلوم ہوتا ہے۔ اور نشتر نہ دینے کی حالت میں

بچوں کو سخت تکلیف اوٹھانی پڑتی ہے۔ بعض اوقات کمزور اور نڈھال ہوکر تشنج وغیرہ تک نوبت پہونچ جاتی ہے۔

کان کے امراض۔ کان کے واسطے موکی کے سبز پتوں کا عرق نیگرم شہد میں ملاکر ٹپکانا مفید ہے۔ اگر ورم ہو اور زرد رطوبت نکلتی ہو تو رطوبت کو دو تین روز تک بند نہ کریں۔ تاکہ زرد پانی نکلکر صاف ہوجاوے۔ پھر عورت کا دودہ شہد میں ملاکر کان میں ٹپکاویں اور زخم صاف کرنے کی تدبیر کریں۔ پچکاری کے ذریعہ نیم[1] کے پانی میں شہد ملاکر دھوئیں۔ مور کے پر اور کاغذ سوختہ اور کنگن دہول یا پھٹکری مفرد یا مرکب کان میں پھونکیں تاکہ خشکی پیدا ہوجاوے۔

ورم بُن گوش۔ جسکو ہندی میں کرفل کہتے ہیں غلبہ خون کی وجہ سے اگر ہو تو جونک گدی پر لگانا مفید ہے اور جَو کا آٹا آب کشنیز میں حل کرکے لیپ کرنا یا نرسی بابونہ مغز خیار سبز مکوہ سبز یا کشنیز سبز کے پانی میں گھس کر لیپ کرنا بھی مفید ہے۔

زکام ونزلہ۔ اس بیماری میں دودہ پلانے والے کو بہت احتیاط کرنی چاہیے۔ کہ سرد پانی نہ پیئے اور سرد تر میوے اور کھٹی چیزیں نہ کھلاوے بلکہ مٹھائی سے بھی پرہیز رکھا جاوے۔ بچہ کے سر کو اونی کپڑے یا فلالین کے کپڑے سے ڈھکے رکھیں سرد ہوا میں باہر نہ نکالیں۔ اور زکام کی دوا دودہ پلانے والی اور بچہ دونوں کو دیجاوے

کالی کھانسی۔ کالی کھانسی بھی مرض متعدی ہے عموماً بچوں کو اکثر ہوا کرتی ہے اول معمولی زکام کے ساتھ کھانسی شروع ہوکر ایک ہفتہ کے بعد کالی کھانسی ہوجاتی ہے۔ کھانسی بعض بعض بدپرہیز بچوں کو چھ ماہ تک رہتی ہے۔ اس لئے بچوں کو کھانسی ہونے پر بہت زیادہ احتیاط کراویں۔ جبکہ یہ جڑ پکڑ لیتی ہے تو سانس کھنچکر آنے لگتا ہے اور سانس میں ایک خاص آواز خرخراہٹ کی پیدا ہوجاتی ہے۔ اور جب اسکی شدت ہوتی ہے تو دن میں تیس تیس مرتبہ اوٹھتی ہے اور کھانسی کے ساتھ اکثر قے بھی آجاتی ہے۔ غرض سخت تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اسمیں بہت پرہیز کی ضرورت ہے اور بعد صحت کے بھی چھ ماہ تک پرہیز کرنا چاہئے۔ اسکے تین درجے ہوتے ہیں اسکے پہلے ہی درجے میں اگر کافی احتیاط

[1] نیم کے پتوں کو جوش دیکر ۱۲۔

ہوجاتی ہے تو شدت رُک جاتی ہے۔ اسلئے بدپرہیزی کا خیال رہے۔ اور لباس گرم پہنایا جاوے۔ غذا بہت سادی اور ہلکی ہو اور معمولی زکام کا نسخہ دیا جاوے اور دوسرے درجے میں تین ریزے پھٹکری تھوڑے پانی میں گھولکر ہر چار گھنٹہ کے بعد مریض کو تھوڑا تھوڑا دیا جاوے۔ کھانسی سے وقفہ ہونے کے درمیان میں اگر بلغم اسقدر بڑھجاوے کہ سانس لینا دشوار کردے تو ایک خوراک قے آور دوا یعنی ورنم اپیکا پونے تین ماشہ گرم پانی میں کسیقدر شہد ملاکر بچہ کو پلاویں قے ہونے سے چھاتی پر کا بلغم جما ہوا نکلجاویگا اور بہتر یہ ہے کہ قے لانے سے پیشتر بچہ کے پیٹ اور چھاتی پر سرسوں کا تیل بھونج پتر کا تیل ہموزن ملاکر اور بارہ بوند تارپین کے تیل کے ڈالکر نرم ہاتھ سے مالش کریں اور رات کو گرم پانی سے نہلانے سے بھی اکثر آرام ہوتا ہے جسوقت کھانسی اوٹھے تو بچہ کی پیٹھ ایک ہاتھ سے اور پیشانی دوسرے ہاتھ سے تھام لینی چاہیئے۔ بلغم جسقدر نکلے اوسکو صاف کرکر بچہ کی پیٹھ اور سینہ نرم ہاتھ سے آہستہ آہستہ دبایا جاوے اور تیسرے درجے میں جب زیادہ کمزوری ہو تو مقویات بھی استعمال کرائی جاویں مثلاً کونین وغیرہ اگر کھانسی خشک ہو تو لعوق سپستاں استعمال کرنے سے تری پیدا ہوجاوے گی۔ یہ نسخہ سب قسم کی کھانسیوں کو مفید ہے۔ ملیٹھی مقشر۔ کتیرا۔ صمغ عربی۔ نشاستہ۔ مصری مساوی کوٹ چھانکر چنے کی برابر گولیاں بنالیں۔ بچہ کو آدھی گولی دودھ میں حل کرکر چند بار دیں اور جو کھانسی تر ہو اور بلغم بھی آتا ہو تو کاکڑاسینگی کوٹ چھانکر گاؤزبان کے لعاب میں گولیاں سیاہ مرچ کی برابر بناکر صبح شام ایک ایک کھلائیں۔ بلغمی مزاج بچوں کے واسطے کاکڑاسینگی کا سفوف کرکر شہد میں ملاکر چٹانا بہت فائدہ دیتا ہے۔ مرض رفع ہوجائیگا اور طاقت و فربہی بھی حاصل ہوتی ہے۔

پسلی پھڑکنا۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کھانسی بخار کی حالت میں بچہ کی پوری خبرگیری نہیں ہوتی اور ٹھیک علاج نہونے کے سبب یہ مرض طول پکڑجاتا ہے اور اسمیں پسلی مارنے اور پھڑکنی کی بیماری ہوجاتی ہے جسکو ڈبہ کہتے ہیں اور عورتیں نمونیا یا ہوک کہتی ہیں اس مرض کے واسطے لازم ہے کہ کاسطرائل کا جلاب دیں۔ ایلوا۔ برگ پیاز کوٹ کر

اپنی ماں کی گود سے ایک منٹ کو علیحدہ ہونا گوارا نہیں کرتا۔ ان ہی علامات سے بیماری کی تمیز ہو جاتی ہے اور ذرا بڑے بچہ کی بیماری کی اس طرح شناخت ہوتی ہے کہ اوسکی بھوک بند ہو جاتی ہے۔ کھیل کود کی طرف طبیعت نہیں مائل ہوتی۔ غیر معمولی صندا ور ہر وقت پڑے رہنے کی خواہش پیدا ہو جاتی ہے۔

بچہ کی بیماری کی شناخت یہ ہے کہ جب سوتا ہو تو بغور دیکھنا چاہیئے کہ اوسکے سانس کی آمد و رفت بہ نسبت جاگنے کے کچھ کم ہے یا زیادہ۔ کیونکہ بخار کی حالت میں سانس تیزی سے اکثر چلا کرتا ہے مگر جس حالت میں کہ ایک اوسکے ہونٹھ ایک دوسرے سے علیحدہ ہوں تو یہ شناخت زیادہ پیچینی اور پیاس یا سینہ کی سورش کی ہے۔ صحت کے زمانے میں سونے کی حالت میں بچہ پورے طور پر آرام میں ہوتا ہے۔ اس لئے خواب میں کروٹیں بدلنا۔ تیزی سے دم لینا۔ چونک پڑنا۔ حرارت کا محسوس ہونا بچہ کی بیماری کی علامتیں ہیں۔ خیال رہے کہ تندرستی کی زبان صاف خفیف زردی مائل ہوتی ہے اگر زبان خشک اور سفید یا سیاہی مائل ہو تو ضرور کوئی بیماری ہے۔

حصہ سوم

معاملات دنیاداری

پہلا باب

خانہ داری

تجھے کبھی اس بات کو سوچا ہوگا کہ ماں باپ اور ساس سسرے سے علیحدہ ہو کر نیا گھر بنا کر دنیا میں کیونکر زندگی بسر کرنی چاہئے۔ اس کے واسطے اول یہ خیال ضروری ہے کہ دنیا میں مردوں اور عورتوں کے متعلق کون کون سے کام ہیں۔ یہاں ہمیں مردوں کے متعلقات سے کچھ بحث نہیں۔ اگرچہ دنیا میں سب سے بھاری بوجھ مردوں کی ہی گردن پر ہوتا ہے۔ کس لئے کہ کھانا۔ کپڑا اور روزمرہ کے خرچ کی سب چیزیں روپیہ سے حاصل ہوتی ہیں بلکہ کوئی دھندا ایسا نہیں جو بغیر روپیہ اپنے مرضی کی مطابق ہو سکتا ہو۔ تم دیکھتی ہو کہ روپیہ کیسی سخت محنت و مشقت سے کمایا جاتا ہے۔ اور روپیہ پیدا کرنیکے واسطے مردوں کو کیسی کیسی تکلیفیں اٹھانی پڑتی ہیں۔ اب یوں کہنا چاہئے کہ باہر کے سب تعلقات مردوں کی سپرد ہیں۔ پس اندر کے کل کام دھندے عورتوں کے ذمہ ہونے چاہئیں۔ گو اسمیں شک نہیں کہ انتظام امور خانہ داری کوئی آسان کام نہیں ہے بلکہ بڑا کٹھن امر ہے اسکے واسطے بڑی ہوشیاری اور لیاقت درکار ہے جو ہر عورت میں نہیں ہوتی اور اس وجہ سے بعض بڑے بڑے گھروں میں بھی خانہ داری کے کاموں میں سلیقہ نہونے کے سبب گھر میں ایک قسم کی نحوست اور بے رونقی برستی ہے اور ایسا اکثر اسوجہ سے ہوتا ہے کہ ہمارے ہندوستان میں بعض شریف گھرونکی بیبیاں صرف سونے جاگنے اور کھانے پینے میں اپنی زندگی کے دن بسر کرنا ہی اپنا کام

اُم الصبیاں - یہ بیماری اکثر بچوں کو ہوجایا کرتی ہے اور حقیقت میں ایک خوفناک بیماری ہے۔ اکثر قبض کے رہنے اور پتھری گردہ میں پیدا ہوجانے یا شکم کے اندر کرم پیدا ہوجانے یا دانتوں کی تکلیف سے یہ بیماری پیدا ہوتی ہے۔

اسکی علامتیں یہ ہیں کہ بچہ اس طرح پر پڑا رہتا ہے کہ گویا سوتا ہے۔ آنکھیں آدھی کھلی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ اکثر منھ سے کف آتا ہے۔ ہاتھ پاؤں ٹیڑھے ہوجاتے ہیں آنکھ کا گوشہ اکثر اوپر کی طرف کھنچ جاتا ہے۔ ہاتھوں کی مٹھیاں بندھ جاتی ہیں۔ کبھی تمام بدن پھڑکنے لگتا ہے۔ بچہ کا سانس تکلیف سے آتا ہے جب شدت کا دورہ ہوتا ہے تو دماغ میں تشنج پیدا ہوتا ہے۔ جب ایسی علامتیں پائی جاویں تو بچہ کو گرم پانی میں بٹھانا اور سر پر سرد پانی چھوڑنا چاہیئے کاسٹر ایل اور روغن تارپین کا جلاب مفید ہے اگر بچہ کے جسم میں خون کی زیادتی ہو تو بعض موقع پر کنپٹی پر جونکیں لگاتے ہیں۔ اگر دستوں کے بعد بھی یہ علامتیں باقی رہیں تو **لاڈنم** کی پچکاریں پانی میں ملاکر چار چار گھنٹہ کے بعد لگاویں اور سر کو آب سرد سے تر رکھیں۔ قبض ہونے دیں یونانی طب میں جند بیدستر کا گھسکر پلانا سنگھانا اور کانوں کے اندر ڈالنا اور ثابت گلے میں ڈالنا مفید ہے اور عود صلیب کا لٹکانا اور گھسکر پلانا بھی فائدہ رکھتا ہے۔ بعض عود صلیب نر اور مادہ زرد ہاگے میں باندھ کر گلے میں ڈالتے ہیں۔ اس مرض میں عصارہ ریوند ایک چاول اور نیل بڑی نصف چاول کھلا دینا بہت عجیب نسخہ ہے۔

چیچک - یہ بیماری متعدی ہے۔ اپنے بچوں کو اسکی بیماری والے گھر میں ہرگز نہ جانے دینا چاہیئے۔ اسکی علامات یہ ہیں اول بخار آتا ہے لرزہ بھی معلوم ہوتا ہے کبھی قے بھی آتی ہے اور کمر میں درد محسوس ہوتا ہے۔ اکثر دو دن تک یہ حالت رہتی ہے۔ اور تیسرے روز چیچک کے سرخ دانے اول چہرہ پر پھر رفتہ رفتہ نیچے پہنچ جاتے ہیں۔ اسکا اس طرح علاج کریں کہ بیمار کو ہوادار مکان میں رکھیں اور کپڑے ہلکے استعمال کرائیں۔ غذا کھچڑی یا چاول پیچ۔ دودھ۔ اروٹ دیں اور پینے کے واسطے لیموں کا رس اور پانی حسب خواہش دیں اول پھنسیوں پر سرکہ اور پانی ملاکر سپنج سے دھوئیں۔

اور پھر چاولوں کا باریک پسا ہوا آٹا اوپر سے چھڑکیں اور ایک مرتبہ روزانہ ناریل کے تیل میں لیموں کے پانی کو ملا کر ضرور مالش کر دیا کریں۔ تاکہ چیچک کے گہرے نشان جسم پہ نہ رہنے پاویں۔ جس وقت خشک ہونے شروع ہوں تو گرم پانی سے غسل مفید ہے۔ اور بیماری کی حالت میں آنکھوں کو خوب چند مرتبہ دھوتے رہیں۔ اگر ضرورت ہو تو مرہم لگاویں۔ اسکے متعلق چند ہدایتوں پر عمل کرنا مفید ہے۔

۱۔ اس بیماری کا ٹیکا ایجاد ہو چکا ہے جو بہت ہی مفید ثابت ہوا ہے۔ اور ہندوستان میں سرکاری طور پر ہر جگہ لگایا جاتا ہے۔ اس ٹیکے کے استعمال سے کوئی گھر خالی نہ رہنا چاہئے۔ کم از کم دو تین سال تک متواتر لگوانے سے ہرگز یہ بیماری نہیں ہوتی۔ اگر کسی میں زیادہ مادہ موجود ہو تو شاید کسیقدر نمودار ہو جاوے مگر زور نہیں ہوگا نہ خطرہ ہوتا ہے۔ ٹیکہ جسطرح بچہ کو مفید ہے اوسیطرح جوان کو بھی مفید ہے۔ اسکے ٹھکے سے گو بچہ کو بعض اوقات کسیقدر تکلیف ہوتی ہے۔ مگر یاد رکھو کہ جسقدر ٹیکہ اچھا اوٹھے گا اوسیقدر اوسکا فائدہ زیادہ ہوگا۔

ٹیکہ لگوانے سے کبھی خوف نہ کرنا چاہئے۔ اگر ٹیکا اچھی طرح نہ اوٹھے تو پھر لگوانا بہتر ہے اس ٹیکے سے چیچک کے مادے کا زور گھٹ جاتا ہے۔ ۲۔ جس شخص کے ٹیکا نہ لگا ہو وہ بیمار کے پاس نہ جاوے۔ اور بچوں کو تو ہرگز نہ جانے دیں۔ ۳۔ چیچک کے چھلکے نا وقتیکہ سب نہ اتر جائیں بیمار کو باہر نہ جانا چاہئے۔ ۴۔ بیماری کے موسم میں بچوں کو مصفی خون اشیاء کا استعمال کراویں جیسے شاترہ چراتا کا عرق۔ عناب کا شربت۔ دودھ پلانے والی کو اسکا استعمال چاہئے اور مٹھائی اور گوشت وغیرہ سے پرہیز کریں۔ اور بیوقت ہوا میں باہر نہ پھریں۔ ۵۔ دودھ پلانے والی کو چار تولہ ناریل یعنی کھوپرہ ایک ہفتہ تک ایسے موسم میں کھلانا بہت مفید ہے۔ اگر بچہ سیانا ہو تو لڑکے کو اس کا ضرور استعمال کرائیں۔

واضح ہو کہ جب شیر خوار بچہ بیمار ہو جاتا ہے تو اوسکا ہنسنا مسکرانا بند ہو جاتا ہے اور اوسکے چہرے سے وہ پہلی خوشی کے آثار کافور ہو جاتے ہیں۔

پہلو یعنی پسلی پر لگاویں۔ دیگر۔ سپستاں۔ گل بنفشہ۔ عناب۔ تخم خطمی۔ تخم خبازی۔ برگ گاؤزبان۔ اصول السوس متقشر۔ تھوڑی تھوڑی لیکر جوشاندہ تیار کرکر مصری ملاکر تھوڑی تھوڑی دیر بعد پلاویں دیگر۔ ایک چاول برابر عصارۂ کیوند دودہ میں گھولکر دینا بہت مفید ہے دیگر گوبوچن جسکو گائے روغن بھی کہتے ہیں نصف چاول کی برابر ماں کے دودھ میں بہت فائدہ دیتا ہے۔

پیشاب کا سرخ ہوجانا۔ جب دیکھو کہ بچہ کا پیشاب سرخ ہے تو سمجھ لو کہ اوسکو یا تو کچھ نہ کچھ بیماری ہے یا کوئی بیماری ہونے والی ہے۔ اگر جلدی علاج نہ کیا جاوے تو بخار آجاویگا یا پیشاب میں تیزی بڑھکر بچہ کے پیشاب کی جگہ میں جلن بچہ کو بہت تکلیف دیگی جسوقت پیشاب میں جلن شروع ہوا کرتی ہے تو بچہ پیشاب کی جگہ کو ہاتھ سے کھینچنے لگتا ہے۔ اسکا سب سے عمدہ علاج یہ ہے کہ ببول یعنی کیکر کے گوند کے باریک ٹکڑے کرکے ایک صاف اور باریک کپڑے میں پوٹلی باندھکر بھگو دیں اور ایک رات دن بھیگا رکھیں۔ پھر اوس پانی میں مصری ملاکر تھوڑا تھوڑا دو تین روز تک پلاویں۔ غذا بہت ہلکی زود ہضم دیں۔ مگر مقدار میں بہت کم دیجاوے اور دودھ کم کرکے ساگو دانہ یا ارارروٹ پانی میں ہلکا پکاکر دیں۔ **پیشاب میں سفیدی۔** بعض بچوں کو پیشاب کرنے کے بعد یا درمیان یا شروع میں سفیدی آیا کرتی ہے۔ ایسے بچہ کے جسم میں کبھی طاقت نہیں آتی۔ دن بدن کمزور نظر آتا ہے۔ ایسی سفیدی اکثر ہاضمہ کی خرابی سے خارج ہوا کرتی ہے۔ اسلئے معدے کی درستی کا علاج کریں قبض نہونے دیں دودھ کے ہمراہ لایم واٹر[1] دیں۔ صبح کے وقت تھوڑا ٹھنڈا پانی دینے سے بھی ہاضمہ بڑھ جاتا ہے۔

بستر پر پیشاب کردینا۔ اکثر بچوں کو بیماری ہوجایا کرتی ہے کہ بستر پر سوتے میں پیشاب کردیا کرتے ہیں اسکے لئے یا[2] گرین نوسادر رات دن کی خوراک کے بعد دینا چاہیے۔ ایک ہفتہ استعمال کراکے دو تین روز کو ترک کردیں تاکہ پیچش نہونے پاوے۔ اس طرح پر ایک ہفتہ دیں۔ پیشاب کرتے وقت میٹھ کی ہڈی پر تھوڑا

[1] یعنی چونے کے اوپر کا پانی [2] سے چار یا پانچ رتی تک۔

پانی ٹھنڈا ڈالنا بھی مفید ہے۔

منھ آنا۔ یہ بیماری اکثر دودھ یا غذا کے موافق نہ آنے سے یا دودھ پلانے والی کے کوئی چیز گرم تیز استعمال کرنے سے ہو جایا کرتی ہے۔ نسخہ دانہ الائچی خورد۔ کتھ سفید۔ کباب چینی۔ طباشیر۔ سب کو مساوی کوٹ چھان کر سفوف بنالیں اور چند مرتبہ زبان پر چھڑکیں دیگر۔ کاغذ سوختہ۔ دانہ الائچی خورد۔ پھٹکری بریاں۔ کتھ سفید پیسکر تھوڑا تھوڑا زبان پر چھڑکیں۔ دیگر۔ گاؤزباں سوختہ۔ کتھ سفید ہموزن باریک پیسکر زبان پر چھڑکیں

آشوب چشم۔ جب کسی بچہ کی آنکھیں چپک جاویں یا دُکھنے لگیں تو بہتر ہے کہ خوشبودار گرم اور چرب غذا سے پرہیز کریں اور ماں کے دودھ میں روئی بھگو کر آنکھوں پر رکھیں اور کان میں ٹپکاویں۔ لڑکے کے واسطے لڑکی کی ماں کا دودھ اور لڑکی کے واسطے لڑکے کی ماں کا دودھ دینا مفید ہے۔

احوال چشم یعنی بھنگاپن۔ یہ بیماری ایک تو مرگی کی وجہ سے ہوتی ہے اسلئے مرگی کا علاج کریں۔ دوسرے اکثر ایسے بھی ہوتی ہے کہ دودھ پلانے والی بچہ کو ایک ہی جانب لٹا کر دودھ پلاتی ہے اس طرح بچہ کی ایک آنکھ پر زیادہ زور پڑنے پڑتے آنکھ ٹیڑھی ہو جاتی ہے اسکا علاج ابتدا میں ہو سکتا ہے یعنی جو آنکھ بھنگی ہو گئی ہو اور جس طرف کو ٹیڑھی ہو اوسکی دوسری طرف کوئی تیز چمکدار چیز رکھدیں یا اوطرف چراغ روشن کر دیں تا کہ بچہ اوسکی طرف تکلیف سے دیکھے تو اس سبب سے آنکھ کی پتلی ٹھیک ہو جاوے۔

تالو کا بیٹھ جانا۔ یہ حالت بچہ کی کمزوری کی علامت ہے یعنی تندرست بچہ کا تالو سر کی برابر ہو گا۔ اور حرکت صاف طور پر معلوم ہوتی رہے گی۔ لیکن جسقدر بچہ کو کمزوری بڑھتی جائے گی خواہ دستوں کی وجہ سے ہو یا کسی اور سبب سے اوسیقدر بچہ کا تالو نیچے بیٹھ جاوے گا۔ اس بیماری میں انگریزی دوا اسپرٹ آف ایمونیا ایرومیٹک چار بوند ٹھنڈے پانی میں ملا کر دیتے رہنا مفید ہے اور آب کدو یا آملہ پانی میں گھسکر روغن گل اور زردی بیضہ میں ملا کر چوٹی پر لگاویں۔

سمجھتی ہیں اور خانہ داری کی ذمہ داریوں سے محض بے خبر رہتی ہیں۔ یا اون کو اس قسم کی بالکل لیاقت ہی نہیں ہوتی۔ ایسی حالت میں گھر کا انتظام یا تو مردوں کے متعلق ہوتا ہے یا نوکر وغیرہ کھاتے پیتے اور چین کرتے ہیں۔ گھر لٹو یا رہو مگر بی بی کو کچھ مطلب نہیں۔ بلکہ گھر کے نفع نقصان کو اپنا نفع نقصان ہی نہیں سمجھتیں۔ ایسی حالت میں میاں اور بیوی کے دلوں میں ایک دوسرے کی ہمدردی کس طرح پیدا ہو سکتی ہے اور اگر گھر کی بی بی لایق اور خوش سلیقہ ہے تو گھر ہی مرد کے واسطے گویا جنت کے نمونے سے کم نہیں۔ کیونکہ میاں صبح کا نکلا ہوا شام کو گھر پھرتا ہے تو دن بھر کی محنت و مشقت کے باعث ضرور ایک قسم کی کوفت و تھکن ہوتی ہے تو اسوقت اگر اپنا گھر باقاعدہ سلیقہ اور تمیز کے ساتھ درست ہے تو اوسکے اندر داخل ہوتے ہی میاں کا دل ضرور باغ باغ ہو جاتا ہے اور دن بھر کی کدورت دم بھر میں رفع ہو جاتی ہے۔ مگر افسوس ہے کہ ایسی عورتیں بہت کم ہیں جو مردوں کی خوشدلی کا خیال رکھتی ہوں اور اون کے حقوق پورے طور پر ادا کرتی ہوں۔ اگر عام طور پر اس بات کا خیال ہو جاوے تو اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہر گھر میں امن و امان کی بدولت رونق ہوگی۔ اور ہر چیز میں برکت ہوگی۔

ضروری سامان

اکثر جگہ پر عورتوں کے متعلق صرف خانہ داری کے کام دھندے ہی نہیں ہوتے بلکہ مردوں کی طرح عورتیں بھی گھر کی چار دیواری کے اندر بیٹھی بیٹھی عزت کے ساتھ طرح طرح کی محنت مزدوری کر کے روپیہ کماتی ہیں۔ مثلاً رفو کا کام یا تاکشی کرنا یا سلمہ ستارہ ٹانکنا یا زردوزی کامدانی چکن بنانا۔ جرابیں۔ گوٹہ۔ کمربند۔ نواڑ بُننا۔ یا سلائی سینا۔ یہ سب ایسے کام ہیں جو عورتیں بہت عمدہ طرح سے کر سکتی ہیں۔ اور جس جگہ ایسا دستور ہے کہ گھر میں عورتیں اور باہر مرد محنت کر کے روپیہ کماتے اور اپنی اولاد کے لئے اندوختہ جمع کر لیتے ہیں وہ ہمیشہ خوشحال اور فراخ دست باعزت رہتے ہیں۔ لیکن جس گھر کے آدمی محنت مزدوری کرنے کو اپنا ننگ و عار سمجھتے ہیں اور گھر اسقدر سہارا نہیں ہوتا تو خواہ مخواہ اون کو دوسروں کا دست نگر ان رہنا پڑتا ہے جو بڑی ذلت کی بات ہے یاد رکھنا چاہیئے کہ اپنی قوت بازو سے محنت کر کر

روزی حاصل کرنا کوئی عیب کی بات نہیں ہے۔ اپنے کام کے واسطے اپنے اوپر تکلیف گوارا کر کر روکھی روٹی کھا لینا دوسروں کے بے محنت پلاؤ قورمہ سے بہت اچھی ہے۔ شریف عورتیں وہی ہیں جو جائز طریقہ کی محنت کو ناجائز طریقہ کے آرام سے بہتر سمجھتی ہیں اور اپنی عزت و آبرو کو دوسروں کی دولت سے ہزار جگہ زیادہ خیال کرتی ہیں۔ جس گھر کی عورتیں روپیہ حاصل کرنے کو مزدوری کرنا عیب سمجھتی ہیں یا کاہلی اور سستی کی وجہ سے اپنے ہاتھ پاؤں ہلانا اپنی تکلیف کا باعث سمجھتی ہیں اور صرف مردوں کی کمائی پر تاک لگائے بیٹھی رہتی ہیں تو اون کو اتنا تو ضرور چاہیے کہ اپنی عقل اور سلیقہ کے ساتھ مردوں کی کمائی سے اپنے گھر کا انتظام اس طرح کریں اور ایسی خوش تدبیری سے خرچ اوٹھائیں کہ اپنی عزت و آبرو پر کوئی حرف نہ آنے پاوے اور کفایت شعاری کے ساتھ کھانا پکانا سینا پرونا۔ اور ضروری متفرق باتوں کا لحاظ رکھنا چاہیے اور خیال رہے کہ ضرورت کے وقت گھر کی سب ضروری چیزیں ہر وقت مہیا رہیں کہ اگر وقت ناوقت کوئی مہمان آن اترے تو اوسکی خاطر تواضع کے واسطے کسی چیز کی خاطر پریشانی دوسروں کے سامنے نہ اوٹھانی پڑے۔ مثل مشہور ہے "گھر کی مرغی دال برابر" واقعی ٹھیک ہے کیونکہ خیال کرو کہ جو چیز گھر پر موجود ہوتی ہے خواہ وہ قیمتی ہی کیوں نہو ضرورت کے وقت مفت کوڑیوں کے مول معلوم ہوا کرتی ہے۔ عام قاعدہ ہے کہ امیر ہو خواہ غریب ہر وقت پیسہ کسی کے پاس نہیں رکھا رہتا۔ گھر کی رکھی ہوئی چیز سے پوری آسائش ملتی ہے۔ اور گھر اوسی کو کہتے ہیں کہ ہر چیز ضرورت کے موجود ہو۔

ہر سال فصلی چیزیں فصل کے وقت ضرورت کے موافق سب اکھٹی ضرور منگا لینی چاہئیں مثلاً۔ ہلدی۔ دھنیا لہسن پیاز وغیرہ اور اناجوں میں کھانے کا اناج۔ ہر قسم کی دالیں اور چاول وغیرہ اور ترکاریوں میں میتھی پالک کا ساگ آلو اور اروی اور ان کے علاوہ نمک تیل گھی۔ کھانڈ۔ املہ وغیرہ ہر چیز وقت مناسب پر ضرور خرید کر لو۔ اور بعض چیزیں ایسی بھی ہونگی جنکا روزانہ بازار سے آنا ہی بہتر ہے۔ مثلاً گوشت اور بعض ترکاریاں حسب خواہش ضرورت کے موافق بازار سے روزانہ آسکتی ہیں۔ جو لوگ زمینداری یا

کاشتکاری پیشہ ہیں وہ فصل پر اسکا انتظام کرسکتے ہیں۔ اور جو لوگ نوکری پیشہ ہیں وہ ماہوار تنخواہ ملنے پر اور مزدوری پیشہ بیچارے اپنی مزدوری میں سے تھوڑا تھوڑا روزانہ بچاکر ایک رقم بنالیں اور مہینہ چھ مہینے کا ضرور بندوبست کرلیں۔ اس طرح انتظام میں ہر روز کا فکر نکرنا پڑے گا۔ اور طبیعت کو اطمینان رہے گا اور یاد رکھو کہ جو چیزیں اکھٹی جمع ہوسکتی ہوں اون کو اکھٹا خرید کرکے اپنے گھر میں مہیا رکھنا کفایت شعاری کا ایک عمدہ اصول ہے۔ اس کے علاوہ ہر چیز میں برکت اور گھر میں رونق رہے گی۔ اور سلیقہ شعاری میں یہ باتیں بھی شامل ہیں کہ جو نوکر گھر کے کام کاج کرتے ہیں اونکی بخوبی نگرانی کیجاوے تاکہ سب اپنے اپنے کام سے ہوشیار رہیں اور یہ روزانہ کام درست اور سلیقہ سے ہوا کرے چوری چھپوری جو اکثر گھر کی بی بی کے بے خبر رہنے سے ہوا کرتی ہے نہونے پاوے۔ ابھی تک اس بے پرواہی سے بہت سے گھر لیٹے ہیں اور یہ وہی گھر ہیں جہاں اصیلیں دائیں وغیرہ ہی گھر کا سب کام کرتی ہیں بلکہ مالک بنی ہوئی ہیں سال بھر کے خرچ سے زیادہ اناج گھر میں بھر دیا ہے لیکن ابھی نصل دور ہے اور اناج کی ہائے ہائے شروع ہوگئی۔ یہ کوئی نہیں پوچھتا کہ کس طرح خرچ ہوا اور وقت سے پہلے کیوں ختم ہوا۔ اصیلوں کی چوری مشہور ہے۔ انکی نگرانی کرکے چوری پکڑلینا بڑی ہوشیاری میں داخل ہے۔ عقل کی تو یہ بات ہے کہ ایسے لوگوں کا اعتبار قطعی نہ کیا جاوے۔ اور اگر چوری ہونے کے بعد کیا گیا تو کیا ہوا۔ گو امانت دار نیک چلن نوکر ملنا خواہ مرد ہو یا عورت بہت محال ہے۔ لیکن حتی الامکان نوکر دیانتدار اور امانتدار کی تلاش اور اوسکا امتحان بہت ضرور ہے اور باوجود امانتدار ثابت ہونے کے بھی گھر کی بی بی کا فرض ہے کہ اوس سے کام بہت ہوشیاری کے ساتھ لیا کرے اور بازار سے جو چیزیں منگائی جاویں وہ گھر آکر اپنے سامنے تول جوکھ لیجاویں اور پکانے کی جنس خود اپنے سامنے تول کر دیجایا کرے۔ جو چیزیں پکیں اون کو بھی خود باورچیخانے میں جاکر یا تو اپنے آپ پکائی جاویں۔ ورنہ اون کی دیکھ بھال اور نگرانی بذات خود کرنی چاہیے اسمیں ایک فائدہ تو یہ ہے کہ آپ نمک مرچ کا بمزہ نہوگا اور کھانا اپنی حسب مرضی ملیگا۔

دوسرے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس طرح کی نگرانی سے کسی چیز کی چوری نہونے پاوے گی یا کسی قسم کا مالی نقصان جو اکثر نوکروں کی بد دیانتی کی بدولت اوٹھانا پڑتا ہے نہ پہونچے گا مگر یہ فائدہ اوس وقت میسّر ہوسکتا ہے کہ گھر کی بی بی غرور کی شان کو دماغ سے نکالکر گھر کے کام دھندے اور دیکھ بھال کو عیب نہ سمجھے ورنہ بستر پر بیٹھے بیٹھے تو کوئی کام حسب منشا درست نہیں ہوسکتا۔

قرض کی عادت

جو عورتیں کم عقل بے سلیقہ اور پوہڑ ہوتی ہیں اونکے خرچ کا کوئی اندازہ نہیں ہوتا اور اون کا گھر ہمیشہ بے انتظامی اور بے تمیزی کی حالت میں دکھلائی دیتا ہے کوئی چیز وقت پر مہیا اور موجود نہیں نکلتی۔ ایسے گھر میں جب کوئی شخص غیر یا مہمان آجاتا ہے تو اس وقت سوائے پریشانی اور شرمندگی کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ گھر کرنے کے یہ معنی ہیں کہ گھر کی ضرورت کی کل چیزیں —— موجود ہوں نہ کہ سرائے کے مسافر کی طرح ہر چیز وقت پر بازار سے خرید کیجائے۔ ایسی عورتوں کا اکثر یہ قاعدہ ہوا کرتا ہے کہ جب کبھی بازار سے کوئی شے منگانے کی ضرورت ہوا کرتی ہے تو کاہلی اور سستی کے باعث اپنی جگہ پر سے نہیں ہلتیں اور باوجود روپیہ پیسہ موجود ہونے کے بھی خواہ مخواہ بازار سے سودا قرض منگالیتی ہیں۔ اس طرح بازار سے قرض منگانا بڑی ذلت کا کام ہی نہیں ہے بلکہ بڑا بیہودہ پن ہے۔ ذرا غور کرو کہ جب گھر میں روپیہ پیسہ موجود ہو اور ہر طرح کی آسائش خدا نے دے رکھی ہو پھر کیوں دوسروں کے آگے ہاتھ پھیلا دیں۔ سوائے دام دیں اور پھر بھی احسان کا احسان سر پر رہے اس لئے اسکا بندوبست کرنا بہت ضروری ہے۔ اسمیں چند قباحتیں پیدا ہوتی ہیں۔ اول تو قرض میں ہمیشہ مال کم ملتا ہے کیونکہ دوکاندار بھی سمجھ لیتا ہے کہ میرے قرض کے دباؤ ہونے کے سبب ضرور مجھسے ہی خریدینگے۔ دوسرے قرضخواہ جب جی چاہتا ہے تقاضے کے واسطے سر پر آن چڑھتا ہے جو بعض اوقات بہت ہی ناگوار معلوم ہوتا ہے۔ تیسرے نوکر چاکر یا جو آدمی سودا لاتے ہیں ضرور بیچ میں بے ایمانی کرکے خورد برد کرتے ہیں۔ دو پیسہ کی چیز کے بجائے ایک

پیسہ کی ہی بھڑاتے ہیں۔ اسلئے مال تو کم پلّے پڑتا ہے اور روپیہ زیادہ سر پر پڑتا ہے۔ ایسے گھروں میں روپہ پیسہ ہی نہیں رہتا بلکہ گھر کی کسی چیز میں برکت نہیں ہوتی۔ اور قرضہ لینے کی عادت پڑجانے کے سبب آخر میں اسکا نتیجہ بُرا اوٹھانا پڑتا ہے اور سوائے پچھتانے اور افسوس کرنے کے کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ پس غور کرو کہ جب ہم اپنا پیسہ خرچ کریں تو کیوں مال کم لیں اور دوسروں کا تقاضا اور احسان مُفت خرید لینا کیسی بڑی حماقت اور ذلت ہے۔ اسواسطے نقد کا معاملہ ہمیشہ کھڑا اور عمدہ ہوتا ہے اور اس میں فائدہ یہ ہے کہ جہاں مال عمدہ سے عمدہ حسب خواہش نظر پڑا اور کفایت دیکھی وہاں سے ہی خرید لیا نہ کسی کا احسان اور نہ منّت۔ قرض کی عادت پڑجانی خواہ امیر ہو یا غریب بہت بُری ہے۔ اس کی بُرائیاں فوراً نہیں معلوم ہوا کرتیں نتیجہ کچھ دنوں کے بعد نکلتا ہے۔ ایک وقت اگر نہو تو نہ کھانا بہتر ہے حتی الامکان قرض سے بچنا ہی بہتر ہے۔ یہ وہ بُری بلا ہے کہ جان و مال دونوں کی دشمن ہے کسی نے سچ کہا ہے کہ مرض تھوڑا بھی بہت سمجھنا چاہیئے۔ اسکے قایم رہنے سے جان و مال کی تباہی ہے۔ اکثر عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ خواہ مخواہ بلاضرورت یا ذرا سی ضرورت کے واسطے یا اپنی زبان کے چٹورپنے کی وجہ سے فوراً آپس میں ایک دوسرے سے قرض لیتی ہیں۔ دوسرے احسان اوٹھانا کوئی بڑی بات نہیں سمجھتیں یہ بات بڑی بُرائی میں داخل ہے۔ یاد رکھو کہ تاوقتیکہ ایسی مجبوری درپیش نہو کہ جس کے دفعیہ بغیر اپنی جان و مال یا آبرو میں فرق آتا ہو۔ کبھی قرض کا خیال مت کرو۔ اگر ضرورتاً لیا جاوے تو ہر وقت اوسکو یاد رکھنا چاہیئے اور تاوقتیکہ پوری پوری ادائگی نہو جاوے اپنے عیش و آرام کو ترک کرکر تکلیف گوارا کرنا مناسب ہے ورنہ اس کا نتیجہ ضرور پشیمانی اور ذلت ہوگا۔

آمد و خرچ

اگر تمہاری آمدنی اور خرچ کا کوئی اندازہ مقرر نہیں ہے اور ایسی حالت ہے کہ جس وقت جس چیز کو جی چاہا منگا لیا اور پیسہ موجود نہیں ہے تو جھٹ قرض لے لیا اور مزے سے گلچھرّے اوڑائے۔ تو یاد رکھو کہ یہ زبان کا ذائقہ اور چٹورپن صرف تھوڑی دیر کا ہے جو کبھی پھر یاد بھی نہ آوے گا

لیکن ایک دن وہ ضرور آئے گا کہ تمکو اس زبان کی بدولت ہزار ذلت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اور اپنے عزیز و قریب کی نگاہوں میں حقیر و خوار ہو گی۔ آدمی وہی ہے جو دور اندیش ہو اور آیندہ ہونے والی بات کو پہلے سے سوچکر اوسکا انتظام مناسب کرے اسلئے تمکو چاہیئے کہ اپنی آمدنی اور خرچ کا اندازہ مقرر کر لو۔ مثل مشہور ہے کہ جتنی چادر اوڑھنی اتنے ہی پاؤں پھیلائے یعنی جسقدر آمدنی ہو ویسا ہی خرچ ہونا چاہیئے خرچ کا آمدنی سے کرو نہ کہ سرمایہ سے اور جسقدر تمہاری آمدنی اور خرچ ہو اوسکو قلمبند کر لو مگر اس کے لئے کم سے کم حساب میں تقسیم مرکب تک ضرور سیکھنا چاہیئے گو اسقدر جان لینا کچھ دشوار نہیں ہے صرف ایک دو سال کی محنت ہے اور پھر عمر بھر اسکے سبب سے بڑی آرام و آسائش پہونچے گی۔ کیونکہ خانہ داری کا کام بھی بغیر اسکے چلنا دشوار ہے اگر تم اپنے گھر کے اخراجات لکھتی رہو گی تو تمکو اپنی آمدنی اور خرچ کا اندازہ ٹھیک معلوم ہو جائیگا پھر اسپر ذرا سی توجہ کرنے سے کفایت شعاری کا عمدہ طریقہ سیکھ جاؤ گی جبوقت روزانہ اخراجات میں کفایت شعاری کے خیال سے سب ضرورتوں اور خرچوں کو خیال کر کے اگر غور کرو گی کہ کتنا صرف ہوا اور اسمیں اگر کوئی کمی کیجاوے تو اوس سے کچھ تکلیف تو نہو گی۔ اس طرح تمکو اپنے مناسب اخراجات کا اندازہ ٹھیک معلوم ہو جاوے گا اور اس طرح تم فضول خرچیوں کو بھی چھوڑنے لگو گی۔ اور اپنے لئے کچھ پس انداز کر سکو گی جو تمہارے اڑے وقت میں کام آوے گا۔ کیونکہ شادی غمی کے ہزاروں خرچ لگے رہتے ہیں۔ دنیاداری اسی کے معنی ہیں۔ سو طرح کے کھٹراگ ہوا کرتے ہیں اور بعضے خرچ ایسے ہوا کرتے ہیں کہ دفعتاً سر پر آن پڑتے ہیں۔ اگر ایسے وقت میں پیسہ پاس نہیں ہے تو سخت مصیبت اٹھانی پڑتی ہے خواہ مخواہ قرض لینا پڑتا ہے اور جنکے پس انداز نہیں ہوتا اون کا قرض ادا ہونا بہت دشوار ہو جاتا ہے۔ قرض بری بلا ہے اور اسی قرض کی بدولت سیکڑوں دولتمند مفلس اور گھر سے بے گھر ہو کر ذلیل و خوار ہو جاتے ہیں۔ اسلئے یاد رکھنا چاہیئے کہ گھر کی بی بی کو روزانہ خرچ میں کچھ نہ کچھ پس انداز کرنا لازمی ہے اور اس پس انداز سے ضرورت کی اور متفرق چیزیں خریدنے کے علاوہ کنبہ برادری کا لین دین اور دس

طرح کے بکھیڑے ہوا کرتے ہیں جو کوئی شمار قطار میں نہیں ہوتے وہ سب عمدہ طریقہ سے نبھ سکتے ہیں اور وقت پر پریشانی اوٹھانے کی ضرورت نہ پڑے گی۔ روزانہ خرچ کے لکھنے سے ہر مہینے کے شروع میں تخمینہ کرکے سب ضرورت کی چیزیں جنکا اکھٹا خریدنا ممکن ہے ضرور خرید لینا چاہیئے اور اس ذخیرہ میں سے روزانہ خرچ کا ایک خاص اندازہ کر لینا چاہیئے۔ اسکے واسطے یہ بہتر ہوگا کہ ایک نقشہ ماہواری یا ہفتہ وار مرتب کر لیا جاوے اور اسمیں ضروری ضروری روزانہ خرچ کی چیزیں درج کر دی جاویں اور ہفتہ بھر کے کھانوں کی فہرست تیار کرکے اوسکے مطابق کارروائی کرتے رہے۔ اس انتخاب سے یہ ضرور فائدہ ہوگا کہ روزانہ ادلنے بدلنے سے خرچ کی کمی بیشی ہوگی اور تم کو اوسکا نفع معلوم ہونے لگے گا اور فضولیات بند ہو جاوے گی۔ دل میں ضرور خیال پیدا ہوگا کہ کچھ نہ کچھ پس انداز ہوا کرے۔ پس اس طرح تمکو آرام و آسائش اور لطف و اطمینان سے زندگی بسر کرنے کا طریقہ آجاویگا۔

کفایت شعاری

کفایت شعاری خانہ داری کے واسطے بہت ضروری چیز ہے اس کے معنی یہ نہیں کہ اپنے اوپر تکلیف گوارا کرکے اور کھانے پینے میں کمی اور ضروری اخراجات بند کرکے خرچ بچایا جاوے اور اس طرح روپیہ جمع کیا جاوے۔ اس طرح کی روش کو ہم بخل یعنے کنجوسی کہتے ہیں اور اسکے برخلاف یعنی گھر کے روزمرہ کے خرچ کی چیزوں میں ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا۔ اور بلاضرورت ہر چیز کا شوق کر لینا یا ادنے خرچوں میں سیر چشمی اور دریا دلی دکھانے کو ہم فضولخرچی کہتے ہیں۔ پس یاد رکھو کہ فضولخرچی اور کنجوسی کے درمیان چلن سے کفایت شعاری مراد ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ روزمرہ کے خرچ میں پایہ اعتدال سے قدم آگے نہ بڑھے اور یہ درمیانی حالت ایسی ہے کہ اسپر کسی قسم کا اعتراض نہیں آسکتا۔

مناسب اور بیجا خرچ کی شناخت اسطرح ہو سکتی ہے کہ جب کوئی چیز خریدنی منظور ہو تو اوسوقت یہ سوچنا چاہیئے کہ اگر وہ چیز گھر میں نہ ہوگی تو اوس بغیر کوئی ہرج ہے یا نہیں۔ اگر اوسکے نہ ہونے سے واقعی کوئی دقت ہے یا تکلیف ہے تو سمجھ لو کہ وہ چیز ضروری ہے

اور اور اُسکا خریدنا نامناسب نہوگا۔ اگر کوئی ہرج یا تکلیف نہیں ہے تو ضرور یہ چیز فضول ہے اور ایسی چیز کا خریدنا فضولخرچی میں داخل ہے بلکہ روپیہ کو ضائع کرنا ہے۔ اسوقت بیوی کو اول تو یہ خیال کرنا ضروری ہے کہ شوہر کس محنت و شقت سے روپیہ کماتا ہے اسلئے کہ جو روپیہ محنت و تکلیف برداشت کرکر جان کھپا کھپا کر حاصل کیا جاوے اوسکو ویسے ہی دردمندی سے صرف کرنا چاہئے۔ دوسرے یہ سمجھنا بڑی عقلمندی اور ہوشیاری کی علامت ہے۔ کہ دنیا میں روپیہ بہت بڑی چیز ہے۔ اس سے انسان کی عزت و آبرو ہوتی ہے اور تم خود بھی دیکھتی ہوگی کہ غریب آدمی کی کوئی عزت نہیں کرتا اور جسقدر امیر دولتمند ہوتا ہے اوسکی اوسی قدر ہر جگہ قدر و منزلت ہوا کرتی ہے۔ ورنہ غور کرو کہ غریب اور امیر کی حالت میں پھر کیوں اسقدر فرق ہے وہ کون عضو ہے جو غریب میں نہیں اور امیر میں زیادہ ہے؟ نہیں یہ بات نہیں انسان انسان سب یکساں ہیں یہ عزت اوس شخص کی نہیں ہے بلکہ روپیہ کی ہے اسلئے یاد رکھو کہ روپیہ کی عزت کرنا گویا اپنی عزت و قدر بڑھانا ہے اور اپنی آسائش و آرام کا ایک ذریعہ ہے۔ کفایت شعاری کے لحاظ سے گھر کی بی بی کو ہر چیز کا حساب کتاب رکھنا لازمی ہے۔ تمکو گھر کا انتظام کرتے ہوئے اتنا ضرور دھیان رکھنا چاہئے کہ تمھاری ذات کا خرچ نہ تو کل گھر کے خرچ سے بڑھجاوے نہ کمانے والے کے خرچ سے زائد ہو۔ گھر کے انتظام کرنے والی کو اس بات کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے ورنہ گھر کے انتظام کی ابتری سنبھالے نہ سنبھلے گی۔

فی زمانہ فضولخرچی کا بازار ہر جگہ گرم ہے۔ ادنی اور کمینہ لوگ بھنگی چمار تک بھی اب وہ لباس پہنتے ہیں جو درمیانی درجے کے لوگ استعمال کرتے ہیں پھر شریف اور رذیل میں کس طرح تمیز ہوسکتی ہے۔ یا تو شریف بیش قیمت لباس پہننا اختیار کریں مگر اون میں اسقدر استطاعت نہیں رہی۔ یا کم درجہ کا لباس استعمال کریں مگر اسکو بھی اون کی حیثیت اور شرافت اجازت نہیں دیتی۔ ایسی حالت میں ہمارے نزدیک یہ ایک بڑی بھاری بیوقوفی ہے کہ اپنی حیثیت کی جانچ نہ کرکے یہ خیال کرلینا کہ فلاں

عورت جو ہمسے کم استطاعت[1] رکھتی ہے ایسا اچھا لباس اور زیور پہن رہی ہے تو ہم اوسکی برابر یا اوس سے زیادہ کیوں نہ پہنیں۔ یاد رکھو کہ مالدار اور بڑے لوگوں کی بہو بیٹیوں سے ملکر اون کی حرص کرتے لگنا گویا اپنے آپ کو تباہ کرنا اور اپنی جگ ہنسائی کروانا ہے کیونکہ عام قاعدہ ہے کہ اپنی مرتبہ اور حیثیت سے کم درجہ کی زندگی کا طریق یا چلن اختیار کرنا کنجوسی اور پستی میں داخل ہے۔ اور اسیطرح اپنی حیثیت سے بڑھکر بڑے لوگوں کی حرص کرنا علاوہ فضولخرچی کے اپنا اوچھاپن جتاتا ہے۔ گو ایسے لوگوں کے منھ پر کچھ نہ کہا جاوے مگر پیٹھ پیچھے لوگ ضرور اون کو انگشت نما کرتے اور ہنسی اوڑاتے ہیں۔ اگرچہ فضولخرچیاں ہمیشہ ہر زمانے میں ہوتی آئی ہیں لیکن اس زمانے میں آرام طلبی اور عیش پسندی کے طرح طرح کے سامان زیادہ ہوتے جاتے ہیں جنکی درحقیقت کچھ بھی ضرورت نہیں ہوتی اسلئے اون کی طلب میں پڑنا محض زندگی خراب کرنا اور آخر نتیجہ میں بدنامی اٹھانا ہے۔ انسان وہی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو عاقبت اندیشی اختیار کرے کیونکہ موت و زندگی کا کچھ اعتبار نہیں ہے اور صحت و بیماری بھی انسان کے دم کے ساتھ لگی ہوئی ہے ہر حال میں ایسا طریقہ اختیار کرنے کی ضرورت ہے جس سے کہ اپنی آسائش کے علاوہ اپنی اولاد کی عزت کا بھی باعث ہو۔ جس کی بہتری دین و دنیا دونوں جگہ ظاہر ہے

صفائی ستھرائی

خانہ داری میں صفائی کی عادت کیا بلحاظ حفظان صحت اور کیا بلحاظ آرائش گھر کے واسطے بہت ضروری ہے۔ بعضی بیوقوف اور پھوہڑ عورتوں کو ہمنے دیکھا ہے کہ اون کے دل میں کبھی صفائی کا خیال بھی نہیں گذرتا۔ اور گھر کے کام کو اپنے ہاتھ سے کرنا وہ اپنی کسرشان سمجھتی ہیں۔ حالانکہ صفائی کا خیال رکھنا سب سے ضروری اور مقدم ہے لیکن افسوس ہے کہ باورچی خانہ کی صفائی کا کام ادنے سمجھا جاتا ہے اور برتن بھانڈے دھونا تو بہت ہی ذلیل کام سمجھتی ہیں۔ اگر کسی کے کہنے سننے سے تھوڑا بہت تنگی ترشی کے ساتھ کیا بھی تو بیدلی سے کچھ دھویا اور کچھ نہ دھویا اور کھڑی ہوگئیں۔ غالباً اسکی یہ وجہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو ایسے کام کے مقابلہ میں بڑا خیال کرتی ہیں اور ہاتھوں کے خراب ہوجانے کے خیال سے برتن وغیرہ

[1] مقدرت۔

دھونا عار سمجھتی ہیں۔ ایسی عورتوں کے گھر ہمیشہ خراب و خستہ حالت میں دکھلائی دیا کرتے ہیں گھر میں بجائے رونق کے نحوست برستی ہے۔ اگر سستی و کاہلی کو چھوڑ کر چستی و چالاکی اختیار کریں تو اپنے گھر کی حالت درست ہو سکتی ہے۔ مگر یہ مرض تو عام طور پر مورو ثی ہے۔ اسکے دفعیہ کی تدبیر تا وقتیکہ فکر کے ساتھ کیجاوے ہرگز قابل اطمینان نتیجہ نہیں نکلتا۔ مثل مشہور ہے "خربوزے کو دیکھکر خربوزہ رنگ بدلتا ہے" جس طرح گھر کے بڑے رات دن کام کرتے ہیں اوسیطرح چھوٹے سیکھ جاتے ہیں۔

گھر کے انتظام کرنے کے یہ معنی ہیں کہ روزمرہ ہر کام اپنے وقت پر ہوا کرے ہر چیز استعمالی ہو خواہ غیر استعمالی جھاڑ پونچھ کر صاف کر دیجایا کرے اور کھانے پینے کے برتن تو فوراً ہی دھو دھلا کر صاف کر دیئے جاویں اور ہر چیز خواہ ضروری ہو یا غیر ضروری اسکی واسطے ایک جگہ خاص مقرر ہونا چاہئے اور جب سلیقہ اور قرینہ سے گھر کا سارا اسباب رکھا ہوگا تو اوس سے دو فائدے حاصل ہونگے ایک تو یہ آرام ہوگا کہ ضرورت کے وقت کسی شے کے ڈھونڈھنے کی ضرورت نہ رہے گی اور دوسرے باورچیخانہ اور گھر سب خوشنما معلوم ہوگا۔ کہ ہر ایک کا دل دیکھکر خوش ہوگا۔ اور گھر کی بی بی کا سلیقہ اور لیاقت معلوم ہوگی اور اس طرح چیزوں کی صفائی اور درستی ہی قایم نہیں رہتی بلکہ کیڑے کانٹے سے بھی امن رہتا ہے اور علاوہ اسکے جب چیزیں قرینے سے رکھی جاویں اور بیھنگم طور پر ادھر اودھر بکھری پڑی رہیں گی تو اون کے ضائع ہونے کا اندیشہ بھی ہو سکتا ہے۔ اور صاف نہ رہنے سے بگڑ کر جلد نکمی ہو جاویں گی اور گھر کے آدمیوں کی بے تمیزی الگ ظاہر ہوگی۔ اکثر گھروں میں دستور ہے کہ روٹی کھا پی کر برتن وغیرہ سب ویسے ہی چھوڑ دیئے جاتے ہیں اور صبح کے جھوٹے برتن شام کو اور رات کے صبح کو دھوئے تو جاتے ہیں مگر بڑی الکسی کے ساتھ صرف گرم پانی سے ایک دو انگل سے کچھ یوں ہی ادھورا صاف کر ڈالا۔ دھویا نہ دھویا برابر ہوتا ہے۔ اگر اسکے درمیان میں کسی برتن کی ضرورت پڑے تو ذرا ایک آنچل کے کپڑے یا ہاتھ سے پونچھ پانچھ کر کام چلتا کیا اس طرح عادی ہو کر عورتیں ایسی کثیف طبیعت ہو جاتی ہیں کہ اون کے دل میں پاکی اور ناپاکی کا

خیال بھی نہیں گذرتا۔ اور کھانے پینے کے برتنوں کے ساتھ بلا تکلف ناپاک برتن بھی استعمال کرتی ہیں جیسے پاخانے کا لوٹا یا غسل خانہ کے برتن وغیرہ۔ یہ ایک بڑی بے تمیزی کی علامت ہے۔ ایسے برتن جبتک منجھوا کر اچھی طرح صاف نہ کر دیئے جائیں اور برتنوں کے ساتھ ہرگز نہ ملانے چاہئیں اور چیزوں کی صفائی کرتے ہوئے باورچی خانہ کے در و دیوار چھت وغیرہ کی طرف بھی ضرور خیال کرنا چاہیے۔ کیونکہ دھوئیں کی بتیاں اکثر جم جایا کرتی ہیں جو ہوا کے ذریعہ گر کر کھانے کو خراب کرتی ہیں۔ یاد رکھو کہ چیز سلیقہ کے ساتھ صاف رکھنا اور موقع موقع پر رکھنا ایک ایسا وصف ہے کہ تمام گھر کی زیبائش اور اپنی آسائش اسی پر منحصر ہے اسلئے خیال کر کر جو چیز بے غوری بدسلیقگی سے پڑی ہو اوسکو ٹھکانے لگا دو اور کپڑوں کے صندوق و گٹھریوں میں کپڑے طے کئے ہوئے ترتیب سے رکھے ہوں کپڑوں کے استعمال کے صندوق اگر لوہے یا ٹین کے ہوں تو بہتر ہے جو آجکل بہت سستے اور بکثرت ملتے ہیں اور اسی طرح اناج کی کوٹھری میں ہر ایک چیز احتیاط اور حفاظت سے ڈھکی ہوئی ہو تاکہ چوہے نہ خراب کریں جن عورتوں کو خانہ داری کی لیاقت نہیں ہوتی۔ وہ ہر دم دوسروں کی محتاج رہتی ہیں اور پھوہڑ بیبیاں کہلاتی ہیں کہ گھر کی چیزیں رکھنے اور سنگوانے کی تمیز نہیں ہے اور اونکے گھر کی ہر چیز گرد آلود اور میلی کچیلی ابتر پڑی دیکھی جاتی ہے اور اون کے شوہر ذرا بھی صفائی پسند ہوں تو اپنی بیوی سے کبھی خوش نہیں رہ سکتے۔

کھانا پینا ہمیشہ اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ کھانے میں رات دن ایک چیز نہ پکائی جاوے۔ بہتر تو یہ ہے کہ روزانہ بلکہ دونوں وقت دال بدل کر پکائی جاویں اس طرح غذا کھانے سے معدے میں قوت بڑھتی ہے جس سے غذا بخوبی ہضم ہوتی ہے۔ اور ہر طرح کی غذا کے ہضم کرنے کی عادت رہتی ہے ورنہ رات دن ایک ہی طرح کی غذا کے استعمال سے معدہ ایک ہی چیز کے ہضم کرنیکا عادی ہو جاتا ہے۔ اور قوت ہاضمہ کمزور ہو کر انسان ہمیشہ کے واسطے روگی ہو جاتا ہے۔ اگر ہفتہ میں دال ترکاری یا گوشت کے علاوہ اگر اسقدر مقدرت ہو تو ایک دن

میٹھے نمکی چاول بھی تیار ہوجایا کریں۔ دو چار قسم کی چٹنی آچار مربہ وغیرہ فصل میں تیار کرلے جایا کریں جو کھانے کے وقت دسترخوان پر ہوں کیونکہ ان کے استعمال سے خوراک پوری شکم سیر ہوکر کھائی جاتی ہے۔ اور ہاضمہ بھی درست ہوتا ہے۔ کھانوں کا بہتر تو انتظام یہ ہے کہ ہفتہ بھر کے کھانوں کی فہرست سوچ سمجھکر ایک مرتبہ طیار کرلیجاوے جو باورچیخانے کے دروازے پر یا جو جگہ مناسب ہو لٹکا دینی چاہیئے تاکہ روز کے روز اوسی کی مطابق کھانا تیار ہوا کرے۔ اور وقت پر روزانہ پکانے کے واسطے سوچ فکر نہ کرنا پڑے۔ مگر فہرست بناتے وقت یہ لحاظ رکھنا چاہیئے کہ کھانے موسم کے مطابق ہوں یعنی موسم گرما میں حرارت عزیزی کے نہونے کے سبب زیادہ گرم اشیاء کا استعمال مناسب نہیں اور بارش کے موسم میں رطوبت کی زیادتی کے باعث خشک اور بریاں چیزیں کھانی بہتر ہیں اور سردی کے موسم میں گرمی اور حرارت پیدا کرنے والی غذا ہونی چاہیئے۔ اور قوت ہاضمہ زیادہ ہونے کے سبب ہر طرح کی چیز استعمال کرسکتے ہیں جو تاثیر میں زیادہ سرد نہو۔

کھانے کے وقتوں کی پابندی صحت قایم رکھنے کے واسطے بہت ضروری ہے جو وقت مقرر کئے جاویں اون سے اویر سویر نہ ہونے پاوے تاکہ غذا ہضم ہونے کے واسطے کافی مقرر وقت بلجاوے۔ ایسے مردوں کے واسطے جو نوکری پیشہ ہیں یا جنکو بکار ضرورت کچہری یا عدالت میں جانا پڑتا ہے وقت پر کھانے کا انتظام لازمی ہے۔ اون کو مناسب وقت پر کھانا نہ پہنچانا گویا اون کے حق میں دشمنی کرنا ہے۔ یاد رکھو کہ گھر کی بی بی کے واسطے سب سے مقدم اور ضروری یہ بات ہے کہ اپنے مرد کی صحت اور تندرستی قایم رکھنے کے واسطے ایسی مقوی غذا کا انتظام کرے کہ جو مقدار میں کم اور غذائیت میں زیادہ ہو کیونکہ اکثر نئے تعلیم یافتہ شخصوں کی خوراک عام طور پر دماغی محنت کے باعث بگڑی ہوئی پائی جاتی ہے اس لئے اون کو ایسی خاص غذا کی ضرورت ہے جو دن میں چار دفعہ کھائی جاسکے۔ مگر خیال رہے کہ اس غذا سے ہمارا یہ مطلب نہیں ہے کہ بہت قیمتی اجزا سے مرکب ہو بلکہ سادی مقوی غذا جو سرایہ [illegible]

ہونے کی وجہ سے جلد جزو بدن ہو اور عمدہ خون پیدا کرے یہ بھی خیال کرنے کی بات ہے کہ بیماری کا کوئی وقت نہیں ہوتا۔ انسان کا فرض ہے کہ احتیاط مدنظر رکھے۔ کھانے کی غیر اعتدالی سے اکثر بیماری شروع ہوتی ہے۔ جس کے دفعیہ کے واسطے بعض اوقات انسان پریشان ہو جاتا ہے۔ اسلئے اگر احتیاطاً چند ضروری چیزیں گھر میں تیار رہیں تو بہتر ہے جیسے سنجبین لیمو یا سرکہ۔ گلقند۔ چورن کی گولیاں۔ یا ایک دو شربت جیسے شربت بنفشہ۔ عناب یا انار وغیرہ دو ایک عرق جیسے گلاب۔ کیوڑہ۔ بیدمشک یا اور ایسی چیزیں جو بازار سے قابل اطمینان اور معتبر نہیں مل سکتیں۔ اگر گھر میں ہر وقت موجود رہیں تو کتنی اچھی بات ہے۔ گو یہ سب باتیں امیروں کے چونچلے اور انہیں کے واسطے آسان ہیں۔ اور غریبوں کے واسطے کسیقدر مشکل بھی ہیں لیکن اگر گھر کی بی بی سلیقہ مند ہے تو اپنی کفایت شعاری کے ذریعہ بعض ضروری چیزیں تیار کر کر رفتہ رفتہ گھر میں آسائش اور زیبائش کے سامان اپنی حیثیت کی موافق مہیا کر سکتی ہے۔

پانی جزو بدن ہونے کے سبب غذا میں داخل نہیں ہے مگر اس کے سبب سے غذا ہضم ہوتی ہے اور جسم کی رطوبت قایم رہتی ہے اور جسم کے ہر حصہ میں اسی کے ذریعہ خون پہنچتا ہے۔ تمام نباتات اور حیوانات کی زندگی پانی پر ہی منحصر ہے۔ جاڑوں کے موسم میں اس کی بہت زیادہ خواہش نہیں ہوتی۔ اگر ہوتی ہے تو حسب خواہش رفع ہو جاتی ہے۔ لیکن موسم گرما میں پسینہ کے ذریعہ سے بہت سی مائیت جسم سے خارج ہو جانے کے سبب زیادہ تر پیاس معلوم ہوا کرتی ہے۔ اس لئے اسکا پینا بھی مفید ہے۔ مگر پانی کے متعلق اسقدر ہدایت کافی ہے کہ پانی صاف شیریں۔ بے بو۔ ہلکا اور خوش ذائقہ ہو اور ایسے چشمہ کا ہو کہ جو پتھریلی یا پاک زمین پر بہتا ہو اور اثنار راہ میں اوس میں خراب وغلیظ چیزیں اور پتے وغیرہ نہ ملجاتے ہوں۔ یا اگر کنوئیں کا پانی ہو تو یہ دیکھ لینا ضروری ہے کہ وہ کنواں قبرستان۔ قصاب خانہ۔ بدرو۔ چہ بچوں اور کوڑے کے انبار کے قریب نہو۔ اور اوس کے کنارے پر درخت نہ ہو۔ اور پانی اسکا گدلا اور بھاری یا بدبودار نہ ہو۔ جہاں تک ممکن ہو صاف پانی تلاش کیا جاوے

لہ دیر ہضمی ۱۲

اگر شبہ معلوم ہو تو جوش دیکر چھان کر صاف کرلیں۔ یا مٹی کے برتن میں پانی بھر کر فلالین یا کمبل کے ٹکڑے میں کوئلہ باندھکر اوس برتن کے مُنھ پر لگا دیں تاکہ پانی انڈیلتے وقت اُس میں ہوکر آوے۔ گرمی کے موسم میں ٹھنڈا پانی بہت فرحت بخش اور مفید ہوتا ہے لیکن افسوس ہے کہ اندنوں میں حسب خواہش نصیب نہیں ہوتا۔ شہروں کے رہنے والے تو اکثر برف کا استعمال کرکے دل کو تسکین دے لیتے ہیں مگر بیچارے قصبوں اور دیہات کے رہنے والے کہاں سے برف لائیں۔ اس لئے پانی ٹھنڈا کرنے کی چند ترکیبیں درج کرتے ہیں تاکہ اوس سے فائدہ اوٹھائیں۔

۱۔ جھربیری کے پتے اور شاخیں اندازاً پانچ سیر کوٹ لیں بعد کو آدہ سیر کھاری نمک ملا کر ایک گڑھے میں بھر دیں اور اوپر اوسکے پانی کا گھڑا یا صراحی رکھدیں۔

۲۔ پانی کے گھڑے پر چاروں طرف مٹی لگا کر کوئی اناج مثلاً جو۔ گیہوں یا سرسوں وغیرہ بودیں اور پانی سے تر رکھیں۔ پانی ٹھنڈا ہونے کے سوا اوسکا سبزہ بھی خوشگوار ہوگا۔

۳۔ پانی کو جوش دیکر ہوا میں رکھنے سے بہ نسبت سادے پانی کے جلد سرد ہو جاتا ہے۔

۴۔ جس برتن میں پانی ٹھنڈا رکھنا منظور ہو اوسکو خالی دھوپ میں سُکھا دیں اور شام کو پانی بھر کر رات کو ہوا میں رکھدیں۔

۵۔ شورا و نوسادر ایک ایک حصہ اور پانی تین حصہ ملا کر ایک لکڑی کے پیپے میں بھر دیں اور پانی کی بھری ہوئی صراحی۔ یا بوتل مضبوط ڈاٹ لگا کر اوسکے اندر رکھدیں اور اوپر سے کمبل یا موٹا کپڑا ڈال دیں۔ اس ترکیب سے پانی بہت ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔

۶۔ برف کا استعمال اگرچہ فوری تسکین پیاس میں دیتا ہے مگر اوس کے استعمال سے بعض اقسام کی مضرتیں بھی پہونچتی ہیں اور پورے طور پر پیاس رفع نہیں ہوتی۔ اس لئے اگر برف کسی برتن میں رکھکر پانی کا گلاس یا آبخورہ تھوڑی دیر میں رکھدیا جاوے تو جو خنکی اوس سے حاصل ہوگی ضرور پیاس کو پورے طور پر بجھا دے گی اور دیر تک تسکین دیگی۔

شادی کرنا

دنیا کا کچھ اس طرح دستور چلا آتا ہے کہ لڑکا اور لڑکی جب

کافی ہوشیار ہو جاویں اور سن بلوغ کو پہونچیں تو اون کا بیاہ شادی کیا جاوے اور یہ شادی کچھ مذہب و رواج پر ہی موقوف نہیں ہے۔ بلکہ قدرتاً انسان کے واسطے صحت قایم رکھنے کو بہت ضروری ہے۔ گو شادی بیاہ کا کرنا کوئی دشوار امر نہیں ہے جیسا کہ رات دن سب جگہ برابر ہوتے ہیں اور ایسطرح ہوتے رہیں گے خواہ اچھا نتیجہ مفید ہو یا مضر۔ البتہ شادی کی ٹکر سنبھال لینا اور اوسکا نتیجہ حسب خواہش نکلنا انسان کی عقل اور بے عقلی کے متعلق ہے عقل کا استعمال کرنا علاوہ اور معاملات دنیاداری کے خاصکر رنج و خوشی کے موقعوں پر سب سے زیادہ ضروری ہے۔ اور ایسے معاملات اکثر دیکھنے میں آتے ہیں کہ عام لوگ ایسے موقعوں پر ہمیشہ اپنے قابو میں نہیں رہتے۔ اور بعد میں سوائے افسوس کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ کیونکہ شادی کا سامان جو کچھ کیا جاتا ہے وہ سب کشادہ دلی اور دلیری کے ساتھ ہوتا ہے بہت سی چیزیں ایسی ہوتی ہیں جو محض دکھاوے کے واسطے ہیں اور جنکی درحقیقت کوئی ضرورت نہیں ہوتی جیسے زیادہ قیمتی جوڑے۔ تعداد میں ضرورت سے زائد ہونے کے سبب رکھے رکھے گلجاتے ہیں۔ ان کے علاوہ اور بہت سا ایسا سامان ہوا کرتا ہے جسمیں روپیہ کا صرف بہت ہوتا ہے اور اوس سے فائدہ کچھ بھی نہیں ملتا اور ایسا اکثر محض اس خیال سے ہوتا ہے کہ لوگ دیکھکر اوس کی ہمت کی تعریف کریں۔ مگر افسوس یہ نہیں سمجھتے کہ یہ تعریف چند روزہ ہے اور نقصان دائمی ہوتا ہے۔ بہت زیادہ عقل کی ضرورت نہیں ہے صرف اسقدر درکار ہے کہ نفع و نقصان اور ضرورت و بلا ضرورت کی چیزوں میں فرق و تمیز کرلیا جاوے۔ اور جسقدر فضول خرچیوں میں صرف ہوتا ہے۔ وہ اگر نقد حوالہ کردیا جاوے تو بہتر کاموں میں ضرورت کے وقت کام آسکتا ہے۔ یا اوس کی آمدنی سے دس طرح کی آسائش ہوگی۔ اس لئے مناسب ہے کہ شادی کرنے سے پہلے اوس کے متعلقات کو اچھی طرح ذہن نشین کرکے شروع کرے اور ہر کام میں اپنی حیثیت اور مرتبہ سے بڑھکر قدم نہ رکھے۔ تازہ خوشی کے وقت تحمل کے ساتھ نشیب و فراز کو خیال کرلینا چاہیئے۔ اور یکایک بلا سوچے سمجھے جامہ سے

باہر ہو جانے کا نتیجہ آخر پشیمانی ہوگا۔

یاد رکھو کہ حوصلہ اور ہمت اوسیوقت اچھی معلوم ہوتی ہے کہ جب چار پیسے پاس ہوں اور کسی سے قرض کا احسان نہ اوٹھانا پڑے۔ اور اپنی آیندہ بسر اوقات کی طرف سے بے فکری ہو کیونکہ نام آوری کا حوصلہ دنیا میں ہر کسی کو ہوا کرتا ہے۔ مگر عقلمندی کے ساتھ نہ کہ بیوقوفی کے ساتھ۔ جب دنیا چند روزہ ہے تو اوسکی نام آوری تو اور بھی ہوا کا بگولہ ہے۔ دنیا میں بلا سوچے سمجھے جنہوں نے اپنی دریا دلی دکھا کر نام پیدا کرنے کا حوصلہ کیا ہے۔ وہ آخر میں اکثر لنگوٹی بند پھرا کرتے ہیں۔ دوسروں کی نظروں میں ذلیل و خوار ہو جاتے ہیں۔ لوگ وقت پر تو اپنے مطلب کی غرض سے اون کے منہ پر تعریف کیا کرتے ہیں لیکن بعد کو سب مزا فراموش کر کے کرنے والے کو ہی احمق اور اُلو بنایا کرتے ہیں۔ کوئی کام خواہ کیسی ہی محنت کے ساتھ روپیہ خرچ کر کر کیا گیا ہو لیکن اوسمیں لوگ کوئی نہ کوئی عیب ضرور ہی لگا دیتے ہیں جس سے بعض وقت سارا کیا کرایا اکارت ہو جاتا ہے۔ اور جسقدر زیادہ سامان ہوا کرتا ہے اوسیقدر زیادہ باتیں نکلا کرتی ہیں۔ کسی نے سچ کہا ہے "کروں جب عیب نہ کروں یک عیب" یعنی کرنے سے سو عیب نکل سکتے ہیں اور نہ کرنا صرف ایک ہی عیب ہے۔ اس لئے کیا ضرورت ہے کہ اسقدر تکلیف گوارا کیجاوے اور اپنا ہی روپیہ خرچ ہو پھر بھی اپنے ذمہ بُرائی کا الزام لیا جاوے۔ اسکے واسطے بہتر اور مناسب طریقہ یہ ہے کہ تقریب کا کام شروع کرنے سے پہلے اپنی حیثیت پر نظر ڈالی جاوے اور فضول و بیہودہ رسموں سے قطع نظر کر کے جو خرچ درکار ہو اوسکے ہر پہلو کو سوچ سمجھکر اور کفایت شعاری کے اصول پر نظر رکھکر شروع کرنا چاہیئے جسمیں نہ کنجوسی ہو نہ فضول خرچی۔ انتظام کے ساتھ انجام دینا ہمیشہ کم خرچ اور بالنشین ہوگا۔

شادی کے متعلق سب سے زیادہ ضروری اور قابل غور یہ بات ہے کہ لڑکی لو لڑکا۔ اور لڑکے کے واسطے لڑکی۔ دونوں ایک دوسرے کے حسب خواہش ہوں کیونکہ تمام عمر کی آسائش و آرام کا دار و مدار آپس کے اتفاق پر منحصر ہے ورنہ اسکا

الزام والدین کی گردن پر ہوتا ہے اور بعد میں سوائے افسوس اور شرمندگی کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ جو ماں باپ اپنے لڑکے یا لڑکی کے مرضی کے خلاف شادی کیلئے مجبور کرتے ہیں وہ ہرگز عقلمند نہیں ہیں اور اپنے گھر میں نا اتفاقی کا بیج بو کر لوگوں کو تماشہ دکھاتے ہیں۔ جوان و بالغ اولاد کی شادی اون کی مرضی کے خلاف کرنا کچھ گڑیوں کا ساکھیل نہیں ہے۔ کیونکہ اس طرح اکثر اوقات بجائے خانہ آبادی کے گھر کی بربادی ہوجاتی ہے۔ اور بجائے راحت کے تکلیف نصیب ہوتی ہے۔ اور یاد رکھو کہ اس زمانہ میں ہر شخص نوجوان کے دماغ میں آزادی کی جھلک نظر آتی ہے اسمیں کسیکا قصور نہیں یہ طرز حکومت کا اثر ہے۔ اگرچہ ایسی آزاد خیالی ہمارے طرز تمدن اور رسم و رواج کے واسطے بہت نامناسب ہے۔ لیکن یہ مرض لاعلاج وبا کی طرح ہندوستان کے ہر گوشہ اور کونے میں پھیلتا نظر آتا ہے۔ اس لئے اسکا تدارک کوئی نظر نہیں آتا۔ ہر شخص ادنے سے ادنے بھی شیر نظر آتا ہے جبکہ اپنے افسر کا اثر ماتحت پر نہیں تو اپنے بزرگوں کا دباؤ کون مانتا ہے۔ اگرچہ یہ محض نالایقپن ہے کہ بڑوں کو بڑا نہ سمجھا جاوے اور اون کی مرضی کے خلاف کوئی کام کیا جاوے لیکن بوجہ اسکے کہ اس طرح بیجا دباؤ اور بزور کام نکالنے کی تدبیر اکثر اوقات اپنی حسب مرضی کام ہوتے ہوئے کو روک دیتی ہے اور اس طرح بمقتضائے بشریت نفسانیت پیدا ہوجاتی ہے اور آپس میں دلوں کی عداوت بڑھکر نفاق کا بیج بویا جاتا ہے جس کے نتیجہ سے ہر شخص واقف ہے۔ اپنی عزت اپنے ہاتھ ہوا کرتی ہے۔ جوان اور بالغ اولاد سے اپنی مرضی کے مطابق تدبیر کے ساتھ کام نکالنا بڑی عقلمندی کی علامت ہے۔ اب ہم دونوں شادیوں کو علیحدہ علیحدہ بیان کرتے ہیں۔ ان کی ہدایتوں پر عملدرآمد کرنے نتیجہ ہمیشہ حسب مراد حاصل ہوگا۔

لڑکی کی شادی

اگر عورت کو اپنی مرضی کی مطابق نیک و شریف خاوند میسر ہوجاوے تو اس سے بڑھکر اور کیا ہوسکتا ہے مگر یہ بات عام طور پر مشکل ہے۔ اور چونکہ ہر خاوند بیوی کی مرضی کے مطابق نہیں ہوسکتا

جس کی ذات پر بیوی کا تمام دارو مدار ہے۔ اس لئے والدین کا حق ہے کہ جہانتک ہوسکے اپنی لڑکی کے واسطے لایق شوہر تلاش کرنے میں کوئی دقیقہ وذریعہ نہ اُٹھا رکھیں۔ کیونکہ ہندوستان میں رسم ورواج کی موافق لڑکی کو اپنا شوہر پسند کرنے کا موقع نہیں دیا جاتا ہے۔ بعض والدین اپنی ناقص العقلی کی وجہ سے طمع دولت کی خاطر بڈھے اور اپاہج یا دایم المرض سے نکاح بیاہ کرکر لڑکی کو تمام عمر کے واسطے مصیبت میں پھنسا دیتے ہیں۔ اسکا مواخذہ خدا کے ہاں ہوگا۔ پس داماد کی شناخت ان ہدایتوں پر کرنی لازم ہے تاکہ بعد کو کچھ دقت واقع نہو۔

ہدایتیں

۱۔ لڑکے کی تندرستی کی بابت تحقیق کرو۔ کوئی بیماری سخت جیسی آتشک یا جذام وغیرہ نہو۔ یا دایم المریض یا ضعیف العمر نہ ہو بلکہ اوسکی صحت باہمہ وجوہ تندرست ہو۔

۲۔ اوس کے چال چلن کی جانچ کرو۔ کہ آیا اوسکے خیالات نیک ہیں یا فاسد۔ اور اوسکے ہم جلیس اور ہم عمر لڑکے جو اوسکے ہمراہ رہتے ہیں کیسے ہیں۔

۳۔ لڑکے کا برتاؤ اوس کے ساتھ والوں کے ساتھ اور اوسکے رشتہ داروں کے ساتھ کیسا ہے۔ یعنی خوش اخلاقی کے ساتھ ہے یا کج اخلاقی کے ساتھ اور مادہ وفاداری اوسمیں موجود ہے یا نہیں۔

۴۔ لڑکے کی طبیعت کھیل کود کی طرف مائل ہے یا تحصیل علم کی طرف اور بیکاری کے وقت اوسکا شغل اور مطالعہ مفید کتابوں سے ہے یا فضول وغیر مہذب کتابوں یا ناولوں یا قصہ کہانیوں سے۔

۵۔ لڑکے کے والدین کے عادات کیسے ہیں اور ذریعہ معاش شریفانہ اور قابل اطمینان ہے یا نہیں۔

۶۔ خاندانی تحقیقات۔ ذات۔ قوم کی دیکھ بھال بہت ضروری ہے۔

۷۔ لڑکی کی عادات کی مطابق کرنا چاہیئے کہ کوئی بات خلاف مزاج لڑکے کے ہے یا نہیں۔ مثلاً بعض لڑکے صفائی پسند ہوا کرتے ہیں اور برخلاف اسکے بعض لڑکیاں پھوہڑ

اور میلی کچیلی رہتی ہیں تو ایسی حالت میں مزاج کی موافقت مشکل سے ہوتی ہے۔

۸۔ لڑکے کا انتخاب ان ہدیتوں کی موافق کرنے کے بعد کسی مناسب ذریعہ سے لڑکی کی مرضی لینا بہت ضروری ہے۔ اور مرضی کے خلاف ہرگز مناسب نہیں ہے

لڑکے کی شادی

لڑکے کی شادی گویا خانہ آبادی ہے اسکے متعلق چند ضروری باتوں کی جانچ لازمی ہے اور یہ کوشش کرنی چاہئے کہ لڑکی یعنی بہو۔ لڑکے کے حسب خواہش ہو جس سے آیندہ کی بہتری ہے اسکے متعلق حسب ذیل ہدایتوں پر عمل کرنے سے غالب ہے کہ عمدہ نتیجہ حاصل ہو گا۔

ہدایتیں

۱۔ لڑکی باہمہ وجوہ تندرست۔ جوان نیک۔ خوبصورت ہو۔

۲۔ کوئی موروثی مرض مثلاً دق۔ آتشک جذام وغیرہ نہوا ہو یا اوسکے خاندان میں نہ ہوتا رہتا ہو۔

۳۔ امور خانہ داری میں بخوبی سلیقہ رکھتی ہو۔ جیسے کھانا پکانا سینا پرونا۔ یا گھر کا انتظام وغیرہ۔

۴۔ چال چلن لڑکی کا بہت عمدہ ہو۔ شرم وحیا عورتوں کا زیور ہے۔

۵۔ لڑکی شریف خاندان اور والدین کی تابعدار ہو۔

۶۔ تعلیم ضروری حاصل کر چکی ہو۔ اور دو چار دستکاریوں سے بھی اگر واقف ہو تو بہت بہتر ہے۔

۷۔ وضع شریفانہ پسند کرتی ہو۔ پردہ کی پابند ہو۔ اور اوسکی کتب مطالعہ بہت اخلاقی و مہذب ہوں۔

۸۔ لڑکی کے اوصاف بعینہ لڑکے سے بیان کئے جاویں اور اوس کی مرضی پانے پر ارادہ نسبت یا نکاح کرنا مناسب ہے۔ خلاف مرضی لڑکے کے ہرگز شادی درست نہیں۔ کیونکہ ایسی حالت میں موافقت کا رہنا مشکل ہوگا۔ شادی کا خرچ فضول ہونیکے علاوہ دونوں کے لئے زندگی مصیبت ہو گی۔ جسکا عذاب والدین کی گردن پر ہو گا

خانہ داری کی مفید ہدایتیں

۱۔ اپنے گھر کا کل سامان اپنی نگہ میں رکھو کسی شئے سے غافل نہو۔

۲۔ نوکروں پر پورا اطمینان ہرگز مت کرو۔ خواہ کتنا ہی دیانت دار کیوں نہو۔

۳۔ فضو خرچ سے خواہ کتنا ہی تھوڑا ہو پرہیز کرو۔ ورنہ اسی طرح عادی ہونا پڑیگا۔

۴۔ گھر کا روزانہ باقاعدہ انتظام اور دیکھ بھال اپنے اختیار میں رکھو۔ نوکروں کے بھروسے مطمئن رہنا نہ چاہیئے۔

۵۔ اپنے اسباب کی کوٹھری یا مکان میں نوکر کو مت دخل دو بلکہ قیمتی اسباب و زیور یا نقدی وغیرہ سب سے پوشیدہ رہنا چاہیئے۔ اس میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔

۶۔ خود یا نوکروں کی معرفت ہرگز قرض مت منگاؤ۔ قرض کی عادت ایک روز ضرور ذلیل و خوار کرتی ہے۔

۷۔ نوکروں سے یا نوکروں کے سامنے کوئی ہنسی دل لگی یا مذاق آپس میں نہ کرو۔ بلکہ اپنا رعب رکھنے سے انتظام ہوسکتا ہے ورنہ بہت مشکل ہوگی۔

۸۔ اپنی اولاد کو نوکروں میں نشست و برخاست کی مت اجازت دو۔ بلکہ نگرانی کرو تاکہ نوکروں کی پست خوصلگی کے اطوار اور اونکی خو بو اپنی اولاد میں نہ اثر کرجاوے۔

۹۔ اپنی اولاد کو حتی الامکان ہمیشہ اپنی نگاہ کے سامنے رکھو۔ گھر سے باہر پھرنے اور آوارہ ادھر اودھر گھومنے کا عادی مت بناؤ۔

۱۰۔ بچوں کو عمدہ لباس اور زیور مت پہناؤ۔ شروع ہی سے کفایت شعاری کے فوائد اون کے ذہن نشین کرو۔

۱۱۔ غیر عورتوں کو بلا وجہ اپنے گھر میں مت آنے دو۔ اور نہ اون سے بے تکلف ہوکر اپنے گھر کی باتیں یا ضروریات بیان کرو۔ ایسی عورتیں خواہ اپنے آپ کو کتنا ہی پرہیزگار ثابت کریں ہرگز قابل اعتبار نہیں ہوسکتیں۔ ورنہ ایک روز ضرور دھوکا ہوگا۔

۱۲۔ زنانے مکان کا دروازہ ہر وقت بند رہے۔ اور ایک بوڑھی کپڑے

یا ٹاٹ کا اوسپر ہونا ضرور ہے۔ اس بات کا خیال رکھنا بہت ضرور ہے کہ شریف عورتوں کی آواز دروازے سے باہر نہ جانی چاہئے۔ جس طرح عورتوں کو اپنا جسم چھپانا ضروری ہے اسیطرح آواز بھی غیر مردوں کے کان تک پہونچنا معیوب ہے۔

۱۳۔ اپنے خاوند کی عزت اپنی عزت سے زیادہ سمجھو۔ خیال رکھو کہ مرد کی عزت صرف ایک ہے اور عورت کے ساتھ دو عزتیں ہیں ایک اپنی خود دوسرے خاوند کی اور اوسکی تعظیم و ادب کا نشست[۱] و برخاست[۲] میں خیال رکھو۔

۱۴۔ اپنے بزرگوں۔ دیگر رشتہ داروں اور ہمسایہ وغیرہ کے حقوق کا ہر وقت خیال رکھو اور بحیثیت مہمان اونکی خاطر تواضع کرو۔

۱۵۔ بچے خواہ اپنے ہوں یا غیر کے اون کے ساتھ محبت و پیار سے پیش آؤ اور اون کے سامنے آپس میں ہنسی مذاق مت کرو۔ اس طرح بچے بیباک اور بے حیا ہو جاتے ہیں۔

۱۶۔ دوسرا شخص خواہ غریب ہی کیوں نہو کبھی حقارت کی نگاہ سے مت دیکھو۔ اور سخت کلامی سے پیش نہ آؤ۔ سب کے ساتھ خلق سے برتاؤ کرنا انسانی جوہر ہے۔

۱۷۔ جو شے کھانے کی خواہ گھر میں پکائی جاوے یا باہر سے آوے اوسمیں سے نوکر کو ضرور دو۔

۱۸۔ گھر کی ستھرائی اور اسباب کی ترتیب اور انتظام مکان والے کا سلیقہ ظاہر کر دیتا ہے۔

۱۹۔ اپنی آمدنی سے وقت بیوقت کے واسطے ضرور کچھ نہ کچھ پس انداز کرو۔ جو لوگ دوراندیشی نہیں کرتے وہ وقت پر دوسروں کے محتاج ہوتے ہیں۔

۲۰۔ بیماری میں سب سے پہلے پرہیز شروع کرو۔ اپنا یا دیگر عورتوں کا علاج مت کراؤ۔ یا حکیم کی رائے میں اپنا دخل مت دو۔ علاج باقاعدہ ہو۔ ورنہ بیماری کے بڑھجانے کا اندیشہ ہے۔

۲۱۔ نوکروں کی تنخواہ یا مزدوروں کی اُجرت حسب وعدہ باقاعدہ دو۔ غریب کی مزدوری

[۱] بیٹھنے [۲] اوٹھنے ۱۲۔

روکنے سے اپنی بے عزتی اور دوسروں کی دل شکنی ہوتی ہے۔

۲۲۔ غریب رشتہ داروں اور پڑوسیوں کی مدد کرنا اپنا فرض سمجھو۔

۲۳۔ اپنے سارے کام روزانہ وقت مقررہ پر مستعدی کے ساتھ کرلو۔

۲۴۔ عورتوں کے معاملات یا لڑائی جھگڑے سے مردوں پر مت ظاہر کرو نہ اونکو دخل دو ورنہ بات طول پکڑ کر نتیجے خراب پیدا ہونگے۔

۲۵۔ بچوں کے ساتھ محبت سے پیش آؤ۔ لیکن مفید کاموں سے بچنے کے لئے اونکی بیجا ضد پر کبھی رحم نہ کرو۔ بچوں کے خراب کرنا اور درست کرنا خود ماں کے اختیار میں ہے بچے اکثر بیماری کی حالت میں بدپرہیزی کرنے کو ضد کیا کرتے ہیں اور رویا کرتے ہیں۔ لیکن اون کے وقت میں اون کو محبت کی نگاہ سے دیکھنا۔ اور بدپرہیزی سے باز نہ رکھنا دوستی نہیں بلکہ صاف اون کے حق میں دشمنی ہے۔

دوسرا باب

اصلاح رسومات

تقریبات

ہمارے ہندوستان میں کچھ عجب نرالا طریقہ ہے کہ اگر خرچ کرنے پر آویں تو ذرا ذرا ادنے تقریبوں میں سیکڑوں روپیہ اوٹھائیں اور کچھ اوسپر غور و فکر نہ کریں۔ یہانتک کہ تازہ خوشی کے موقع پر اپنا گھر بار بھی لگجائے تو عین خوشی ہے اور خرچ نہ کریں تو اپنی بہتری کی جگھوں اور مناسب موقعوں پر ایک ایک پیسے کا خیال کریں۔ چنانچہ ہم راتدن دیکھتے ہیں کہ غریبوں اور امیروں میں عام طور پر رواج ہے کہ جسوقت کوئی تقریب ہونے والی ہو خواہ وکیسی ہی چھوٹی موٹی کیوں نہو۔ ہفتوں پہلے دھم گجر شروع ہوجاتے ہیں کھنڈی پناہ اور خوشی کا وہ جوش ہوتا ہے کہ کسی بات کی پرواہ نہیں ہوتی خرچ بیحساب اور بیدریغ ہوتا ہے۔ بچہ کا پیدا ہونا۔ اور اوسکے چھٹی چھلے اور بچوں کی نسبت یا منگنی یا سگائی یا کسی کا غسل صحت وغیرہ تو بہت ہی تھوڑی تھوڑی ادنے تقریبات ہیں مگر افسوس ہے ایسی فضول باتوں میں خرچ کی بابت کچھ پس و پیش نہیں کیا جاتا۔ امیر ہو یا غریب روپیہ فضول خرچ کرنا ہر ایک کے واسطے بیجا اور نامناسب ہے۔ مگر یہاں امیر تو امیر غریب بیچارے بھی اون کے حرصاحرصی وہ دل کھولتے ہیں اور وہ دریا دلی دکھاتے ہیں کہ لوگ واہ ہی واہ کہتے ہیں۔ چاہے کل کو فاقہ ہی کیوں نہو۔ اور چاہے گھر کی چھات کڑی او کھڑکے بک جائیں لیکن بات نہیٹی نہو۔ ایسے بیوقوفوں سے یہ پوچھنا چاہیے کہ بچہ کا پیدا ہوا کونسی نئی بات ہے دنیا کا سلسلہ ہی اس طرح ہے۔ سب ہی کے ہوا کرتے ہیں۔ اور چھٹی چھلے محض بے اصل ہیں زچہ و بچہ کی صحت و جسمانی قوت کے لحاظ سے مقرر ہوئے ہیں۔ گو شادی کے بچہ ہونے پر ماں باپ اور اون کے قریبی رشتہ دار ونکو

ضرور ایک قسم کی خوشی اور مسرت حاصل ہوا کرتی ہے لیکن اس خوشی کے معنی یہ نہیں ہیں کہ نہ آگے کو دیکھا نہ پیچھے کو بلا سوچے سمجھے جی کا ولولہ نکالنے کو اور حوصلہ دلی دکھانیکو فوراً تیار ہو گئے۔ اگر پاس پیسہ نہوا تو جھٹ قرض لینے کی فکر کرلی۔ خواہ اوسکا نتیجہ کچھ ہی کیوں نہو مگر ایک مرتبہ گھر میں رونق ہو جائے۔

بچہ کا پیدا ہونا

خیال کرنے کی بات ہے کہ اول تو بچہ کی موت حیات کا کچھ اعتبار ہی نہیں۔ خدانخواستہ اگر مر گیا تو کل خرچ بالکل رائیگاں گیا۔ اور جب زیادہ خرچ کرکے خوشی کرنے کے بعد مر جاتا ہے تو اور بھی زیادہ رنج اسکا ہوا کرتا ہے۔ دوسرے اگر زندہ رہ بھی گیا اور جوان ہو کر بدچلن ہو گیا اور ماں باپ کو قابو سے نکلکر اون کی بدنامی اور ذلت کا سبب ہوا جس سے ماں باپ کو بجز رنج و افسوس کے کچھ حاصل نہیں ہوتا تو ایسی حالت میں اوس خوشی اور خرچ کا کیا نتیجہ نکلا۔

ہاں البتہ اگر وہ روپیہ اوس فضولخرچی سے بچا کر اوسکی تعلیم و تربیت میں صرف کرکے اوسکو ایک اعلےٰ درجہ کا آدمی بنایا جاوے جو فخر خاندان اور موجب نام و نشان ہو تو اُسوقت اوسکے والدین جسقدر بھی خوشی کریں اور خرچ کریں تو بیشک بجا نہیں ہے

نسبت و منگنی

نسبت اور منگنی یا سگائی وغیرہ کی تو کچھ اصلیت ہی نہیں۔ اسکی مثال بالکل پانی کے بلبلہ کی سی ہے کہ ذرا ہوا لگی اور ٹوٹ گیا۔ جس زبان سے بہت خوشی خوشی **ہاں** ہوتی ہے اور جسکی بنیاد پر بہت خوشیاں منائی جاتی ہیں۔ اور خوب دل کھولکر خرچ بھی کیا جاتا ہے اکثر دیکھا گیا ہے کہ ذراسی دل میں کدورت پیدا ہو کر ناتہ[1] ہو جاتی ہے۔ خواہ یہ انکار کسی رنجش اور کدورت کی وجہ سے ہو خواہ کسی اور اونچے گھر کا پیام آگیا ہو۔ کیونکہ لڑکی والے حتی الامکان دولتمند صاحب ثروت[2] اور کھاتے پیتے گھر اور بر کی تلاش کیا کرتے ہیں اور درحقیقت بھی ایسا ہی چاہیئے۔ اب لڑکے والے جو بڑی خوشیاں بناتے تھے ہکے بکے منہ دیکھتے رہجاتے ہیں۔ اب وہ ساری خوشی کہاں گئی۔ مفت کا خرچ بھی ہوا اور کچھ ہاتھ نہ آیا۔ ہاں البتہ اس کے بعد اگر مناسب خوشی میں خرچ بھی کیا جاوے تو کچھ زیادہ نامناسب نہیں ہے۔

[1] دولت والا [2] انکار

غسل صحت اب رہا غسل صحت۔ اسکی خوشی بھی اکثر آدمیوں کو دیوانہ بنا دیتی ہے۔ کنبہ جوڑتا ہے ناچ رنگ ہوتا ہے۔ مٹھائی تقسیم کیجاتی ہے اور جوڑے بنائے جاتے ہیں۔ اور ہزار طرح کا خرچ بید ریغ ہوا کرتا ہے۔ ایسے موقع پر خرچ کی کوئی بنیاد اور انداز بھی قایم نہیں رہتی۔ غور کرو صحت و بیماری انسان کے دم کے ساتھ لگی ہوئی ہے جسطرح ایک مرتبہ بیمار ہوا تھا اسیطرح پھر دوسری تیسری مرتبہ بھی بیمار ہو سکتا ہے۔ کیونکہ بیماری اور صحت انسان کے قابو کی چیز نہیں ہے کہ پھر نہ آنے دے۔ اور انسان عمر بھر میں کئی بار بیمار ہو کر صحت پا سکتا ہے۔ پس بیماری کے بعد اسیطرح خوشی اور خرچ کرتے جائیں تو اسی کے ہو رہے۔ سارا اثاثہ بیماری اور صحت میں ہی لگ جاوے اور گھر میں چوہے قلابازیاں کھانے لگیں۔ اسلئے مناسب ہے کہ انسان اس بات کو سمجھے کہ بیماری اور صحت کچھ کنبہ برادری کے کہنے میں نہیں ہے جو اون کی خاطر تواضع میں اپنا گھر لٹا دیا جاوے بلکہ خدا تعالے کے اختیار میں ہے جو قادر مطلق ہے۔ پس بیماری کے بعد خدا کا شکریہ ادا کرنا چاہیے۔ اوسکے شکرانہ کے نفل پڑھے۔ خیرات کرے بھوکوں محتاجوں کو کھانا تقسیم کرے اور باقی روپیہ بچہ کی بہتری اور بہبودی کے ذریعہ میں یعنی اوسکی تعلیم و تربیت میں خرچ کرے جس سے اوسکو فائدہ حاصل ہو۔

مکتب و ختنہ یہ دونوں رسمیں اہل اسلام میں عام طور پر مروج ہیں اور اِن میں بھی بعض اوقات ضرورت سے بہت زیادہ فضول خرچیاں ہوتی ہیں جو بالکل بیکار ہو جاتی ہیں۔ گو یہ رسمیں اہل اسلام میں مسنون ہیں لیکن شرع شریف نے کسی فضول خرچی کی اجازت نہیں دی۔ صرف سیدھے سادے طریقے بتلائے ہیں۔ بلکہ فضول خرچی کو گناہ قرار دیا ہے۔ مگر لوگوں نے اپنی نفسانی کے باعث دوسروں کو اپنی بڑائی دکھلانے کے واسطے سیدھے رستوں کو چھوڑ کر وہ طریقے اختیار کر لئے ہیں کہ مسنون یعنی ثواب کے طریقے کو بعض اوقات گناہ کبیرہ[1] اور صغیرہ[2] کی حد تک پہونچا دیا ہے۔ خوشی سے بے اختیار ہو کر ناچ رنگ جلسہ آتشبازی

[1] بڑا [2] چھوٹا

وغیرہ وغیرہ خرافات اختیار کرکے بیدھڑک فضول روپیہ اوٹھاتے ہیں اور بجائے اسکے کہ ثواب و فلاح داریں حاصل کریں گناہ کی گٹھری سر پر دھر لیتے ہیں۔ یہ دونوں رسمیں مسلمانوں میں ہمیشہ سیدھی اور اسلامی طریقہ پر ہونی چاہئیں اور ان میں کوئی فضول خرچی روا نہ رکھی جاوے یعنی صرف کنبہ قبیلہ کے عزیز و قریب جمع کرکے بسم اللہ پڑھوا دیجاوے اور حسب حیثیت شیرینی تقسیم کردیجاوے اور سب مہمان زنانے اور مردانے اوسی روز رخصت ہو جائیں۔ اور اسی طرح ختنہ کی رسم بھی ادا کر دیجاوے اس میں بھی کوئی موقع زیادہ خوشی کرنے کا نہیں ہے اور وہ روپیہ جو اس طرح فضو خرچ کیا جاتا جسکا نام خوشی کرنا رکھا ہے۔ اگر ختنہ والے کی تعلیم و تربیت میں صرف کیا جاوے تو سب سے بڑھکر اصلی خوشی اسیکا نام ہے۔ ہمیشہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ روپیہ خرچ کرنے کا وہ موقع ہے کہ جس کی کچھ بنیاد بھی ضرور قایم رہے۔

کنچھیدن یہ رسم ہندو مسلمان دونوں میں رائج ہے مگر مسلمانوں میں صرف لڑکیوں کے اور ہندؤں میں لڑکوں کے بھی اپنے اپنے استعمال زیور کے رواج کے موافق ناک کان چھیدتے ہیں۔ اور ایسے ایسے ادنے رسومات اور تقریبات میں بھی اکثر بڑی دھوم دھام ہوا کرتی ہے۔ کئی کئی روز تک کنبہ قبیلہ کے لوگ جمع ہوتے ہیں۔ ناچ رنگ گانا بجانا ہوا کرتا ہے اور کھانا کھلانے کے اسقدر اخراجات ہوتے ہیں کہ بعض بعض آدمی تو مدتوں سیدھے نہیں ہوتے۔ اور قرض نہ ادا ہونے کے سبب خود برباد ہو جاتے ہیں۔ ایسی رسمیں زیادہ تر عورتوں کے بیجا اصرار سے ہوا کرتی ہیں۔ انکی بلا سے گھر میں خواہ اسقدر خرچ ہو یا نہو مگر رسم و رواج کی موافق اوسیقدر پیمانہ پر خوشیاں منانی ضرور ہیں۔ ایسی ادنی تقریبات تو ہمیشہ سادہ ہونا چاہئیں۔

درحقیقت ہمارے ہندوستان میں عورتیں بالکل دوراندیش نہیں ہیں۔ اپنی بہتری کو بہتری اور اپنی ذلت کو نہیں سمجھتیں۔ دوراندیشی اور ہوشیاری اسی کا نام ہے کہ زمانہ کی حالت اور اپنی حیثیت جانچ کر اوسکی مطابق عملدرآمد کریں۔

فضول رسمیں

شادی کی رسومات میں بہت سی رسمیں ایسی فضول اور بے نتیجہ ہیں کہ اون کے ترک ہونے سے جانی اور مالی آسائش حاصل ہوگی۔ بس اون رسومات کو ہم علیحدہ علیحدہ بیان کرتے ہیں۔

مایوں کی رسم

اس میں چند باتیں قابل توجہ ہیں۔ ایک تو یہ کہ لڑکی کو کچھ پہلے سے قید کرکے جہاں ہوا کا گذر بھی نہ ہو اور بلا لحاظ موسم رکھنا کیسے ظلم کی بات ہے۔ سردی کے ایام میں اس طرح کی علیحدگی ناگوار نہیں ہوسکتی۔ مگر موسم گرما و برسات میں زیادہ عرصہ تک مایوں بٹھائے رکھنا لڑکی کے حق میں دشمنی کرنا ہے کیونکہ اس طرح گرمی میں گھٹ گھٹ کر طرح طرح کی بیماری میں مبتلا ہوجاتی ہے اور بعض دفعہ ایسی مہلک بیماری جیسے دق وغیرہ کی بنیاد پڑجاتی ہے جسکا علاج بھی کچھ عرصہ کے بعد ناممکن ہوجاتا ہے۔ بیچاری غریب لڑکی سسرال میں اپنی شرم و لحاظ کے باعث سر بھی نہیں اوٹھا سکتی۔ چہ جائیکہ وہ اپنی کسی تکلیف کو ظاہر کرے۔ پس اس طرح رفتہ رفتہ بیماری طول پکڑکے مریض کو اس ملک میں پہنچا دیتی ہے کہ جہاں کوئی مرض ہی نہیں ہوتا اور تھوڑی سی خوشی کی بدولت تمام عمر کا داغ مفارقت اوٹھانا پڑتا ہے اس لئے مناسب ہے کہ اگر مایوں کی رسم کی پابندی منظور ہے تو لڑکی کی تندرستی کا بہت خیال رکھیں اور موسم گرما اور برسات میں بالکل بند اور نم جگہ میں ہرگز نہ رکھیں اور دن میں وقتاً فوقتاً باہر نکلنے کی اجازت ضرور دیں اور رات کو موسم کی موافق باہر کھلی ہوا میں سلانا تو بہت ہی ضروری ہے اور علاوہ اسکے غذا مقوی اور زود ہضم استعمال کرائیں۔ اکثر جگہ دستور ہے کہ مایوں کی رسم اس طرح ادا کیجاتی ہے کہ لڑکے والے گھر سے شکر اور میوہ وغیرہ اور لڑکی والے گھر سے پینڈیاں وغیرہ ایک دوسرے کے گھر جاتی ہیں اور یہ دونوں چیزیں تمام برادری میں عام طور پر تقسیم کیجاتی ہیں اور بعض اوقات انکا حصہ فی کس دو تین ماشہ سے زائد نہیں ہوتا جسمیں سے تقسیم کرنے والی حجامنی بھی اپنا حصہ نکالتی ہے پس غور کیا جاوے کہ اس رسم سے سوائے نقصان سے کسی کو فائدہ نہیں پہونچتا۔ لڑکی والے کی تو ایک رقم خرچ ہوجاتی ہے اور دوسرے لوگوں کو نہ تو اسقدر حصہ ملتا ہے

کہ کچھ مدد معاش ہو سکے اور نہ کچھ شوق سے کھانے کے استعمال میں آتے ہیں اور ہمیشہ ادہر اودہر پھینک پھنکا کر خراب ہو جاتے ہیں پس صاف ظاہر ہے کہ رسم کیا کرنا ہے بلکہ شادی والے گھر کو زیر بار کرنا ہے اور اوسکا روپیہ برباد کرنا ہے اور یاد رکھو کہ ہر رسم میں یہ اصول ہونا چاہیئے کہ اوس خرچ سے خود کو یا کسی دوسرے شخص کو ضرور فائدہ پہنچتا ہو اور جس سے کچھ فائدہ نہ پہونچے تو ضرور فضول خرچی ہے۔ اور ایسی فضول خرچیوں سے جہاں تک ممکن ہو بچنا ہی مناسب ہے۔

جوڑے کی تیاری

یہ رسم لڑکے کے گھر ہوتی ہے غور کرو کہ کسقدر چھوٹی بات ہے کہ بہو کا جوڑا قطع برید کرنے کو کنبہ کا جمع ہونا اور کھیلوں اور شیرینی کا تقسیم ہونا یعنی ذرا سی بات کے واسطے فضول روپیہ کا اوٹھانا جسکا کچھ نتیجہ ہی نہیں کوئی عقلمندی کی بات معلوم نہیں ہوتی۔ اگر یہ روپیہ بہو کے زیور یا جوڑے میں بڑھا دیا جاوے۔ کچھ تو خرچ کی بنیاد باقی رہے گی۔ پس اس جوڑے کو بھی مثل اور جوڑوں کے اپنے آپس کے لوگ سادہ طور پر تیار کرلیں۔ اسمیں زیادہ خرچ کرنا محض فضول ہے۔

کھیلوں کی تقسیم

اکثر جگہ رواج ہے کہ شادی کے روز لڑکے والے کے گھر کنبہ برادری کی عورات جمع ہو کر کھیلوں کی تقسیم ہوا کرتی ہے اسکی مثال بھی بالکل بالیوں کی پینڈلیوں اور شادی کے خوان کی سی ہے یہ تینوں رسمیں ایک طریقہ پر ہوتی ہیں۔ انکا روا رکھنا صرف عورتوں کی فضول اعتقاد کی وجہ سے اکثر ہوا کرتا ہے۔ کیونکہ ایسی رسومات سے کوئی ظاہری فائدہ نظر نہیں آتا کھیلوں کی تقسیم میں تو ضرور ایک رقم خرچ ہوتی ہے اور اونکا حصہ جو تقسیم ہوتا ہے بہت ہی تھوڑا ہوتا ہے۔ اگر زیادہ بھی ہو تو کوئی شخص ایسا نہیں ہوتا کہ جو شکم سیر ہو کر کھا سکے اور اوسکو صرف اسقدر ہی فائدہ پہونچے کہ ایک وقت کی خوراک بچ جاوے اور شادی والے گھر تو اوسکی اسقدر افراط ہوتی ہے کہ تمام صحن میں کھیلیں ہی کھیلیں نظر آتی ہیں جو مہمانوں کے پاؤں کے نیچے آکر خراب ہو جاتی ہیں اور علاوہ خرچ فضول کے انلج کی بے ادبی سے گناہ بھی ضرور ہوتا ہے۔ اس لئے یہ سب بیفائدہ ہے اور یہی

کیفیت شادی کے خوانوں اور پیالوں کی ہے۔ ہمنے بارہا دیکھا ہے کہ جو خوان باہر محفل میں آتا ہے تو اوسکی تقسیم کے تین طریقے ہوتے ہیں ایک تو یہ کہ بہت مہذب اور شایستہ طریقے سے ہر ایک کے سامنے پیش ہوتا ہے اس غرض سے کہ جسکا جسقدر جی چاہے لے سکے ایسی حالت میں ہر شخص سوائے ایک دانہ کشمش یا ایک ٹکڑے ناریل کے اور وہ بھی بطور تبرک اور زیادہ نہیں اوٹھاتا اور خوان سالم بچ رہتا ہے جسکو یا تو بچے خراب کرتے ہیں یا میراثی اور حجام لے بھاگتے ہیں۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ خوان ایک سرے سے دوسرے سرے تک بہ حصہ مساوی تقسیم کیا جاتا ہے جس میں فی حصہ اندازاً ایک یا دو تولہ سے زائد نہیں پہنچتا۔

تیسرے طریقے میں اکثر خوان لوٹ لیتے ہیں جس سے تمام فرش فروش اپنا پرایا خراب ہوجاتا ہے اور کسی کے ہاتھ کافی حصہ نہیں آتا۔ اور باقی سب دیکھتے کے دیکھتے رہجاتے ہیں۔ اور علاوہ اسکے شادی کے خوان ہمیشہ نیم پخت ہوا کرتے ہیں اور بلا لحاظ موسم اپنے رسم ورواج کی موافق ضرور تقسیم کئے جاتے ہیں اور یہاں تک کہ موسم سرما میں بھی ادہ پکرے چاولوں کی..... تقسیم کے بعد رسم کی موافق شربت پلایا جاتا ہے جو یونانی اور ڈاکٹری طب کی رو سے بڑی سخت بیماری کا باعث ہے اور ہم نے بارہا دیکھا ہے کہ سردی کے ایام میں جو جوان اور بچے دستور کی موافق چاولوں کے اوپر شربت پی لیتے ہیں تو اون میں سے اکثر بیمار نظر آتے ہیں۔ کسی کی پسلی میں کسی کے سینہ میں کسی کے پیٹ میں درد ہوجاتا ہے اور بعض کی بیماری بہت مہلک ہوجاتی ہے اور بیمار ہونا ہی تعجب ہے۔ اسلئے یہ رسم کیا ہوئی گویا وبا ہوئی۔ پس اگر غور وانصاف کی نظر سے دیکھا جاوے تو ان رسموں سے سوائے زیر باری کے اور کچھ فائدہ متصور نہیں ہوسکتا۔ اگر ایسی رسمیں قطعاً ترک کردی جاویں تو ان بغیر شادی میں کوئی سقم[1] واقع نہیں ہوسکتا بلکہ اس طرح بیاہ شادی میں ایک کفایت نکل آوے گی۔ گو امیروں اور دولتمندوں کو اسکا نفع محسوس نہو۔ لیکن بیچارے غریبوں کے حق میں بہت مفید ثابت ہوگی مفت کی زیر باری کے سبب ہزاروں قرضے سے بچ سکتے ہیں۔

[1] برائی

سہرا لڑکی یا لڑکے کے سہرا باندھنا تو کچھ بیجا نہیں ہے۔ مگر لڑکے کو چوکی پر بٹھانا سُرخ دوپٹہ اوڑھا کر اوسکو پھلانگنا بیہودہ اور ناشایستہ رسم ہے کہ جسکی کچھ انتہا ہی نہیں۔ مرد کو زنانہ لباس پہنانا گویا اوسکی ہنسی اوڑانا ہے جو بالکل خلاف تہذیب ہے۔

باغ بہاری اور مٹکیاں مسلمانوں کے یہاں یہ رسم محض فضول معلوم ہوتی ہے اس سے کوئی فائدہ نظر نہیں آتا۔ لڑکے والے کا اسمیں بہت روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ اور اس خرچ سے دوسروں کو کوئی فائدہ نہیں پہونچتا۔ باغ بہاری صرف ایک عارضی آرائش ہے جو یا تو لوٹ لیجاتی ہے یا کسیکو قبیلہ میں تقسیم ہو جاتی ہے اور مٹی کی مٹکی تو محض بے حقیقت چیز ہے جسکی بنیاد صرف اتنی ہے کہ ذرا ٹھسک لگی اور ٹوٹ گئی۔ اسکی قیمت تو کچھ بھی نہیں صرف ایک یا دو پیسے مگر اوسکی تیاری اور آرائش میں جو کچھ صرف ہوتا ہے وہ خرچ کرنے والے کا دل ہی جانتا ہے اور لڑکی والوں کے اصرار سے یا اپنے رسم و رواج کی موافق اوسکو تنو فکریں کرکے ایسا کرنا لازمی ہوتا جو مسلمانوں میں اون کے مذہب کے لحاظ سے اسکا بہت بڑا گناہ ہے پس اپنا ہی خرچ کریں اور آپ ہی گناہ میں شامل ہوں۔ یہ کون عقلمندی کی بات ہے

جوڑوں کی آرائش بہو کے گھر جوڑے بھیجنا تو کچھ بیجا نہیں ہیں لیکن غور کرو کہ زنانے کپڑے خوان و تھالیوں میں سجاکر سربازار بھیجنا علاوہ اوچھاپن جتانے کے کیسی بے حیائی کی بات ہے جو شریف گھروں کے واسطے ہرگز زیبا نہیں پس مناسب ہے کہ زنانے کپڑے بہت احتیاط سے پوشیدہ طور پر ایک جا باندھکر بھیجدیئے جاویں اور اگر خوان یا تھالیوں میں بھی بھیجنا منظور رہے تو اون کے اوپر کوئی کپڑا ضرور ڈھک دیا جاوے۔

نیلنگ اور آتشبازی یہ کوئی رسم نہیں ہے مگر لوگ اپنے نام و نمود کی خاطر سیکڑوں روپیہ اس کشادہ دلی سے صرف کردیتے ہیں کہ اُسوقت سرِدست تو ایک عجیب سامان نظر آتا ہے اور تھوڑے عرصہ بعد

دیکھو تو کچھ بھی نہیں۔ گو اسوقت شادی کرنے والوں کو تازہ خوشی کے ولولے میں انجام کا خیال کچھ نہیں آتا۔ مگر مالی حالت میں اسکا اثر بعد کو ضرور محسوس ہوتا ہے بعض بعض جو دولتمند اور امراء لوگ ہیں تو وہ ضرور بخوبی برداشت کرسکتے ہیں مگر ایسے لوگ بہت تھوڑے ہیں اور زیادہ تعداد معمولی اور غریب آدمیوں کی ہوا کرتی ہے جو اپنی آمدنی سے اسقدر پس انداز نہیں کرسکتے کہ شادی کے اخراجات کو اوٹھا سکیں۔ اور ایسی شادی کی بدولت قرض میں مبتلا ہوکر ضرور خواری اوٹھاتے ہیں چنانچہ سیکڑوں کو دیکھا ہے کہ ایسوں کا قرض کبھی ادا نہوسکنے کے سبب گھر تباہ ہوگیا ہے۔ ناچ رنگ کیا چیز ہے۔ محض ایک تھوڑی دیر کی دل لگی ہے یا اپنی نام آوری کے خیال کی پیروی ہے جو درحقیقت ایک بے بنیاد خیالی شے ہے اور بہت تھوڑے عرصہ بعد دلوں پر سے بالکل محو ہوجاتی ہے لیکن اوسکا اثر مالی حالت پر ضرور قایم رہتا ہے جسکا چارہ سوائے افسوس کے اور کچھ نہیں ہوتا۔

فرض کرو کہ ایک شادی میں فضول خرچی کے ذریعہ سے ناچ رنگ میں پانسو روپیہ صرف کیا گیا تو اب غور کرو کہ بلا اس فضولیات کے بھی شادی ہوسکتی ہے۔ اور یہ پانسو روپیہ بچ سکتا ہے جو تمام عمر ساتھ دیگا۔ اور اسکا معقول منافع بڑھکر ایک کثیر تعداد رقم ہوجائیگی جو موجب آرام و آسائش ہونے کے علاوہ ذریعۂ عزت و آبرو ہوگا۔ اور اگر صرف کردیا گیا تو یہ واپس نہیں ہوسکتا اور سوائے اسکے کہ اپنا روپیہ خرچ کرکے گناہ سر لینے کے اور کوئی فائدہ نظر نہیں آتا۔

یہی حال آتشبازی کا ہے اگر کوئی شخص دوسرے شخص سے کہے کہ اپنے مال اسباب کو آگ لگاکر ہمکو تماشہ دکھاؤ تو غالباً وہ بہت بُرا مانے گا۔ پس آتشبازی کے معنی سوائے "گھر پھونک تماشے" کے اور کیا ہوسکتے ہیں کہ اپنی دولت کو آگ لگاکر دوسروں کو دکھانا بلکہ ہنسانا ہے۔ اس جگہ ذرا غور کا مقام ہے کہ کس محنت اور شقت سے جان مار کر روپیہ کا حاصل ہونا اور پھر دس پانچ منٹ میں اس طرح آگ لگاکر برباد کردینا کیا عقل گوارا کرسکتی ہے! نہیں ہرگز نہیں۔ سوائے بیوقوفی اور حماقت کے اور کیا کہہ سکتے ہیں ایسے دستورات اگر کسی قوم میں سے ترک ہوجائیں تو اوس قوم کی مالی حالت کو از حد

فائدہ پہونچے گا۔ اور ممکن ہے کہ پھر ترقی کی بنیاد قایم ہو جاوے۔ اگرچہ امیروں سے ایسی فضول خرچیاں ترک ہونی بہت مشکل ہیں لیکن غریبوں کو اون کی خرص کرنا گویا اپنے آپ کو تباہ کرنا ہے۔ ہر کام اپنی حیثیت کی موافق بہتر ہوگا۔

غیر مہذب رسمیں

ہندوستان کی رسموں میں بہت سی غیر مہذب رسمیں جہالت کے زمانے کی ابتک رائج ہیں۔ جیسے رنگ کا بکھیرنا یا لڈی یعنی ڈھمال کھیلنا۔ جوگی جوگن بننا۔ گالیوں کے گیت گانا۔ دولھا دولہن کا گٹھجوڑ کر کے کنوئیں یا تالاب پر سینٹاں مارنے جانا یہ رسمیں صرف غیر مہذب ہی نہیں ہیں بلکہ بیہودہ حرکات میں جو شریف مستورات کے واسطے نہایت غیرت اور شرم کی بات ہے۔ اب زمانہ تہذیب کا ہے نہ کہ جہالت کا اور نیز یہ رسمیں سوائے جاہل اور رذیل عورتوں کے اور کوئی روا نہیں رکھ سکتیں۔

انسان خود رذیل نہیں ہے بلکہ اوسکی حرکات اور افعال رذیل ہیں۔ اگر ایک جاہل اور رذیل آدمی شریفوں کی مانند ہو تو اوسکو ہرگز رذیل نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ رذیل وہ ہے جو رذیلوں کے سے کام کرے خواہ وہ خاندانی شریف کیوں نہو۔ پس شرافت اور رذالت انسان کے خود اختیار میں ہے۔ انسان کا فرض ہے کہ ہر فعل سے پہلے اوسکی بھلائی برائی سب سوچ لے تاکہ بعد میں دوسروں کو انگشت نمائی کا کوئی موقع نہ ملے ایسی رسمیں جو خلاف تہذیب ہوں اور جن سے اپنی شرافت کو دھبہ لگتا ہو شریف عورتوں کو ہرگز زیبا نہیں ہیں۔ اس لئے ان کا ایکدم قطع کر دینا ہی مناسب ہے ایسے ذلیل کاموں میں شریک ہونا یا خود کرنا گویا اپنی عزت کو داغ لگانا اور اپنی توقیر گھٹانا ہے۔ یاد رکھو کہ کوئی رسم یا کوئی رواج کیوں نہو محض لوگوں کی دیکھا دیکھی بلا سوچے سمجھے کر بیٹھنا نقصان کا باعث ہو جاتا ہے اور برخلاف اسکے اوسکی عیب و ثواب پر غور کر کے نتیجہ نکالنے سے اپنے آپ کو بہت فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

چوتھی کی رسم

شادی کے بعد جب بہو اپنے گھر آتی ہے تو چوتھی کی رسم ادا کیجاتی ہے۔ بعض جگہ دستور ہے کہ بہو سے روٹی کھیر پکوا کر کھلاتے

اور مکان کی دہلی لپوائی جاتی ہے۔ اور جھاڑو دلواتے ہیں۔ بلکہ بعض بعض خاندانوں میں پاخانہ وغیرہ تک نجس و ناپاک چیزیں صاف کراتے ہیں۔ ہمکو تعجب ہے کہ اون لوگوں کے کیسے ناپاک اور رذیل خیالات ہیں۔ یا بہو کو گھر کی چھوکری یا بھنگن بنانا منظور ہے جو اوسکو اس طرح کی عادت ڈالی جاتی ہے۔ اگر نہیں تو پھر کیوں بیچاری کی مٹی پلید کیجاتی ہے اور پچاس آدمیوں میں ذلیل کیجاتی ہے۔ شریفوں کی بہو بیٹیاں شریف ہی ہوا کرتی ہیں۔ علاوہ اسکے جب عورت منکوحہ ہوگئی تو یاد رکھو کہ وہ اپنے خاوند کی ہم رتبہ ہوگئی۔ پس جو کام مرد کے واسطے معیوب ہیں وہ اوسکی بیوی کے واسطے بھی اوسیقدر ضرور معیوب ہونے چاہئیں۔ نہ کہ خاوند صاحب تو بڑے عزتدار اور شریف ہوں اور بیوی گھر میں ایسے ذلیل کام کرتی ہو۔ بڑی غیرت اور شرم کی بات ہے۔ گو گھر کا کام کاج کرنا کوئی عیب کی بات نہیں ہے لیکن موقع اور محل بھی تو دیکھا جاتا ہے۔ اوّل تو کوئی عورت ایسی نہیں ہوتی جو گھر کے کام دہندوں سے واقف نہو۔ کیونکہ رات دن اپنے گھر ہی تو اوسکو اوس عمر تک کام کرنا اور دیکھنا بھالنا رہتا ہے اور اسکے جب کسی عورت کو علیحدہ گھر کرنا ہوتا ہے تو زمانے کی موافق سارے خانہ داری کے کام خود بخود آجاتے ہیں۔ پس ایسے وقت میں جو ہندوستان کے رواج کی موافق بہو کے واسطے بہت ہی نازک اور مصیبت کا زمانہ ہوتا ہے جبکہ اپنی شرم و لحاظ کے باعث مجبور ہوتی ہے۔ ایسے ایسے ذلیل کام کرانا اوسکے اوپر ظلم کرنا ہے اور علاوہ ازیں کیسے افسوس کا مقام ہے کہ اسقدر منت اور آرزوؤں سے تو بہو کا منھ دیکھنا نصیب ہوتا ہے اوسپر یہ قدر دانی کہ آتے ہی ایسے کم حیثیت اور ذلیل کام کرائے جائیں جو محض خلاف تہذیب ہیں۔ اور شریف آدمیوں کے واسطے بہت ضروری ہے کہ دائرہ تہذیب سے قدم باہر نہ نکالیں اور اپنی ایسی واہیات رسموں میں جنکا رواج قدیم سے جاہلوں اور بیوقوفوں کی دیکھا دیکھی چلا آتا ہے۔ عقل کی موافق زمانے کے مطابق اصلاح کریں کیونکہ یہ کوئی ضروری امر نہیں ہے کہ ہم لکیر کے فقیر ہی بنے رہیں۔ اور جس طرح ہمارے اپنے بزرگوں نے اپنی عقل کو خرچ نہ کرکے کوئی کام کیا ہو تو ہم بھی اوسیکی مطابق عملدرآمد

کریں خواہ اوس میں نقصان ہو یا نفع کچھ بھی ہو۔ اگر ایسا ہوا کرتا تو یہ زمانہ کی ترقی بالکل معدوم ہو جاتی۔ غور کرو کہ جب وہ بزرگ ہی نہیں رہے تو انکی مصلحتیں بھی گئی گذری ہوئیں اور چونکہ ہر زمانہ کی روش اور مصلحت علیحدہ ہوا کرتی ہے اس لئے اوس کی مطابق عمل کرنا اور اپنی بہبودی اور ترقی کے ذریعہ تلاش کرنا انسان کا فرض ہے۔

فضول عقیدے

پرانے زمانہ کے بہت سے عقیدے جو جاہل لوگوں میں جاری تھے ابھی تک اس زمانہ تہذیب میں بھی برابر بعض بعض جگہ اونکا رواج چلا جاتا ہے جیسے ماتا کا پوجنا۔ منت بنانا۔ اس نیت سے چڑھاوا چڑھانا۔ اوتار رکھنا۔ ٹونے ٹوٹکے کرانا وغیرہ وغیرہ یہ باتیں بلا سوچے سمجھے تو بالکل بے اصل ہیں لیکن اگر غور کرو تو اپنے پروردگار عالم یعنی پرمیشر کا شریک گردانتا ہے۔ گو یہ بات بھی اکثر جانتے ہیں کہ سوائے خداوند تعالیٰ کے اور کسی چیز یا انسان میں کسی قسم کی قدرت نہیں جو ہنکاری ہلا سکے یا اوسکی قدرت کے خلاف کر سکے لیکن پھر بھی ہے کہ باوجود اس علم کے بھی ایسے خیالی عقیدے کو نہیں چھوڑتے۔ حالانکہ دنیا کے تمام مذہب و ملت ہیں سوائے دہریہ مذہب کے خداوند تعالیٰ کے وجود اور اوسکی قدرت کاملہ کے سب قائل ہیں۔ پس جان بوجھکر اوس کی ذات واحد میں شرک کرنا کیسی بری بات ہے۔ خواہ کیسی ہی منت و آرزو ہی کیوں نہ ہو نیک نیتی اور عقیدے کے ساتھ اپنے خداوند تعالیٰ یعنی پرمیشر کی درگاہ میں بھید بھاؤ انکساری التجا کرے اوسکی ذات قادر مطلق ہے۔ سب کی امیدیں وہی بر لانے والا ہے۔ اوسکی قدرت میں سب کچھ ہے۔ پس اپنے لیے بڑے اور حقیقی خدا کو چھوڑ کر اوسکی مخلوقات سے التجا کرنا کیسی بڑی حماقت ہے اور چہ جائیکہ بیجان اشیاء کو خیالی جاندار سمجھکر اوسکو اپنا بہبود حاجت روا اقرار دیکر اوس سے اپنی مراد کی درخواست کرنا یا چڑھاوے چڑھانا یا دریا اور درخت کو پوجنا یا اپنا حامی و مددگار سمجھنا انسان کی عقل کے بالکل خلاف ہے۔ یہ عقیدے صرف خیالی اور وہمی ہیں۔ اور بے بنیاد قصوں کے سننے سے بھی اکثر اوقات انسان کا عقیدہ کسی شے کی طرف سے پختہ ہو جاتا ہے جو کہ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان طرح طرح

دل میں لاکر فضول خرچیوں میں ہمت باندہ لیتا ہے اور ایسی جگہ پر خرچ کرنے سے کوئی پس وپیش نہیں ہوتا۔ یعنے جس روپیہ سے مفید اور ضروری کام نکلتے صرف خیالی بنیاد پر فوراً صرف کردیا جاتا ہے۔

تالاب یا دریا پر اشنان کرنا

ہمکو یہ خیال کرتے ہوئے بھی شرم آتی ہے کہ عورتیں اور خصوصاً وہ عورتیں جو اپنے آپ کو شریف کہلاویں اور ایسی جگہ اور موقعوں پر نہاویں جہاں مردوں کا گذر بھی ہوسکتا ہو۔ اس رسم ورواج کو کون ہے جو پسند کریگا۔ اور اس میں عیب نہ سمجھے گا۔ ذرا خیال تو کرو کہ فاحشہ عورتیں بھی جو بازاروں میں علانیہ طور پر بیٹھی ہیں اور سب کے نزدیک ذلیل وخوار ہیں کسی دوسرے شخص کے سامنے نہانے اور بے پردہ ہونے کو عیب سمجھتی ہیں مگر تعجب ہے کہ وہ عورتیں جو شرافت کا دعوے بھی کرتی جائیں تالاب یا نہر یا دریا کے کنارے پر کھلے بندوں عام طور پر نہائیں ہر مہذب اور شریف آدمی کے نزدیک وہ رذیل اور کمینوں سے بھی بدتر ہیں۔ عورت کا حیا و شرم کے ساتھ اپنی عزت کو بچائے رکھنا ہی شرافت کی دلیل ہے۔ پس جس عورت کو شرم وحیا کا مطلق خیال نہو وہ ہرگز شریف نہیں ہوسکتی خواہ وہ کیسا ہی دعوے کرے۔ اور چونکہ حیا اور ایمان کا ساتھ ہے اسلئے جس میں حیا نہیں اوسمیں ایمان بھی نہیں ہوسکتا۔ اور شرافت کا ایک بڑا جوہر ایمان ہی ہے۔ اگر یہ نہیں تو کچھ بھی نہیں اور علاوہ اسکے اس طرح کی بیہودہ راہ رسم بالکل خلاف عقل اور تہذیب ہے کہ جس انسان میں یہ دونوں نہیں ہیں وہ حیوان سے بدتر ہے کیونکہ انسان صرف عقل ہونے کے سبب ہی اشرف المخلوقات کہلاتا ہے اور عقل کیا چیز ہے وہ نیک وبد تمیز کرنے کا ایک آلہ ہے اور اوسکی مثال بالکل کسوٹی کی مانند ہے پس جس سنار کے پاس کسوٹی نہو تو وہ اچھے برے میں کس طرح فرق معلوم کرسکتا ہے۔ اس لئے بغیر اپنے خاص آلے یعنی کسوٹی کے وہ بھی مثل اور حیوانات کے ہے۔ اس طرح انسان کو عقل کے ذریعہ دیگر مخلوقات سے زیادہ رتبہ دیا ہے اور جو کوئی عقل سے کام نہ لے تو وہ ضرور اور جانوروں کی مانند ہوسکتا ہے جن ملکوں میں ابھی تک تہذیب کا نام

ونشان نہیں پہونچا اور جہاں پر لوگ یہ بھی نہیں جانتے کہ عقل کیا چیز ہے اور اوسکو کس طرح استعمال کرنا چاہیئے۔ اون کی تو کچھ شکایت نہیں۔ لیکن وہ لوگ جو اس زمانہ کی موافق پوری ترقی تہذیب حاصل کر چکے ہیں اور پھر وہ ایسی نامہذب حیوانی حرکات کریں تو اون کی حالت پر بہت ہی افسوس کرنا چاہیے۔

تعویذ گنڈا

فی زمانہ ہندوستان میں بہت اعتقاد چلا جاتا ہے۔ اس زمانہ میں گنڈا تعویذ کیا چیز ہے۔ یہ صرف کھانے کمانے کا پردہ ہے۔ بہت سے لوگ جنکے پاس کچھ ذریعہ معاش نہیں ہوتا اور خرچ دنیاداری اُجلا ہوتا ہے اور اُسپر آرام طلبی کے عادی ہوتے ہیں اور محنت مزدوری کو ہاتھ پاؤں ہلانا عار سمجھتے ہیں۔ مخلوق کو دھوکا دینے کے لئے۔ اونھوں نے ایسے ذریعے نکال لئے ہیں کہ گھر بیٹھے چین کرتے ہیں اور سو بچھوں پر تاؤ دیتے ہیں۔ اچھے سے اچھا کھانے کو ملتا ہے اور سب جگہ آؤ بھگت ہوتی ہے پھر وہ کیوں چھوڑیں۔ درحقیقت اللہ تعالیٰ کا نام تو ضرور اچھا ہے اگر وہ خلوص نیت سے ہو اور اوس سے کوئی نفع اپنی ذات کے واسطے متصور نہو۔ لیکن ایسے عامل اب کہاں ہیں جو پکے دیندار اور خدا پرست ہوں اور محض مخلوق خدا کو فیض پہنچانے کے واسطے خدا کی راہ پر محنت کام کریں۔ آجکل جو لوگ ہیں گنڈا تعویذ تو بعد کو دیتے ہیں نیاز کا اوّل طلب کر لیتے ہیں۔ اون کی بلا سے غرض مند کی غرض پوری ہو یا نہو "مُردہ بہشت میں جائے یا دوزخ میں اونکو اپنے حلوے مانڈے سے کام"۔ اور بعض تعویذ لکھنے کے واسطے سفید مرغ کے خون کی ضرورت ظاہر کرکے مرغ طلب کر لیتے ہیں اور ہم نے دیکھا ہے کہ روز مرغ کا پلاؤ اور قورمہ اوڑاتے ہیں۔ تو بتاؤ کہ اون کے گنڈے تعویذ میں کیا اثر ہے۔ عورتیں چونکہ ناتجربہ کار ہوتی ہیں اور زمانہ کی نشیب و فراز کو کم سمجھتی ہیں اس لئے اپنی سادگی کے باعث بہت جلد ہر بات کا اعتقاد لے آتی ہیں۔ اور اپنی مُرادوں کے دفتر پھیلا کر سب ایکدم پورے کرنا چاہتی ہیں خواہ اوس میں کسیقدر روپیہ کیوں نہ خرچ ہو پھر تو ایسے میاں صاحب کو خوب لوٹ کھسوٹ کا موقع ملجاتا ہے کیونکہ وہ اپنے نزدیک جہانتک ممکن ہوتا ہے

اپنی بزرگی کا خوب یقین دلاتے ہیں۔ پس یاد رکھو کہ جو لوگ درحقیقت بزرگ اور خدا کے سچے دوست ہیں اون کو نہ تو عبادت الٰہی سے کسی وقت فرصت ہوتی ہے اور نہ اون کو کچھ غرض ہے کہ مخلوق کو اپنی حالت سے آگاہ کریں کیونکہ دنیادار اور غرض مند اون کو گھیرتے اور دق کرتے ہیں اور اس طرح اون کی عبادت میں حرج واقع ہوتا ہے اس لئے اون کا ملنا تو محال ہے۔ اسی لئے دنیا دار اس سبب سے اپنی شکم پری کرتے ہیں۔ سو طریقوں سے شہر میں اپنی شہرت کراتے ہیں اور خود فقیرانہ لباس و وضع اختیار کرکے اور ظاہری اللہ اللہ کرکے لوگوں کے دلوں پر اپنے اعتقاد کا سکہ جماتے ہیں بعضے غیر شہر میں جاکر اور مصنوعی مرید بنا کر لوگوں میں تعریف کراتے اور اعتقاد دلاتے ہیں جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جب لوگ دھوکے میں اون کو ولی کامل سمجھنے لگتے ہیں تو خوب روپیہ وصول ہوتا ہے اور اپنی روٹیوں کا پورا سہارا ہو جاتا ہے اور بیوقوف عورتیں تو اپنا زیور تک نذر کرآتی ہیں۔ پس اس طرح بعض میاں صاحب آ ہزاروں روپیہ کما لیتے ہیں اور جب دیکھتے ہیں کہ کوئی کرامت ظاہر نہیں ہوتی اور لوگ بداعتقاد ہونے لگے تو اوس شہر سے بھاگ کر جھٹ دوسرے شہر میں پہنچ کر یہی سلسلہ شروع کر دیتے ہیں۔

بیجا شادی

یہ قوموں کا تو ذکر نہیں۔ اکثر بڑے بڑے عقلمند اور تجربہ کاروں کی مجھ پر پھبتی پڑ جاتے ہیں اور اپنی اولاد کی چھوٹی ہی عمر میں شادی کرنے کو بڑی خوشی خوشی تیار ہو جاتے ہیں۔ علاوہ اون لوگوں کے جنمیں یہ رسم پہلے سے چلی آتی ہے۔ بعض ایسے بھی ہیں جنکی عمر زیادہ ہونے پر اور حالت ضعیفی میں تو اولاد پیدا ہوئی اور ابھی بچہ نے ہوش بھی نہیں سنبھالا تو والدین کو اپنی زندگی کا بھروسہ نہیں رہا اور یہ گھبراہٹ پڑ گئی کہ کسی طرح لڑکے کا سہرا اور بہو کا چہرہ اپنی حیات ہی میں دیکھ لیں اس فرض سے جہاں تک ممکن ہو سکے جلد سبکدوش ہو جاویں۔ اس کی خواہش عام طور پر لوگوں کو بےتمیز کر دیا کرتی ہے بالفرض ایک دو ہر گز عقلمند نہیں ہو سکتے کیونکہ اول تو نابالغ کی شادی ہرگز فرض نہیں

بلکہ ایک معنی کر کر اولٹا ہوا خذہ الٰہی میں گرفتار ہونا پڑتا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ قبل از وقت شادی سے لڑکے کے جسم کے نشو و نما کو از حد نقصان پہونچتا ہے اور پوری طاقت پھر کبھی حاصل نہیں ہو سکتی یہ کی وجہ سے بیماری بہت جلد جلد ستاتی ہے علاوہ ایں دنیاوی ترقی میں بھی بہت ہرج واقع ہوتا ہے۔ دوسرے یہ بڑی بھاری حماقت ہے کہ اپنی ذاتی خوشی وہ بھی دو روزہ کا تو اتنا خیال کیا جاوے اور اولاد کے نقصانات کا جس سے نہ اپنی ہی اولاد کو نقصان پہنچتا ہے بلکہ آیندہ نسلیں خراب ہوتی ہیں کچھ لحاظ نہ کیا جاوے بچپن کی شادی میں صرف روپیہ ہی کا خون نہیں ہے بلکہ بچہ کا ناس لگ جاتا ہے۔ بچہ کو اسوقت کم سن اور نابالغ ہونے کی وجہ سے نہ تو کچھ آنے والی ذمہ داریوں کا خیال ہوتا ہے اور نہ اچھے برے کی تمیز ہوتی ہے اور نہ یہ سمجھ سکتا ہے کہ شادی کیا چیز ہے اور اوس سے کیا مراد ہے وہ تو صرف اسکے معنی شادی سمجھتا ہے کہ بہار کے کپڑے پہنے۔ کینہ جمع ہو۔ باجہ بجے ناچ گانا ہو۔ آتشبازی چھٹے پالکی یا گھوڑے کی سواری ملے اور بہت سے ہمجولی لڑکے جمع ہوں جبکہ بچہ اس طرح بیہوش ہو تو پھر کیا امید ہو سکتی ہے کہ آیندہ میاں بیوی میں میل ملاپ رہیگا کیونکہ نہ تو لڑکا یہ جانتا ہے کہ بیوی کیا چیز ہے اور اوسکے عادات میری مرضی کے مطابق ہیں یا نہیں۔ یا وہ خوبصورت ہے یا بدصورت یا آیندہ اوسکی کیا حالت ہیگی اور اسیطرح نہ لڑکی کو ہوش ہوتا ہے کہ وہ اس بات کو خیال کر سکے کہ میرے خاوند کا چال چلن نیک ہوگا یا بد یا مجھسے موافقت رکھیگا یا اوسکے عادات کیسے ہوں گے غرض ایسی شادی سے جو نتائج آگے چلکر نکلا کرتے ہیں اکثر بُرے ہوتے ہیں اور اونکا پھر کوئی تدارک نہیں ہو سکتا۔ بڑے بڑے حکیموں کا قول ہے کہ جو مرد و عورت اپنے پورے نشو نما پانے سے پہلے شادی کے جال میں پھنس جاتے ہیں تو اون کی پہلی تیزی اور ذہانت کافور ہو جاتی ہے اور کند ذہن اور سست ہو کر اکثر مرض کا شکار ہوتے ہیں اور اون کی تمام آیندہ ترقیاں کمزور ہو جاتی ہیں۔ اول تو وہ خود جسم میں کمزور ہو جاتے ہیں۔

دوسرے ایسی شروع عمر میں جب اولاد ہو جاتی ہے تو وہ بھی کمزور ہوتی ہے جو ماں باپ کو اکثر داغ مفارقت دیتی ہے۔ اگر مصیبت جھیل کر بچ بھی گئی تو بھی ہمیشہ روگی رہتی ہے۔

تیسرے عورت بھی جوان ہونے سے پہلے ہی بڑھیا معلوم ہونے لگتی ہے اور طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا رہتی ہے اور اپنی آیندہ خوشحال زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتی ہے۔ برخلاف اسکے زمانہ شباب و بلوغیت کی شادی (یعنی کم از کم ۱۸ برس کی لڑکی اور ۲۲ برس کا لڑکا) سے جو اولاد پیدا ہوگی وہ ضرور مضبوط اور طاقتور ہوگی اور بہت جلد نشو نما پاوے گی اور اس میں ہر کام و ہنر کے حاصل کرنے کی عجیب ذہانت اور لیاقت ہوگی۔ اس لئے یہی مناسب ہے کہ بچوں کی شادی بیوقت اور ضرورت سے پیشتر ہرگز نہ کرنا چاہئے۔ علاوہ نقصانات مذکورہ بالا کے شادی کے بعد تعلیم کا کماحقہ حاصل کرنا کسی طرح نہیں ہوسکتا۔ جو ترقی انسان کا ذریعہ ہے۔ اب غور کرو کہ ذرا سی اپنی خوشی کے مقابلہ میں ایسے ایسے بڑے نقصانات کو ترجیح دینا کون عقلمندی ہے۔ بعض قوموں میں بہت عمدہ دستور ہے کہ وہ اپنی اولاد کی اُسوقت تک شادی نہیں کرتیں جب تک وہ اعلیٰ تعلیم سے بخوبی فراغت حاصل نہ کرلیں تاکہ خود اپنی ذات سے اپنے گھر بار کو سنبھال سکیں۔ لیکن بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہمارے ہندوستان میں اکثر قومیں اہل ہنود اہل اسلام میں اپنی اولاد کے ساتھ محبت کے پیرایہ میں کینہ بھاری دشمنی کرتی ہیں کہ جسکا چارہ ہی نہیں ہوسکتا۔

تیسرا باب

تعلیم اولاد

اگرچہ سب یہی چاہا کرتے ہیں کہ ہماری اولاد ہم سے بھی زیادہ دولتمند ذی عزت نامور اور تمام خوبیوں سے بھرپور ہو۔ ایسے خیالی پلاؤ دل ہی دل میں پکا لینا تو کچھ مشکل نہیں۔ لیکن اوسکی مطابق عملدرآمد کرنا کچھ آسان بھی نہیں ہے۔ کیونکہ ہم ان خیالات کی مطابق اولاد کی ترقی اور تعلیم نہیں دیکھتے جسقدر بچہ کم عمر ہوتا ہے اوسیقدر زیادہ اوسکے ماں باپ کے دلوں میں اوسکی اعلیٰ تعلیم کا خیال ہوتا ہے۔ لیکن جسقدر عمر میں بڑھتا جاتا ہے اور تعلیم کی قابل ہوتا جاتا ہے اوسیقدر وہ خیالات کم ہوتے ہوتے بچہ کی طرف سے بے پروائی ہوجاتی ہے۔ اسکی دو وجہ ہیں ایک تو یہ کہ عام طور پر اوس بچہ کا باپ بھی اوسیطرح کی تعلیم پائے ہوئے ہوتا ہے۔ یہ چونکہ ادنیٰ تعلیم ہوتی ہے۔ اسلئے وہ علم کی قدر و منزلت کو نہیں سمجھ سکتا۔ اور نہ اوسکو طریق تعلیم آتا ہے اپنی کم علمی اور کم حیثیتی کے سبب وکار و بار دنیا داری میں اسقدر مصروف رہتا ہے کہ اوسکو اپنی اولاد کی تعلیم کی کچھ پرواہ ہی نہیں ہوتی۔ دوسرے اوس بچہ کی ماں جو عام رواج کی موافق محض جاہل ہوتی ہے وہ اس بات کو نہیں سمجھتی کہ اگر کوشش کر کر بچہ کو عمدہ تعلیم دلادے تو اوسکا کیا نتیجہ ہوگا اور اپنی محبت و پیار کے مقابلہ میں تعلیم کے لئے باہر مکتب وغیرہ میں بھیجنا بھی ناگوار گذرتا ہے۔ چہ جائیکہ دور دراز کسی شہر یا ملک کو اس غرض کے واسطے بھیجدینا گوارا ہو۔ ذرا سمجھنے کی بات ہے کہ محبت کے باعث بچہ کی جدائی گوارا نہ کرنا اور ہر وقت اپنے کلیجہ سے لگائے رکھنا بچہ کے حق میں دشمنی کرنا ہے۔ اور برخلاف اوسکے اعلےٰ تعلیم کے خیال سے اوسکی بہتری کے واسطے کچھ عرصہ تک علیحدگی کا جبر گوارا کرلینا گویا عین دوستی ہے یاد رکھو کہ دوستی سچی وہی ہے کہ جس سے دوسرے کو فائدہ

حاصل ہو خواہ اوسمیں کسیقدر تکلیف ہی کیوں نہ اُٹھانی پڑے اور دشمنی صرف وہ ہی نہیں ہے جس سے فوراً تکلیف پہونچے بلکہ دشمنی کرنے کے بہت طریقے ہیں بعض دشمنی ایسی ہے کہ ظاہرا تو محبت و پیار اور نتیجہ اوسکا اگر خیال کیا جاوے تو سراسر دشمنی اور سخت تکلیف کا باعث ہے اور بعض دوستی اور بہتری ایسی ہے کہ دیکھنے میں تو تکلیف اور محنت کا باعث ہے لیکن اوسکے نتیجہ سے ایسا بڑا فائدہ نکلتا ہے کہ جس کے مقابلہ میں پہلی تکلیف کی کچھ ہستی ہی نہیں ہوتی۔ جو لوگ بیوقوف ہیں وہ نتیجہ کو تو بالکل خیال نہیں کرتے مگر دوستی کے پیرایہ میں دشمنی کر جاتے ہیں۔ کسی نے کیا سچ کہا ہے۔ "نادان دوست سے دانا دشمن اچھا ہوتا ہے" ایسے ماں باپ پر جو اپنی اولاد کو ہمیشہ محبت و پیار میں رکھتے ہیں اوپر یہ مثل بالکل صادق آتی ہے۔ اپنی اولاد کے وہ دوست تو ضرور ہیں لیکن افسوس کہ وہ نادان ہیں۔ اسلئے جو کام وہ اولاد کے حق میں کرتے ہیں اوسکا نتیجہ بُرا نکلتا ہے جسکا خمیازہ تمام عمر اوٹھانا پڑتا ہے بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ اولاد کی اولاد تک اوسکا اثر رہتا ہے۔ واقعی ٹھیک ہے کہ اولاد کے حق میں ماں باپ ہی دوست ہیں اور ماں باپ ہی دشمن ہیں صرف عقل کا پھیر ہے اور ماں باپ کو اپنی اولاد کی محبت ہوا ہی کرتی ہے اور جو کام بھی اپنی اولاد کے واسطے کرینگے وہ ضرور محبت اور دوستی سے ہوگا۔ بلکہ سوچ سمجھکر کرنا نتیجہ اچھا دیگا۔ اور بلا سوچ سمجھے کر بیٹھنے سے آخر نتیجہ ممکن ہے کہ بُرا ہو مگر افسوس ہے کہ ہمارے ہندوستان میں یہ بات کہاں نصیب ہو سکتی ہے اور یہ مُلک تو تمام اور ملکوں میں تعلیم کے واسطے بدنام ہے یہاں کی جہالت تمام دنیا میں مشہور ہے اور خاصکر عورتوں کی بے علمی اور پھوہرپن تو ضرب المثل ہے کیونکہ تمام بڑے بڑے اور مہذب ملکوں میں عام طور پر عورتوں کی تعلیم کو مقدم سمجھتے ہیں اسکی وجہ یہ ہے کہ گھر کے بہت سے کام اکثر عورتوں کے ہی متعلق رہتے ہیں یا اون میں عورتوں سے رائے لیجاتی ہے۔ پس عورتوں کو بھی بہت ہوشیاری اور عقل کی ضرورت ہے اور یہ عقل بغیر علم کبھی نہیں حاصل ہو سکتی اور یہ بے عقلی کا ہی نتیجہ ہے کہ ہندوستان میں اسوقت بے شمار جاہل موجود ہیں جو اپنے آپ کو بہت عزت دار

اور شریف بتلاتے ہیں۔ اگرچہ گھر میں چوہے قلابازیاں ہی کھاتے ہیں مگر بیکاری۔ آرام طلبی یعنی حرام خوری کی عادت کو نہیں چھوڑتے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ اون کے ماں باپ نے کبھی ایسی پٹی ہی نہیں پڑھائی جس سے اون کی عادت کی اصلاح ہوتی۔ ہمیشہ محبت و پیار میں پلے۔ پکی پکائی کھائی پھر ہاتھ پاؤں ہلانے کی کیا ضرورت تھی۔

ہمارے ملک میں اول تو خود کم علمی کی وجہ سے علم کے فائدہ کو عمدہ اور بہت بڑا نہیں سمجھتے اسلئے روپیہ پیسہ اسکی تحصیل میں خرچ کرنے کو فضول خیال کرتے ہیں۔ ایسے قصے ہم نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں کہ بچہ کی آٹھ سات برس کی عمر ہوگئی اور ابھی تک پڑھانے لکھانے کا کچھ خیال بھی نہیں۔ جب دوست احباب نے زیادہ تاکید کی تو کسی مکتب یا مدرسہ میں بٹھلا دیا۔ اور جو وقت دو تین مہینے گذر گئے اور معلم نے اپنی تنخواہ کا تقاضا کیا تو جھٹ وہاں سے اوٹھا کر دوسری جگہ پڑھانا شروع کیا اور اس طرح پڑھا پڑھو کر جب اپنا اعتبار جاتا رہا تو لڑکے کو کھیلنے کودنے کو چھوڑ دیا۔ اور بعضے ماں باپ تو کتاب۔ کاغذ۔ دوات قلم روشنائی وغیرہ کے واسطے پیسہ دینا ہی نہیں چاہتے اور بعضے یہ کرتے ہیں کہ بچہ کو مکتب میں بٹھلا دیا پھر اوسکی غور پرداخت اور دیکھ بھال سے کچھ مطلب نہیں بچہ خواہ کھیلے یا پڑھے اس طرح تعلیم دیئے ہوئے بچے زیادہ تر آوارہ ہوجاتے ہیں جو نالایق اور ناخلف کہلاتے ہیں۔ شروع ہی سے اونکا چال چلن خراب ہوجاتا ہے جوان ہو کر وہ کسی کے قابو کے نہیں رہتے۔ ایسی آوارہ اور ناہموار اولاد اپنے ماں باپ کیلئے بڑی مصیبت ہوجاتی ہے۔ زندگی تلخ کردیتی ہے۔ عمر بھر کی محنت اور مشقت سے جمع کی ہوئی پونجی یہ نالایق اولاد دم بھر میں بارود کی طرح اوڑا دیتی ہے اور اپنی پشتہا پشت کی عزت و آبرو خاک میں ملا دیتی ہے اور ایسی نالایق و ناخلف اولاد کی بدولت صدہا گھرانے۔ خاندان اور نسلیں باوجود نام و نمود کے ذلیل و خوار ہو کر چاہ ذلالت میں گرجاتی ہیں جو کبھی سر نہیں اوٹھاتیں۔ خدا کسی کو ناہموار اولاد نہ دے اور درحقیقت اگر غور کیا جاوے تو خدا تعالیٰ ناہموار اولاد کسی کو نہیں دیا کرتا۔ بلکہ والدین ہی جان بوجھکر اونکو ناہموار بنا دیتی ہیں۔

اِن میں سارا قصور سوائے والدین کے اور کسی کا نہیں ہو سکتا۔ گو والدین بھی جان بوجھکر اپنی اولاد کو نہیں بگاڑا کرتے بلکہ جہاں تک بھی ممکن ہوتا ہے بہتری ہی چاہا کرتے ہیں یہ صرف اون کی غفلت اور بے پروائی کا نتیجہ ہے۔ اگر کوئی قصور یا بیجا کام اولاد سے سرزد ہوتا ہوا دیکھیں گے تو چشم پوشی کر جاتے ہیں۔ اور یہ خیال کر لیتے ہیں کہ بڑے ہو کر خود سمجھدار ہو جاویں گے۔ حالانکہ یہ اون کی سراسر غلطی ہے۔ مثل مشہور ہے کہ "گودیوں کے بنائے کبھی نہیں بگڑتے اور پوتڑوں کے بگاڑے کبھی نہیں سنورتے"۔ بچوں کی مثال درخت کی تازی شاخ کی سی ہے کہ جسوقت تک وہ چھوٹی اور پتلی ہے اوسکو جسطرف چاہیں موڑ سکتے ہیں اور جب بڑی ہو کر موٹی اور پختہ ہو جاوے گی تو اوس کا موڑنا دشوار ہو جاوے گا۔ پس یاد رکھو کہ بچہ کی تعلیم کی عمر صرف بچپنے کی ہی عمر ہے اس عمر میں بچہ کو جسطرح تعلیم کی جاتی ہے اور سکھایا جاتا ہے وہ عمر بھر نہیں بھولتا۔ بچونکو بگاڑنا اور سنوارنا ہمیشہ ماں باپ کے اختیار میں ہوتا ہے جسکا مواخذہ قیامت کے دن ضرور ماں باپ سے کیا جاوے گا۔

بچے زیادہ تر ماؤں کی بے تدبیری اور بیوقوفی سے بگڑا کرتے ہیں۔ کیونکہ عام پر بچونکی عادت ہوتی ہے کہ جس بات کو منع کیا جاوے اوسی کو کیا کرتے ہیں یا ذرا ذرا بات پر مچلکر ہٹ کرتے ہیں۔ اور چونکہ عورتوں کو بچوں کے رونے یا ضد کرنے پر رحم آیا کرتا ہے اسلئے مجبوراً نا فرمانبرداری کرنی پڑتی ہے اور وہی عادت بچوں میں جڑ پکڑ لیتی ہے ایسے وقت پر بچوں پر رحم کرنا دوستی نہیں بلکہ صاف دشمنی ہے۔ کیونکہ اگر بچہ کی عادت شروع ہی سے فرمانبرداری کی نہ ڈالی جاوے تو بڑے ہو کر اوسپر کیا اثر ہو سکتا ہے۔ اسی عمر میں بچے کو اپنے ماں باپ کی مرضی کے تابع بننا ضروری ہے۔ یاد رکھو کہ وہی لڑکے بڑے ہو کر نیک مزاج اور شریف نکلیں گے جو بچپنے ہی سے اپنے ماں باپ کے حکم پر چلتے رہیں گے۔ ورنہ اگر اس عمر میں خیال نہ رکھا جاوے گا اور نافرمانی کی عادت پڑ جاوے گی تو پھر کسی تعلیم و تربیت کا اثر نہیں ہو سکتا۔ بچہ خواہ کتنا ہی مچلے اور ضد کرے اوسکی پروا کچھ بھی نہ ہونی چاہئے اور ایسی بیجا ہٹوں پر اوسوقت ذرا بھی توجہ نہیں کرنی چاہئے

کیونکہ یہ عادت پڑنی اچھی نہیں۔ اور خیال رکھنا چاہئے کہ بدتہذیبی کا کام کرتے دیکھکر اوسی وقت فوراً اوسکی روک ٹوک اور تنبیہ کردینی مناسب ہے اور ایسے وقت پہلے پہل ٹوکنا یا اوسکی ناشایستہ حرکات دیکھکر ہنسنا گویا بچہ کو خودسر اور گستاخ خود بنا دینا ہے بچہ کے ماں باپ کو لازم ہے کہ چھوٹی عمر سے ہی بچہ کے اخلاق کی درستی کا بہت خیال رکھیں اور حتی الامکان نیک خصلتیں سکھانے میں کوتاہی نہ کریں کیونکہ بچہ دو ڈھائی برس کی عمر سے ہی اپنی مادری زبان سیکھ کر دوسرے لوگوں کی حاوبات کا رنگ ڈھنگ پکڑنے لگتا ہے۔ اس لئے ماں باپ کا فرض ہے کہ اسی عمر سے اپنے بچوں کی عادت کی درستی کا خیال رکھیں اور جہاں تک ہوسکے اسوقت نیک باتیں سکھانے میں کوتاہی نہ کریں۔ اور دوسرے لوگوں کو تاکید کریں کہ بچہ کے سامنے کوئی بدتہذیبی کی بات اپنے منھ سے نہ نکالیں۔ کیونکہ بچپن میں جو باتیں بچوں کو سکھائی جاویں گی وہ آسانی سے اور بہت جلد اون کے ذہن پر نقش ہوجاتی ہیں۔ اسلئے اون کے ماں باپ کو چاہئے کہ محبت اور پیار کے ساتھ عمدہ طریقہ پر اخلاق اور نصیحت کی باتیں سکھاویں اور جو باتیں سکھائی جاویں اوسیکی مطابق عمل بھی کرایا جاوے مگر یہ طریقہ ایسے مناسب طور پر استعمال کیا جاوے کہ بچہ کی ضد کی عادت نہ پڑنے پاوے اور رات کو سونے کے وقت بھی اکثر بچے کہانیاں سننے کے مشتاق ہوا کرتے ہیں اسلئے یہ اچھا موقع ہے کہ ایسے وقت خوب نصیحت آمیز قصے سنائے جاویں کہ جس سے بچوں کو دلچسپی ہو۔ اس طرح طرح طرح کے قصے سننے سے بچوں کی عقل تیز اور زبان صاف ہوتی ہے اور ایک قسم کی واقفیت اور علمیت کا مادہ بڑھتا ہے۔ مگر خیال رہے کہ سوتے وقت کوئی خوفناک قصہ یا واقعہ ہرگز اپنے منھ سے نہ نکالیں۔ کیونکہ بچے رات کو خواب میں ڈر جاتے ہیں اور اس طرح ڈر کر اکثر بیمار ہوجاتے ہیں۔

ایسے چھوٹے بچوں کا تعلق چونکہ زیادہ تر اپنی ماں سے ہی ہوتا ہے اسلئے ماں کو مناسب ہے کہ جہانتک ہوسکے اپنے بچہ کو اپنا تابعدار اور فرمانبردار بنانے کی کوشش کرے اور بے موقع محبت و پیار ہرگز نہ ظاہر کرے۔ اور مناسب سزا دینی بہت ضرور سمجھے

مگر ہاں اسبات کا خیال رہے کہ ذرا ذرا بات پر جھڑکنا اور ہر وقت پیٹتے رہنا بھی مناسب نہیں کیونکہ اس طرح کے برتاؤ سے بچہ یا تو بیحیا پڑ کر بے خوف ہو جاتا ہے یا بچہ کے دل میں اسقدر خوف بیٹھ جاتا ہے کہ اپنے ماں باپ کی صورتیں ہی رات کو خواب وخیال میں خوفناک نظر آنے لگتی ہیں اس لئے اسکا نتیجہ بھی بُرا ہوتا ہے پس ہر حالت میں وہ طریقہ اختیار کرے کہ اس خوبی اور ملائمیت سے کام نکالا جاوے کہ جب کبھی خلاف تہذیب کام کے روکنے یا منع کرنے کے لئے اگر ایک آنکھ کا بھی اشارہ کیا جاوے تو ایک سرمو بھی اُسکے خلاف نہو مگر یہ بات کچھ آسان نہیں ہے کیونکہ ماں کی لیاقت اور عقلمندی اسی سے ظاہر ہوتی ہے۔ جو عقلمند ہیں وہ تو ضرور اس بات کو سمجھکر اسیطرح عمل کریں گی مگر بیوقوف اور پھوہڑ عورتیں ایسی مفید باتوں پر کب کان دھرتی ہیں اسلئے ان سے تو کہنا ہی فضول ہے وہ تو صرف تقدیر ہی کی قایل ہیں تدبیر کیسی۔ مگر اپنی بے پروائی کا نتیجہ وہ ضرور دیکھ لیتی ہیں خواہ وہ اپنی جہالت کے سبب اپنے دل میں شرمندہ ہوں یا نہوں چونکہ اس عمر میں انسان کی طبیعت بہت جلد اثر قبول کر لیتی ہے۔ اسلئے بُرائی بھلائی جو کچھ بھی بچہ دیکھتا ہے وہ سب کچھ اوسکو ویسے ہی یاد رہتا ہے پس جو بچے بُری صحبت میں رہکر اپنی آنکھ سے بدتہذیبی کی باتیں دیکھتے ہیں تو بڑے ہو کر وہ ضرور اوسی نمونہ کی ہو جاتی ہیں۔ جس طرح کہ اپنے ادہر اودہر کے لوگوں یا گھر والوں کو بچہ دیکھے گا اوسکا چال چلن ضرور ویسا ہی ہوگا۔ غرضکہ بچہ کو جیسا بناؤ ویسا ہی بن سکتا ہے۔ ہر کام کا ایک وقت ہوتا ہے جسکے گذرنے پر سوائے افسوس کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اس لئے ماں کو چاہئے کہ بچہ جوں جوں ہوش پکڑتا جاوے اور سیانا ہوتا جاوے اوسکو اخلاق و تہذیب کی نیک باتیں سکھاتی جاوے اور خدا تعالیٰ کی عظمت اور صفتیں بچہ کے دل پر اچھی طرح نقش کر دینی چاہئیں پھر رفتہ رفتہ اپنے مذہب و اعتقاد کی موافق عبادت کے فائدے سمجھا کر شوق دلاوے تاکہ دین کی باتوں سے بے خبر نہ رہے۔ اور اپنے مذہب کا پختہ ایمان کا سچا نکلے۔ اور ایسی مفید اور لیاقت کی باتیں بتاوے کہ دوسرے دیکھنے والے بھی خوش ہوں جیسے نشست و

برخاست کے آداب اور سلام و مزاج پرسی کی لیاقت اور سلیقہ و تمیز سے بات چیت کرنا اور صاف و ستھرے رہنا ایسی باتیں ہیں کہ جس سے بچہ کی خوبی نکل آتی ہے اور ماں باپ کی لیاقت ظاہر ہوتی ہے۔ شروع ہی سے بچہ کے دل میں یہ بات بٹھادینی چاہئے کہ بُری باتوں کے اختیار کرنے سے اول تو خود دنیا میں ہی نقصان پہنچ جاتا ہے اور ذلت حاصل ہوتی ہے اور پھر سب سے بڑا ڈر خدا تعالےٰ کے عذاب کا ہے جو ہر وقت دیکھتا رہتا ہے۔ اگر خداوند تعالیٰ کا خوف بچہ کے دل میں اچھی طرح بیٹھ جائیگا تو ہر بُری بات کے چھوڑانے اور نصیحت کرتے وقت بہت کام دیگا۔ اور اس طرح یہ بھی بتانا مناسب ہے کہ اچھی باتوں میں کیا کیا فائدہ ہے اور اس سے خدائے تعالےٰ خوش ہوتا ہے اور اوسکی خوشی کیسی ضروری ہے۔ ماں کا فرض ہے کہ اپنے بچہ کے اخلاق کی درستی کا خیال ہر وقت رکھے۔

بُری باتوں اور عادتوں جیسے (جھوٹ بولنا۔ غرور کرنا۔ بے ایمانی غصہ کرنا۔ سُست اور میلے کچیلے رہنا) سے منع کرتی رہے اور اون کی بُرائیاں خوب سمجھا کر بچہ کے ذہن نشین کردے اور اچھی وہ نیک خصلتوں کی صفت بیان کرنا اور بتلانا کہ سچ بولنا انکساری کرنا۔ ایمانداری اور تحمل کرنا۔ مستعد اور صاف ستھرے رہنے کا خوگر بننا کیسی اچھی بات ہے اور حتی الامکان کوشش اس بات کی کرے کہ بچہ کے دل میں بُرے خیالات پیدا ہونے ہی نہ پاویں اور اوسکی روک اس طرح ہوسکتی ہے کہ بچہ کو زیادہ تر اپنی نظر کے سامنے رکھا جاوے اور اوسکی حرکات و سکنات پر خیال رکھا جاوے کہ گھر میں ہر وقت کے برتاؤ میں بھی بڑے کے ساتھ ادب سے اور چھوٹے کے ساتھ محبت و پیار سے پیش آوے اگر اس کے خلاف دیکھیں تو فوراً تنبیہ کردینا بہت ضروری ہے اور اس بات کا خیال بھی بہت ضروری ہے کہ بچہ کی چوری کی عادت نہ پڑنے پاوے۔ اگر اتفاقاً کسی دوسرے کی چیز اوٹھا بھی لاوے تو بچہ کو فوراً اوسی وقت سزا دے اور اوس چیز کو ویسے ہی واپس کرنے پر مجبور کرے۔ پھر دوسرے مناسب وقت پر چوری کی بُرائیاں اچھی طرح سمجھا دے تاکہ بچہ پھر ایسی کبھی جرأت نہ کرے یا ایسی عادت اُس میں

پختہ نہو جاوے۔

ہم یہاں ایک سچا قصہ سُنا کر اس بات کی مثال دیتے ہیں کہ ایا درحقیقت اولاد کی طبیعت کا بُرے کاموں کے خوگر ہو جانے میں ماں باپ کا قصور ہے یا نہیں۔ تمکو چاہیئے کہ اس قصہ سے عبرت حاصل کرکے اس سے اپنے لئے نتیجہ نکالو۔ تاکہ آیندہ ہر طرح کی بہتری اور ترقی کا سامان ہو۔

قصہ۔ ایک شخص کے ایک ہی لڑکا تھا اور اکلوتا اور مرادی ہونے کے سبب اُسکے ماں باپ بہت ہی محبت و پیار کے ساتھ پالتے اور بہت عزیز رکھتے تھے۔ بدقسمتی سے کچھ عرصہ بعد اوس کے باپ کا انتقال ہو گیا اب اوسکی پرورش اور نگہبانی کی ذمہ دار صرف اوسکی ماں ہی تھی۔ جب لڑکے کی عمر پانچ سات برس کی ہوئی اور گھر سے باہر نکلکر ادہر اودہر آنے جانے لگا تو ایک روز وہ کسی دوسرے اپنے پڑوسی کے گھر سے ایک یا دو چھپا کر انڈے لے آیا اور اپنی ماں کو دیدیئے وہ اس کو پاکر خوش ہوئی اور اس طرح بچہ دوسرے گھروں سے جو چیز لے آتا اوسکو تنبیہ نہ کیجاتی بلکہ اوس کی ماں لیکر خوش ہوتی اسلئے وہ رفتہ رفتہ ادہر اودہر سے موقع پاکر زیادہ قیمتی مال لانے لگا اور اب وہ جوان ہو گیا اور چونکہ وہ پہلے سے مزا چکھ چکا تھا اور اس کام میں کسیقدر مشاقی حاصل کر چکا تھا۔ اسلئے جسقدر وہ بڑھتا گیا اوسکے خیالات اوسیقدر اونچے ہوتے گئے۔ یہاں تک کہ وہ چوروں اور ڈاکوؤں کے گروہ میں شامل ہو کر بڑے بڑے ہاتھ مارنے اور ڈاکہ زنی کرنے لگا۔ اب تو پولیس اوسکی تلاش میں مصروف ہوا۔ اور اتفاقاً ایک موقع پاکر ڈاکہ زنی کی علت میں گرفتار ہو کر عدالت سے سزائے موت کا مجرم قرار دیا گیا۔ جب اوس کی پھانسی کا مقررہ دن آیا تو اوسکو حسب ضابطہ پھانسی کے قریب لیجاکر دریافت کیا گیا کہ ایا اوسکا دل کسی بات کی خواہش رکھتا ہے۔ اُسنے دریافت کرنے پر کہا کہ وہ اپنی ماں کو دیکھنا اور اوس سے کچھ کہنا چاہتا ہے چنانچہ اوسکی ماں کو بلوایا گیا اور اوسکے پاس پہنچا دیا گیا۔ اوس نے اپنی ماں سے کہا کہ ایک بڑی ضروری اور آخری وصیت کرتا ہوں۔ ذرا کان ادہر لا جسوقت اوس کی

ماں نے اوس کے مُنھ سے کان ملایا تو اوسکے بیٹے نے فوراً دانتوں میں پکڑ کر کاٹ لیا جسپر اوسکی ماں بیتاب ہوکر چیخ مار بیٹھی۔

اس حرکت سے تمام حاضرین موقع کو نہایت تعجب ہوا اور اوس مجرم سے اسکا سبب پوچھا گیا تو اوسنے کہا کہ مجکو ناحق پھانسی دیجاتی ہے اس میں میرا کچھ بھی قصور نہیں ہے البتہ میری ماں کو پھانسی دینی چاہیئے۔ جس نے مجکو بچپنے سے چوری کا عادی بنا دیا جس کے سبب میں اس نوبت کو پہونچا۔ پس اس قصہ کو پڑھ کر تمنے ضرور سمجھ لیا ہوگا کہ اس میں کسکا قصور ہے کیونکہ بچہ کو ذاتی عقل بالکل نہیں ہوا کرتی۔ اوسکی جیسی عادت ڈالی جاوی گی ویسا ہی خوگر ہوجاویگا اسلئے ماں کا سب سے پہلا فرض یہ ہے کہ اپنے بچہ کی ہمیشہ سچ بولنے کی عادت ڈالے۔ کیونکہ جھوٹ ایک ایسی چیز ہے کہ جس کے اختیار کرنے سے تمام دنیا کے عیب جڑ پکڑ سکتے ہیں اور اوسکے ترک کرنے سے سارے عیب اور برائیاں دور ہوسکتی ہیں۔ پس بچہ کو جھوٹ بولنے سے نفرت ظاہر کرنی چاہیئے اور اسکی مناسب تنبیہ کرکر اوسکی عادت اگر کسیقدر پڑ گئی ہو تو چھوڑا دینی چاہیئے۔ اور سچائی اور راستبازی کی عادت جہاں تک ہوسکے پیدا کرنی بہتر ہے۔

ہم نے اکثر دیکھا ہے کہ عورتوں کی عادت ہوا کرتی ہے کہ بچوں کو خواہ مخواہ ذرا ذرا بات پر جھوٹی باتوں سے ٹوڑایا کرتی ہیں یا جھونٹ مونٹ بہلا کر دفع الوقتی کر دیتی ہیں اس طرح کے برتاؤ سے بچہ کو بہت نقصان پہونچتا ہے۔ اول تو بچہ کا ذرا سا دل ہوتا ہے وہ ڈر کر خوف زدہ ہوجاتا ہے اور اوسکے دل پر ہر وقت دہشت طاری رہتی ہے حتیٰ کہ خواب و آرام کی حالت میں بھی اکثر ڈر کر چونک اوٹھتا ہے اور چلا پڑتا ہے جس سے اوسکی صحت جسمانی پر بہت بڑا اثر پڑتا ہے۔ ایسے بچے جب جوان ہوجاتے ہیں تو وہ ڈرپوک۔ بزدل اور دل کے کمزور ہوتے ہیں ان میں بہادری کا نام و نشان تک بھی نہیں ہوتا۔ دوسرے بچہ کو جھونٹ بولنے کی بنیاد شروع ہی سے پڑ جاتی ہے اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جھونٹ اور سچ میں کچھ تمیز نہیں ہوتی۔ اور جھونٹ بولنے کی برائی اور عیب کو برا نہیں جانتا جس سے کہ طرح طرح کے عیب نکلتے ہیں اور ایسے بچے بڑے ہوکر

ہمیشہ فسق و فجور میں پڑ جاتے ہیں اور اپنے سچے مذہب کی کچھ بھی حقیقت نہیں سمجھتے۔
اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ جب بچے آپس میں لڑتے ہیں تو اس مار پیٹ کی شکایت اپنے ماں باپ سے کیا کرتے ہیں اور چونکہ والدین کو اپنے ہی بچہ سے زیادہ محبت ہوتی ہے اسلئے وہ اپنے بچہ کے مقابلہ میں دوسرے بچہ پر غصہ ظاہر کیا کرتے ہیں اور بعضے ایسے شریر بھی ہوتے ہیں کہ خود ماریں اور دوسرے کا نام لیں۔ تو ایسی حالت میں بھی والدین کو اپنے بچہ کی طرف سے بدگمانی نہیں ہوتی۔ اسلئے بیوقوف مائیں اپنے بچہ کے کہنے سے دوسرے بچوں کو کوسنے اور برا بھلا کہنے لگتی ہیں جو دوسروں کو ناگوار گذرتا ہے اور اسیطرح ادنیٰ قصوں کی بدولت اکثر بڑے بڑے قصے شروع ہو جاتے ہیں اور مردوں تک بھی نوبت آجاتی ہے۔ اور اس طرح کی شانیں نکلکر آخر کار وہ رنجش اور کدورت قایم ہو جاتی اور فساد شروع ہو جاتے ہیں اور لطف یہ ہے کہ بچے بچے پھر ذرا دیر میں ایک ہو جاتے ہیں لیکن بڑوں کے دلوں میں نفاق کا بیج بو جاتا ہے۔ اسلئے ایسے موقع پر ماں کیلئے سب سے بہتر یہ بات ہے کہ جب بچوں کو آپس میں لڑتے دیکھے تو بچہ کے مقابلہ میں دوسرے کی طرفداری کرے اور اپنے بچہ کو تنبیہ کرے ورنہ انصاف سے تو ضروری فیصلہ کر دے۔ اگر اوس نے ایسا نہ کیا اور اپنے بچہ کی اوسکے مُنھ پر بجائے مذمت کے تعریف کی تو یہ سمجھ لو کہ بچہ کا کھیج کھویا گیا۔ کیونکہ اس طرح بچہ طرفداری پاکر سرکش اور مغرور ہو جاتا ہے جسکا نتیجہ دونوں جہان میں خراب ہے۔ اگر بالفرض ایک ہی گھر کے بھن بھائی ہوں تو بھی کسی ایک کی طرفداری مناسب نہیں کیونکہ ایک پر ترجیح دینے سے آپس میں عداوت پیدا ہو جاتی ہے۔
عام طور پر قاعدہ ہے کہ اکثر بچوں میں چھٹنے سے ہی گالی دینے تھوکنے یا مارنے کی عادت پڑ جاتی ہے۔ گو اس طرح کی عادت دوسرے آوارہ بچوں کے دیکھنے اور انکے ساتھ رہنے سے بچے سیکھ جاتے ہیں یا بد تہذیب اور نکمے نوکر بتلا دیا کرتے ہیں۔ یہ عادت چھوٹی عمر کے لحاظ سے بچوں کے ماں باپ یا عزیز اقارب کو خوشگوار معلوم ہوا کرتی ہے اسلئے بچہ کو ایسی حرکت کرتے ہوئے ہنستے اور خوش ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کو

اُس سے گالی دلواتے ہیں۔ یہ ایک بڑی رذیل اور نالایق حرکت ہے۔ گویا بچہ کو دانستہ اپنے ہاتھوں سے بے تہذیب اور نالایق بنانا ہے۔ کیونکہ بچہ کو نیک و بد بنانے کا حقیقت میں یہی وقت ہے۔ اسلئے اسوقت بہت توجہ اور نگرانی کی ضرورت ہے کہ کہیں اپنا بچہ دوسرے عوام الناس کے آوارہ بچوں کے ساتھ ملکر نہ کھیلنے پاوے۔ اور اون کے خیالات نہ اخذ کرنے پاوے۔ مثل مشہور ہے کہ "خربوزہ کو دیکھکر خربوزہ رنگ بدلتا ہے" کیونکہ بمقتضائے بشریت بدی کی برائیاں بہت جلد اور نیکی کی صفتیں بدیر انسان میں اثر کرتی ہیں۔ اس لئے جس طرح کہ دوسروں کے اطوار اور عادات ہونگے اوسمیں بھی جلد اثر کرجاویں گی۔

سب سے عمدہ طریقہ اپنی اولاد کو آوارگی سے محفوظ رکھنے کا یہ ہے کہ جہانتک ہوسکے اپنے بچے کو ہر وقت اپنی نظر کے سامنے رکھیں۔ یا اگر یہ نہ ہوسکے اور اسقدر استطاعت بھی ہو تو ایک شخص مہذب اور معتبر اون کی نگرانی کے واسطے مقرر کیا جاوے۔ جو ہر وقت اون کے ساتھ رہے اور ادہر اودہر کے غیر لڑکوں اور بچوں میں ملنے سے باز رکھے۔ اس سے ہمارا یہ مطلب نہیں کہ بچوں کو کھیلنے کودنے یا ورزش کرنے سے روکا جاوے یا گھر کی چہار دیواری کے اندر لڑکیوں کی طرح بند و قید کر کر رکھا جاوے۔ بلکہ اس سے یہ مطلب ہے کہ پڑھنے لکھنے کے وقتوں کے علاوہ بچوں کے واسطے ایک وقت ایسا بھی ضرور ہونا چاہیئے کہ بچے اپنی مرضی کے مطابق خوب کھیلیں اور کودیں اور طرح طرح کی ورزش کریں کیونکہ اس طرح پسینہ کے راستے ناقص فضلات جسم سے خارج ہوجاتے ہیں اور کھانا خوب ہضم ہوتا ہے۔ جس سے جسم میں طاقت پیدا ہوکر عمدہ نشو و نما کا باعث ہوتا ہے اور بچے تو قدرتاً کھیلنے کودنے کے بہت شایق ہوتے ہیں اس طرح اُنکا جسم مضبوط ہوکر اونمیں چالاکی اور پھرتی پیدا ہوجاتی ہے۔ غرض کھیلنا بھی تندرستی کے واسطے بہت ضروری ہے۔ مگر یہ کھیل اگر باہر میدان میں تازی ہوا میں ہو تو بہت ہی مفید ہے جسطرح ورزش لڑکوں کو ضروری ہے اسی طرح لڑکیوں کو بھی تھوڑی بہت اپنی تندرستی قایم رکھنے کے واسطے بہت ضروری ہے۔ جو بچے ورزش نہیں کرتے یا کھیلتے کودتے نہیں

وہ ہمیشہ سُست کاہل مزاج ہوا کرتے ہیں اون کی تندرستی قابل اطمینان نہیں ہوسکتی جسطرح بچوں کو ہر وقت کھیلنا اور آوارہ پھرنا اچھا نہیں اسی طرح ہر وقت پڑھنے لکھنے میں مصروف رہنا بھی مضر صحت ہے۔ اسلئے پڑھنے اور کھیلنے کے واسطے خاص وقت مقرر کردینے چاہئیں۔ جسوقت بچہ مدرسہ یا مکتب سے فارغ ہو کر آوے تو تھوڑی دیر کے واسطے اُسکو آرام دینا اور اُسی کے مرضی کی مطابق چھوڑ دینا چاہئے البتہ اوس وقفہ کے بعد مدرسہ کا پڑھا ہوا ماں یا باپ کو خود سُننا چاہئے اور اوسکو آگے کو پڑھنے میں مدد دینا اوسکے واسطے بہت مفید ہے۔ غرض رات میں یا دن میں جو وقت بھی مناسب ہو خود سبق سُننا اور تختی لکھوانا۔ بچہ کے حق میں تعلیم کا پورا فائدہ دیگا۔ جو کوئی زبان سکھانی ہو تو اوسکے واسطے یہ بہت عمدہ طریقہ ہے کہ بچہ کو باتوں باتوں میں دو چار چیزوں کے زبانی نام روزانہ سکھا دیا کریں۔ اور وقت بے وقت دریافت کرتے رہیں تو بہت جلد ذہن نشین ہو جاوے گی۔ اور اوس زبان یا علم کے سیکھنے میں مدد ملے گی۔ ہر کام کے واسطے لیاقت درکار ہے۔ پس اگر ماں باپ میں ذرا بھی قابلیت اور لیاقت ہے تو بچہ کو تھوڑی عمر میں بہت ہوشیار بنا سکتے ہیں۔

ہر ایک کام کا ایک وقت مقرر ہے۔ اسلئے سب کام اگر وقت مناسب پر ہوتے رہیں گے تو مقصد برآری حسب خواہش ہوسکتی ہے پس اگر اپنے بچہ کو سعادتمند اور لایق بنانا منظور ہے تو ان ہدایتوں پر عمل کرو جو ہر وقت میں مفید اور کارآمد ثابت ہونگی۔

لڑکے کے متعلق ہدایتیں

۱۔ شروع ہی سے خیال رکھو کہ بچہ کے سامنے کوئی بات خلاف اور جھوٹ منہ سے نہ نکلے اور اوسکو کبھی وہ ہو کا نہ دیا جاوے یا جھوٹ مونٹ بھلا کر دفع الوقتی نہ کی جائے بلکہ بچہ کو ہمیشہ سچ بولنے اور راستبازی کا عادی بنانا چاہئے۔

۲۔ اپنے حکم کا تابعدار بناؤ اور یاد رکھو کہ ایسی محبت بھی نہیں جس میں اپنا رعب جاتا رہے اور بچہ نافرمانی کرنے لگے۔

۳۔ ورزش کا عادی بناؤ تاکہ تندرستی بھی قایم رہے اور کاروبار دنیا داری میں مستعد

کام ہے اور ہر کام وقت پر کرنے کا پابند بنے۔ اور کوشش کرو کہ اوسکی طبیعت میں صفائی کی عادت اور میلا پن سے نفرت پیدا ہو۔

۴۔ شروع ہی سے خیال رکھو کہ بچہ نیک چلن۔ مہذب و خلیق بنے اسلئے اسکی حرکات و سکنات کی ہر وقت جانچ کرتی رہو اور اوسکے سامنے کوئی بات خلاف تہذیب یا بیہودہ کرنا گویا اوسکو سکھلانا ہے۔

۵۔ بڑوں کی عزت اور چھوٹوں سے محبت کرنا سکھاؤ۔ اور خیال رکھو کہ ہم عمر لڑکوں میں کوئی بیہودہ کھیل یا مذاق نہونے پاوے۔

۶۔ اپنے گھر سے باہر نکلکر دوسرے کم درجہ یا آوارہ لڑکوں کے ساتھ کھیلنے کی اجازت مت دو۔

۷۔ ہر وقت لکھنے پڑھنے کی تاکید کرنا بھی نہیں چاہئے۔ اس طرح بچہ کی طبیعت مسلم ہو جاتی ہے اور ذہن میں وہ تیزی نہیں رہتی۔ سست اور غبی ہو جاتا ہے۔ اس لئے لکھنے پڑھنے کھیلنے کودنے سونے جاگنے اور کھانے پینے وغیرہ کے وقت اور گھنٹے مقرر کرو۔ اور اسی کی مطابق کام لو۔

۸۔ تحصیل علم کے واسطے اون کی ہر ضرورت کا خیال رکھو۔ روپیہ پیسہ سے مت دریغ کرو۔ بلکہ اپنے بچوں کی تعلیم کی غرض سے اپنے اوپر تکلیف گوارا کر لینا اوس سے بہت بہتر ہے کہ لڑکوں کو آوارہ چھوڑ کر آرام و آسائش میسر ہو۔

۹۔ جب لڑکا خوب پڑھنے لگے تو اسبات کا بھی خیال رکھنا چاہئے کہ کوئی ایسی کتاب نہ پڑھنے پاوے جسمیں عشقیہ مضمون ہو یا خلاف تہذیب ہو۔

۱۰۔ گھر کے نوکروں چاکروں کے ساتھ زیادہ ربط ضبط نہ رکھنے دو اور نوکروں کو ہدایت ہو کہ بچوں کو بازار نہ لیجایا کریں۔ یہ عادت بہت ہی نقصان پہنچانے والی ہے

۱۱۔ بچوں کو اسقدر زیادہ خرچ دینا بھی مناسب نہیں کہ وہ بازار سے چیزیں منگا کر کھاویں اور چٹورے بنجاویں اور نہ اسقدر کم دیا جاوے کہ دوسروں سے مانگنے یا چوری پر مجبور ہوں بلکہ پیسہ کی قدر کرنے اور جمع کر کر رکھنے کے فائدے اکثر ذہن نشین کرتی رہو

۱۲۔ کسی بیجا ضد یا ہٹ کو ہرگز پورا مت کرو۔ ایسے وقت میں اوپر رحم کرنا گویا اون کے ساتھ دشمنی کرنا ہے۔

۱۳۔ کُرتا یا پاجامہ یا جو کپڑا جسم کے ڈھکنے کے لئے ہو اُتار کر ننگا پھرنے کی اجازت مت دو کیونکہ اس طرح بچہ بد تہذیب اور بد لحاظ ہو جاتا ہے۔ اور اُسے صحت کے لئے بھی مضر ہے۔

۱۴۔ حیثیت سے زیادہ قیمتی لباس مت پہناؤ۔ اس میں کئی قباحتیں ہیں۔ اول تو جسوقت لڑکا اپنا عمدہ لباس دیکھکر دوسروں کے لباس سے مقابلہ کرتا ہے تو اُسکے دماغ میں غرور کی شان سما جاتی ہے دوسرے بچوں کو بہت حقارت کی نگاہ سے دیکھنے لگتا ہے۔ یہ بات انسان کے واسطے سب سے زیادہ ذلیل و خوار کرنیوالی ہے دوسرے بباعث ناواقفیت اور کم عقلی کے بچہ کو لباس کی کچھ قدر نہیں ہوتی اسلئے بہت جلد خراب کر ڈالتے ہیں جس سے سوائے نقصان کے کچھ فائدہ نہیں۔ بچوں کا لباس ہمیشہ بہت سادہ ہونا چاہیئے تاکہ بہت جلد جلد تبدیل ہو سکے۔

۱۵۔ کوئی زیور چاندی یا سونے کا یا کوئی قیمتی شے بچوں کو ہرگز مت پہناؤ۔ اس سے جان و مال دونوں کا خوف ہے۔

۱۶۔ تاوقتیکہ لڑکا پورے طور پر علم کی تحصیل نہ کرے اوسکی شادی بیاہ ہرگز مت کرو۔ کیونکہ اس قبل از وقت شادی سے سوائے نقصان کے کوئی فائدہ نہیں نظر آتا۔ اول تو لڑکے کا جسم کمزور ہو جاتا ہے جس سے طرح طرح کی بیماریاں پیدا ہونے لگتی ہیں۔ اور وہ پہلی سی تندرستی کافور ہو جاتی ہے۔

دوسرے کم عمری کی شادی سے جو اولاد پیدا ہوتی ہے وہ بھی کمزور ہوتی ہے جو آئندہ زندگی مفارقت دیجاتی ہے۔ تیسرے شادی کے بعد لڑکے کی توجہ تعلیم کی طرف مائل نہیں رہتی نہ وہ پہلی سی تیزی اور ذہانت اوسکی طبیعت میں رہتی ہے پس اگر تعلیم پوری نہیں ہوئی تو دنیا کی ترقی بھی حاصل نہیں ہو سکتی۔ غرض ایسی شادی سے جان و مال دونوں کا نقصان ہے۔

لڑکی کے متعلق ہدایتیں

۱۔ لڑکی کو بھی تعلیم دینے کا خیال نامناسب نہیں ہے۔ بلکہ ایک حد تک بہت ضروری ہے اگر زیادہ نہیں ہو سکے تو ضرورت کی موافق تو ضرور ہو۔

۲۔ لڑکی کے لباس کا خیال بہ نسبت لڑکے کے زیادہ ضروری ہے۔ لڑکی خواہ کسی عمر کی ہو کسی وقت بھی ننگی نہونی چاہیئے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ بعض بعض جگہ لڑکیوں کو دو تین سال کی عمر تک پاجامہ نہیں پہناتے یہ بہت نامناسب ہے۔ لڑکی کا جسم شروع ہی سے پوشیدہ رکھنے کی کوشش چاہیئے یہ موقع زیادہ شرم و لحاظ کا ہے۔ اسلئے بلا پاجامہ کے باہر یا اندر مردوں کے سامنے ہرگز نہ جانے دیں۔

۳۔ لڑکی کی پرورش اگر گھر کے اندر ہی ہو تو بہتر ہے۔ ورنہ تین سال کے بعد باہر غیر مردوں کے سامنے آنا زیبا نہیں۔ اگر زنانہ مدرسہ میں تعلیم دینی منظور ہو بارہ برس کی عمر تک مناسب ہے اور اس عمر تک بھی آمد و رفت کا ذریعہ باپردہ ہونا چاہیئے جیسے ڈولی یا گاڑی وغیرہ۔ مگر واضح رہے کہ وہ مدرسہ یا مکتب وغیرہ بھی بہت پردہ کی جگہ ہو۔ تعلیم دینے کی غرض سے عورت معلمہ مقرر ہو اور وہاں لڑکوں کے جانے کی اجازت نہ ہو۔ اور وہ مدرسہ غیر مذہب والوں کا نہ ہو یعنی اوس میں اپنے مذہب والی لڑکیاں تعلیم پاتی ہوں۔

۴۔ تحصیل علم کے بعد دو چار دستکاریاں بھی سکھانا ضروری ہیں۔ بے ہنری دوسرے کی محتاجی ہوا کرتی ہے۔

۵۔ خیال رہے کہ ہم عمر لڑکیاں شریف ہوں کم ظرف اور رذیل نہوں اور جہانتک ممکن ہو اپنی نظر کے سامنے رکھا جاوے۔

۶۔ شادی سے پہلے لڑکی کا لباس بہت سادہ اپنے اپنے رواج کی موافق ہو کوئی شوخ رنگ یا بدوضعی کا لباس خصوصاً اس عمر میں عادات پر خراب اثر پیدا کرتا ہے۔ اور نہ اسوقت استعمال زیورات کی ضرورت ہے۔

۷۔ لڑکی کو شروع ہی سے صفائی پسند۔ کفایت شعار۔ خلیق و مہذب بنانے کی کوشش کرو۔

۸۔ لڑکی کو لڑکوں میں کھیلنے اور زیادہ ربط ضبط پیدا کرنے کی اجازت مت دو۔

۹۔ شادی کے بعد لڑکی کو تاکید ہو کہ سسرال والوں سے میل ملاپ مناسب طور رکھے۔ محبت و تہذیب کے برتاؤ کا خیال رہے اور شوہر کے مزاج شناسی کی موافق عمل کر کر اوسکی رضامندی مدنظر رکھے۔ اور کوئی بات شوہر کے والدین کے خلاف نہ خود کرے اور نہ شوہر کو رائے دے۔

۱۰۔ سسرال والوں کی مرضی کے خلاف لڑکی کو گھر سے بلانا ہرگز مناسب نہیں۔

چوتھا باب

دنیا کی سیر

آسمان کے حالات

یہ آسمان جو نیلے رنگ کا معلوم ہوتا ہے اس کی حقیقت کو ابھی تک کوئی ہیئت داں کامل طور پر معلوم نہیں کر سکا۔ اسوقت تک جو کچھ تجربہ۔ مشاہدہ۔ اور دلیلوں کے ذریعہ ثابت ہوا ہے وہ اسقدر ہے کہ یہ آسمان کوئی شے نہیں ہے بلکہ بے انتہا حد تک جگہ خالی ہے اور اوسکے اندر طے بہ طے ہوا بھری ہوئی ہے اور اوسکی حالت بھی یکساں نہیں ہے کہیں بہت زیادہ اور کہیں بہت کم ہوا ہے۔ کہیں زیادہ سرد کہیں نہایت گرم ہے۔ اسی کو طبق کہتے ہیں۔ اس ہوا کی رنگت ہلکی نیلگوں ہے اور زیادہ مقدار میں جمع ہونے کے سبب اسکا رنگ گہرا نیلا دکھلائی دیتا ہے۔ یہ ہوا زمین کے قریب تو بہت گھنی اور بھاری ہے لیکن جسقدر اوپر کو چلی گئی ہے اوسیقدر زیادہ پھیلی ہوئی اور ہلکی ہے۔ زمین کے نزدیک کی ہوا مرطوب ہوتی ہے اور جسقدر مرطوب ہوگی اوسیقدر سکڑ کر بھاری ہوگی۔ برخلاف اسکے جسقدر خشک ہوگی تو ہلکی ہو کر پھیل جاتی ہے اور اوپر کو چڑھ جاتی ہے۔ اس زمانہ کی تحقیقات سے یہ ہوا جو مفرد معلوم ہوتی ہے۔ علاوہ پانی کے تین چیزوں سے مرکب ہے۔ زیادہ مقدار میں اسکے اندر دو جز ہیں یعنے نائٹروجن۔ اوکسیجن۔ نائٹروجن کی مقدار تین چوتھائی سے زیادہ ہے۔ اور اوکسیجن صرف ایک چوتھائی سے بھی کم ہے تیسرا جز مرکب کاربونک ایسڈ ہے جسکی مقدار اگرچہ بہت قلیل ہے لیکن اس میں شامل رہنا بہت ضرور ہے۔ اب اِن کے فائدے سنو۔ اور یاد رکھو کہ تمام حیوانات کیلئے اوکسیجن ضروری ہے بغیر اسکے زندہ نہیں رہ سکتے۔ اسی طرح تمام نباتات کو کاربونک

درکار ہے۔

نباتات اسکو جذب کرکر اوکسیجن اپنے اندر سے نکالتے ہیں اور حیوانات اوکسیجن سانس کے ذریعہ اندر جذب کرکر کاربونک ایسڈ نکالدیتے ہیں اور نائٹروجن کے ذریعہ آگ جلتی ہے اور شعلہ پیدا ہوتا ہے۔ بذریعہ آلات ہر چیز علیحدہ علیحدہ کرکر تجربہ کرلیا گیا ہے کہ اگر نائٹروجن ہوا سے علیحدہ کردیں تو آگ کا جلنا محال ہے۔ اگر اوکسیجن نکال ڈالیں تو انسان فوراً مرجاوے۔ اگر کاربونک ایسڈ علیحدہ کردیں تو درخت فوراً سوکھ جاویں اسلئے سب کا مقدار کی موافق ہونا ضرور ہے۔

سورج یہ ہمارا سورج جو ہمکو بہت چھوٹا معلوم ہوتا ہے اور ہماری نظروں میں اسکی کچھ وقعت نہیں ہے سنو اسکا حال زمین سے تیرہ لاکھ گنا زیادہ بڑا ہے۔ اسکا قطر ساڑھے آٹھ لاکھ میل سے بھی زیادہ ہے۔ زمین تو اسکے مقابلہ میں ایک مٹر کے دانہ کی برابر ہے۔ چونکہ اس زمین سے ساڑھے نو کروڑ میل دور ہے۔ اسلئے چھوٹا نظر آتا ہے۔ یہ سورج ایک کرہ آگ ہے جسکے شعلے یعنی آگ کی لپٹیں ایک لاکھ میل کے فاصلے تک چہار طرف اس طرح پھیلتی ہیں کہ گویا تمام میں آگ ہی آگ بھری ہوئی ہے۔ غور کرو کہ وہ کیسی سخت آگ ہوگی کہ جس کی گرمی کروڑوں میل تک بھی بعض اوقات ایسی سخت ہوجاتی ہے کہ اکثر آدمی مرجاتے ہیں سورج کی تاثیر زمین کے واسطے بہت مفید ہے۔ ہر شے اسی کی حرارت کی وجہ سے قایم ہے۔ اگر خدانخواستہ تھوڑے عرصہ تک سورج غائب ہوجاوے تو تمام مخلوق نیست و نابود ہوجاوے۔

سورج گہن جبکہ چاند زمین کے گرد گھومتا ہوا سورج اور زمین کے درمیان آجاتا ہے۔ اُسوقت چاند کا تاریک حصہ زمین کی طرف اور روشن حصہ سورج کے مقابل ہوجاتا ہے اس طرح جسقدر حصہ سورج کا ہماری نظروں سے چھپ جاتا ہے اوسیقدر گہن ہوا کرتا ہے۔ اگرچہ چاند سورج کے مقابلہ میں بہت ہی چھوٹا ہے لیکن بوجہ اسکے کہ نزدیک کی چھوٹی چیز دور کی بڑی چیز کو چھپا لیتی ہے۔ اسلیئے

چاند ہم سے بہ نسبت سورج بہت نزدیک ہونے کے سبب جب درمیان حائل ہوجاتا ہے تو جسقدر سورج کا رُخ ڈھک جانے کے سبب ہمکو نہیں دکھلائی دیتا۔ اوسیقدر گہن کہلاتا ہے۔

چاند چاند زمین سے پچاس حصہ چھوٹا ہے اسکا قطر دو ہزار سولہ میل ہے اور صرف دو لاکھ چالیس ہزار میل دور ہے۔ اور اسیواسطے یہ زمین کا پڑوسی کہلاتا ہے۔ کیونکہ اس سے زیادہ نزدیک کوئی شے نہیں ہے۔ اس کی یہ چمک دمک اور روشنی جو تمکو دکھلائی دیتی ہے اسکی ذاتی نہیں ہے۔ سورج کی روشنی اوسکو روشن کرتی ہے۔ اسی وجہ سے اسکی روشنی میں حرارت نہیں۔ بلکہ ٹھنڈی ہوتی ہے۔ کیونکہ سورج کا عکس اول چاند پر پڑتا ہے جس سے وہ روشن ہوجاتا ہے اور پھر چاند کا عکس زمین پر پڑتا ہے۔ چونکہ یہ چاند زمین کے متعلق ہے اسلئے اسکے گرد گھوم کر ایک ماہ سے کسیقدر کم میں اپنا دورہ پورا کرلیتا ہے اور اپنے دورہ میں سوائے ایک دن کے سورج کے مقابل کبھی پورا نہیں ہوتا۔ اپنی رفتار کے موافق گھٹتا اور بڑھتا رہتا ہے چنانچہ اسکے آخر دورہ پر تاریک راتیں ہوتی ہیں اور جب پھر از سر نو دورہ شروع کرتا ہے تو بہت چھوٹا معلوم ہوتا ہے جسکو پہلی رات کا چاند یا ہلال کہتے ہیں اور رفتہ رفتہ روزانہ بڑھ کر تیرہ تاریخ چودھویں شب کو پورا دکھلائی دیتا ہے۔ اُسوقت چاند ایسے مقام پر آجاتا ہے کہ سورج اور زمین ایک سمت میں ہوتے ہیں۔ اور کوئی چیز درمیان میں حائل نہیں ہوتی۔ اسلئے سورج کی روشنی کل چاند پر پڑتی ہے پھر اسی طرح پر سورج کے مقابل سے ہٹنا شروع ہوتا ہے یہاں تک کہ بالکل مقابل نہیں رہتا جسقدر حصہ سورج سے روشن ہوکر ہمکو دکھائی دیتا ہے اسی کے حساب سے ہم قمری مہینے کی تاریخیں شمار کرتے ہیں۔ دوربین کے ذریعہ معلوم ہوا ہے کہ اس کے اندر جو سیاہ نشان معلوم ہوتے ہیں وہ پہاڑ اور اون کی گھاٹیاں ہیں اور خدا معلوم کیا کیا مخلوق اسکے اندر آباد ہو۔

چاند گہن چونکہ زمین چاند سے بڑی ہے اسلئے جب وہ سورج اور چاند کے درمیان آجاتی ہے تو سورج کی روشنی جو چاند کی روشنی کا ذریعہ ہے چاند تک نہیں پہونچ سکتی۔ اسلئے جتنے حصہ کو زمین ڈھک لیتی ہے اوسیقدر حصہ چاند کا گہن کہلاتا ہے اور چونکہ زمین اور چاند دونوں گردش کرتے ہیں پس تھوڑی دیر میں اوس مقابلہ سے نکلجاتے ہیں اور چاند صاف نظر آنے لگتا ہے۔ گہن ہمیشہ شروع تاریخ میں جبکہ چھوٹا ہوتا ہے یا جبکہ کامل چاند ہوتا ہے ہوا کرتا ہے۔

نظام شمسی رات کے وقت آسمان میں جو چمکتے ہوئے نظر آتے ہیں یہ دو قسم کے ہوتے ہیں ایک ستارے جو اپنی جگہ پر قایم ہیں اور کوئی حرکت گردش نہیں کرتے۔ دوسرے سیارے جو اپنے آفتاب کے گرد مثل زمین اور چاند کے گردش کرتے ہیں اون کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے۔ اور ہمکو بغیر دوربین کے دکھائی نہیں دیسکتے۔ چند خاص خاص جو تحقیقات میں آچکے ہیں یہ ہیں۔ عطارد۔ زہرہ۔ مریخ۔ مشتری زحل۔ یورینس۔ پچون۔ انکی نیز تمام دوسروں کی باقاعدہ گردش کو نظام شمسی کہتے ہیں۔ یہ اپنا پورا دورہ آفتاب کے گرد ۳۶۵ دن ۶ گھنٹے میں ختم کرتے ہیں جو ایک سال کہلاتا ہے۔ اور مقررہ وقت پر دورہ ختم کرنے سے تبدیل موسم ہوتا ہے عطارد اور زہرہ دونوں زمین سے چھوٹے ہیں مگر مشتری سب سے بڑا سیارہ ہے جو زمین سے ایک ہزار چار سو گنا بڑا ہے۔ عطارد سب سے زیادہ آفتاب کے قریب ہے۔ صرف تین کروڑ ساٹھ لاکھ میل کے فاصلہ پر ہے اور پچون دو ارب اسی کروڑ میل آفتاب سے دور ہے اس سے زیادہ فاصلہ پر ابھی تک کوئی سیارہ دریافت نہیں ہوا سوائے عطارد اور زہرہ کے اور سب کے علیحدہ علیحدہ چاند ہیں اور بعض کے کئی ہیں جو آفتاب سے روشن ہوکر اپنی روشنی کا عکس اپنی اپنی زمین پر ڈالتے ہیں۔ جس طرح ہماری زمین ایک سیارہ ہے اور اوسکو ایک چاند دیا گیا ہے اسی طرح مشتری کو چار اور زحل کو سات چاند عطا کئے گئے ہیں۔ اس سبب سے اونکی زمین میں ایسی تیز نور کی سی روشنی رہتی کہ ہماری آنکھ کام نہیں کرسکتی۔ اور سیاروں میں بھی زمین کی طرح

آبادی پہاڑ و جنگل و دریا وغیرہ جملہ چیزیں اسی طرح موجود ہیں گویا ہر ایک ستارہ ایک علیحدہ دنیا ہے۔

اگر ہم اوپر جاکر اور ستاروں کے قریب سے نیچے کیطرف کو دیکھیں تو ہمکو کوئی زمین نظر نہیں آتی بلکہ یہ زمین بھی اور ستاروں کی طرح چھوٹی سی چمکتی ہوئی نظر آتی ہے۔ اور یہ سورج تمام ستاروں کے واسطے نہیں بلکہ اپنے چند خاص خاص سیاروں تک محدود ہے۔ باقی سیاروں کے اور علیحدہ علیحدہ سورج ہیں۔ تحقیقات سے ثابت ہو چکا ہے کہ یہ آسمان پر چمکنے والے تین طرح کے ہیں یعنی جو قایم ہیں وہ تو آفتاب ہیں اور جو پھرنے والے ہیں وہ یا تو زمین ہیں یا چاند ہیں اور اسی دنیا کی طرح آباد ہیں دوربین کے ذریعہ اب تک پانچ کروڑ ساٹھ لاکھ ستارے معلوم ہوئے ہیں۔ ان میں تھوڑے ایسے بھی ہیں جو ہمکو دیکھنے سے صرف تارے نظر پڑتے ہیں لیکن تحقیقات کے بعد ثابت ہوا کہ وہ ایک ستارہ نہیں بلکہ ہزاروں آفتابوں کا ایک جھنڈ ہے۔ لیکن بہت فاصلہ پر ہونے کی وجہ سے وہ چھوٹا نظر آتا ہے۔ اور ایسی کئی جماعتیں ستاروں کی ہیں جو تعداد میں تیس تیس ہزار تک ہیں لیکن ہمکو نظر نہیں پڑتے۔ کیونکہ بعض بعض ہمارے سورج سے بھی لاکھوں اور کروڑوں میل کے فاصلہ پر ہیں جنکا شمار دوربین کے ذریعہ سے بھی نہیں ہو سکتا۔

تمنے اکثر غور کیا ہوگا کہ بہت سے تارے جو برابر گھنے لمبے دور تک سڑک کی مانند نظر پڑتے ہیں۔ اسکو کہکشاں کہتے ہیں۔ اسکی کیفیت بڑی عجیب ہے یہ ستاروں کا مجموعہ اصل میں زمین و آفتاب کے درمیانی فاصلہ سے بھی تیرہ لاکھ گنا زیادہ لمبا چلا گیا ہے اس میں ایک کروڑ دس لاکھ سورج ہمارے سورج کی مانند موجود ہیں جو اپنے اپنے متعلق سیاروں کے یہی نظام رکھتے ہیں اور جو مقررہ وقت پر اپنے آفتاب کے گرد چکر لگاتے رہتے ہیں۔ اسیطرح دمدار ستارے بھی جو کبھی کبھی دکھلائی دیتے ہیں سورج کے گرد چکر لگاتے ہیں۔ ان میں بعض کا دورہ بہت بڑا ہوتا ہے۔ اسواسطے ان میں بعض ستارے ایسے ہیں جو ایک مرتبہ چکر لگا کر چلے جاتے ہیں پھر سیکڑوں اور ہزاروں برس بعد

نمودار ہوتے ہیں۔ انکی دُم جو لمبی دکھائی دیتی ہے وہ لاکھوں اور کروڑوں ستاروں کے مجموعی صورت ہوتی ہے جو بے شمار میل لمبی ہوتی ہے جسکے تارے ہزاروں لاکھوں میل کے فاصلہ پر علیحدہ ہوتے ہیں۔

اسی طرح شہاب ثاقب بھی آفتاب کے گرد چکر لگاتے ہیں پھر وہ ستارے ہیں جو تمکو کبھی کبھی یکایک بڑی چمک اور روشنی دیتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں اور جنکو تم ستارے ٹوٹنا کہتی ہو وہ اصل میں جب ہوا کی تیزی میں آجاتے ہیں تو اپنی اصلی گرمی کے باعث بھڑک کر جل اوٹھتے ہیں اور زمین کے پہونچنے تک اون کی خاک ہو جاتی ہے اور کبھی کبھی اون کی جلی ہوئی خاک زمین پر گرتی ہے۔ بہت سے ستارے ایسے ہیں جو ہمکو نظر نہیں آتے صرف دوربین کے ذریعہ معلوم ہوسکتے ہیں۔

علم ہیئت کے ذریعہ معلوم ہو چکا ہے کہ قریب چالیس لاکھ ستارہ روزمرہ ٹوٹکر زمین کی کشش کی وجہ سے نیچے کو گرتے ہیں۔ مگر بہت فاصلہ ہونے کے باعث راستہ ہی میں جل بھنکر خاک ہو جاتے ہیں۔ غور کرو۔ کیا خدا کی قدرت ہے کہ لاکھوں بلکہ کروڑوں ستارے نہایت تیز رفتاری کے ساتھ ہر وقت گھومتے اور گردش کرتے ہیں لیکن کیا مجال ہے کہ ایک دوسرے سے ٹکرا جاویں کیونکہ وہ اپنے اپنے آفتاب کی اور ایک دوسرے کی کشش سے اس طرح آپس میں کھینچے رہتے ہیں کہ اپنے راستہ سے باہر نہیں جا سکتے۔

بادل

کبھی تم نے خیال کیا ہوگا کہ آسمان میں بادل جو موسم برسات یا خلاف موسم کبھی کبھی نظر آتے ہیں کیا چیز ہے؟ لو ہم تمکو اونکی اصلیت بتاتے ہیں جس طرح زمین کے اوپر گرمی محسوس ہوتی ہے اسی طرح زمین کے اندر اور پانی میں بھی گرمی ہے۔ یہ گرمی پانی کی نمی کے ساتھ باہر نکلا کرتی ہے اسی کو بخارات کہتے ہیں۔ یہ بخارات بھی کئی قسم کے ہوتے ہیں۔ دو قسمیں بڑی ہیں ایک وہ جنمیں پانی کافی مقدار میں نہیں ہوتا اور اوس سے بارش نہیں ہوسکتی۔ دوسرے وہ بخارات جو پانی سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں یعنی اصل میں بالکل پانی ہوتے ہیں اور حرارت کے سبب

لہ گرمی ۱۲۔

چھوٹی چھوٹی بوندوں یا ذرّوں میں ہوکر ہوا کی شکل میں اوپر کو چڑھتے ہیں اور ہوا کے ذریعہ اوپر جاکر جمع ہوجاتے ہیں اسکا ثبوت تمہارے گھر میں موجود ہے کہ جب چولھے پر ہانڈی پکتی ہے تو اوسمیں سے بھاپ نکلکر ہانڈی کا پانی خشک ہوجاتا ہے۔ اسی بھاپ کو بخارات کہتے ہیں جو پانی سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ دیکھو گرمی کے سبب ہوا کی شکل میں ہوکر رفتہ رفتہ سارا پانی اوڑ جاتا ہے۔ یہ بھاپ جب ڈھکن پر تازی ہوتی ہے تو کم دکھائی دیتی ہے۔ لیکن جب ہوا الگ کر سردی پہونچ جاتی ہے تو قطروں کی شکل میں ہوکر نیچے کو ٹپکتی ہے۔ بالکل یہی حال اس بادل کا ہے یعنی جب سمندر یا زمین سے زیادتی حرارت کے باعث پانی سے بھرے ہوئے بخارات اوٹھتے ہیں تو کچھ اوپر جاکر ٹھہر جاتے ہیں کیونکہ زیادہ اوپر جاکر اون کی حرارت کم ہوجاتی ہے۔ وہاں دوسرے بادلوں اور ناموافق ہوا کے ملنے سے اور کچھ پانی کی مقدار زیادہ ہونے کے سبب بھاری ہوجاتے ہیں اور زیادہ دیر تک ہوا میں نہیں ٹھہر سکتے اس لئے پانی کے وہ چھوٹے چھوٹے ذرّے آپسمیں ملجاتے ہیں اور بوندیں بنکر زمین پر گر جاتے ہیں اور بعض اوقات جبکہ یہ بادل زیادہ اونچے ہوجاتے ہیں تو اون کی حرارت ضائع ہوکر اون کا پانی بہت سرد ہوجاتا ہے۔ یہ سرد بادل جب اور اونچے جاتے ہیں تو ہوا کے سرد طبقہ تک پہنچ جاتے ہیں۔ وہاں اسکا پانی جم جاتا ہے اور اولوں کی شکل میں ہوکر گر جاتا ہے۔ یاد رکھو کہ پانی اپنی حرارت کے باعث رقیق شکل میں ہے۔ اگر اسکی گرمی کسی آلہ کے ذریعہ نکالدی جائے تو فوراً برف بنکر جم جاوے۔

بادل بھی دو طرح کے ہوتے ہیں ایک وہ جن میں کافی مقدار پانی کے نہونے کے سبب نہیں برستے۔ اور دوسرے وہ جو پانی سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں اور بارش ہوتی ہے ان میں بجلی بھی دو طرح کی ہوتی ہے جسوقت دونوں قسم کے بادل آسمان پر جمع ہوجاتے ہیں تو اون کی بجلی ایک دوسرے میں دوڑتی پھرتی ہے۔ اور جب ایک سے نکلکر دوسرے میں جاتی ہے تو اوسکی چمک کے ساتھ روشنی نظر پڑتی ہے اور چونکہ اسکی رفتار بہت تیز ہوتی ہے اسلئے بہت زور سے ہوا کو چیرتی ہوئی جاتی ہے۔ اس طرح

ایک گڑگڑاہٹ کی آواز پیدا ہو جاتی ہے جو ہمکو بجلی کی چمک کے بعد سنائی دیتی ہے اسکو گرج کہتے ہیں اور بعض جاہل عورتیں فرشتہ کی آواز خیال کرتی ہیں۔ کچھ دیر بعد سنائی دینے کی وجہ یہ ہے کہ روشنی کی رفتار بہت زیادہ تیز ہے اور ہوا کی رفتار کم ہے۔ اسلئے اول نظر روشنی پڑتی ہے اور ہوا ہم تک دیر میں پہنچتی ہے اسلئے توقف ہو جاتا ہے۔ یہ بجلی ایک قسم کا شعلہ ہے اور جب یہ زیادہ مقدار میں پیدا ہو جاتی ہے تو آمد و رفت کے وقت بعض مرتبہ زمین کی کشش کیوجہ سے نیچے گر جاتی ہے اور جس چیز پر گرتی ہے جلا کر خاک کر دیتی ہے۔ مکان و زمین کو توڑ کر نکلجاتی ہے۔

پانی کی گردش

پانی خواہ گرمی کی وجہ سے ہوا میں خشک ہو یا زمین جذب ہو کبھی ضائع نہیں ہوتا جو پانی ہوا کے ذریعہ اوڑتا ہے اوسکے بخارات بنکر کچھ تو ہوا کے جز ہوتے ہیں اور باقی اوپر کو بادل بنکر چلے جاتے ہیں۔ اور پھر بارش یا برف کے ذریعہ اوسکا پانی زیادہ تو دریا وغیرہ میں ہو کر سمندر میں ہی چلا جاتا ہے اور کسیقدر زمین میں جذب ہو جاتا ہے تو بہت نیچے تک بیٹھتا ہوا چلا جاتا ہے۔ آخر وہ ایسی تہہ پر پہنچ جاتا ہے جہاں زمین سخت ہونے کے باعث آگے نہیں جا سکتا۔ اور اوپر کے پانی کے دباؤ کی وجہ سے اپنا راستہ پھر زمین کے اوپر کو ہی کرنا پڑتا ہے۔ اور دریا اور چشمے کی صورت میں بہنے لگتا ہے اور آخر پھر سمندر ہی میں شامل ہوتا ہے جو اسکا اصلی گھر ہے جہاں سے وہ پہلے بادل کی صورت میں بنکر نکلا تھا۔

آندھی کا آنا

یاد رکھو کہ آندھی یا تیز ہوا ہمیشہ خشک موسم میں چلا کرتی ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ موسم کی حرارت کے باعث زمین سے خشک بخارات اوٹھکر ہوا کو لیتے ہوئے اوپر کو چڑھ جاتے ہیں اس طرح رفتہ رفتہ اوس مقام کی ہوا ضروری مقدار سے کچھ کم ہو جاتی ہے اور اس کمی کو پورا کرنے کی غرض سے پانی سے بھری ہوئی ہوا ایسے مقام سے جہاں مقدار بھی زیادہ ہو فوراً چلی آتی ہے۔ یہ بھی یاد رکھنے کی بات ہے کہ جس مقام پر خشکی زیادہ ہو گی وہاں تر ہوا اور جہاں تری زیادہ ہو وہاں خشک ہوا کے رہنے کی ضرورت قدرتی طور پر ہوتی ہے۔ اس لئے جب گرم

مقام میں تر ہوا آتی ہے تو تر مقام میں وہ ہوا جو پہلے خشک ہو کر اوپر چڑھ گئی ہے فوراً آجاتی ہے۔ اس طرح ہوا گول دائرہ کی شکل میں چلا کرتی ہے اور جب ایک جگہ سے دوسری جگہ آتی ہے تو باقی موجودہ ہوا میں ٹکرا کر سخت جھونکے چلتے ہیں یہ رفتہ رفتہ خود بخود کم ہو جاتی ہے۔

کبھی یہ بھی غور کیا ہو گا کہ مئی جون کے مہینے میں جس روز زیادہ گرمی محسوس ہوتی ہے اور ہوا بھی بند ہو کر ایک قسم کی گھٹن پیدا ہو جاتی ہے اوسی روز آندھی آتی ہے اور ٹھنڈے اور بارش کے موسم میں بہت کم ایسا ہوتا ہے۔ اوس کی وجہ یہ ہے کہ علاوہ موسم گرما کے اور موسم میں ہوا رطوبت کی وجہ سے وزنی ہو کر زمین کی طرف ہی زیادہ رہتی ہے اوپر کو نہیں چڑھتی اس لئے آندھی کی ضرورت نہیں ہوتی اور وسیع میدانوں اور ریگستانوں میں اکثر اوقات ہوا کے طوفان اسیوجہ سے آیا کرتے ہیں کیونکہ ایسے مقامات عام طور پر گرم حصہ ملک میں واقع ہیں وہاں زیادتی گرمی کے سبب ہوا خشکی کے باعث سے ہلکی ہو کر اوپر کو چڑھ جاتی ہے۔ جس کمی کے پورا کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

زمین کے حالات

زمین جسپر ہم سب رہتے ہیں اگرچہ ظاہر میں کرہ خاک ہے لیکن اسکے اندر طرح طرح کی دھاتوں کی تہہ لگی ہوئی ہے بلکہ ہزار ہا قسم کی اشیاء کا ذخیرہ ہے۔ تحقیقات سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی زمانہ میں یہ زمین بھی آفتاب کی طرح کل روشن تھی گویا کرہ نار تھا۔ مگر رفتہ رفتہ کسی وجہ سے وہ آگ بجھ گئی ہے کیونکہ ابھی تک اس کی تہہ میں پندرہ میل نیچے سے آگ شروع ہو جاتی ہے جو ہزاروں میل تک برابر . . . . سمندر کی طرح پھیلی ہوئی ہے اور اندر کی کل اشیاء پگھلی ہوئی رقیق حالت میں پانی کی طرح بہت زور سے پھرتی ہیں۔ اور آتش فشاں پہاڑوں کے ذریعہ نیچے سے زور کر کے کبھی کبھی باہر نکلتی ہیں۔ اس مادہ میں زیادہ تر گندھک ملی ہوئی ہوتی ہے اور جب زیادہ زور سے یہ مادہ نکلتا ہے تو زمین کو اسکی حرکت سے صدمہ پہنچتا ہے جسکو زلزلہ کہتے ہیں

یہ بالکل جاہلانہ خیالات ہیں کہ زمین گائے کے سینگ پر رکھی ہوئی ہے اور جب گائے سینگ ہلاتی ہے تو زلزلہ آتا ہے۔ ایسے بیہودہ خیالات کو چھوڑ دو۔ ذرا غور کرو کہ جس خدا نے اپنی قدرت کاملہ سے آسمان کے اندر ایسی شاندار چیزیں بنائیں کہ عقل حیران ہے تو کیا وہ زمین کو بلا سہارے نہیں ٹھیرا سکتا۔ زمین اصل میں بالکل معلق ہے جس طرح اور سیارے ہیں اوسیطرح یہ بھی ہے اور چار طرف ہوا بھری ہوئی ہے۔ اسکی شکل گول مثل ایک نارنگی کے ہے جسکے سرے کسیقدر چھٹے ہوتے ہیں۔ اسکی گولائی پچیس ۲۵ ہزار میل کے دور میں واقع ہے اور اسکا قطر یعنی وہ خط جو بیچ میں دو حصے برابر کر دے۔ قریب آٹھ ہزار میل کے ہے بلحاظ خشکی وتری اگر اسکے چار حصے کئے جاویں تو تین حصے پانی اور صرف ایک حصہ خشکی ہے جس میں یہ ساری آبادی ہے۔

زمین ہمیشہ حرکت میں رہتی ہے اور اسکی کئی حرکتیں ہیں۔ لیکن دو حرکتیں بخوبی مشاہدہ میں گذرتی ہیں۔ ایک تو یہ اپنے سورج کے گرد دورہ کرتی ہے جو ۳۶۵ دن چھ گھنٹے میں ختم ہوتا ہے اسی کا نام سال ہے اسی سے موسم کی تبدیلی ہوتی ہے۔ دوسری حرکت اسکی اپنے محور پر گردش ہے جو ۲۴ گھنٹے میں ختم ہوتی ہے جس سے دن رات بنتا ہے۔ یعنی جسوقت تک سورج کے مقابل رہتی ہے اوسوقت تک دن رہتا ہے اور جسقدر سامنے سے ہٹتی جاتی ہے اوسی قدر تاریکی ہوتی جاتی ہے حتی کہ جب عین کا رخ ہمسے بدلجاتا ہے تو ہماری طرف رات اور دوسرے نیچے کے حصے میں دن ہوتا ہے۔ کبھی تمنے سنا ہوگا کہ امریکہ زمین کے نیچے ہے اور وہاں اسوقت دن ہوتا ہے جبکہ یہاں رات ہوتی ہے۔ اسکی یہی وجہ ہے کیونکہ زمین کی شکل گول ہے اور دونوں طرف آباد ہے۔ اسلئے جب یہ گھومتی ہے تو اول ایک نصف حصہ پھر دوسرا حصہ آفتاب کے سامنے آتا جاتا ہے جس سے دن رات معلوم ہوتا ہے۔ لیکن تمکو ضرور تعجب ہوگا کہ زمین تو چلتی نہیں معلوم ہوتی۔ اسلئے یاد رکھو کہ زمین کی حرکت محسوس نہونا کچھ تعجب نہیں۔ کیونکہ زمین کے اوپر کی کل چیزیں مکانات۔ درخت۔ حیوانات وغیرہ معہ ہوا کے جملہ چیزیں جو کچھ کہ ہمکو نظر آتی ہیں وہ سب اس زمین کی کشش کی وجہ سے ساتھ ہی

چلتی ہیں پھر کیسے تمیز ہو سکتی ہے اور زمین کے چاروں طرف یہی آسمان اور ستارے ہیں تو پھر کس طرح شناخت ہو سکے۔ چلنے کی حالت تو صرف اسوقت محسوس ہو سکتی ہے جبکہ ایک چیز تو چل رہی ہے اور باقی چیزیں ساکن ہوں۔ تو ایسی حالت میں بھی خلاف حرکت معلوم ہوا کرتی ہے جیسا کہ تم نے اکثر دیکھا ہوگا۔ کہ ریل کی سواری میں جب باہر کی طرف کو دیکھتے ہیں تو سامنے کے درخت وغیرہ سب چلتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں اور خود ریل ساکن معلوم ہوتی ہے حالانکہ اوسب چیزیں ساکن اور ریل چلتی ہوتی ہے بالکل یہی مثال ہمارے سورج کی ہے کہ وہ ہمکو چلتا ہوا معلوم ہوتا ہے اور زمین ٹھہری ہوئی معلوم ہوتی ہے۔

زمین کا گول ہونا بھی ایک تعجب کی بات ہے کیونکہ ظاہر میں یہ پھیلی ہوئی چپٹی میدانی شکل میں ہے۔ اگر گول ہوتی تو ضرور معلوم ہوتی لیکن یاد رکھو کہ زمین تو ضرور گول ہے ہمکو دکھائی دینا یا نہ دینا دوسری بات ہے۔ اب خیال کرو کہ ہماری اس چھوٹی آنکھ کے مقابلہ میں زمین کسقدر بڑی چیز ہے۔ اس لئے ہم ایک نظر میں زمین کا بہت تھوڑا حصہ دیکھ سکتے ہیں تو اس بے حقیقت حصہ کی گولائی بھی ضرور بے حقیقت ہوگی تو پھر کس طرح نظر پڑے۔ دیکھو اگر نارنگی کے چھلکے کو ایک رتی بھر توڑ کر دیکھیں تو اسمیں گولائی ہرگز نہیں معلوم ہو سکتی۔ حالانکہ اوس میں گولائی اسکی حیثیت کے موافق ضرور ہے۔ زمین کی گولائی کے ثبوت بہت ہیں لیکن تمہارے سمجھانے کو صرف اسقدر کافی ہوگا کہ تم جو کبھی چاند گہن دیکھتی ہو تو ہمیشہ گول ہی نظر آتا ہے۔ اوسکی وجہ یہ ہے کہ چاند اور سورج کے درمیان زمین آجاتی ہے۔ اسلیئے سورج کی روشنی چاند تک نہیں پہنچ سکتی۔ اور چونکہ چاند اسوقت زمین کے نیچے ہوتا ہے تو زمین کا سایہ یعنی عکس چاند پر دکھائی دیتا ہے اور جو چیز جیسی ہوا کرتی ہے ویسا ہی اوسکا عکس ہوتا ہے۔ اسلئے زمین ضرور گول ہے۔ دوسرے سیاحوں نے تجربہ کیا ہے کہ جب وہ ایک جگہ سے چلکر زمین کے گرد ایک ہی سمت میں دورہ لگاتے ہیں تو آخر کار اُس جگہ ہی گھوم کر آجاتے ہیں کہ جہاں سے وہ روانہ ہوئے تھے۔

تیسرا ثبوت یہ ہے کہ تم نے کسی میدان میں دور نظر ڈال کر دیکھا ہوگا تو دور کی چیزوں کی اوّل چوٹی نظر پڑتی ہے اور جسقدر آگے کو بڑھو تو نیچے کا حصہ دکھائی دیتا ہے اسکی کیا وجہ یہ ہے کہ جبکہ میدان میں کوئی اور چیز کھڑی نہیں معلوم ہوتی تو پھر کیوں پوری چیز چوٹی سے جڑ تک نہیں دکھلائی دیتی۔ یاد رکھو کہ درمیان میں یہ گولائی حائل ہو جاتی ہے اگر سطح برابر اور ہموار ہوتی تو یکدم کل چیز نظر پڑتی خواہ کتنی ہی دور ہو۔ اسکی حقیقت دوربین کے ذریعہ بخوبی معلوم ہوتی ہے۔

زمین اپنے محور پر اس طرح گھٹتی اور بڑھتی ہوئی گھومتی ہے۔ کہ ۲۰ مارچ اور ۲۲ ستمبر کو دونوں سرے یعنی قطب شمالی اور قطب جنوبی سورج کے بالکل مقابل ہو جاتے ہیں تو دن رات برابر ہوتے ہیں چھ اور چھ ماہ تک قطب شمالی اور قطب جنوبی کی طرف سورج جھکا رہتا ہے۔ اسوجہ سے نصف کرہ شمالی میں زیادہ روشنی رہتی ہے یعنی دن بڑا اور گرمی کا موسم ہوتا ہے۔ اسی طرح اسکے خلاف سمت کرہ جنوبی میں زیادہ تاریکی رہتی یعنی رات بڑی اور سردی کا موسم ہوتا ہے۔ قطب شمالی میں چھ ماہ کا دن اور چھ ماہ کی رات ہوتی ہے اور قطب جنوبی میں بھی یہی حال ہے کیونکہ یہ دونوں سرے ایک دوسرے سے خلاف سمت میں واقع ہیں۔ جسوقت شمال میں دن ہوگا تو جنوب میں ضرور رات ہوگی۔ ان مقامات پر آبادی کبھی نظر نہیں آتی۔ صرف جانور ہرن وغیرہ جو برفستان میں رہنے کے عادی ہیں کہیں کہیں نظر پڑتے ہیں کیونکہ یہاں برف اس کثرت سے ہر وقت پڑتی ہے کہ پہاڑ کے پہاڑ بنجاتے ہیں اور چھ ماہ تک برابر پگھلتے ہیں۔

اس زمین کی یہ چہارم خشکی بھی سلسلہ وار نہیں ہے۔ اسکے بڑے حصے تین کئے گئے ہیں ایک مشرقی حصہ جسمیں ایشیا۔ یورپ۔ افریقہ شامل ہیں۔ دوسرا مغربی حصہ یعنی نئی دنیا جو شمالی اور جنوبی امریکہ کہلاتا ہے۔ تیسرے حصہ کو اوشانیہ کہتے ہیں۔ اس میں آسٹریلیا نیوزیلینڈ وغیرہ اور چھوٹے چھوٹے جزیرے شامل ہیں۔

جس طرح خشکی کے حصے مقرر ہیں اسی طرح تری کے بھی پانچ بڑے حصے کئے گئے ہیں۔ بحرا وقیانوس۔ بحرالکاہل۔ بحرہند۔ بحرمنجمد شمالی۔ بحرجنوبی۔ ان میں بحرالکاہل بحرشمالی سے بذریعہ

آبنائے بیرنگ کے ملتا ہے اور باقی سب آپس میں ملے ہوئے ہیں۔ پانی کے اندر کے بھی عجیب حالات ہیں۔ پانی کی گہرائی اکثر موقعوں پر ابھی تک ٹھیک نہیں معلوم ہوئی۔ یعنے بے انتہا گہرائی ہے۔ اسکے اندر بڑے بڑے رنگ برنگ کے پہاڑ ہیں اور لاکھوں قسم کے جانور اندر موجود ہیں۔ بعض بالکل انسان کی صورت کے ہیں اور بعض کا چہرہ انسانی اور باقی جسم مچھلی کا سا ہے ان میں سب سے بڑی ایک مچھلی ہوتی ہے جسکو وہیل کہتے ہیں۔ یہ مچھلی ہزاروں من کی ہوتی ہے اور بے انتہا طاقتور ہوتی ہے۔ اگر یہ جہاز میں ٹکر مار دیتی ہے تو جہاز پاش پاش ہوجاتا ہے۔ ان سمندروں میں اکثر پانی علیحدہ علیحدہ رنگ برنگ کا ہوتا ہے۔ سُرخ۔ زرد۔ سیاہ وغیرہ۔ مگر خدا کی قدرت دیکھو کہ ایک دوسرے سے نہیں ملتا۔ بعض جگہ سخت گرم اولتا ہوا پانی بہتا ہے مگر یہ بھی اور پانی سے ملکر ٹھنڈا نہیں ہوتا۔ غرض ہزارہا باتیں تعجب خیز ہیں خشکی کا ایک حصہ چونکہ مدت دراز سے لوگوں کو معلوم تھا اسلئے اسکو پُرانی دنیا کہتے ہیں۔ اور نئی دنیا صرف چار پانسو برس سے دریافت ہوئی ہے۔ اسکا نام امریکہ رکھا گیا۔ یہ ہمارے پیروں کے نیچے دوسری سمت میں آباد ہے پہلے ہم تمکو پُرانی دنیا کے حالات بتاتے ہیں۔ پُرانی دنیا چار حصّوں میں منقسم ہے۔ ہر حصہ کو براعظم کہتے ہیں اور اون کے علیحدہ علیحدہ نام ہیں اور وہ یہ ہیں ایشیا۔ یورپ۔ افریقہ۔ آسٹریلیا۔

ایشیا

بلحاظ وسعت اور آبادی ایشیا سب سے بڑا براعظم ہے مگر جو تہذیب اور علم کی ترقی یورپ میں ہے اسکا مقابلہ سوائے نئی دنیا کے اور کوئی ملک نہیں کرسکتا۔ جس براعظم میں ہمارا پیارا ہندوستان جنّت نشان واقع ہے اسی کو براعظم ایشیا کہتے ہیں۔ اسکو علاوہ وسعت اور آبادی کے بلحاظ چند باتوں کے تمام دنیا کے ممالک پر شرف حاصل ہے۔ وہ یہ کہ انسان نے بہشت سے نکلکر اسی سرزمین پر پہلے قدم رکھا۔ یعنی حضرت آدمؑ پیدا ہوئے۔ ان کے اولاد بھی یہیں پیدا ہوئی۔ اور پھیلتی ہوئی دنیا کے تمام حصوں میں آباد ہوئی۔ یہ جو نئے نئے نمونوں اور رنگ برنگ کی کالی گوری قومیں ہیں دراصل سب ایک ہی ہیں۔ صرف مختلف ممالک اور مختلف آب و ہوا میں رہنے سے

ایک دوسرے سے مشابہت میں فرق آگیا ہے۔ یہ صرف سردی اور گرمی کا قصور ہے ورنہ گوری چٹی قوموں کو کالی کالی قوموں پر کوئی فوقیت نہیں ہے اور نہ کوئی جائے فخر سب حضرت آدم ع کی اولاد ہیں۔ خدا کے نزدیک انکا رتبہ برابر ہے اور سب کے حقوق برابر ہیں۔

یہ وہ مقدس زمین ہے جس کی خاک سے ہزاروں پیغمبر بنے۔ آوتار۔ دیوتا پیدا ہوئے جنھوں نے گمراہوں کو راہ راست پر لگایا۔ اسی کے مذہب کو نئی اور پرانی دنیا نے قبول کیا۔ ہر مذہب کے مقدس اور پاک مقامات اسی براعظم ایشیا میں واقع ہیں اور تمام علوم و فنون کا آفتاب بھی اسی سرزمین میں طلوع ہوا اور یہیں بلند ہو کر اب یہیں غروب بھی ہو گیا ہے۔ کبھی وہ زمانہ تھا کہ تمام عالم میں تاریکی پھیلی ہوئی تھی۔ صرف یہی اک روشن خطہ تھا۔ دیگر قومیں اسی براعظم سے اپنے اپنے چراغ جلاتی تھیں۔ اس گئی گذری حالت اور عالم ضعیفی میں جو شان اور آن بان اس براعظم کی ہے کسی جگہ نہیں پائی جاتی۔

ہم سب سے پہلے اپنے مقدس ملک عرب سے شروع کرتے ہیں اور چونکہ یہ مغرب میں واقع ہے اسلئے اوپر سے شروع کر کے سلسلہ وار مشرق کو آویں گے۔ مقدس ملک عرب براعظم ایشیا کے جنوب و مغربی کونے میں واقع ہے۔ اور یورپ افریقہ اور ایشیا کے درمیان ہونے کی وجہ سے ناف زمین کہلاتا ہے۔ گو یہ ملک ہندوستان سے صرف ایک چوتھائی وسعت میں کم ہے لیکن اسکی آبادی صرف ایک کروڑ کے قریب ہے۔ یہ ریگستانی ملک ہے۔ آباد کم اور ویران زیادہ پڑا ہے۔ ہمارے سلطان ترکی کے زیر حکومت ہے یہاں کے لوگ خانہ بدوش ہیں شہر بنا کر آبادی کی صورت میں بہت کم بود و باش رکھتے ہیں۔ مذہب سب کا اہل اسلام ہے مشہور مقامات اسکے یہ ہیں۔ مکہ شریف جو مسلمانوں کا کعبہ اور دینی لحاظ سے اسلامی دنیا کا مرکز ہے اس پاک شہر کو دنیا کے دیگر شہروں پر جو شرف حاصل ہے وہ سب کو معلوم ہے اس سے بڑھکر اور کیا ہوگا کہ خدا کا گھر ہے اور کروڑوں مسلمان اس کی طرف منھ کر کے پنجوقتہ نماز

پھرتے ہیں۔ دوسرا شہر مدینہ منورہ ہے جو ہمارے پیارے نبی صلوٰۃ کا مدفن ہے۔ تیسرا شہر کربلائے معلّٰے ہے۔ جہاں سید الشہدا امام حسین علیہ السّلام شہید ہوئے اور جہاں کی مٹی کو خاک شفا کا درجہ حاصل ہے چوتھے بیت المقدس یعنی وہ پاک مقامات ہیں جہاں دیگر قوموں کا جاتے ہوئے پتا پانی ہوتا ہے کیا مجال جو بُری نظر اوٹھا کے دیکھ سکیں مسلمان جتنا فخر کریں بجا ہے کہ اون کے مقدس مقامات انھیں کے قبضہ میں ہیں۔

عدن بھی مشہور بندرگاہ ہے جہاں مُلک مُلک کے جہاز آکر ٹھیرتے ہیں۔ اس مُلک کی پیداوار کھجور اور جوار ہے۔ پانی مشکل سے میسّر ہوتا ہے اور اکثر میوے یہاں کے بہت مشہور ہیں۔ یہاں کے گھوڑے اور اونٹ تمام دنیا میں قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ آمدورفت کا ذریعہ صرف اونٹ ہے جو ریگستان کا جہاز کہلاتا ہے۔ عرب کے شمال میں ایشیا روم واقع ہے۔ اسی کو ایشیائے ترکستان بھی کہتے ہیں۔ عرب سے لیکر یہاں تک کے زیادہ مقامات تک سلطان المعظم ہی کی حکومت ہے۔ اسکی آبادی سوا ڈوکڑوڑ ہے۔ یہودی عیسائی اور اہل اسلام ترک لوگ آباد ہیں یہ ملک بہ نسبت عرب کے بہت سرسبز ہے۔ یہاں کے آدمی بہ نسبت اور مُلکوں کے بہت خوبصورت ہیں۔ کاکیشس پہاڑ جسکو کوہ قاف کہتے ہیں۔

اور جہاں کی پریاں مشہور ہیں یہیں پر واقع ہے۔ دراصل یہاں کوئی پری وری نہیں ہے بلکہ اسکی شہرت کی صرف یہی وجہ ہے کہ یہاں کی عورتیں تمام دنیا میں سب سے زیادہ خوبصورت ہوتی ہیں۔ ان کی آنکھیں سیاہ۔ بال لمبے رنگ سُرخ سفید نقش و نگار نہایت دلفریب ہوتے ہیں۔ جو شخص دیکھ لیتا ہے وہ ضرور پری نہیں بلکہ حور کی مثال دیئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ یہاں کسی وقت میں آمدورفت بالکل بند تھی۔ اول تو راستہ دشوار گذار تھا۔ دوسرے وہ لوگ بھی شایستہ نہونے کے باعث بدسلوکی کرتے تھے۔ اب بخوبی آمدورفت ہوتی ہے۔ اور ترک اور روسی یہاں سے عورتیں لیجاتے ہیں۔ اس مُلک سے جب ہم جنوب و مشرق کو پھرتے ہیں۔ تو ملک فارس ملتا ہے جسکو ایران بھی کہتے ہیں یہاں کا بادشاہ کجکلاہ کہلاتا ہے یہ اسلامی سلطنت ہے اور زیادہ تر اہل اسکے شیعہ اور آتش پرست

رہتے ہیں۔ آبادی ۷۵ لاکھ ہے۔ اس کے مشہور شہر جو نہایت پُر رونق آباد ہیں یہ ہیں طہران۔ اصفہان۔ شیراز۔ مشہد۔ تبریز۔ اس ملک میں ملا ہوا جنوب و مشرق میں افغانستان و بلوچستان ہیں۔ افغانستان کی آبادی اسوقت چالیس لاکھ ہے تمام اہل اسلام آباد ہیں کسیقدر اہل شیعہ بھی ہیں۔ اس ملک میں میوہ اس کثرت سے پیدا ہوتا ہے کہ حیوانات بھی کھاتے ہیں۔ کشمش۔ منقے۔ سیب انگور۔ انار غرض عمدہ عمدہ سب میوے پیدا ہوتے ہیں۔ گو گرم و خشک ملک ہے لیکن آب و ہوا بہت عمدہ ہے آدمی طاقتور اور خوبصورت ہوتے ہیں۔ اسکا حاکم خود مختار اہل اسلام ہے جسکا لقب امیر تھا مگر اب ۱۹۰۵ء سے بادشاہ کا لقب جاری ہوا۔ حاکم وقت شاہ حبیب اللہ خان بادشاہ افغانستان ہیں۔ آپ بغرض سیر ملک ہندوستان میں تشریف لائے اور بہ رسم دوستانہ ہماری گورنمنٹ کے مہمان ہو کر تمام ملک کے مسلمانوں کو اپنے دیدار کے شرف سے احسانمند کیا۔ اور ہر مسلمان کے دل سے بقائے سلطنت و درازی عمر کی دعا لی یہ ۱۹۰۷ء ماہ جنوری آپ کی تشریف آوری کی دھوم دھام کی وجہ سے ہمیشہ یادگار رہیگا بلوچستان میں اسلامی حکومت ہے لیکن یہاں ایک جرگہ کا ایک ایک سردار ہے جو مطلق العنان حاکم ہوتا ہے۔ پٹھانوں کی دس لاکھ کی آبادی ہے۔ زیادہ حصہ ملک ویران و پہاڑ ہے جہاں وحشی قومیں بھی آباد ہیں۔ یہاں بھی میوہ کثرت سے ہوتا ہے۔ بادام و پستہ بہت کثرت سے پیدا ہوتا ہے۔ کوئٹہ بھی اسی کے متعلق ہے لیکن اب انگریزی حکومت میں داخل ہے اور یہاں تک سلسلہ ریل جاری ہے۔ باقی ملک میں اونٹ گھوڑے کی سواری استعمال ہوتی ہے اب یہاں سے شمال میں ترکستان سے آگے چلکر ملک ایشیائی روس شروع ہوتا ہے یہ ملک بلحاظ وسعت بہت بڑا ہے لیکن بہت کم آباد ہے۔ زیادہ حصہ ویران ہے جس میں بڑے بڑے ریگستان۔ صحرائی۔ جنگل جھیلیں۔ دریا اور پہاڑ واقع ہیں اسکی آبادی سوا دو کروڑ ہے۔ باشندے بودہ مذہب اور عیسائی ہیں کسیقدر مسلمان بھی سکونت رکھتے ہیں۔ یہ ملک روس کے زیر حکومت ہے۔ درمیان ملک میں سب سے بڑا دن ساڑھے پندرہ گھنٹے کا ہوتا ہے اور بعض حصے شمال کی طرف ایسے بھی ہیں

جہاں کئی کئی ماہ تک سورج نہیں چھپتا۔ اس ملک کے دریا بہت بڑے بڑے مشہور ہیں جنمیں ہزاروں میل تک جہاز چل سکتے ہیں۔ مگر یہ دریا صرف تین ماہ تک رواں رہتے ہیں اور باقی نو مہینے تک اوپر سے لیکر نیچے تہ تک بے انتہا سخت برف سے جمے ہوئے رہتے ہیں۔ ان کے اوپر سواریاں۔ گاڑی گھوڑے تو درکنار ریل چلسکتی ہے اور اکثر موقعوں پر چلائی جاتی ہے۔ برخلاف اسکے بعض حصہ ملک نہایت گرم ہے اسوجہ سے ویران ہے۔ کوہ یورال میں سونا چاندی بہت مختلف دھاتیں دستیاب ہوتی ہیں۔ یہاں سے جنوب کی طرف جب بڑھتے ہیں تو ملک چین شروع ہو جاتا ہے جو ہندوستان کی حد سے لیکر مشرق میں بہت دور تک چلا گیا ہے۔ یہ ملک بہت عجیب ہے اور دنیا میں سب سے زیادہ گھنا آباد ہے اسکی آبادی چالیس کروڑ ہے۔ یہاں کے باشندے بالعموم تو مذہب بودہ رکھتے ہیں لیکن مسلمان بھی بہت ہیں اور تھوڑے ایسے بھی ہیں جو کوئی مذہب نہیں رکھتے صرف اپنے باپ دادا کی پرستش کرتے ہیں۔ آدمی قد میں چھوٹے اور رنگ میں پیلے ہوتے ہیں عام طور پر ڈاڑھی نہیں ہوتی۔ سر پر ایک لمبی چوٹی رکھتے ہیں۔ چہرہ گول ناک چپٹی۔ اور آنکھیں نیلگوں ہوتی ہیں۔ عورتوں کی خوبصورتی پاؤں کے چھوٹے بڑے ہونے کے لحاظ سے خیال کیجاتی ہے اسلئے پاؤں کو اکثر شکنجہ میں دبا دیا جاتا ہے تاکہ بڑھنے نہ پاوے جو نہایت خوبصورتی خیال کیجاتی ہے وہ بیچاری اپنے پاؤں سے چل پھر نہیں سکتی۔ عام طور پر لوگ افیون کے بہت عادی ہیں اور کاہل مزاج ہیں۔ مگر دستکار اور ہوشیار بڑے ہیں۔ بادشاہ بھی مذہب بودہ رکھتا ہے اور خود مختار حاکم ہے۔ یہاں کی دو چیزیں مشہور ہیں۔ ایک نہر جو بہت چوڑی ہے اور سات سو میل تک لمبی چلی گئی ہے۔ دوسرے ایک دیوار ہے جو اپنی مضبوطی اور عظیم الشان ہونے میں مثل نہیں رکھتی۔ یہ دیوار حضرت مسیح سے دو سو برس پہلے بنائی گئی تھی اس کی لمبائی ساڑھے بارہ سو میل ہے۔ ۱۵ سے ۳۰ فٹ تک چوڑی ہے کہ دس سوار بخوبی گھوڑا بھگا کر جا سکتے ہیں۔ اس میں تین ہزار برج بطور قلعہ ہیں۔ سکڑوں کوس میں بنکر تیار ہوئی تھی۔ شہر کی حفاظت کرنا اس سے مقصود تھی اسلئے یہ سمندر کے کنارے

پہاڑوں پر ہوتی ہوئی برابر چلی گئی ہے۔

اس ملک کے بہت سے شہر ایسے ہیں جنکی آبادی چار لاکھ سے پندرہ لاکھ تک ہے اور کینٹن اور پیکن اسلیے دار السلطنت ہیں۔ ملک چین کئی حصّوں پر تقسیم ہے یعنی منچوریا منگولیا تبت۔ کوریا۔ جاپان۔ یہ سب اسی کے صوبے ہیں جو شاہ چین کے ماتحت کبھی تھے اور بعض ابھی تک ہیں۔ ان میں سے جاپان ۱۸۹۵ء میں چین سے لڑکر خود مختار بادشاہ بنگیا۔ یہ سلطنت درحقیقت بہت چھوٹی ہے چند چھوٹے چھوٹے جزیرے ملادیے گئے ہیں اسی کو جاپان کہتے ہیں۔ اسکی آبادی ساڑھے چار کروڑ ہے اسکی رعایا اور بادشاہ کا مذہب بودہ ہے مگر بادشاہ بہت عقلمند اور روشن ضمیر ہے۔ اس نے تھوڑے عرصہ میں جو ترقی کر دکھائی ہے اوس کی نظیر دنیا بھر میں کہیں نہیں ملتی۔ اور روس جیسے شہنشاہ سے لڑائی لڑکر اپنی جوانمردی اور بہادری کا درجہ تمام دنیا سے بڑھا دیا۔ اور بڑی سلطنتوں کے ہم پلّہ ہوگیا۔ بہت سا حصہ ملک چین کا جو روس دبا بیٹھا تھا اپنے قبضہ میں کرلیا۔ یہاں کے آدمی بہت بہادر مستعد۔ وقت کے پابند۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اپنے ملک کی قدر کرتے اور آپسمیں اتفاق و ہمدردی رکھتے ہیں۔ درحقیقت جس قوم کو اپنے ملک سے پیار ہوگا اوسپر کوئی دوسری قوم غالب نہیں آسکتی۔ وہ لوگ اپنی قوم اور ملک کے واسطے بڑی خوشی اور آرزو سے جان تک نثار کرنے کو مستعد ہیں۔ اسکی مثال ابھی حال میں جاپان سے معلوم ہوئی جو بالکل ٹھیک ہے۔ وہ یہ کہ ایک عورت کے صرف ایک ہی بیٹا تھا جسکو اوسنے بڑی محبت سے محنت کرکے پالا تھا اب لڑائی کے وقت چونکہ وہاں ہر شخص کے دل میں لڑنے کا بڑا جوش تھا اور ہر متنفس خواہ عورت ہو یا مرد بچہ ہو یا بوڑھا۔ اپنی قوم اور ملک کی بہتری کے واسطے لڑنے اور مرنے کو دل سے آمادہ رکھتا تھا۔ ایک روز بیٹے نے اپنی ماں سے کہا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں بھی اس لڑائی میں شریک ہوکر اپنے ملک کی خدمت کروں لیکن گھر میں صرف ایک تو تیری ماں ہی ماں باقی ہے جو میرے چلے جانے سے غالباً بہت پریشان ہوگی۔ اور تکلیف اوٹھاوے گی۔ اسلیے مجبور ہوں۔ یہ کلمات جب اوسکی ماں نے سُنے تو خاموش

ہو رہی اور ایک روز موقع پاکر اپنے گلے میں رسّی ڈالکر پھانسی دیکر مرگئی اور ایک کاغذ پر یہ لکھکر رکھہ گئی کہ "میں صرف اس خیال سے مرتی ہوں تاکہ تجکو لڑائی پر جانے میں میری محبت کی وجہ سے کچھ پس وپیش نہو اور میری قوم اور ملک کی بہتری میری جان سے بہت بہتر ہے تو فوراً لڑائی پر جا اور گھر کی طرف سے بے فکر ہو۔ اپنے ملک اور قوم کی خدمت کرتے ہوئے مرنا ہزار زندگی سے بہتر ہے" اب غور کرو کہ جہاں عورتوں کے یہ خیالات ہوں تو دشمن کی کیا مجال کہ مُنھ اوٹھا کر بھی دیکھے۔ روس نہیں روس کا باپ کیوں نہو۔ ہمیشہ ذلیل ہوگا۔ یہ ملک اپنی ترقی تجارت میں یورپ کے بڑے بڑے ملکوں سے اب کوئی بات میں مقابلہ کرنے والا ہے۔ سونا یہاں بہت کثرت سے نکلتا ہے سلطنت چین سے جنوب اور ہندوستان کے مشرق والے حصہ کو ہند وچین کہتے ہیں۔ اسکے کئی حصے ہیں۔ برہما۔ سیام۔ انام۔ ملایا سب شامل ہیں اور ہر ایک کی علیحدہ حکومت ہے۔ جنوبی حصہ فرانس کا مقبوضہ ہے۔ اور شاہ انام بھی اسیکا ماتحت ہے۔ برہما اب انگریزی حکومت میں شامل ہے۔ اسکی آبادی ۹۰ لاکھ ہے اسکے مشہور شہر رنگون ہوائنہ مانڈلے ہیں۔ سیام وسعت میں برہما سے بڑا ہے لیکن آبادی پچاس لاکھ ہے سب کا مذہب بودہ ہے۔ باشندے سر پر ایک ایک بالوں کا جوڑا رکھتے ہیں۔ یہاں کا بادشاہ بھی خود مختار حاکم بودہ مذہب کا ہے دارالسلطنت بنکوک ہے اس شہر کی نصف سے زیادہ آبادی کشتیوں پر بانس کے مکان بنا کر رہتی ہے جو پانی میں تیرتی رہتی ہے ملایا کا شمالی حصہ شاہ سیام کا ماتحت ہے اور باقی حصہ میں کئی ریاستیں ہیں۔ یہانکے باشندے اکثر مسلمان ہیں۔ افیون کا زیادہ شوق ہے۔ اس جگہ کی مُرغیاں مشہور ہیں اور مرغبازی کا زیادہ رواج ہے۔ اسکے قریب کے جزیروں کو اسٹریٹ سٹلمنٹ کہتے ہیں جو انگریزوں کے قبضہ میں ہے جس میں سنگاپور بندرگاہ ہے اور انگریزی جہازوں کی آمد ورفت ہوتی ہے۔ اسی ملک کی برابر مغرب کی طرف یہ ہمارا پیارا ہندوستان واقع ہے جو اپنی شادابی اور سرسبزی کے باعث جنت نشان کہلاتا ہے۔ اسکے جنوب میں بحر ہند ہے اور شمال میں کوہ ہمالیہ ہے جو دنیا میں سب سے اونچا پہاڑ ہے۔

اسکی چوٹی ۲۹ ہزار فٹ بلند ہے۔ ۱۵ سو میل لمبا اور دو سو میل چوڑا چلا گیا ہے۔
ہندوستان کی آبادی سنہ ۱۹۰۱ء کی مردم شماری کے مطابق ۳۹ کروڑ ۴۰ لاکھ ہے تین حصے کے قریب براہ راست گورنمنٹ کی عملداری میں ہے اور ایک حصہ ہندوستانی ریاستوں کے قبضہ میں ہے جو گورنمنٹ کی حفاظت میں ہے اور ریاست میں ایک سرکاری ریزیڈنٹ یا ایجنٹ رہتا ہے۔ صرف دو ریاستیں نیپال اور بھوٹان خود مختار ہیں باقی سب باجگذار اور ماتحت ہیں۔ بڑی ریاستیں کشمیر۔ بھاولپور۔ گجرات۔ جے پور۔ گوالیار۔ اندور۔ بڑودہ۔ بھوپال۔ حیدرآباد۔ میسور۔ ٹراونکور ہیں۔ انتظام کی سہولت کی وجہ سے ہندوستان کے بہت سے حصے کر دیے ہیں۔ بڑے بڑے احاطے یہ ہیں۔ بنگال جہاں گورنر جنرل سب کا افسر رہتا ہے۔ بمبئی۔ مدراس میں ایک ایک گورنر رہتا ہے۔ احاطہ بنگال کے کئی حصے کئے گئے ہیں۔ صوبجات متحدہ آگرہ و اودھ۔ پنجاب یہاں ہر ایک میں لفٹنٹ گورنر رہتا ہے جسکے ماتحت کمشنر۔ ڈپٹی کمشنر۔ کلکٹر۔ ڈپٹی کلکٹر اور تحصیلدار ہیں۔ یہ سب سلسلہ وار ایک دوسرے کے ماتحت ہو کر آخر میں سب وائسرائے یعنی گورنر جنرل کے جو کلکتہ میں رہتا ہے زیر فرمان ہیں جو بحیثیت نائب وزیر ہند ہونے کے تمام ہندوستان کا حاکم اعلیٰ ہے
ہندوستان میں شہر کلکتہ بہت بڑا شہر ہے جو دارالسلطنت ہے جسکی آبادی ۱۲ لاکھ ہے یہ اپنی خوبصورت عمارت کی وجہ سے شہر محلات کہلاتا ہے یعنی اسکے شہر کے مکانات شاہی محل کے مانند ہیں جس سے شہر کی رونق بڑھ گئی ہے۔ دیگر مشہور شہر ڈھاکہ۔ بردوان بنارس الہ آباد۔ آگرہ۔ لکھنؤ۔ کانپور۔ دہلی۔ لاہور۔ امرتسر۔ ملتان۔ احاطہ بنگال میں ممبئی۔ سورت۔ پونا۔ ستارہ۔ حیدرآباد۔ سندھ۔ احاطہ بمبئی میں۔ مدراس سرنگ پٹن۔ ارکاٹ تنجور۔ ٹرچناپلی۔ کالی کٹ احاطہ مدراس میں ہیں۔ ہندوستان میں جسقدر مختلف زبانیں بولی جاتی ہیں اور کسی ملک میں نہیں بولی جاتیں۔ ہر صوبہ اور احاطہ کی زبان وضع قطع رسم و رواج علیحدہ ہیں۔ ہندوستان کے قدرتی حصے ہیں۔ ایک ہمالیہ اور اوسکے قرب وجوار کا علاقہ۔ دوسرا حصہ دریائے گنگ کا علاقہ۔ تیسرا حصہ دریائے انڈس کا علاقہ ہے۔ اگرچہ ہندوستان میں بھی صرف ایک ہی پہاڑ نہیں ہے اور بہت سے پہاڑ ہیں

جیسے وندھیاچل۔ کوہ سلیمان و کوہ سپیورا۔ وغیرہ جو بہت بہت دور تک چلے گئے ہیں۔ ان میں وندھیاچل بہت خوفناک پہاڑ ہے۔ زیادہ تر وحشی قومیں آباد ہیں۔ جنکا پیشہ لوٹ مار ہے اور انسان کو بڑی خوشی سے مار کر اپنا شکار بناتی ہیں۔ ان میں سے اکثر کا گذارہ درندوں کا شکار اور جنگلی میوہ جات پھل پھلاری پر ہوتا ہے۔ انکا ہتھیار تیر و کمان ہے۔ ان میں بھیل کی قوم مشہور ہے جو تیر اندازی میں اپنا ثانی نہیں رکھتی درحقیقت یہاں رہنے کا ان ہی لوگوں کا کام ہے۔ کیونکہ یہ پہاڑ درندوں اور زہریلے جانوروں سے بھرا ہوا ہے۔ شیروں کی وہ کثرت ہے کہ رات کو کان پڑی آواز نہیں آتی۔ اور یہاں کا شیر بڑا مشہور ہے جسکو شیر ببر کہتے ہیں۔ سانپوں کی نہایت زہریلی قسمیں بکثرت پائی جاتی ہیں۔ اس پہاڑ کا سانپ اژدہا مشہور ہے۔ جو انسان بھیڑ بکری وغیرہ کو صاف ایک سانس میں ہضم کرتا ہے اور جب اسکو بھوک لگتی ہے تو یہ کھینچکر سانس لیتا ہے اور اسکے سانس میں اسقدر زور ہوتا ہے کہ جو کچھ قرب و جوار میں چھوٹی سی بڑی چیزیں ہوں سب ہوا کے ساتھ کھنچتی ہوئی چلی آتی ہیں۔ اب اگر چھوٹی چیز جیسے انسان بکری وغیرہ ہے تو صاف بلا تکلف شکم میں داخل ہوتا ہے۔ اور اگر بڑی چیز ہو جیسے گھوڑا۔ گدھا تو منھ کے پاس آکر رک جاتا ہے جسکو وہ اطمینان سے کھا لیتا ہے۔ یہاں کئی قسم کے اور زہریلے سانپ ہوتے ہیں جو لمبائی میں بھی سیکڑوں گز کے ہوتے ہیں اور درختوں پر جال پھیلائے ہوئے گھاٹ میں پڑے رہتے ہیں جسوقت کوئی چیز قریب کو گذری فوراً جال میں لپیٹ لیا۔ غرض ہزار ہا قسم کے خوفناک جانور ہیں۔ اسلئے دن میں آمد و رفت بہت کم ہوتی ہے۔ اگر انسان ان سے کسی طرح بچ بھی جاوے تو پھر وحشی قومیں اسکو نہیں چھوڑتیں۔

دوسرا علاقہ دریائے گنگ کا سب سے زیادہ آباد اور سرسبز ہے۔ موسم آب و ہوا بہت عمدہ ہے۔ اس علاقہ کو ہندوستان خاص کہتے ہیں پھر دریا جسقدر آگے بڑھتا جاتا ہے۔ اوسیقدر اس قدر اوس میں دریا معاون شامل ہوتے جاتے ہیں جیسے جمنا۔ گھاگرہ۔ کوسی رام گنگا۔ گومتی وغیرہ۔ حتیٰ کہ سمندر میں داخل ہوتے وقت اسکا دہانہ

شہروں میں کوئی ایسا شہر نہیں ہے کہ جس شان و عظمت آبادی و رونق روز بروز ترقی اور ہر وقت کی بہتر بھاڑ ایسی ہو جیسے کہ شہر لندن کے کوچہ و بازار میں ہے۔ کسی جگہ پر کوئی وقت ایسا نہیں ہوتا کہ آدمی یا گاڑی وغیرہ اطمینان سے گذر سکے۔ تھوڑی دور جانے کے واسطے بھی گاڑی کو بیس جگہ ٹھیرنا پڑتا ہے۔ کیونکہ اندازہ کیا گیا ہے کہ شہر کے باشندوں کے علاوہ ۳ لاکھ آدمی ہر وقت باہر سے شہر اور بازار آتے جاتے رہتے ہیں اور پھر شہر والے سب شوقین طبع ہیں جو بازاروں اور سیرگاہوں کی سیر کو بڑے ذوق و شوق سے پسند کرتے ہیں وہ بھی ایسے شہر کے باشندے ہوں کہ جسکی آبادی ۶۶ لاکھ کے قریب ہو جو ایک ملک کی آبادی کے برابر ہے۔ پھر اب اندازہ کیا جاوے اُس شہر کی کیا حالت ہوگی۔ شہر کی صفائی اور سلیقگی سے آدمی کی آنکھیں کھل جاتی ہیں بازوں میں سب دوکانیں نہایت خوبصورت اور ایسی آراستہ ہیں کہ دل خواہ مخواہ یہی چاہتا ہے کہ کھڑا ہو کر ہو کر دیکھتا رہے۔ اگر دیکھے بھی تو کہاں تک ایک سے ایک زیادہ پُر رونق اور آراستہ ہے۔ شہر کے اندر باہر ہر طرف جس طرف کو نکلتے ہیں دو طرفہ دس دس بارہ بارہ منزلہ شاندار عمارات ہیں جو عجیب عجیب طرح آراستہ ہیں ناواقف تو اِن کو شاہی عمارات بغیر کہے نہیں رہ سکتا۔ مگر یہ شہر والوں اور تجارتی کمپنیوں کے مکانات ہیں۔ اگر شاہی محلات کی طرف بڑھیں تو اون کے منظر دل پر عجیب اثر پیدا کرتے ہیں۔ اِن کی فضا۔ رونق خوبصورتی۔ شاندار عمارت گھنٹوں کھڑا رکھتی ہے۔

اِس شہر میں دخانی کارخانے۔ مشینیں بے شمار ہیں۔ اسیوجہ سے باوجود بخوبی انتظام کے ہر وقت شہر کے اندر دھواں گھڈار رہتا ہے جسکی وجہ سے آبادی کے اکثر مکانات سیاہ نظر آتے ہیں۔ جو شہر کی اعلیٰ خوبصورتی کو عیب دار کر دیتے ہیں۔

یہ شہر دریائے ٹیمز کے دونوں کناروں پر آباد ہے۔ شہر کے درمیان کی آمد و رفت کا ذریعہ بہت عمدہ ہے۔ یہاں کئی قسم کی سواریاں استعمال ہوتی ہیں۔ چار پانچ قسم کی گھوڑا گاڑیاں جن میں دو سے لیکر چھ گھوڑے تک لگائے جاتے ہیں۔ کئی قسم کے

ٹریموے۔ کشتیاں۔ ریلیں ہیں۔ ہر ایک کی تعداد بے شمار ہے اور کرایہ بہت سستا ہر وقت ہر جگہ سواری ملتی ہے۔ ریلوں کا یہ حال ہے کہ ہر محلہ میں اسٹیشن بنے ہوئے ہیں۔ اور ہر اسٹیشن سے ہر پانچ منٹ کے بعد گاڑی روانہ ہوتی ہے۔ چہار طرف لائنوں کی یہ کثرت گویا زمین ہی لوہے کی بنگئی ہے۔ یہ ریل گاڑیاں کئی قسم کی ہیں۔ ایک وہ جو آگ اور پانی سے چلتی ہیں دوسری جو بجلی کے ذریعہ چلائی جاتی ہیں۔ اب انکی آمد و رفت چار طریقوں پر ہے۔ اول تو وہ جو بہت اونچے اونچے ستونوں کے ذریعہ بہت اوپر چو اکثر مکانوں کی چھت کے اوپر ہوتی ہوئی گذرتی ہے۔ دوسرے زمین کے اوپر معمولی طرح۔ تیسرے زمین سے کسیقدر نیچے۔ چوتھے زمین سے بہت نیچے بذریعہ سُرنگ کے چلتی ہے۔ تمام شہر کے نیچے سُرنگیں موجود ہیں جن میں ریل ہر وقت چلتی پھرتی رہتی ہے۔ سب جگہ آنے جانے کی سڑکیں علیحدہ علیحدہ ہوتی ہیں تاکہ گاڑی ایک دوسرے سے نہ ٹکراوے۔ یہاں کے عجائب گھر۔ چڑیا گھر۔ سینٹ پال کا بڑا گرجا۔ پارلیمنٹ کی عمارت شاہی محلات اور باغات وغیرہ قابل دید ہیں۔ یہاں کے لوگ عام طور پر شوقین طبع ہیں۔ ٹھیٹھروں۔ تماشوں ناچ گانوں کے دل سے مشتاق رہتے ہیں۔

عورتوں کا حال سُنو کہ ہر ایک عورت یہ چاہتی ہے کہ میں اوروں سے خوبصورتی اور آرائش میں بڑھ چڑھ کر رہوں۔ اعلیٰ درجہ کا لباس پہنتی ہیں اور پھولوں سے آراستہ کرتی ہیں۔ چونکہ یہاں کمر کا پتلا ہونا خوبصورتی میں داخل ہے۔ اسلئے بعض اوقات اسقدر کھینچکر کستی ہیں کہ سانس لینا بھی دشوار ہوتا ہے۔ ناچ گانے میں کسی کو لحاظ و شرم نہیں۔ ہر کسی کے ساتھ ناچ گانے کو تیار ہیں۔ اور بڑے سے بڑے امیر گھر کی عورت سب کے سامنے بہت فخر کے ساتھ ناچتی ہے۔ مزاج میں آزادی اسدرجہ بڑھی ہوئی ہے کہ ماں باپ۔ بیٹا بھائی خاوند کسی کی پرواہ نہیں۔ جہاں جی چاہا بے دھڑک جا پہونچیں نہ کسیکا ڈر نہ کسیکا کھٹکا۔ ہمارے ہندوستان کی طرح وہاں کھانا گھر میں کوئی نہیں پکاتا بلکہ عام طور پر بازار سے ڈبل روٹی۔ بسکٹ۔ گوشت۔ ترکاری۔ انڈا پکا پکایا خرید لیتی ہیں اور اپنا وقت یا تو سیر تماشہ۔ مطالعہ اخبار کتب یا اور کسی کام میں گذارتی ہیں جسمیں

صفائی اور آرائش کا ہر وقت خیال رہتا ہے۔ اس ملک میں عام طور پر بارش تقریباً ہمیشہ ہوتی رہتی ہے۔ سورج کا چہرہ تو مہینوں دیکھنا نصیب نہیں ہوتا۔ جب کبھی اتفاقاً دھوپ نکلتی ہے تو بڑی خوشیاں ہوتی ہیں۔ اور ایک دوسرے کو مبارکباد دیجاتی ہے۔ کہرہ دن میں اسقدر پڑتا ہے کہ کوئی شے نہیں دیکھ سکتے۔ بلکہ اکثر دن میں سب جگہ لیمپ روشن کر دیئے جاتے ہیں۔ تاکہ آمدورفت میں دقت نہو۔ یہاں کتے پالنے کی سرکاری ممانعت ہے جو کوئی پالے اول اجازت حاصل کرے ورنہ محصول دے کوئی کام اس جگہ ایسا نہیں جس کی مشین نہ ایجاد ہو۔ یہاں تک کہ روٹی بھی مشین کے ذریعہ پکائی جاتی ہے۔ بکرے بھی مشین سے ہی ذبح ہوتے ہیں۔ گوشت بھی مشین سے کٹتا ہے۔ غرض کوئی کام چھوٹے سے چھوٹا بھی ہاتھ سے نہیں کیا جاتا ہے۔ اس ملک میں اور بھی ایسے شہر ہیں جو بہت خوبصورت اور بارونق ہونے کے علاوہ اپنی اپنی علیحدہ خاص تجارت کے واسطے مشہور ہیں۔ مینچسٹر کپڑے کی تجارت میں تمام دنیا میں سب سے بڑھکر ہے۔ جسقدر ہمارے ہندوستان میں اور چہار طرف کپڑا جاتا ہے وہ سب اکثر اسی شہر کا بنا ہوا ہوتا ہے۔ ہزارہا کارخانے ہیں۔ لورپول بھی روئی کے کارخانوں کے واسطے مشہور ہے۔ برمنگھم میں لوہے کے کارخانے بہت ہیں اور تمام قسم کی اشیاء جو دھات سے بنتی ہیں یہیں سے آتی ہیں۔ شفیلڈ کے ہتھیار جیسے تلوار چھرے چاقو۔ بہت مشہور ہیں۔ راجس کا کارخانہ جس کا چاقو مشہور ہے یہیں پر واقع ہے اسکاٹلینڈ میں ایڈنبرا بہت بڑا شہر ہے۔ اور ڈاکٹری تعلیم کے واسطے بہت مشہور ہے آئرلینڈ میں ڈبلن اور بلفاسٹ بہت خوبصورت شہر ہیں۔

اس ملک سے نکلکر جنوب کی جانب تھوڑی تری کا راستہ بذریعہ جہاز طے کرنے کے بعد ملک فرانس شروع ہوتا ہے۔ یہاں کی آب وہوا موسم نہایت مناسب اور خوشگوار ہے۔ کل آبادی تین کروڑ نوّے لاکھ ہے۔ باشندے رومن کیتھولک عیسائی ہیں۔ یہ ملک انگلستان اور جرمن سے دوسرے درجہ پر ہے۔ یہاں عام طور پر ریشمین اور اونی کپڑے کی تجارت ہوتی ہے جس کے ہزارہا کارخانے موجود ہیں۔ سلطنت

جمہوری ہے جسکا بادشاہ بطور میر مجلس کے ہوتا ہے تمام اختیارات قومی مجلس کے ہاتھوں میں ہیں۔ دارالسلطنت شہر پیرس ہے جو فرانس میں سب سے بڑا اور دنیا میں سب سے زیادہ خوبصورت شہر ہے۔ اسکی آبادی ساڑھے پچیس لاکھ ہے۔ پرانی دنیا میں یہ شہر لندن سے دوسرے درجہ پر ہے۔ بالکل لندن کی مانند دریائے سین کے دونوں طرف آباد ہے۔ اس شہر کی عمارتیں بڑی عالیشان۔ چوک بازار بڑے وسیع ہیں۔ جنکے بازار کی شاخیں ہر طرف کو نکلی ہوئی ہیں۔ بعض چوک میں دس اور بارہ سڑکیں اس طرح چاروں طرف کو واقع ہیں کہ درمیان میں کھڑے ہوکر اسکو ہر طرف بخوبی دیکھ سکتا ہے۔ پھر بازاروں کی نفاست۔ خوبصورتی اور وسعت کو خیال کرو کہ اکثر جگہ درو یہ درختوں کی قطاریں لگی ہیں۔ گاڑی۔ سوار۔ پیدل کے واسطے علیحدہ علیحدہ سڑکیں مقرر تاکہ آمدورفت میں تکلیف نہو۔ یہاں بھی لندن کی طرح ہر طرح کی سواری کا عمدہ انتظام ہے۔ گھوڑا گاڑیوں میں عام طور پر ربڑ کے پہیے اور گھوڑوں کے پاؤں میں ربڑ کے نال لگے ہوتے ہیں۔ پھر اسپر یہ طرّہ کہ ربڑ کی ہی سڑکیں۔ اسلئے آمدورفت کی آواز بالکل کان تک نہیں پہنچتی پانی۔ سامنے سے بچانے کے لئے صرف گھنٹی بجائی جاتی ہے۔ نہر ہا مکانات زینہ تک سنگ کے پتھر۔ شیشہ اور سنگ مرمر کے موجود ہیں جو دس دس منزل تک بلند ہیں اس نفاست اور نفاست سے بنے ہوئے ہیں کہ اسکی مثال سوائے بہشت کے کہیں نہیں ملسکتی۔ ہر گلدان پھولواڑی باغیچہ ہی لگے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ہر شخص شوقین خوش اور باغ نظر پڑتا ہے جو اپنے آپ کو اور اپنے مکان کو آراستہ کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرنا چاہتا۔ شہر کی صفائی اور باغیچوں کی پُرفضائی قابل تعریف ہے۔ ہر طرح خوش کن سامان موجود ہے اور ہر جگہ تفریح کی ہے۔ لندن کی طرح یہاں بھی مشینین اور کارخانے ہیں لیکن چونکہ یہ شہر بہ نسبت لندن کے زیادہ فراخ اور کشادہ اسلئے یہاں ہر وقت وہ دھواں نظر نہیں آتا اور مکانات بھی صاف اور اچھے نظر آتے ہیں جو شہر کی خوبصورتی کو دوبالا کئے ہوئے ہیں۔ یہاں کے لوگ لندن کی طرح پرناچ گانوں۔ تماشوں۔ تھیٹروں۔ سیرگاہوں کے بہت شوقین ہیں۔ خوش

اور مہمان نواز ہیں بہت سی باتوں کے لحاظ سے یہ شہر لندن سے کہیں بڑھکر ہے بیرگاؤں کے نظارے تمام چیزوں سے زیادہ طبیعت کو فرحت دینے والے ہیں۔ یہاں کی عورتوں کا سنگار اور آراستگی عالم میں مشہور ہے۔ تمام خرچوں سے زیادہ لباس میں خرچ کیا جاتا ہے اور اپنے آپ کو خوبصورت بنانے میں کوئی دقیقہ یا کوئی کوشش نہیں چھوڑتیں۔ عورتوں کی عادات عام طور پر خراب ہیں۔ شراب خواری حد کو پہونچگئی ہے۔ ہر ایک کے دل میں آزادی کی بُو بسی ہوئی ہے اور اپنے لُطف کے مقابلہ میں کسی کی پرواہ نہیں کرتیں۔ اس شہر کے عجائبات۔ عمارات۔ مینار۔ عجائب گھر۔ باغات۔ گرجے۔ اور دریا کے پُل۔ صرف دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کی خوبصورتی اور کاریگری بیان کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ یہاں کا کتب خانہ تمام دنیا میں سب سے بڑا مشہور ہے اس میں ۸ لاکھ کتابیں موجود ہیں۔ درمیان شہر دریائے سین کا واقع ہونا ایک عجیب دلکش نظارہ ہے۔ ہزارہا کشتیاں ہر وقت چلتی ہیں۔ یہاں کا موسم بہ نسبت انگلستان کے گرم ہے۔ ہمیشہ بادل نہیں رہتے۔ دھوپ بھی اکثر نکلتی ہے۔ اس مُلک میں دیگر شہر جو بہت بڑے اور خوبصورت ہیں یہ ہیں۔ لائن۔ سنٹ۔ ایٹن۔ روین مارسیلز۔ لورڈو اس ملک کو چھوڑ کر اب ہم جرمن کی سیر کرتے ہیں جو مشرق کی طرف واقع ہے۔ مُلک جرمن کے شمال میں چھوٹی سلطنت ڈنمارک کی ہے۔ اور جنوب میں آسٹریا اور سوئزرلینڈ ہیں۔ یہ ملک فرانس سے کسیقدر بڑا ہے۔ اس کی آبادی ۵ کروڑ ۶۰ لاکھ ہے جو زیادہ پروٹسٹنٹ اور کم رومن کیتھولک فرقہ کے عیسائی ہیں۔ اس ملک کی تجارت بھی بہت بڑی ہے۔ انگریزی ادویات اور شیشے اور لوہے کا کام۔ سُوتی اور ریشمی کپڑے وغیرہ کے بہت کارخانے ہیں۔ تجارت کے لحاظ سے یہ مُلک انگلستان سے کم نہیں یہاں کے لوگ بھی گوناچ ورنگ کے بہت شوقین رہے ہیں پر زیادہ محنتی اور کام کرنے والے ہیں۔ لندن اور پیرس کی طرح کا ہل مزاج اور آرام طلب وعیش پسند نہیں۔ یہاں کاشتکاری زیادہ ہوتی ہے۔ یہاں کا بادشاہ محدود اختیارات کا ہے جو قیصر جرمن کہلاتا ہے مجلس کے مشورہ سے مملکت کا انتظام ہوتا ہے۔ گو اس شہر میں وہ عجیب سیرگاہیں سیرو

تماشہ کی باتیں اور عیش پسندی کے سامان نہیں ہیں جو لندن اور پیرس میں موجود ہیں تاہم شہر کی خوبصورتی اور نفاست دیگر شہروں میں اچھی ہے۔ بازار کشادہ۔ عمارات بلند و خوبصورت ہیں۔ مگر زیادہ بھیڑ بھاڑ نہیں ہوتی۔ تعلیم کے اسکول۔ کالج۔ اور شینوں والے کارخانے بہت ہیں۔ کوئی چیز دوسرے ملک سے نہیں لیجاتی۔ اس ملک کے بڑے بڑے تجارتی شہر۔ ڈین رک۔ ہنوور۔ کولون۔ ڈریسڈن۔ ہمبرگ ہیں۔ تمام ملک میں سب دہاتیں عام طور پر نکلتی ہیں۔

جرمن کے شمال میں بحیرہ اسود سے ملا ہوا روس کا ملک ہے۔ یہ ملک بہت وسیع ہے تقریباً نصف یورپ کی برابر ہے۔ اسکے شمالی حصہ میں سخت سردی ہوتی ہے جو سال کے زیادہ حصہ تک رہتی ہے۔ اور تمام دریا برف سے سخت جمے ہوئے رہتے ہیں۔ گرمی کا موسم بہت ہی تھوڑے دنوں رہتا ہے۔ اسکے برعکس جنوب میں سخت گرمی ہوتی ہے اور بہت زیادہ عرصہ تک رہتی ہے اور سردی بہت ہی تھوڑے دنوں میں ختم ہو جاتی ہے۔ ملک زیادہ تر ویران ہے۔ اس کی آبادی دس کروڑ ساٹھ لاکھ ہے۔ کوہ یورال میں سونا۔ چاندی۔ تانبا۔ نکلتا ہے۔ لیکن مٹی کا تیل بہت کثرت سے جا بجا پایا جاتا ہے۔ اکثر قومیں اس جگہ کی وحشی ہیں جو خانہ بدوش جنگلوں میں پھرتی ہیں۔ عیسائی یہودی۔ مسلمان۔ وغیرہ اور دیگر متفرق قومیں بھی آباد ہیں۔ تجارت اس ملک کی سوائے چمڑے۔ اون۔ شہتیر۔ مٹی کے تیل اور اناج کے اور کچھ نہیں ہے۔ اسکا دارالسلطنت شہر پٹیرسبرگ ہے۔ جہاں بادشاہ رہتا ہے۔ جو خود مختار ہے۔ اور اپنی مرضی کا مالک ہے۔ یہ شہر بھی بہت خوبصورت ہے۔ اسکی آبادی تقریباً ۱۳ لاکھ ہے یعنی کلکتہ سے کسیقدر بڑا ہے اور دریائے نیوا پر واقع ہے۔ عام عمارات شہر خوبصورت ہیں۔ شاہی محلات عجیب شاندار ہیں۔ اس شہر میں بہت کارخانے ہیں لیکن فرحت بخش نظارے عیش کے سامان۔ سیرگاہیں زیادہ نہیں ہیں۔ یہ ملک کئی حصوں میں تقسیم ہے۔ بعض بعض علیحدہ حکومتیں ہیں۔ لیکن ماتحت ہیں۔ کاسگو۔ وارسا۔ ریگا۔ کیو۔ اڈریسہ مشہور شہر ہیں۔ اس ملک اور جرمن کے جنوب میں اسٹریا۔ ہنگری کی سلطنت ہے۔ یہ ملک بہت وسیع ہے

اسکی آبادی چار کروڑ ۳۵ لاکھ ہے۔ مذہب عیسائی ہے۔ اس میں بہت مختلف زبانیں بولی جاتی ہیں۔ آسٹریا اور ہنگری۔ اصل میں یہ دو سلطنتیں علیحدہ ہیں ۱۸۶۷ء سے شاہ آسٹریا سب کا مالک ہوگیا۔ حکومت ابھی تک علیحدہ ہے اور بادشاہ کے اختیارات محدود ہیں۔ اسکا دارالخلافہ وآنا ہے جو ملک کی تجارت گاہ ہے۔ اسکی آبادی سولہ لاکھ پچھتر ہزار ہے۔ شہر نسبتاً خوبصورت ہے۔ دوسرے بڑے شہر پیسٹ۔ پرسبرگ۔ پریگ ہیں یہاں کا بادشاہ اہل اسلام سے بہت تعصب رکھتا ہے۔ اور ہمیشہ بے ایمانی سے سلطان ترکی سے چھیڑ چھاڑ رکھتا ہے۔ اگرچہ خود اسقدر طاقت نہیں کہ بول سکے لیکن روس کی مدد اسکو بہت دلاتی ہے۔ چنانچہ اس نے ۱۸۷۸ء میں ترکی صوبجات۔ بوسنیا ہرزی۔ گوینا۔ اپنے قبضہ میں کرلئے اور قرب وجوار کی ترکی رعایا کو ہمیشہ بہکا کر بلوہ کراتا رہتا ہے۔ اس ملک کے جنوب میں اور بحیرہ اسود کے غرب میں سلطنت عثمانیہ ہے جسکو فرنگستان روم اور ترکی ان یورپ کہتے ہیں۔ یہاں کا بادشاہ اہل اسلام ہے جسکو سلطان المعظم کہتے ہیں۔ اور تمام دنیا کے مسلمانوں کے خلیفہ خیال کئے جاتے ہیں شیخ الاسلام اور مذہبی پیشوا ہیں۔ یہاں کے باشندے مسلمان۔ ترک۔ عیسائی یہودی ہیں۔ آبادی قریب چار کروڑ کے ہے۔ یورپ میں یہ سلطنت کئی صوبوں پر منقسم ہے رومانیا۔ البانیا بلغاریہ وغیرہ۔ اور چند عیسائی ریاستیں بھی ہیں جو ماتحت ہیں۔ اس کا دارالسلطنت استنبول ہے جسکو قسطنطنیہ بھی کہتے ہیں۔ اور اپنی خوبصورتی میں بہت کم مثال رکھتا ہے۔ شہر کی اکثر عمارات پر سنہری استر چڑھا ہوا ہے جسکے سبب سے عجیب نظارہ دلفریب ہوجاتا ہے۔ یہ خوبصورتی سمندر سے عجیب کیفیت دکھاتی ہے۔ چونکہ یہ شہر پہاڑی پر آباد ہے۔ اسلئے اسکے بلند عالیشان سنہری گنبد پچیس پچیس میل کے فاصلہ سے سمندر میں عجیب کیفیت اور چمک دکھا کر آنکھوں کو چکا چوند لگاتے ہیں۔ شہر کی قطع وضع عام طور پر خوشنما ہے۔ سیرگاہیں۔ باغات وغیرہ بہت ہیں لیکن خرافات شراب خواری حرام کاری وغیرہ دیگر بڑے شہروں کی مانند بالکل نہیں اسکی آبادی قریب پانچ لاکھ کے ہے۔ لکڑی کے مکانات زیادہ ہیں۔ رنگ برنگ کے پتھر اور سنگ مرمر کے مکانات

کثرت سے نظر آتے ہیں۔ یہاں کے اہل اسلام اپنے مذہب کے سچے اور پکے ہیں اونکی عورتیں پردہ کی پابند ہوکر اپنے مذہبی اصولوں کے راستہ پر چلتی ہیں۔ اس ملک کے شہر گلیپولی ایڈریانوپل۔ سوفیا۔ بخارسٹ وغیرہ مشہور ہیں جنمیں بڑی تجارت کی ترقی ہے۔ ترکی کے جنوب میں اٹلی کی سلطنت ہے جسکو اطالیہ بھی کہتے ہیں۔ ملک تو وسیع ہے لیکن لمبا زیادہ اور چوڑا کم ہے۔ درمیان میں سلسلہ کوہ اپنائن واقع ہے۔ اور کوہ اٹنا۔ وسوس۔ اسٹرمبولی وغیرہ مشہور آتش فشاں اسی ملک میں واقع ہیں جنسے آگ کے دریا بہکر بعض اوقات بہت نقصان پہنچاتے ہیں۔ آبادی تین کروڑ بیس لاکھ ہے۔ موسم بہت عمدہ رہتا ہے آسمان ہمیشہ صاف نظر آتا ہے۔ باشندے زیادہ تر جانور پالتے ہیں اور ریشم یہاں سب سے زیادہ پیدا ہوتا ہے۔ گانے بجانے کا شوق عام ہے۔ دارالخلافہ ٹیورن ہے جسمیں ریشم کے بہت کارخانے ہیں اور مخمل کثرت بنایا جاتا ہے۔ تجارتی مشہور شہر وینس۔ فلارنس۔ روم پرنڈری۔ نیپلس ہیں۔ روم میں سب سے بڑا گرجا ہے جہاں یورپ روم پیشوائے رومن کیتھولک رہتا ہے۔ جینوا میں گھڑیوں کے بہت کارخانے ہیں۔

اٹلی کے مغرب میں اور فرانس کے جنوب میں دو ملی ہوئی سلطنتیں ہسپانیہ اور پرتگال کی ہیں ہسپانیہ میں نبی اُمیّہ کے وقت میں اسلامی سلطنت تھی چھ سات سو برس تک قایم رہی لیکن ۱۴۹۱ء میں پھر عیسائیوں کے قبضہ میں آگئی۔ اسکی آبادی ایک کروڑ اسّی لاکھ ہے پہاڑی علاقہ زیادہ آباد ہے۔ گرم وخشک ملک ہے۔ اکثر باشندے ناخواندہ ہیں وحشی قومیں زیادہ آباد ہیں۔ باشندوں کی رنگت سانولی ہوتی ہے۔ مذہب عیسائی رومن کیتھلک ہے۔ اسکا دارالخلافہ میڈرڈ ہے۔ جو دریائے ٹیگس پر واقع ہے۔ اور اپنے ملک کے تمام شہروں سے اچھا ہے۔ آبادی ۵ لاکھ ۱۲ ہزار ہے۔ بارسیلونا۔ گاڈوا۔ ویلنشیا ملایا۔ بڑے اور مشہور ہیں۔ پرتگال بھی پہاڑی علاقہ ہے۔ انگور بہت کثرت سے پیدا ہوتا ہے جسکی شراب بنائی جاتی ہے۔ آبادی ساڑھے پچاس لاکھ ہے۔ بادشاہ کی حکومت دیگر بادشاہوں کی مانند محدود ہے۔ دارالسلطنت لسبن ہے جسکی آبادی ۳ لاکھ ۵ ہزار ہے یہاں پر ۱۷۵۵ء میں سخت زلزلہ آیا تھا۔ جسمیں ۶۰ ہزار آدمی عدم آباد پہونچگئے۔ اسکے

پورٹو دوسرا شہر ہے جو انگور کی شراب کے واسطے بہت مشہور ہے۔ پہاڑی لوگ عام طور پر وحشی نظر آتے ہیں جو کاشت کرتے اور خانہ بدوش پھرتے ہیں۔ مذہب زیادہ تر عیسائی ہے۔

افریقہ

یہ براعظم سب سے زیادہ ویران حالت میں ہے۔ پہاڑوں کے علاوہ اسمیں بہت بڑے بڑے ریگستان جنگل۔ دلدلیں جھیلیں ہیں۔ جو سیکڑوں میل کے رقبہ میں ہیں۔ جہاں آدمی کا نام و نشان تک نہیں۔ یہاں کی برابر گرمی دنیا کے کسی حصہ میں نہیں پڑتی۔ نہایت گرم و خشک ہونے کی وجہ سے زیادہ ویران ہے ریگستان پر جبکہ دھوپ پڑتی ہے تو ریت اسقدر گرم ہو جاتا ہے کہ ہانڈی پک سکتی ہے جو حصے کم گرم ہیں وہاں آبادی ہے۔ اس ملک میں چند ریاستیں خود مختار ہیں۔ باقی سب پر غیر ملک والوں کی حکومت ہے۔ اور علیحدہ علیحدہ مقبوضہ ہیں۔

اس سرزمین میں سونا۔ جواہرات بہت کثرت سے دستیاب ہوتا ہے۔ بڑے بڑے دریاؤں کے ریت کے ذرّے بجائے سفید ہونے کے سنہری ہیں اور سونے کے بڑے ٹکڑے بھی اکثر ملتے ہیں۔ لیکن پیداوار عام طور پر اچھی نہیں۔ البتہ خاص خاص جگہ جہاں آب و ہوا موافق ہے عمدہ پیداوار ہوتی ہے۔ نارنگی۔ کھجور بہت کثرت سے پیدا ہوتی ہے۔ باشندے زیادہ تر کالے ہیں۔ ملک حبش یہیں پر واقع ہے۔ جہاں کے باشندے سیاہی سے بھی زیادہ کالے مگر چمکدار رنگ کے ہوتے ہیں۔ ہونٹ بہت موٹے اور نیچے ٹھوڑی تک لٹکتے ہوئے۔ چوڑا چہرہ پھیلی ہوئی چپٹی ناک بال باریک گھونگر والے ہوتے ہیں۔ کئی قسم کے آدمی آباد ہیں جنمیں زیادہ تر اہل اسلام ہیں اور تھوڑے یہودی اور عیسائی اور دوسری قومیں ہیں۔ مگر یہ لوگ اکثر وحشی خصلت ہیں جو شکار کر کے کھاتے ہیں۔ بنوں جنگلوں۔ پہاڑوں مین آباد ہین۔ مگر جو لوگ شہروں میں رہتے ہیں شائستہ ہیں۔ افریقہ کے جانور دنیا میں مشہور ہیں۔ یہاں کی برابر درندے۔ زہریلے موذی جانور کہیں نہیں ہوتے۔ یہاں کا شیر ببر بہت بڑا ہوتا ہے جو بہت ہی کثرت سے پایا جاتا ہے حالانکہ ہزاروں راتدن مارے جاتے ہیں پھر بھی کمی کسیطرح نہیں معلوم ہوتی۔ یہی حالت

ہاتھیوں کی ہے۔ بیکڑوں ہاتھی پکڑا جاتا ہے اور دانت کی خاطر شکار کیا جاتا ہے لیکن تعداد میں کبھی فرق نہیں آتا۔ ہزارہا من ہاتھی دانت اس جگہ سے تمام ملکوں میں جاتا ہے ویسے تو ہاتھی بہت ہوشیار جانور ہے کبھی قابو میں نہیں آتا۔ لیکن انسان سے زیادہ عقلمند کوئی نہیں ہے سلئے اسکے شکار کا طریقہ یہ ہے کہ تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر گہرے غار کنوؤں کی برابر کھود دیتے ہیں اور اوپر سے لکڑیوں سے پاٹ کر زمین کی برابر معلوم کر دیتے۔ لیکن ہاتھی کی ہوشیاری دیکھئے کہ جبوقت پچاس پچاس اور سو سو ہاتھیوں کی دانگی نکلتی ہے تو اون میں لگے ہاتھیوں کی سونڈ میں ایک ایک لکڑی ہوتی ہے اور وہ لکڑی کو زور سے مارتے ہوئے جاتے ہیں جس سے اکثر غار معلوم ہو جاتے ہیں اور بہت سے نہیں بھی معلوم ہوتے وہاں دھوکا کھا کر گر جاتے ہیں۔ تو اب [illegible] یا تو عرصہ تک بھوکا رکھکر کمزور کر کے نکال لیتے ہیں جو پالنے کے کام ہیں [illegible] وہیں مار کر دانت اور ہڈی اوس کی لے لیتے ہیں۔ اسی طرح یہاں کے سانپ بھی تمام جہان سے بڑے اور زہریلے مشہور ہیں۔ اور ہزارہا قسم کے ہوتے ہیں غرضکہ تمام جنگل ایسے جانوروں سے بھرا ہوا ہے۔

جانوروں میں یہاں دو چیزیں مشہور ہیں۔ ایک تو زبرا جو گھوڑے کی مانند ہوتا ہے اسکے جسم پر مختلف رنگ کی دھاریاں ہونے کے سبب سے یہ زیادہ خوبصورت مشہور ہے اور تیز رفتاری میں کوئی گھوڑا اسکا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ یہ جانور اکثر جنگلوں میں پھرتا ہوا نظر آتا ہے۔ لیکن بہت مشکل سے ہاتھ آتا ہے۔ اسلئے اسکی قیمت بہت ہوتی ہے۔ دوسرا جانور یہاں کا گینڈا ہے۔ یہ جانور صورت شکل میں تو بھینسے کے مشابہ ہوتا ہے۔ لیکن قد قامت میں بڑا اور تمام دنیا کے جانوروں سے طاقت میں زیادہ ہوتا ہے۔ بڑے سے بڑا شیر بھی اسکا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اسکی ناک پر ایک سینگ ہوتا ہے اور بعض کے دو ہوتے ہیں۔ اسکے جسم کی کھال اسقدر موٹی اور مضبوط ہوتی ہے کہ تلوار کی دھار کٹ جاتی ہے اسی واسطے اس کی کھال کی ڈھالیں بنائی جاتی ہیں۔ بندوق کی گولی بھی اسپر زیادہ اثر نہیں کرتی اسکا شکار کرنا معمولی بات نہیں ہے۔ بہت ہی چالاک اور نشانہ باز شکاری اسکا شکار

کرتے ہیں کیونکہ یہ چوٹ کھا کر سیدھا شکاری پر آتا ہے اور اُسوقت غصہ میں اسکی رفتار بقدر تیز ہوتی ہے کہ دنیا کے پردہ پر کوئی تیز سے تیز جانور بھی اس سے بھاگ کر نہیں بچ سکتا اسلئے ہوشیار شکاری گولی اسکی بغل کے پاس مارتے ہیں۔ جہاں کی کھال کسیقدر نرم ہوتی ہے۔ تاکہ دل پر نشانہ بیٹھ جاوے۔ اگر نشانہ دل سے ذرا بھی بچ گیا تو جان لو کہ شکار کی شامت آگئی۔ تیر کے مانند اک آن میں شکاری پر گرتا ہے۔ مگر ایک خدا کی حکمت دیکھو کہ یہ جانور ٹیڑھا نہیں ہو سکتا۔ اس کی گردن سیدھی رہتی ہے۔ اسلئے جب یہ آتا ہے تو ادھر اودھر بچے جانے سے سیدھا نکل جاتا ہے۔ جسوقت اسکا وار خالی جاتا ہے تو پھر واپس آتا ہے۔ اور بچ کر پھر گولی چلائی جاتی ہے غرض اسی طرح ہوتا رہتا ہے۔ شکاری کی گردن پر ہر وقت موت سوار رہتی ہے۔ تاوقتیکہ یہ گولیاں کھا کر مر نہ جائے۔

اس ملک میں جسقدر مختلف رنگ برنگ کے خوبصورت پرند پیدا ہوتے ہیں کہیں نہیں پائے جاتے۔ ان میں سب سے بڑا سیمرغ ہوتا ہے جو اسقدر مضبوط اور طاقتور ہوتا ہے کہ بھیڑ۔ بکری۔ اور گائے بھینس کے بچہ کو اوڑتے اوڑتے لیکر بھاگ جاتا ہے۔ اور پہاڑ پر بیٹھکر اطمینان سے کھا لیتا ہے۔ یہاں کے دریاؤں جھیلوں میں تاکے گھڑیال وغیرہ بھرے ہوئے ہیں۔ غرض کوئی جگہ قابل اطمینان نہیں۔ یہاں کا دریائی گھوڑا بہت مشہور ہے۔ یہ گھوڑا اکثر دریا کے کنارے پایا جاتا ہے۔ غالباً دریا کے اندر ہی رہتا ہے۔ بالکل مشابہ معمولی گھوڑے کے ہوتا ہے لیکن جسم میں کسیقدر کم ہوتا ہے۔ اس کا ہاتھ آنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ یہ تیز رفتاری میں مشہور ہے۔ یہاں ہمیشہ نئی نئی قسم کے جانور معلوم ہوتے ہیں جنمیں بعض ایسے بھی ہیں کہ جنکی شکل وضع قطع آدمی کی سی ہے اور دُم بھی موجود ہے۔ دریا میں بعض مچھلیاں ایسی ہیں کہ جن کی صورت انسان یا حیوان کی سی ہے اور باقی جسم مچھلی کی مانند۔ غرض خدا کی قدرت کی کچھ انتہا نہیں معلوم ہو سکتی افریقہ کی آبادی صرف زرخیز موقعوں پر موجود ہے۔ ممالک شمالی سلطان ترکی کے ماتحت ہے۔ مصر میں اگرچہ انگریزوں کو کسیقدر دخل ہو گیا ہے لیکن خراج ابھی تک سلطان کو ادا کیا جاتا ہے۔ اور خدیو مصر سلطنت عثمانیہ کے ماتحت شمار کیا جاتا ہے۔ زیادہ تر ممالک

یورپ کی طاقتوں کے علیحدہ علیحدہ مقبوضہ ہیں۔
شمال۔ مصر۔ لوبیا۔ طرابلس۔ ٹیونس۔ الجیریا۔ مراکو۔ وسط۔ حبش۔ صحرائے اعظم۔ سوڈان مغرب۔ سنی گمبیا۔ گنی۔ کانگو۔ جنوب۔ کیپ۔ کلونی۔ نٹال۔ اورنج۔ فری سٹیٹ ٹرانسوال۔ مشرق۔ سفولا۔ مزمبیق۔ زنجبار۔ اس ملک کی سونے چاندی کی کثرت نے تمام ملکوں کو مالدار بنا دیا۔

امریکہ

اسکو نئی دنیا کہتے ہیں۔ اسکو کولمبس نے ۱۴۹۲ء میں دریافت کیا۔ اس سے پہلے کسی کو خبر تک نہ تھی۔ یہ ملک زمین کے نیچے کی طرف آباد ہے۔ اور باشندوں کے پیر ہمارے پیروں کی طرف ہیں۔ اس طرح تمہارے خیال میں وہ بالکل اوندھے ہوتے ہیں۔ یعنی پیر اوپر کو اور سر نیچے کو مگر نہیں وہ بھی ہماری طرح سیدھے ہیں۔ کیونکہ اون کا سر بھی آسمان کی طرف ہے اور ویسے ہی زمین پر پیر بھی۔ آسمان و زمین دو دو نہیں ایک ہی زمین ہے جسکے چاروں طرف آسمان ہے شمال میں بحر منجمد شمالی ہے اور جنوب میں بحر الکاہل۔ آبادی اس کی ۱۱ کروڑ ہے اسکے دو بڑے حصے ہیں۔ ایک شمالی دوسرا جنوبی۔ یہاں پہلے بھیڑ۔ بکری۔ گائے وغیرہ بالکل نہیں ہوتی تھیں۔ اب دوسرے ملکوں سے پہنچا دی گئیں۔ چونکہ یہ بھی سرد ملک ہے۔ اسلئے یہاں بھی درندے اور زہریلے جانور نہیں ہوتے اور مختلف قسم کے نئے نئے جانور پلے جاتے ہیں۔ پرندے یہاں کے بہت خوبصورت اور عجیب الخلقت مشہور ہیں۔ پیداوار میں زیادہ۔ آلو۔ تمباکو۔ انناس ہوتا ہے اناج ہر قسم کا پیدا ہوتا ہے۔ جواہرات سونا۔ چاندی۔ تانبا۔ مٹی کا تیل وغیرہ بہت کثرت سے نکلتے ہیں۔

شمالی امریکہ کے کئی حصے ہیں۔ شمال میں انگریزی امریکہ۔ وسط میں ریاستہائے متحدہ جنوب میں میکرینکو۔ گوایٹمالا۔ سالویڈور۔ ہنڈوراس۔ نکاراگوا۔ کوسٹاریکہ اور جزائر مغربی ہند میں۔ اسکی آبادی دس کروڑ۔ چالیس لاکھ ہے۔ یہ حصہ سب سے زیادہ زرخیز اور آباد ہے۔ اسکا شمالی حصہ زیادہ سرد ہے اور کثرت سے ہمیشہ

بارش ہوتی رہتی ہے۔ لیکن وسط میں بالکل بارش نہیں ہوتی اور موسم عمدہ رہتا ہے مغربی جزائر ہند میں اکثر طوفان آتے رہتے ہیں۔ شمالی انگریزی امریکہ کی آبادی ۵۰ لاکھ ہے۔ اور دو حصوں میں منقسم ہے۔ ایک کینیڈا۔ دوسرا نیوفاونڈلینڈ۔ یہاں گرم موسم کم اور سردی کا موسم بہت عرصہ تک رہتا ہے اور بہت سے ویران قطعے بھی پڑے ہوئے ہیں۔ جہاں ہمیشہ برف چڑھا رہتا ہے یا گھنے میلوں کے جنگل چلے گئے ہیں۔ اسکی دارالخلافہ اٹاوہ اور سینٹ چارلس ہے۔ عیسائی پروٹسٹنٹ فرقہ کے آباد ہیں۔ دوسرا حصہ سب سے بڑا ریاستہائے متحدہ کا ہے جو رقبہ میں تمام یورپ کی برابر ہے اگرچہ اسمیں بھی بہت سے ویران قطعہ شامل ہیں تاہم بہت زرخیز اور آباد ملک ہے اسکی آبادی ۷ کروڑ ساٹھ لاکھ ہے جس میں چھ کروڑ ۷۰ لاکھ یورپ کی نسل کے لوگ اور نوّے لاکھ حبشی اور ۳ لاکھ ہندوستانی آباد ہیں مذہب عام طور پر عیسائی ہے یہ ملک بھی پیشتر انگریزوں کے قبضہ تھا۔ لیکن ۱۷۷۵ء میں عام بغاوت کرکے سرکاری کام یکدم سب نے چھوڑ دیا۔ آخر بہت سے لڑائی جھگڑے کے بعد خودمختار قومی سلطنت ہوگئی یہ حکومت جمہوری ہے بادشاہ کو کوئی اختیار نہیں۔ مجلس ہی کام کرتی ہے۔ اس سلطنت نے اسقدر ترقی کرلی کہ دنیا کی بڑی سلطنتوں میں شامل ہے۔ یورپ کی ترقی اور تجارت کا مقابلہ اگر کوئی کرسکتا ہے تو یہی سلطنت ہے۔ اسکی ترقی تجارت اور قومی اتفاق نے دنیا کو حیرت میں ڈالدیا ہے اگرچہ ہر مرد و عورت کے دماغ میں آزادی کی بو بھری ہوئی ہے لیکن قومی یا ملکی معاملات میں جان و مال سے ایک دوسری کی شریک ہیں۔ اس ملک کے بھی کئے حصے ہیں یعنی ریاستہائے شمالی۔ وسطی۔ جنوبی۔ مغربی۔ اگرچہ یہ سب علیحدہ علیحدہ سلطنتیں ہیں لیکن اصل میں سب ہیں۔ دارالسلطنت اسکا واشنگٹن ہے جو دنیا میں سب سے زیادہ خوبصورت شہروں میں سے ہے۔ دوسرا بڑا شہر نیویارک ہے جو لندن کے دوسرے درجہ پر ہے۔ کیونکہ اس کی آبادی ۳۴ لاکھ ہے اور تجارت کا مرکز ہے۔ اسکے مکانات۔ بازار۔ باغات محلات بالکل لندن اور پیرس کی طرح ہیں۔ یہ شہر دنیا کے بڑے شہروں کی طرح خوبصورتی میں ہے۔ نہیں کسی بات میں بھی کم نہیں۔ ہزارہا

کارخانے پھراون کی نئی نئی ایجاد بغیر تعریف کرائے نہیں باز آتی۔ ترقی اس شہر کی قابل مثال ہے۔ یہاں کے لوگ بھی یورپ کی طرح ناچ رنگ کے بہت شوقین ہیں۔ اوپرا تھیٹر بھی لیکن زیادہ آرام طلب اور کاہل نہیں ہیں شکیگو۔ فلاڈیفیا۔ سینٹ لوئیس۔ بوسٹن بالٹیمور۔ بڑے بڑے شہر ہیں جنکی آبادی ۵ لاکھ سے لیکر ۱۷ لاکھ تک ہے۔ جزائر مغربی ہندکی آبادی ۶۰ لاکھ ہے۔ کالی۔ گوری دونوں قومیں آباد ہیں۔ صرف دو سلطنتیں خود مختار ہیں۔ اور باقی جزائر کی حکومتیں دوسری یورپ کے تابع ہیں۔ یہاں بھی تجارت بہت ہے۔ مصالحہ کی تمام اشیا، چہار طرف ملکوں کو جاتی ہیں۔ سیاہ مرچ۔ لونگ۔ جائیفل دارچینی وغیرہ اور تمباکو یہاں کا مشہور ہے۔ چھالیہ بھی بہت پیدا ہوتی ہے۔ جنوبی امریکہ بڑا وسیع جزیرہ نما ہے۔ اس میں پہاڑ اور دریا بہت سے ہیں۔ موسم کسیقدر گرم ہے۔ مغربی حصہ میں سخت بارش ہوتی ہے۔ اسکے بھی اکثر حصوں میں جواہرات سونا۔ چاندی۔ مختلف دھاتیں کثرت سے نکالی جاتی ہیں۔ حیوانات بھی کئی قسم کے ہوتے ہیں۔ پرندے طرح طرح کے خوبصورت رنگ کے بکثرت نظر پڑتے ہیں۔ سیمرغ کی زیادہ قسمیں یہاں دیکھنے میں آتی ہیں۔ ہمنگ برڈ ایک پردار کیڑا ہوتا ہے جو شہد کی مکھی سے کسیقدر بڑا ہوتا ہے اسکی سریلی آواز طرح طرح کی ہوتی ہے جسکے واسطے بہت مشہور ہے یہاں کثرت سے پایا جاتا ہے۔ سانپ ہزار قسم کے ہوتے ہیں۔ بعض بہت ہی بڑی قسم کے ہوتے ہیں۔ اسکی آبادی اس طرح تقسیم ہے۔ شمال میں کولمبا۔ ایکویڈار و نیز ولا اور گوئنا۔ وسط میں برازیل پیرو۔ بلیویا۔ پیریگوے۔ جنوب میں لاپلاٹا۔ اروگوی۔ اور چلی اور پلیگونا۔ بعض جگہ نہایت وحشی قومیں بھی آباد ہیں۔ جو انسان کو کھا جاتی ہیں۔ ان سب حصوں میں برازیل سب سے بڑا ملک ہے جسکی آبادی ایک کروڑ چالیس لاکھ ہے یہ خود مختار سلطنت ہے۔ دنیا میں سب سے زیادہ کانین سونے اور جواہرات کی یہیں موجود ہیں جہاں ہزار ہا من سونا سنگلکر اور ملکوں میں جاتا ہے اسکا دارالخلافہ زائی وڈی جزو ہے۔

اوشانیا بحرالکاہل سب سے بڑا سمندر ہے اسمیں ہزار ہا جزیرے ہیں لیکن سب سے سلسلہ جزیرونکا اوشانیا کہلاتا ہے اسکے کئی حصے کئے گئے ہیں۔ شمال

مغرب میں ملیشیا جنوب میں اسٹریلیشیا۔ مشرق میں سلینشیا۔ مکرانیشیا۔ اور پولنیشیا ہیں پھر ملیشیا کے بھی کئی حصے ہیں جسمیں بورنیو۔ فلیپائن۔ سلیبیز۔ ملکا۔ جزائر شامل ہیں انکو جزائر ہندی بھی کہتے ہیں۔ ان میں ملایا لوگ رہتے ہیں چھوٹی چھوٹی ریاستیں ہیں ہر ایک اپنے سردار کا جسکو سلطان کہتے ہیں تابع ہے۔ سب کا مذہب اہل اسلام ہے جزائر سنڈا میں سماٹرا۔ جاوا۔ اور چھوٹے چھوٹے جزیرے شامل ہیں۔ یہاں پر گرم مصالحے کثرت سے پیدا ہوتا ہے۔ ان جزیروں میں ایک قسم کا درخت ہوتا ہے جسکے پتے نہیں ہوتے مگر پھول اسکا ساڑھے تین فٹ قطر کا ہوتا ہے اور گولائی ساڑھے تین گز ۱۱ فٹ کی ہوتی ہے۔

بورنیو بہت بڑا جزیرہ ہے اسمیں سلطان بورنیو کی حکومت ہے۔ شمالی بورنیو میں بھی انگریزی کمپنی کا کسیقدر قبضہ ہو گیا ہے۔

اسٹریلیشیا میں بھی بہت سے جزیرے شامل ہیں۔ اس میں اسٹریلیا واقع ہے جو دنیا کے سب جزیروں میں بڑا ہونے کی وجہ سے براعظم کہلاتا ہے۔ ایشیا کے جنوب مشرق میں ہے اسکا موسم بھی نہایت گرم خشک ہے۔ یہاں کی زمین اور پہاڑوں میں بعض جگہ بالکل سونا بھرا ہوا ہے۔ لوگ عام طور پر وحشی ہیں بھیڑیں چراتے اور سونا کھوتے ہیں اور درختوں کے پتوں اور جڑ و پر گذارا کرتے ہیں۔ آبادی ۳۰ لاکھ ہے۔ اب انگریزی نو آبادیوں کی وجہ سے بہت لوگ اور ملکوں سے آکر آباد ہو گئے ہیں۔ زیادہ حصہ انگریزی قبضہ میں ہے۔ صرف ایک حصہ اسٹریلیا والوں کے قبضہ میں باقی ہے جسمیں آبادی بہت کم ہے اور زیادہ ویران ہے۔ نمکین دلدلیں جھیلیں اور وسیع جنگل ہیں۔ اسٹریلیا میں نیو ساؤتھ ویلز وکٹوریا۔ کوئینز لینڈ۔ ساؤتھ آسٹریلیا۔ ویسٹرن آسٹریلیا۔ نارتھ آسٹریلیا۔ تسمانیا۔ نیوزلینڈ بھی شامل ہیں۔ یہاں کے اصلی باشندے نہایت وحشی ہیں جو مردم خور ہیں اور جنگلی میوہ اور شکاری جانوروں پر گذر اوقات کرتے ہیں۔ اور زیادہ تر ننگے رہتے ہیں۔ عورتیں اور مرد اپنا ستر ڈھکنے کے لئے صرف ایک پتا کسی درخت کا لگا لیتے ہیں نہایت درجہ کالے اور اسدرجہ سے بدصورت ہوتے ہیں کہ اگر یہاں کا کوئی نازک مزاج اون کی صورت دیکھے تو شاید زندہ بھی بچ نہ سکے۔ اسکا دارالصدر ایڈلینڈ ہے

جسکی آبادی ایک لاکھ ۶۰ ہزار ہے۔
ملیشیا اسٹریلیا کے شمال مشرق میں ہے اور جنوبی مشرقی حصہ انگریزی زیر حکومت ہے اور مغربی جزائر پر ڈچ لوگوں کا قبضہ ہے۔ شمال مغربی حصہ پر جرمن والے قابض ہیں۔ نیو گنی سب سے بڑا جزیرہ ہے جو اسٹریلیا کے شمال میں واقع ہے جسمیں بہت سے جنوبی جزیرے شامل ہیں یہاں کے اصلی باشندے مردم خور ہیں۔ اور بیمار کو مرنے سے پہلے ہی کھا پی کر برابر کر دیا کرتے ہیں۔ اور ابتک بھی کہیں کہیں یہ عادت باقی ہے اگرچہ اب عیسائی ہوکر کسیقدر سنبھل گئے ہیں۔ یہ بھی بہت بدنما سیاہ رنگ کے ہوتے ہیں۔ اور تمام سر پر لمبے بال اور بالکل برہنہ رہتے ہیں جنگل میں اور جانوروں کی طرح پھرتے ہیں۔ جب کسی غیر انسان کو دیکھتے ہیں تو فوراً گھیر گھار کر سب ملکر بانٹ کے کھا جاتے ہیں۔
ملیشیا کے شمال مشرق میں چھوٹے چھوٹے جزائر کو مکرونیشیا کہتے ہیں۔ البتہ پولنشیا بڑے بڑے جزائر کا مجمع ہے۔ اس میں بہت پہاڑ ہیں جو آتش فشاں ہیں۔ اسکے مشرق میں امریکہ ہے۔ مونگے کے کیڑے یہاں سمندر میں بہت کثرت سے ہیں اسلئے مونگے کی دیواریں بنگئی ہیں۔ اور ایک راستہ سمندر میں آنے جانے کے واسطے کر لیا گیا ہے۔ یہاں کے باشندے اپنی پوشاک درختوں کی چھال کو کوٹ کر بنا لیتے ہیں۔ موسم یہاں ہلکا ملایم ہے۔ پیداوار میں۔ آلو۔ کیلا۔ ناریل۔ (جسکو گولا یا کھوپرا کہتے ہیں) بہت کثرت سے پیدا ہوتا ہے۔ چھالیہ کی بہت کثرت ہے۔ ان کے قدرتی بن کے بن موجود ہیں۔ باشندے لمبے قد کے بدشکل ہوتے ہیں۔ اکثر آدم خور اور خونخوار ہیں۔ ان جزائر میں سینڈوچ جزائر بہت مشہور ہیں اور ہوائی جزیرہ بھی بہت شائستہ ہے۔ اسکول وغیرہ بھی جاری ہوگئے ہیں۔ باشندے عیسائی مذہب ہوگئے ہیں۔
مختصر حال قریب قریب دنیا کے خاص خاص چند ملکوں کا بیان ہو چکا۔ زیادہ لکھنے کی اس کتاب میں گنجائش نہیں۔ کیونکہ یہ ساری زمین کی آبادی گو پانی کے مقابلہ میں صرف ایک چوتھائی کی برابر ہے تاہم احاطہ تحریر سے باہر ہے۔ انسان کی مجال نہیں کہ

پروردگار عالم کی مخلوق کا پورا پورا پتہ لگا سکے۔ صرف اسقدر کیفیت تو دنیا کی سب کو ظاہر ہے لیکن اسکے علاوہ بھی ہزارہا بڑے چھوٹے جزیرے تحقیقات میں آچکے ہیں جنمیں لاکھوں کی آبادی موجود ہے۔ بعض ان میں جو بہت دور ہیں اون کے باشندوں کی وضع صورت شکل۔ اور قد و قامت ہی عجیب طرح کا ہے۔ انسان کی عقل حیران ہے درحقیقت خدا کی مخلوق کی کچھ انتہا نہیں معلوم ہو سکتی۔ ابھی تک تحقیقات برابر جاری ہے۔ ہر سال جہاز روانہ ہوتے ہیں لیکن شمال جنوب میں چونکہ زیادہ سردی کے سبب تمام پانی سمندر کا پتھر کی مانند جما ہوا ہے۔ اسلئے جہاز کی آمد و رفت میں نہایت دقت پیش آتی ہے۔ اب تھوڑے عرصہ سے نئی ترکیب لگائی گئی ہے یعنی جہازوں کے پیچھے کے حصہ میں بجلی کی آگ بھر دی گئی ہے تاکہ برف پگھل کر پانی ہو جاوے۔ اور جہاز آسانی سے چلے۔ اگرچہ وہاں پر اسقدر سرد موسم ہے مگر تاہم کہیں کہیں آبادی نظر پڑتی ہے جہاں کے آدمی برف کا مکان بنا کر رہتے سہتے ہیں۔ آگ تو جانتے بھی نہیں۔ صرف جانوروں کے شکار یا گھاس پتی پر گذارہ کرتے ہیں۔ اب سوچو کہ ایسی سخت سردی میں آدمی کیسے رہتے ہونگے؟ یہ خدا کی قدرت ہے کہ جہاں جو چیز پیدا کی اوسکا مزاج اوسیجگہ کی آب و ہوا کے مطابق بنا دیا۔ کچھ انسان ہی پر موقوف نہیں ہے اور جاندار کو دیکھو کہ جہاں اور جس چیز میں پیدا ہوا اوسکی خاصیت بالکل اسی کی مانند ہو گی جس طرح اس برف میں جاندار موجود ہے اوسیطرح آگ میں بھی جاندار موجود ہے۔ اگر آگ ہمیشہ ایک جگہ قایم رکھی جائے یا برسوں جلائی جاوے جیسے کہ آتش پرست لوگ کرتے ہیں چونکہ اون کے نزدیک آگ ہی خدا ہے اور اسی کو پوجتے ہیں۔ اسلئے وہ کبھی بجھنے نہیں دیتے پس ایسی جگہ آگ کا کیڑا پیدا ہوتا ہے اسکو سمندر ہے۔ یہ کیڑا آگ سے باہر نکلکر زندہ نہیں رہ سکتا۔ غرض خدا کی مخلوق کا شمار کوئی نہیں کر سکتا۔ ہر جگہ جس طرف کو دیکھو کسی نہ کسی قسم کا جاندار موجود ہے پھر اوسکی شان کچھ جاندار ہی پر موقوف نہیں ہے بلکہ اپنی نظر کو ذرا وسیع کر کے خیال کرو کہ لاکھوں قسم کے میوے رنگ برنگ کے پھول طرح طرح کے درخت ہر ایک عجیب و نئی طرز کا۔ پھر سب کا رنگ۔ ذائقہ۔ فائدہ علیحدہ

علیحدہ۔ یہ تمام دوائیاں جو بیماریوں کا علاج ہیں وہ سب انھیں گھانس پھونس کی ہیں۔ ایک اگر نقصان دیتی ہے تو دوسری فائدہ بھی دینے والی ضرور پیدا کی ہے اور کوئی دوسرا جاندار سوائے انسان کے اِن سب سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتا۔ اسی واسطے انسان اشرف المخلوقات ہے مگر افسوس کہ جسقدر نعمتیں انسان کو عطا کی گئی ہیں اوسکا شکریہ وہ پورے طور پر ادا نہیں کرتا۔ اپنے ایسے بڑے محسن کی ناشکری اور نافرمانی کرنا شرافت کا تقاضا نہیں ہے۔ اگر زیادہ نہو سکے تو اپنے اپنے مذہب کے مطابق اپنے پروردگار عالم کے حکم پوری تعمیل کرنا اور ہر وقت شکر ادا کرتے رہنا نہایت ضروری ہے۔

اپنا دیس تم نے اتنے ملکوں کی سیر کرلی اب بتاؤ کہ تمکو کونسا ملک پسند ہے؟ یہ وہ قصہ ہے کہ ایک بادشاہ نے اپنے خوبصورت بیٹے کو اپنے وزیر کے بدشکل لڑکے کی برابر بٹھا کر وزیر سے دریافت کیا کہ "اِن دونوں میں کونسا لڑکا اچھا ہے"۔ وزیر نے جواب دیا کہ میرا لڑکا" بادشاہ نے پھر دریافت کیا کہ "کیون؟ وہ تو بدشکل ہے"۔ وزیر نے کہا کہ چونکہ میرا لخت جگر ہے اور مجکو اس سے محبت ہے اسلئے یہ میری نظروں میں بہت خوبصورت ہے اور مجکو اس سے زیادہ دنیا میں کوئی عزیز نہیں ہے۔

پس تمکو بھی اس سوال کا جواب یہی دینا چاہئے کہ "اپنا دیس"۔ کیونکہ یہ وہی جگہ ہے کہ جسکی خاک سے ہماری پیدائش ہے اسکی آب وہوا کا اثر ہماری رگ رگ میں شامل ہے یہ وہی جگہ ہے کہ جس نے ہمکو پیدا کیا۔ پالا۔ پڑھا لکھا کر کسی قابل کیا اسلئے اسکا حق ہم تم پر بہت ہے وہ کونسا ملک ہے؟ "ہندوستان" یہ وہی اپنا دیس ہے۔ اپنے دیس سے جسقدر محبت کیجائے کم ہے۔ اسکی عزت کرنا۔ اپنی عزت کو بڑھانا ہے۔ تمام میں پھرو۔ رہو۔ سہو۔ عیش و آرام کرو۔ جب کبھی مصیبت یا تکلیف کا وقت آویگا۔ اُسوقت اپنے دیس کی یاد دل کو بیچین کردے گی۔ کیونکہ انسان کا قاعدہ ہے کہ مصیبت کے وقت اپنے ہی عزیز و قریب کو یاد کیا کرتا ہے۔ پس اس ملک سے بھی ضرور کوئی قریبی رشتہ و تعلق ہے جو صاف ظاہر ہے کہ "اپنا ہے"۔

یاد رکھو کہ وقت پر اپنا ہی کام آیا کرتا ہے۔ غیر کوئی ساتھ نہیں دیا کرتا اسلئے غیر کے مقابلہ میں اپنے کی ہمدردی کرنا وفاداری کی دلیل ہے۔ مثل مشہور ہے کہ "اول خویش بعد درویش" یعنی سب سے پہلے اپنے عزیز و قریب کی حاجت کو پورا کرو۔ اگر اس سے بچے تب غیر مستحق ہو سکتا ہے۔ تمکو شاید معلوم ہوگا کہ تمام ملکوں سے زیادہ قابل رحم اس وقت یہ ہمارا ہندوستان ہے۔ جتنے مفلس و غریب اس ملک کے باشندے ہیں کسی ملک میں نہیں۔ اسکو مدد کی بہت ضرورت ہے۔ یہ تمہارا دیس تمہاری عزت اوسیوقت بڑھاویگا جب تم اوسکی قدر کروگی۔ اوسکی ہر چیز ادنے اعلے چھوٹی موٹی بڑی بھلی کو دوسرے دیس کے مقابلہ میں عزیز رکھوگی۔

دیکھو ہندوستان میں آجکل غیر ملکوں کی ہر قسم کی چیزیں استعمال ہوتی ہیں ہر شخص کچھ نہ کچھ ولایتی چیز ضرور استعمال کرتا ہے اور بعض بعض تو اپنی کمائی کا زیادہ حصہ ولایتی چیزوں کی ہی خرید میں صرف کر دیتے ہیں۔ اب غور کرو کہ کروڑوں روپیہ ہندوستان کا دوسرے ملکوں کو بالکل فضول چلا جاتا ہے۔ روز بروز اپنا ملک تو مفلس ہوتا جاتا ہے اور دوسرے دولتمند ہو گئے۔ پھر ان چیزوں سے زیادہ فائدہ بھی نہیں۔ صرف ظاہری صفائی اور خوبصورتی ہوتی ہے نہ یہ کہ پائداری ہے اور نہ آرام اس لئے ایسی چیزوں کا زیادہ خریدنا محض فضول خرچی میں داخل ہے۔

پس اپنے ملک کی قدر کرنے کے یہی معنی ہیں کہ دیسی یعنی اپنے ملک کی بنی ہوئی چیزیں بھی استعمال کرو۔ تاکہ اپنے ملک اور قوم کو بھی فائدہ پہونچے۔ اس طرح صدہا آدمی جو محض بیکار پھرتے ہیں برسر روزگار ہو جاوینگے اور تمہارے واسطے ذریعہ فلاح دارین ثابت ہوگا۔

پانچواں باب

عام واقفیت

معمولی بیماریاں

نزلہ وزکام۔ یہ مرض آجکل ہندوستان میں عام ہے اور خصوصاً اون لوگوں کے تو دم کے ساتھ لگا ہوا ہے جو ہمیشہ کاہل و سست پڑے رہتے ہیں۔ کوئی محنت مشقت یا کام کاج کرنے کو عیب سمجھتے ہیں۔ ایسے لوگ زیادہ وہی ہیں جنکے گھر میں ہر طرح کی آسائش ہے اور مالدار ہیں ایسوں کو تو ضرور راتدن نزلہ زکام کی شکایت رہتی ہے اور اپنی ناواقفیت کی وجہ سے پورے طور پر پرہیز نہ کرنے سے آئے دن مرض کا شکار ہوتے ہیں یہ مرض ظاہرا تو بہت خفیف ہے لیکن اگر غور کرو تو تمام مرضوں سے بڑھکر ہے کیونکہ اکثر بیماریاں اسی سے پیدا ہو جاتی ہیں۔ بعض بعض جنمیں بہت خطرناک اور مہلک ہیں جیسے تپ دق۔ سل۔ ضعف دماغ وغیرہ۔ اس بیماری میں سب سے زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ اس بیماری کا نام حکیموں نے "ام الامراض" رکھا ہے یعنے بیماریوں کی ماں کیونکہ اس کے قایم رہنے سے طرح طرح کی بیماریاں شروع ہو جاتی ہیں اور امیروں کو زیادہ ہونے کی صرف یہی وجہ ہے کہ اون کے دماغ میں کافی طاقت نہیں ہوتی۔ بیماری کے باعث اور جسم کی کمزوری کے دماغ بھی کمزور ہو جاتا ہے بخارات کی وجہ سے جو رطوبت کہ دماغ کو پھونچتی ہے۔ بخوبی خشک نہیں ہو سکتی پس وہ رطوبت جسوقت ناک کے راستہ باہر کو نکلتی ہے اسی کو زکام کہتے ہیں اگر حلق اور سینہ کی طرف چلی جاتی ہے تو اوسکو نزلہ کہتے ہیں۔ ضرورت سے زیادہ رطوبت پیدا ہو جانے کے بہت سبب ہو سکتے ہیں۔ جیسے (۱) معدے کا

کمزور ہونا۔ اور قبض کی شکایت رہنا (۲) دماغ کو زیادہ سردی یا گرمی کا لگنا۔ (۳) تیز اور کھٹی چیزیں زیادہ استعمال کرنا (۴) ٹھنڈی چیزیں جیسے برف یا اولہ وغیرہ کثرت سے کھانا (۵) مزاج میں سوداویت یا اور کسی وجہ سے سردی یا گرمی کا بڑھ جانا۔ (۶) دماغ کا ضعیف ہو جانا (۷) عمر کا زیادہ ہونا۔ (۸) سرد ہوا میں سے یکایک گرم میں جانا وغیرہ۔ اس لئے ضروری ہے کہ تحریک نزلہ کے شروع ہونے پر اوسکی وجہ کا خیال کرلیں تاکہ آیندہ کے واسطے احتیاط ہو سکے۔ یہ بھی یاد رہے کہ جسوقت نزلہ یا زکام شروع ہو جاتا ہے تو وہ مادہ یا رطوبت دماغ میں جمع ہو جاتی ہے اسلئے اس کو نکلجانے کی ضرورت ہے۔ اگر یہ مادّہ خود رُک جاوے یا اسی دوا سے خشک کر دیا جاوے تو بہت خرابی پیدا کر دیتا ہے۔ اسکی تین صورتیں ہوتی ہیں۔ اول صرف نزلہ یا زکام ہی ہونا۔ دوسرے زکام ہونے کے بعد حلق و سینہ پر نزلہ گرنا۔ تیسرے اول نزلہ شروع ہونا پھر زکام ہو جانا۔ پھر اس زکام کے تین درجے ہیں اول شروع یعنی روز بروز زیادتی کا زمانہ۔ اسمیں وہ دوائی استعمال کرنی مناسب ہے جس سے مادّہ زکام اچھی طرح بہہ کر نکلجاوے۔ دوسرے درجہ میں زیادتی موقوف ہو کر اس مرض کو قیام اور سکون ہو جاتا ہے اسکے واسطے ایسی دوائی ہو کہ مادّہ کو رفتہ رفتہ پکا کر غلیظ کر دے اور یکایک خشک نہ کرے۔ تیسرا درجہ کمی مرض کا ہوتا ہے اسلئے وہ دوائی ہونی چاہئے کہ غلیظ مادّہ کو بہ آسانی پکائے اور خشکی پیدا کر دے۔ پہلے درجہ میں اگر رطوبت بخوبی نکلتی ہو تو بہتر ہے کہ دو تین روز تک کوئی دوا نہ استعمال کریں۔ صرف پرہیز کافی دوا ہے۔ البتہ اگر گرمی یا پیاس زیادہ محسوس ہو تو عرق گاؤزباں میں دو ماشہ بیدانہ کا لُعاب نکالکر صرف مصری ملا کر دن میں چند مرتبہ تھوڑا تھوڑا پیویں۔ کسی قسم کی بھی بدپرہیزی نہ کریں اور سب سے بہتر یہ ہے کہ خوراک ایک دن بالکل نہ کھاویں۔ اگر کھاویں تو بہت زود ہضم اور مقدار میں کم ہو۔ پانی قطعی ترک کر دیں۔ اسطرح مادّہ کا زور گھٹ جاوے گا اور بہت جلد آرام ہو گا۔ اگر سینہ پر نزلہ بھی گرتا ہو تو یہ نسخہ استعمال کریں۔

نسخہ بہدانہ ۲ ماشہ۔ عناب ۵ عدد۔ سپستاں نیم کوفتہ ۱۰ عدد خطمی ۵ ماشہ۔ گاؤزباں ۴ ماشہ

اِن سب کو دو گھنٹہ تر رکھکر خفیف جوش دیں اور صاف کرکے شربت بنفشہ ۲ تولہ ملا کر پیویں اگر نزلہ کا زیادہ زور ہو تو کتیرا اور صمغ عربی ایک ایک ماشہ زیادہ کرلیں۔

زکام ونزلہ یوں تو بہت وجوہات سے ہوتا ہے۔ لیکن عام طور پر اس کے باعث دو مادّے ہیں ایک حار یعنی گرم مادّہ۔ دوسرا بارد یعنی سرد مادّہ اس لئے اگر نزلہ یا زکام حار ہے یعنی گرمی سے ہوا ہے تو اوسکی شناخت یہ ہے کہ مادّہ پتلا اور گرم ہو اول دو تین روز تک مادّہ کو خارج ہونے دیں اور اسکے بعد کو یہ دوائی استعمال کریں

نسخہ گل بنفشہ ۳ ماشہ۔ سپستاں نیمکوفتہ ۱۰ عدد۔ ریشۂ خطمی ۴ ماشہ۔ خبازی ۴ ماشہ بہدانہ ۲ ماشہ۔ اصل السوس یعنی ملیٹھی نیمکوفتہ ۳ ماشہ شب بھر تر رکھیں۔ صبح کو خفیف گرم کریں۔ اور صاف کرکے شربت بنفشہ ۲ تولہ ملا کر پیویں دو روز کے استعمال کے بعد مغز تخم کدو شیریں ۴ ماشہ کا شیرہ زیادہ کردیں۔ اس زکام میں پیاس زیادہ ہوا کرتی ہے اسلئے اگر جلد آرام چاہیں تو پانی ہرگز پیویں۔ اگر پیاس ضبط نہو سکے تو کھانے کے بعد تھوڑا سا تازہ پانی پی لیں۔ اگر حسب خواہش پانی استعمال ہوا تو مرض کو قیام ہو جاوے گا۔ اور بہت دنوں تک تکلیف اُٹھانی ہوگی۔ اگر خشکی بے چین کرتی ہو تو عرق گاؤزباں میں ۲ ماشہ بہدانہ کا لعاب نکا لکر ایک ایک چمچہ پیویں اور ایک کپڑے میں ذرا سا بیدانہ باندھ کر پانی میں ڈالدیں۔ جسوقت لب خشک ہوں تو وہ پوٹلی پھیر دینی چاہیئے۔ **دوسرا نسخہ** عناب ۵ عدد۔ سپستاں نیمکوفتہ ۲۱ دانہ۔ عرق گاؤزباں ۱۰ تولہ وعرق مکوہ ۱۰ تولہ میں جوشدیکر لعاب بیدانہ ۵ ماشہ شیرہ کاہو ۵ ماشہ ملا کر اوپر سے شربت نیلوفر دو تولہ ڈالکر پلا دیں۔

اگر زکام کا مادّہ بارد ہے یعنی سردی سے ہوا ہے اور خفیف ہے تو صرف اصل السوس یعنی ملیٹھی ۵ ماشہ۔ اور گاؤزباں ۶ ماشہ۔ مصر ۲ تولہ کے ساتھ جوشدیکر پینے سے موقوف ہو جاویگا۔ اگر مادّہ قوی اور تیز ہو تو یہ دوائی استعمال کرنی چاہیئے **نسخہ** اصل السوس ۶ ماشہ۔ اِسطوخودوس ۴ ماشہ۔ گل بنفشہ ۶ ماشہ۔ گاؤزباں ۴ ماشہ۔ مویز منقّی۔ اعدد۔ مصری ۲ تولہ۔ ان دوائیوں کو آدہ سیر پانی میں جوش دیں کہ نصف رہجاوے چھان کر

پیوں دوسرا نسخہ نزلہ بارد۔ بادیان ۴ ماشہ۔ بنفشہ ۴ ماشہ۔ پرسیاوشان ۴ ماشہ۔ گاؤزباں ۵ ماشہ اصل السوس ۵ ماشہ۔ مویز منقی۔ ۱۰ دانہ۔ نبات سفید دو تولہ۔ اگر زکام و نزلہ کا مادہ سینہ کی طرف بھی رجوع ہو تو بجائے مصری کے شربت خشخاش یا دیا قوزہ دیویں۔ اور اگر بخار کی بھی حرارت ہو تو عناب ۵ عدد خطمی ۶ ماشہ۔ خبازی ۴ ماشہ۔ بیدانہ ۲ ماشہ اضافہ کر دیں تیسرا نسخہ۔ گاؤزباں۔ پرسیاؤشان ہر ایک ماشہ جوش دیکر شربت زوفا ۲ تولہ ملا کر پیویں۔ بہت مفید ہے۔ اگر زکام ضعف دماغ سے ہو تو بھنے ہوئے چنے ۳ تولہ۔ خشخاش سفید ۹ ماشہ نہار کھائیں۔ اور سات بادام کا شیرہ نکالکر نیم گرم اوپر سے پی لیویں۔

زکام کی حالت میں کم سونا۔ کم کھانا۔ کم پینا بہت مفید ہے اور جماع کرنا۔ زیادہ کام کاج کرنا۔ دھوپ میں یا سرد ہوا میں زیادہ رہنا سخت مضر ہے۔ یاد رکھو کہ ایک پرہیز ہزار دوا سے بہتر ہے" چونکہ زکام زیادہ تر معدے کی خرابی سے ہوا کرتا ہے۔ اور اکثر قبض ہو کر بخارات دماغ کو پہونچتے ہیں جس سے زکام پیدا ہوتا ہے۔ اسلئے معدے کی درستی کا ہر وقت خیال رکھیں تاکہ کھانا بخوبی ہضم ہوتا رہے۔ جس روز معمولی پاخانہ میں فرق ہو۔ قبض کی حالت معلوم ہو تو فوراً کوئی ملین دوا جس سے پاخانہ کھلکر آجاوے استعمال کر لیں۔ جیسے گلقند یا مربہ بڑی ہر کا ایک عدد۔ یا پوست ہلیلہ زرد اور پوست ہلیلہ سیاہ کا سفوف ۲ ماشہ یا انگریزی دوا کمپاؤنڈ لیکرس پوڈر بقدر ساڑھے تین ماشہ رات کو سوتے وقت کھا کر سو رہیں۔ صبح پاخانہ آکر طبیعت صاف ہو جاوے گی اور معدے کی درستی پورے طور پر زود ہضم غذا کھانے اور ورزش کرنے سے ہو گی۔ اور کاہل و سست پڑا رہنا بیٹھا رہنا آدمی کو دائم المرض بنا دیتا ہے۔

عورتوں کو زکام میں پرہیز کا بہت خیال ہونا چاہئے اور خصوصاً ایسے وقت میں جبکہ ایام ہوتے ہوں یا ہونے کے قریب ہوں ذرا سی بداحتیاطی جان مصیبت میں پھنسا دیگی بدپرہیز عورتوں کو تو پیام اجل سمجھنا چاہئے کیونکہ ایسے وقت کا زکام بگڑا ہوا اکثر اچھا نہیں ہوتا۔ تپ دق اور سل پیدا کر دیتا ہے اسلئے یہ حالت عورتوں کے لئے بہت

نازک ہوتی ہے۔ سر۔ کان۔ ہاتھ۔ پاؤں اور تمام جسم ہوا سے بخوبی بچانا چاہئے
کسی قسم کی کھٹی میٹھی چیز ایسی غذا جو خون زیادہ پیدا کرنے والی ہو جیسے گھی یا تیل
وغیرہ یا جسکی تاثیر سرد ہو ہرگز ہرگز نہ کھاویں۔
یہ بھی یاد رہے کہ زکام کی حالت میں بچہ کو دودھ پلانے سے بچہ کو بھی یہی مرض ہو جاتا
ہے۔ اسلئے ایسے وقت میں بچہ کی پرورش مصنوعی غذا سے کریں۔ یا کسی دوسری
عورت کا دودھ دیں۔ بعض بیوقوف ماں نہا کر گیلے سر میں دودھ پلا دیتی ہے
جس سے بچہ کو فوراً زکام ہو جاتا ہے۔ اسلئے خیال رکھا جائے کہ نہانے یا سر
دھونے کے بعد تا وقتیکہ بال بالکل خشک نہ ہو جاویں ہرگز دودھ نہ پلاویں او
بچہ کے زکام کی حالت میں خود دوائی استعمال کرنی چاہئے اور ذرا سی بچہ کو بھی
دیویں۔
واضح ہو کہ خفیف نزلہ تو بہت جلد تدبیر سے رفع ہو سکتا ہے یعنی سپستاں دو تولہ
ایک سیر پانی میں جوش دیکر نصف خشک کر دیں اور مصری دو تولہ ملا کر سوتے وقت
پیویں۔ یا گل بنفشہ ۳ ماشہ گاؤزباں ۴ ماشہ کا جوشاندہ بطور چائے دو تین روز پینا
صاف کر دیتا ہے یا صرف شربت بنفشہ ۲ تولہ گرم چاٹکر سو رہیں۔ اگر کھانسی بھی ہو تو
بہتر تدبیر یہ ہے کہ گاؤزباں کے پتے اور ملیٹھی تھوڑی تھوڑی منہ میں رکھکر سوئیں
دو تین روز میں کھانسی دور ہو جاوے گی۔ اور کسی دوائی کے استعمال کی ضرورت
نہو گی نوٹ زکام کے بعد عموماً دماغ ضعیف ہو جاتا ہے اسلئے یہ نسخہ آشام کا استعمال
کریں۔ جو اعلےٰ درجہ کا مقوی دماغ ہے بلکہ بلا ضرورت بھی کبھی کبھی استعمال کرنا بہت
فائدہ دیتا ہے اور جنکے دماغ میں خشکی ہو وہ تو ضرور ہی اسکو آزمائیں اون کے واسطے
بمنزلہ اکسیر ثابت ہوگا۔ نسخہ۔ مغز بادام شیریں ۵ عدد۔ کشمش تولہ بھر۔ مغز خیارین
۵ ماشہ۔ مغز تخم کدو شیریں ۵ ماشہ۔ نشاستہ ۵ ماشہ۔ الائچی کلاں ایک۔ ہلیلہ خوردہ ایک
تخم خشخاش سفید ۳ ماشہ۔ سبوس گندم ۱۰ ماشہ۔ گائے کا گھی ۳ تولہ۔ کل دوائیوں کو
پیکر شیرہ نکال لیویں اور گھی مذکور میں بگھار کر حسب مرضی مصری ملا کر صبح نہار منہ پی کیا کریں

اگر دماغ کی خشکی کے باعث سر میں درد رہتا ہو تو یہ نسخہ بھی بہت مفید ہے **نسخہ دیگر**۔ مغز بادام شیریں ۵ عدد۔ خشخاش سفید ۴ ماشہ۔ دھنیا ۴ ماشہ۔ تخم کاہو مقشر ۶ ماشہ تخم کدو شیریں ۴ ماشہ۔ گائے کا گھی ۳ تولہ۔ ترکیب مذکورہ بالا سے استعمال کریں بند زکام کو اگر بہانا منظور ہو تو روغن گل ۳ ماشہ میں کافور ۴ رتی حل کر لیں اور اونگلی سے ناک کے اندر لگاویں اوسکی بو سونگھیں رطوبت جاری ہو جاویگی۔

کھانسی۔ یہ بیماری بھی اکثر نزلہ زکام سے ہی شروع ہوتی ہے۔ یعنی نزلہ کی حالت میں کوئی میٹھی یا کھٹی چیز کھانے سے پیدا ہو جاتی ہے اور پھر پورا پرہیز نہ کرنے سے مدت تک تکلیف دیتی ہے۔ اگر میٹھی چیز کھا کر اوپر سے پانی پی لیا جائے تو بلا نزلہ بھی اکثروں کو ہو جاتی ہے۔ جہانتک ہو سکے اسکے شروع پر فوراً دفعیہ کا خیال کیا جاوے۔ جو پرہیز کہ نزلہ زکام کا ہے وہی اسکا ہے۔ کھانسی دو قسم کی ہوتی ہے ایک تر جسمیں بلغم بآسانی نکلجاتا ہے۔ اور دوسری خشک جس سے تکلیف ہوتی ہے۔ اور بلغم بخوبی نہیں نکلتا اور کھانسی میں سخت آواز پیدا ہوتی ہے۔ تر کھانسی میں ملیٹھی اور گاؤزباں یا رب السوس سوتے وقت مُنھ میں رکھکر سونا فائدہ دیتا ہے کاکڑا سینگی۔ کوٹ چھانکر چنے کی برابر گولیاں بنا کر مُنھ میں رکھیں ہر طرح کی کھانسی کو مفید ہے۔ یا یہ گولیاں بنالیں **نسخہ**۔ پیپلامول۔ فلفل دراز۔ زنجبیل۔ بہیڑہ۔ مساوی پیس کر شہد کے ساتھ چنے کی برابر گولیاں بنالیں۔ خوراک ایک گولی صبح شام اگر خشک ہو یہ دوائی استعمال کریں۔ **دیگر** گیہوں کی بھوسی ۲ تولہ۔ نیلوفر بنفشہ گاؤزباں۔ بیدانہ ہر ایک دو ماشہ۔ سب کو ترکر کے صبح خفیف جوش دیکر مصری ملاکر پیویں۔ **دوسرا نسخہ**۔ لعاب بیدانہ ۳ ماشہ۔ شیرہ ملیٹھی ۴ ماشہ۔ شیرہ تخم کاہو ۳ ماشہ شربت بنفشہ ۲ تولہ۔ اگر بلغم میں خون آجاوے تو دم الاخوین ۲ ماشہ۔ مصری تولہ بھر ملاکر کھانا مفید ہے۔ اور پانی بند کر دیں بلکہ بجائے پانی خطمی جوش دیکر پیویں۔ اگر کالی کھانسی ہو تو بھوڑ مچھلی کو جلا کر قدرے نمک ملا کر پانی یا شہد کے ساتھ جوان کو تین ماشہ اور بچہ کو عمر کے مطابق ایک رتی سے ایک ماشہ تک دیویں۔ اور اس کھانسی کے واسطے یہ گولیاں بھی بہت

مفید ہیں۔ نسخہ سیاہ مرچ ۵ ماشہ۔ مغز بادام ۵ عدد۔ مسکہ گاؤ ۳ تولہ۔ مصری ۲ تولہ باریک پیسکر چنے کی برابر گولیاں بنالیں۔ خوراک ایک گولی۔ بچہ کو آدھی گولی دودھ میں گھسکر دیں۔

دردِ سر۔ حکیموں نے دردِ سر کی بہت سی قسمیں لکھی ہیں۔ لیکن درد عموماً چار طرح کے ہوتے ہیں ایک سردی۔ دوسرے گرمی۔ تیسرے خشکی دماغ سے چوتھے صفراوی دہ

نمبر ۱۔ اگر سردی کی وجہ سے درد ہو یعنی سرد ہوا میں رہنے۔ یا سرد چیزوں کے استعمال کرنے۔ یا سرد پانی میں نہانے یا شبنم میں سونے سے درد ہو گیا ہو تو حمام گرم بھی مفید ہے اور لونگیں عرق گلاب میں جوشدیکر پینے سے فائدہ ہوتا ہے۔ نسخہ عرق بادیان۔ عرق گاؤزباں ہر ایک ۵ تولہ۔ شربت اسطوخودوس ملاکر پیویں۔ یا یہ نسخہ استعمال کریں۔ بیخ بادیان ۴ درم۔ اسطوخودوس ۳ درم آدھ سیر پانی میں جوش دیں جب تہائی باقی رہے تو شربت بنفشہ ۲ تولہ ملاکر پیویں اور یہ ضماد لگاویں

نسخہ۔ دارچینی ۲ ماشہ۔ اجوائن ۵ ماشہ بھر لونگ ۵ ماشہ بھر باریک پیسکر پانی کے ساتھ نیم گرم لیپ کر دیں۔

نمبر ۲۔ اگر گرمی سے ہو یعنی گرم دواؤں کے استعمال کرنے سے۔ یا دھوپ یا آگ کے آگے زیادہ رہنے سے یا سخت آواز سننے سے ہو یہ دوائی استعمال کریں۔ نسخہ لعاب اسپغول ۴ ماشہ۔ آب انار ترش ۷ ماشہ پانی یا گلاب یا بید مشک کے ساتھ کچی شکر ملاکر دیویں۔ **دوسرا نسخہ**۔ لعاب بیدانہ۔ شیرہ کاہو۔ شیرہ عناب ہر ایک ۵ ماشہ۔ شربت نیلوفر دو تولہ۔ اور ضماد سر پر ان دوائیوں کا کریں۔ نسخہ۔ کافور ماشہ بھر صندل سفید ۴ ماشہ۔ گل بنفشہ ۵ ماشہ گلاب میں پیسکر سرکہ ملاکر پیشانی پر لیپ کریں۔ یا صرف صندل سرخ و سفید پانی میں گھسکر لگاویں۔

نمبر ۳۔ اگر دردِ سر کی وجہ خشکی دماغ ہو تو روغن کدو۔ اور روغن بادام کا سونگھنا اور ناک کے اندر لگانا مفید ہے۔ عرق بید مشک ۵ تولہ شیرہ تخم ترلوز ۴ ماشہ۔ شربت نیلوفر ۲ تولہ ڈالکر پینا نفع دیتا ہے اور طریفل کشنیزی بھی بہت مفید ہے۔ اگر ضماد کی ضرورت

ہو تو مغز بادام ایک عدد تھوڑی رائی میں پیسکر پیشانی پر لیپ کر دیں۔

نوٹ۔ ایسا درد اکثر اُن عورتوں کو ہوا کرتا ہے جنکو زیادہ حیض آنے کی بیماری ہوتی ہے یا بچہ پیدا ہونے کے بعد نفاس کے زیادہ خارج ہونے سے بھی ہوا کرتا ہے کیونکہ جسم کی رطوبت نکلکر دماغ میں خشکی ہو جاتی ہے اسلئے غذا مقوی اور مرغن کھاویں اور آشام یا حریرہ کا نسخہ جو اوپر زکام کے بیان میں ضعف دماغ کے واسطے تحریر ہوا بہت ہی نافع مند ہے۔

نمبر ۲۔ اگر درد سرسفراوی ہے تو مسخ کا ذالقہ کروا ہوگا۔ بہتر ہے کہ یہ دوائی دیں۔

نسخہ۔ املی ۲ تولہ۔ آلو بخارا ۵ دانہ۔ شیرہ تخم خیارین ۷ ماشہ۔ شیرہ کشنیز خشک ۴ ماشہ گاؤزبان ۴ ماشہ اور شربت نارنگی بھی ۲ تولہ پینا مفید ہے۔ مٹھائی سے قطعی پرہیز ہونا چاہئے ترشی کا استعمال اچھا ہے۔ اگر ضماد کی ضرورت ہو تو نارنگی کے عرق میں سیاہ مرچ پیسکر لیپ کر دیں۔

درد شقیقہ۔ یعنی آدھے سر کا درد۔ یہ درد عموماً صبح ہی شروع ہوتا ہے اور آفتاب کے پورے چڑھنے تک قایم رہتا ہے۔ دوپہر بعد موقوف ہو جاتا ہے۔ یہ بھی ایک بڑا سخت مرض ہے۔ اکثر زکام میں بدپرہیزی سے پیدا ہو جاتا ہے اور پھر عرصہ تک تکلیف دیتا ہے۔ اسکا علاج مثل زکام کے ہے۔ یا جو سبب ہو اوسیکا علاج کریں اگر زیادہ تکلیف ہو تو یہ ترکیب بہت عمدہ ہے کہ ایک روپیہ کی برابر کاغذ تراشکر درمیان میں باریک سوراخ کر دیں اور اوسپر یہ دوائیاں لگا دیں۔ نسخہ افیون زعفران۔ کتیرا ایک ایک ماشہ باریک پیسکر انڈے کی سفیدی میں ملا دیں اور کاغذ پر لگا کر دونوں کنپٹی پر تالے لگائیں۔ بہت مفید ہے۔ اگر ضرورت ہو پیشانی پر بھی لیپ کر دیں۔ **نسخہ**۔ سونٹھ ۴ ماشہ۔ برادہ صندل سفید ۵ ماشہ۔ پوست بیخ ارند ۵ ماشہ نوشادر ایک ماشہ۔ پوست الائچی کلاں ۲ ماشہ عرق گلاب میں پیس لیں اور استعمال کریں

متفرق مفید نسخے

سفوف مقوی دماغ۔ گل بنفشہ۔ کشنیز خشک متقشر۔ گل سرخ مغز بادام ہر ایک دو ماشہ۔ اسطوخودوس۔ بالچھڑ۔ گل منڈی

ایک ایک ماشہ مصری سفید سب کے برابر کوٹ چھانکر سفوف بنالیں۔ ایک تولہ سوتے وقت کھالیں۔

نسخہ چورن اعلیٰ۔ ہینگ بریاں چھ ماشہ۔ سونٹھ ایک تولہ۔ درخت آک کے بغیر کھلے پھول۔ سونف ایک تولہ۔ انیسوں ۶ ماشہ۔ زیرہ سیاہ ۶ ماشہ۔ زیرہ سفید ۶ ماشہ۔ دار فلفل ۶ ماشہ۔ مرچ سیاہ ۶ ماشہ۔ اجوائن ۶ ماشہ۔ نمک سیاہ۔ ایک تولہ۔ نمک لاہوری ایک تولہ۔ نمک طعام۔ ایک تولہ۔ سب کو پیسکر چنے کے سیقدر بڑی گولیاں بنالیں خوراک ایک یا دو گولی۔ یہ چورن عجیب اثر رکھتا ہے۔ درد شکم کو فوراً دفع کرتا ہے

نسخہ چورن واسطے تنویر معدہ۔ سونف ۲ تولہ۔ پودینہ خشک ۶ ماشہ۔ دانہ الائچی سرخ ۶ ماشہ۔ زرورہ ۳ ماشہ یعنی زیرہ گلاب مصطگی ۲ ماشہ۔ کوٹ چھانکر سب کی برابر مصری ملالیں۔ خوراک ۶ ماشہ بعد کھانا کھانے کے۔

نسخہ سنون واسطے مضبوطی دانتوں کے۔ سنگ جراحت۔ مازو۔ گلنار۔ پھٹکری بریاں۔ کتھ سفید۔ طباشیر۔ ہیرا کسیس۔ ناگرموتھا۔ عقرقرحا۔ ریوند چینی سوختہ۔ کہربائی شمعی۔ سب کو برابر پیکر صبح و شام دانتوں پر ملیں۔ دانت مضبوط ہو جاویں گے اور اگر تیسرے چوتھے روز کڑوا تیل سوتے وقت ایک دو انگلی دانتوں پر مل لیا کریں تو کبھی نہ درد ہو اور نہ کیڑا لگے۔

نسخہ عجیب واسطے مضبوطی دانت۔ پاؤ سیر چھالیہ کوٹ کر دو سیر پانی میں اسقدر جوش دیں کہ چہارم باقی رہے اس پانی سے صبح اور سوتے وقت دو تین روز کلی کریں۔ بالکل ہلتے ہوئے دانت مضبوط ہو جاوینگے۔ مجرب ہے۔

نسخہ دیگر۔ کیسا ہی دانت میں درد ہو فوراً دور ہو۔ ہائیڈرٹ آف کلورال ایک ڈرام کیمفر ایک ڈرام ٹنکچر اوپیم ایک فلوئیڈ ڈرام۔ روغن لونگ دو فلوئیڈ ڈرام۔ اسکو ملاکر ایک پھاہا دانت پر رکھیں۔

نسخہ اوبٹنہ۔ واسطے جھائیوں اور داغوں کے بہت مفید ہے۔ چہرہ کا رنگ عمدہ کرنے والا ہے۔ زرد چوب۔ پوست زنگتر۔ بالچھ۔ مسور۔ برابر وزن میں لیکر پیس لیں

چنبیلی میں ملا کر چہرہ پر ملیں۔

نسخہ دیگر مہاسے کے واسطے۔ مغز بادام و خشخاش پیسکر ملنا مفید ہے۔

دیگر چھیپ کے دفعیہ کے واسطے عمدہ۔ سنبل سفید ۲ سرخ۔ کافور ماشہ بھر صندل سفید ماشہ بھر۔ پیسکر عرق لیموں میں ملا کر دو تین روز ملیں۔

نسخہ تیل کا (جو سر کے بالوں کو لمبا کر دے۔ اور نرم اور خوشرنگ کرتا ہے)۔ ہلیلہ بلیلہ آملہ۔ ناگرموتھا۔ بالچھڑ۔ چھڑیلہ ہر ایک ایک تولہ۔ گل سرخ۔ نرکچور۔ کچری۔ ہر ایک ۶ ماشہ سب کو کوٹ کر تل کے تیل میں ملا کر چار پانچ روز رکھ چھوڑیں اور پھر استعمال کریں یہ بہت عمدہ نسخہ ہے۔

نسخہ واسطے ضیق النفس یعنی دمہ کیواسطے مفید ہے۔ مغز تخم خربوزہ فلفل دراز مساوی پیسکر ادرک کے پانی میں چنے کی برابر گولیاں بنا لیں۔

خوراک دو گولی صبح و شام۔ **دیگر**۔ کافور ایک گرین۔ سفوف اپیکا کوانا تین گرین۔ گوند کے ذریعہ ایک گولی بنا لیں۔ خوراک ایک گولی صبح و شام۔

نسخہ ضماد واسطے اصلاح دودھ کے۔ اگر عورت کا دودھ گاڑھا ہو کر بچہ کو نقصان دے تو لونگ ۲ ماشہ۔ سونٹھ کے چاول ۶ ماشہ پیسکر نیم گرم چھاتی پر لگا دیں۔

نسخہ طلاء (کہ پستاں نرم ڈھیلے کو سخت کر دے) بہت سریع الاثر ہے۔ پتے پھول۔ پھل۔ کچے و پوست درخت انار برابر لیکر ایک دن رات پانی میں تر رکھیں پھر اسکو اسقدر جوش دیں کہ تہائی پانی باقی رہے تو روغن تلخ یعنی کڑوا تیل ڈال کر جوش دیں جس وقت پانی خشک ہو جاوے تو اس روغن کو اتار کر صاف کر کے بوتل میں بھر کر رکھ چھوڑیں۔ یہ تیل لٹکی ہوئی چھاتیوں کو کھڑا کر دیتا ہے۔ اگر بوقت استعمال جست کے برتن میں ڈالکر لوہے کے دستہ سے گھس لیا کریں تو بہت جلد فائدہ ہو

دیگر۔ مولسری باریک پیسکر ضماد کرنا بھی بہت مفید ہے۔

نسخہ حمل کے رہنے میں مدد دے۔ برآدہ دندان فیل دو ماشہ شہد کے ساتھ چند روز کھانا مفید ہے۔

نسخہ کہ زیادتی خون کو دفع کرے (جو بسبب کھلجانے منہ رگوں کے ہو) گلنار ہفت بلوط۔ برگ ببول۔ برگ کنار۔ تخم خرما۔ مساوی لیکر کوٹ چھانکر استعمال کریں۔

نسخہ دافع درد رحم (جو بعد نفاس کے ہوتا ہے) کوکنار یعنی پوست کے ڈوڈے کو شب بھر تر رکھیں صبح صاف کرکے شکر ملا کر پیویں۔

نسخہ دافع درد (جو ایام میں ہو) ریوند خطائی۔ مصری مساوی سفوف بنا کر ایام ہونے سے دو تین روز پیشتر کھاویں۔

نسخہ فرزجہ۔ (دافع درد رحم و رطوبت گرندہ) باؤبرنگ۔ کف دریا۔ ہر ایک ۶ ماشہ۔ بروزہ خشک نو ماشہ۔ نمک لاہوری ۳ ماشہ سفوف کرکے پوٹلی کے ذریعہ رحم کے منہ پر رکھیں۔

نسخہ (رطوبت اندام نہانی کو خشک کرے)۔ مازو۔ راسل سفید۔ آملہ۔ پوست ہلیلہ زرد پوست ہلیلہ ہر ایک دو ماشہ۔ لونگ ۵ عدد۔ باریک پیسکر کپڑے میں لپیٹ کر اندر رکھیں۔

نسخہ ضماد۔ (واسطے روکنے خون حیض حاملہ عورت کے)۔ مائیں۔ مازو۔ پوست انار گلنار۔ مساوی پیسکر سرکہ خالص میں ملا کر پیڑو پر لیپ کردیں۔

نسخہ خون حیض کو اچھی طرح جاری کردے۔ استارون۔ تخم سداب۔ بادیان تخم لوبیا سرخ۔

دوسرا نسخہ۔ تخم کٹر نیمکوفتہ۔ برگ گاؤزبان۔ تخم خربوزہ نیم کوفتہ۔ بوزن۔ مساوی ان دونوں میں سے کوئی نسخہ پسند کرلیں۔ اور سب دوائیوں کو پانی میں شب بھر تر رکھکر صبح کو جوشدیں۔ اور شکر سرخ ملا کر حیض کے دنوں میں استعمال کریں۔ ایسے وقت میں چار کا پینا بھی خون کو کھولتا ہے۔

نسخہ ناسور۔ آدمی کی ہڈی جلا کر اوسکی برابر پھٹکری ملالیں اور شہد میں ملا کر پچکی کے ذریعہ ناسور میں رکھیں بہت مفید ہے۔

نسخہ داد و خارش کو مفید ہے۔ کف دریا۔ صابون۔ چونہ۔ سجی۔ پھٹکری۔ کچھ تتیا

نوسادر۔ برابر ہموزن لیموں کے عرق میں استعمال کریں۔

نسخہ دیگر برائے داد ۔ انسیون۔ نوسادر۔ تخم دھتورہ ۔ ہر ایک چار ماشہ۔ ہر تین ماشہ عرق لیموں چھٹانک بھر میں خشک کرکے گولیاں بنالیں اور ایک گولی لیموں کے عرق میں گھسکر لگاویں۔

نسخہ دیگر۔ گندھک۔ پھٹکری ۔ برابر پیسکر عرق لیموں میں لگاویں۔

نسخہ ذات الجنب (یعنی درد پسلی کے واسطے) گل بابونہ ۔ گل خطمی۔ اکلیل الملک۔ آردجو۔ باقلا۔ مکو خشک۔ مغز الملتاس۔ مساوی پیسکر روغن میں ملاکر لیپ کردیں۔ اگر اس سے نہ آرام ہو تو السی پیسکر پانی ڈالکر گرم کریں۔ اور خشک لیہی سی بناکر کپڑے کی تھیلی میں بھر کر نیم گرم باندھیں دو تین مرتبہ اسطرح کریں ضرور آرام ہوگا۔

نسخہ واسطے سر کے گنج کے۔ مغز بادام سوختہ ۔ برگ حنا خشک ۔ کیلا ہر ایک ایک تولہ۔ مردار سنگ ۶ ماشہ۔ نیلا تھوتھا۔ مرچ سیاہ ایک ایک ماشہ باریک پیسکر۔ سرکہ و روغن گل میں ملاکر سر پر لگاویں۔ دیگر چنے جلاکر کڑوے تیل میں ملاکر ضماد کریں۔

نسخہ ہیچش کو مفید ہے۔ اگر خفیف ہو تو اسپغول ۶ ماشہ۔ دن میں چند مرتبہ پھانکیں اگر آرام نہو تو سونٹھ تولہ بھر پیسکر دہی کے ساتھ ملاکر کھانے سے دو روز میں آرام ہوتا ہے ورنہ بہتر تدبیر یہ ہے کہ ہچش شروع اور درد محسوس ہونے پر مونگ کی برابر افیون نہار منھ دو وقت کھالیں۔ غالب ہے کہ دو ہی روز میں آرام ہوگا عجیب نسخہ ہے۔

نسخہ واسطے جلجانے آگ سے۔ بہتر ہے کہ جلے ہوئے مقام کو فوراً آگ سے سینکیں۔ تھوڑی دیر میں ٹھنڈک پڑجاوے گی اور آبلہ نہ پڑے گا۔ ورنہ یہ نسخہ لگاویں۔

زیرہ سفید بھونکر پیس لیں اور موم۔ رال۔ گھی۔ برابر ملاکر لگائیں۔

نسخہ واسطے منھ آنے کے مفید ہے۔ طوطیا سوختہ۔ کتھ سفید۔ برگ گاؤزبان سوختہ۔ گیرو۔ کباب چینی ہموزن پیسکر زبان پر چھڑکیں اور رال نکالیں۔

نسخہ واسطے چوٹ یا کسی ضرب کے۔ ہلدی۔ تج۔ معدہ لکڑی۔ سجی مساوی گھی میں بھونکر لگا دیں۔

نسخہ واسطے کٹجانے چاقو وغیرہ سے۔ بہتر ہے کہ جسوقت کٹے فوراً کھانے کا چونہ بھر دیں۔ اوسیوقت جوڑ ملجاوے گا۔ ورنہ کپڑا پانی میں بھگو کر باندھیں اور تر رکھیں۔

نوٹ۔ اگر پھنسی پھوڑا نکلتا ہوا معلوم ہو تو فوراً چونہ اوپر لگا دیں اوسیوقت دب جاویگا

نسخہ واسطے دفعیہ پسو۔ کھٹمل مچھر۔ ہرتال کی دھونی سے پسو بھاگتے ہیں۔ یا گوشت پکا کر اوسکا پانی دینے سے یا مٹی کا تیل ڈالنے سے۔ گندھک کی دھونی دینے سے یا بچھو دھتکری یا کاربولک پوڈر پانی میں حل کر کے چارپائی میں ڈالنے سے۔ یا کافور لگانے سے کھٹمل دور ہوتے ہیں۔ اور ہر قسم کا دھواں کرنے سے مچھر دفع ہوتے ہیں

نسخہ بال کرنے کے واسطے بہت عمدہ ہے۔ ہرتال ورقی ۲ ماشہ۔ چونہ ۲ ماشہ سجی عمدہ ایک ماشہ۔ گندھک ایک ماشہ۔ سبکو باریک پیسکر پانی کے ذریعہ بالوں پر لگاویں خشک ہونے پر دھو ڈالیں۔

انگریزی عمدہ نسخہ۔ ہائیڈروسلفٹ آف سوڈا تین ڈرام۔ کوئیک لایم کا سفوف دس ڈرام۔ نشاستہ ۱۰ ڈرام۔ باہم ملالیں۔ ضرورت کے وقت پانی میں گاڑھا حل کر کے لگاویں اور خشک ہونے پر دھو کر صاف کر دیں اور تیل لگاویں۔

دوسرا نسخہ۔ بیرم سلفائیڈ ۲ ڈرام۔ زنک اکسائیڈ ۳ ڈرام۔ نشاستہ ۳ ڈرام ترکیب وہی اوپر والی ہے۔ بال دور کرنے کے لئے یہ نسخے بہت عمدہ ہیں۔

نسخہ آنکھ کے جالے کے واسطے بہت مفید ہے۔ کف دریا ۴ ماشہ۔ شورہ قلمی ۳ ماشہ مصری ۶ ماشہ۔ افیون ۲ ماشہ۔ نیلا تھوتھا ڈیڑھ ماشہ۔ ان میں ایک پتہ بکری کا شامل خوب کھرل کریں اور آنکھوں میں لگاویں اگر صرف سرخی آنکھ کی واسطے لگانا ہو تو نیلا تھوتھا نہ ڈالیں۔ عمدہ نسخہ ہے۔

نسخہ واسطے درد کمر کے عمدہ ہے۔ پوست بیخ درخت آک پاؤ بھر۔ گیہوں آدھ پاؤ پانی میں ڈالکر خوب جوش دیں حتی کہ پانی خشک ہو جاوے۔ پھر گیہوں کو نکالکر خشک کریں

اور میدہ کر کے حلوا بنا لیں۔ خوراک ۲ تولہ

نسخہ واسطے بواسیر خونی و بادی کے مفید ہے۔ گاگ بوتل جلا کر لائی کے تیل میں خوب پکاویں۔ اور پھاہا بنا کر لگاویں۔

نسخہ سوزاک کے واسطے۔ سلاجیت۔ ست گلو۔ ست بہروزہ۔ دانہ الائچی سفید کتھ سفید۔ طباشیر۔ گندھک۔ آملہ سار۔ گیرو۔ مساوی پیسکر تین ماشہ سات روز تک استعمال کریں۔ اور یہ پچکاری لگاویں **نسخہ**۔ رسوت ایک تولہ۔ کتھ سفید ۶ ماشہ افیون بھر پانی میں تر کر کے اوس پانی کی پچکاری تین روز تک لیں۔ اور بعد کو کافور۔ رسکپور۔ پھٹکری بریاں۔ نیلا تھوتھا ایک ایک ماشہ ملا کر پچکاری لیں۔ انشا اللہ تین روز میں آرام ہو جاوے گا۔

نسخہ مرہم واسطے داد کے بہت عجیب ہے۔ رال ۶ ماشہ۔ پپڑیا کتھ ۶ ماشہ۔ نیلا تھوتھا ۴ ماشہ۔ موم ۲ تولہ۔ روغن زرد ۳ تولہ۔ بہروزہ پختہ ۶ ماشہ مرہم بنا کر لگائیں مجرب ہے

نسخہ شراب کا نشہ اوتارنا۔ موتی۔ اور چھ ماشہ پھٹکری پیسکر شرابی کو پلا دیں۔ یا مٹھائی پیڑا پانی میں گھولکر شربت پلاویں۔

نسخہ افیون کا نشہ اوتارنا۔ درخت شریفہ کے ۵-۶ پتہ پانی میں پیسکر پلاویں نشہ دور ہو جاوے گا۔

نسخہ بچھو کے کاٹے کا علاج۔ نوسادر اور پیاز پیسکر لگاویں۔ آدمی کے کان کا میل تھوک میں حل کر کے لگانا بھی مفید ہے۔

نسخہ بھڑ کے کاٹے کا علاج۔ مٹی کا تیل لگانا یا دیا سلائی ذرا سے پانی میں گھسکر یا نمک و سرکہ لگانا اور ٹھنڈا پانی پینا مفید ہے۔

نسخہ اگر کتا کاٹے۔ تو زخم پر لہسن پیسکر لگانا یا سرخ مرچ اور ذرا سا کچلا پیسکر لگانا یا حنہ کا میل اور کچلا لگانا مفید ہے۔

نسخہ۔ اگر سانپ کاٹے تو فوراً اوس مقام سے ایک بالشت اوپر ایک مضبوط دھاگہ خوب کسکر گرم لوہے کا داغ دیدینا یا چھری سے چھیل دینا چاہئے۔ اور زخم پر شورے کا تیز

یا کاربولک ایسڈ لگا دو۔ اگر نشہ ہو جاوے تو خوب پئے ہوئے حقہ کی نلکاری سے تمباکو کا میل نکال کر پانی میں گھول کر منہ میں ڈالدو۔ اگر دانت بند ہو تو ایک دانت توڑ کر ڈالدو کسی طرح حلق کے نیچے اوتر جاوے اور تھوڑا زخم پر بھی لگا دو عجیب علاج ہے

نسخہ دافع مچھر مجرب ہے کہ ایک ظرف میں پانی بھر کر اوپر سے تولہ بھر تیل ڈین کا ڈالدیا جاوے۔ تمام مچھر اوسیطرف جمع رہیں گے۔

نسخہ دافع پسو۔ چھ ماشہ خون بکری کا کسی برتن میں ڈالکر ایک گوشہ میں رکھدیا جاوے تمام پسو وہاں ہی جمع رہیں گے۔

نسخہ پنڈی۔ یہ نسخہ عورتوں کے مزاج کے لئے عام طور پر موافق ہے۔ رطوبت کو خشک کرتی ہے۔ کمزور رگ پٹھوں کو مضبوط بناتی ہے۔ خون خالص پیدا کر کے بدن کو خوشرنگ بناتی ہے۔ نسخہ۔ تالمکھانہ۔ چاکسو۔ تخم اوٹنگن۔ بلیلہ۔ آملہ۔ مازو سبز۔ زیرہ سیاہ۔ زیرہ سفید۔ دو دو تولہ۔ الائچی کلاں۔ الائچی خورد۔ تخم سریالی جائفل۔ لونگ۔ ایک ایک تولہ۔ مغز پنبہ دانہ۔ سپیاری۔ چار چار تولہ۔ کیکر کا گوند گھی میں بھنا ہوا نو تولہ۔ نشاستہ گندم ڈیڑھ پاؤ۔ شکر سفید ڈھائی پاؤ۔ میوہ جات حسب خواہش۔ روغن زرد تین پاؤ۔ معمولی طور پر پنڈی بنا کر رکھ لیں۔ خوراک آدھی چھٹانک سے ایک چھٹانک تک ہے۔

تمباکو کی خوشبودار گولیاں

باریک تمباکو خوردنی پاؤ سیر لیکر آدھ سیر پانی میں ایک رات دن تر رکھیں پھر کپڑے میں ڈالکر مقطر ٹپکا لیں اور جوش دیکر گاڑھا مثل قوام کے کر کے اوسمیں جاوتری ۲ تولہ الائچی خورد ۶ ماشہ۔ زعفران ۲ ماشہ کیوڑہ میں پیسکر ملا دیں۔ اور بند کر کے دو روز تک رکھدیں اور پھر مونگ کی برابر گولیاں بنا کر ورق سونے یا چاندی کے لپیٹ دیں اگر ذرا سا مشک اوسمیں ملا دیں تو بہت عمدہ ہونگی۔

صنعت و حرفت

نسخہ سونیکے زیور کو جلا دینا۔ نوسادر ۶ ماشہ۔ گیرو ایک تولہ پیسکر ملا دیں اور زیور پر لگا کر آگ میں گرم کریں

اور دھو کر پھر ہی لگاویں۔ نہایت عمدہ جلا ہوگی۔ **دیگر**۔ قلمی شورہ بریاں اور چونہ ملا کر پانی میں ملا کر زیور پر لگاویں دھوپ میں خشک کرلیں۔

نسخہ گوٹہ کلابتون لیس صاف کرنا۔ اسپرٹ آف وائن یعنی شراب میں ٹیونکے چھلکے پسے ہوئے ملا کر دھولیں۔ مثل نئے کے ہو جاویگا۔

نسخہ شیشہ جوڑنے کی ترکیب۔ تھوڑا ایسینس گلاس جسکو جلی سرش کہتے ہیں۔ اور اسپرٹ آف وائن (یہ دونوں چیزیں انگریزی دوائی خانہ سے یا کسی بڑی دوکان سے ملسکتی ہیں) قدرے پانی میں ڈالکر دھیمی آنچ پر گرم کریں اور ٹوٹے ہوئے شیشے کو آہستہ آہستہ جوڑتے جائیں۔ یہ جوڑ بہت مضبوط رہتا ہے اور بالکل معلوم نہیں۔

دیگر۔ چینی۔ شیشہ۔ کانچ پتھر و لکڑی وغیرہ سب جوڑنے کا مصالحہ شربتی رنگ کا عمدہ چپڑا چار لونس۔ رکٹیفائڈ اسپرٹ ۳ اونس سب کو ملا کر نرم آنچ پر گلالو اور جو چیز چاہو جوڑ لو۔

دیگر۔ چینی کا برتن جوڑنے کے واسطے۔ تھوڑا چونہ قلعی اور انڈے کی سفیدی ملا کر جوڑنا اچھا ہے۔

نسخہ سونے کا پانی بنانا۔ رائنا پوٹاسیم ۱ تولہ نیٹرو کلورائیڈ آف گولڈ ۲ تولہ آب مقطر آدھ سیر سب کو ملا کر حل کرلو۔ اس پانی میں ہر چیز بھگونے سے سنہری بالکل سونے کی مانند ہو گی۔

نسخہ چاندی کا پانی بنانا۔ نائٹریٹ آف سلور ۲ تولہ سیر بھر آب مقطر میں حل کرو اور اوپر سے تھوڑا ہائیوسلفیٹ آف سلور حل کر کے بوتل میں رکھچھوڑو۔ اس پانی میں جس چیز کو غوطہ دینگے روپہلی ہو گی۔

نسخہ اونی کپڑے سے میل دور کرنا۔ پاؤ بھر صابون کے ورق اُتار کر دو سیر پانی میں خوب جوش دو کہ مثل لعاب کے ہو جاوے۔ پھر اوسمیں تولہ بھر تارپین کا تیل ڈالدو اور کپڑے کو اُس میں پکا کر صاف پانی میں دھو کر پھر نمکین پانی سے دھو دو

سب میل وغیرہ صاف ہو جاویگا۔

نسخہ تانبے پیتل اور لوہے پر نام وغیرہ لکھنا۔ جس برتن پر کچھ لکھنا منظور ہو اوّل خوب صاف کرکے موم پگھلا کر پھیلا دیں اور سرد ہونے پر کسی چیز سے گہرا لکھدیں۔ پھر اس لکھے ہوئے کے خالی جگہ پر تین قطرے نیٹرک ایسڈ (تیزاب شورہ) ڈالدو تھوڑے توقف کے بعد گرم پانی سے سب کو دھو ڈالدیں۔ تحریر صاف کندہ ہوگی۔

دیگر۔ اگر تانبے کے برتن پر بجائے منٹرک ایسڈ کے طوطیا۔ نوسادر۔ گندھک مساوی لیموں کے عرق میں پیسکر حرفوں پر ڈالدیں تو پندرہ منٹ بعد سرد پانی سے دھونے پر سب حروف صاف معلوم ہونگے۔

نسخہ دیگر۔ اگر شیشہ پر کچھ تحریر کرنا منظور ہو تو ترکیب مذکورہ کے بعد اس تحریر پر فلارک ایسڈ ڈالیں۔ چند منٹ بعد صاف حروف ظاہر ہونگے۔

دودھ کے جانور پالنا

عام طور پر عورتوں کو دودھ کے جانور یعنی گائے بھینس و بکری وغیرہ پالنے کا شوق ہوا کرتا ہے مگر یہ نہیں معلوم ہوتا کہ ایسے جانور اپنے رہنے کے مکان میں پالنے سے کیا نقصان ہوتا ہے۔ اسلئے یاد رکھو کہ گائے بھینس کی وجہ سے اُس مکان کی ہوا بہت جلد خراب ہو جاتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اون کے سانس کے ذریعہ بہت زیادہ مقدار ہوا کی جاتی ہے اور اسی مقدار میں خراب ہوا منھ سے باہر نکلتی ہے اسلئے اون کے ارد گرد کی ہوا انسان کے سانس لینے کے واسطے ہرگز مناسب نہیں۔ جو لوگ ایسے جانوروں کے پاس تنگ مکان میں رہتے ہیں اون کی صحت کبھی ٹھیک نہیں رہ سکتی اور علاوہ اسکے اون کے گوبر پیشاب وغیرہ کی بدبو آتی رہتی ہے اور اون کے چارہ کے کوڑے کرکٹ وغیرہ کی وجہ سے وہ صفائی جو صحت کے واسطے ضروری ہے ہرگز نہیں ہو سکتی۔ اس لئے اون کے پالنے کے واسطے بھی کئی طرح کی خبرگیری کی ضرورت ہے۔

یعنی لوگوں کو پالنے کا تو شوق ضرور ہوتا ہے مگر اوس کی کچھ خبر نہیں رہتی جیسے بے زبان

جانور ہیں ان کی بے پروائی مواخذہ الٰہی میں گرفتار کریگی۔ پس ضرور ہے اون کے واسطے بھوسہ۔ چارہ۔ پانی۔ سردی گرمی کی خبر لینی چاہئے۔

دودہ کے جانوروں کے لئے عمدہ غذا کھلی کی سانی اور گیہوں کا دلیا ہے اور بھوسہ یا چری کی کٹی کے ساتھ کم و بیش سبز چارے کا ملا دینا بہت مفید ہے۔ دودہ کی مقدار بڑہ جاتی ہے۔ ماش کی دال کی چونی بھی دینے سے دودہ بڑہ جاتا ہے۔ مگر چند روز کے لئے جیساکہ اکثر سوداگر کرتے ہیں کہ جب کبھی دودہ والا جانور بیچنا منظور ہوتا ہے تو دو تین روز پیشتر چونی کھلاتے ہیں اور خریدار کو بہت سادہ دکھلا کر حسب منشا روپیہ وصول کرتے ہیں۔ یہ اصل میں دہوکہ بازی ہوتی ہے۔ یہ بھی یاد رکھنے کی بات ہے کہ صرف نوکر کے بھروسہ کبھی دودہ کا جانور نہ پالا جاوے کیونکہ نوکر کو مالک کی برابر ہمدردی کس طرح ہوسکتی ہے۔ مالک کی ذاتی نگرانی اور ہر وقت کی دیکھ بھال بہت درکار ہے۔ پس اگر دودہ کا جانور پالنا منظور ہو تو ضروری ہے کہ ذیل کی ہدایتوں پر عملدرآمد ہو ورنہ فضول ہے۔

ہدایتیں

۱۔ گائے بھینس۔ بکری اگر پلی ہوئی ہوں تو اون کے رہنے کے مکان سے دور فاصلہ پر باندھنا چاہئے۔ مگر اون کے واسطے موسم کا خیال بھی ضرور ہے یعنی گرمیوں میں دھوپ اور جاڑوں میں سرد ہوا سے حفاظت پوری ہو۔ بارش کا پانی بھی اون کو مضر ہوتا ہے۔ گرم موسم میں رات کے وقت ہوا میں۔ اور سردی میں اندر مکان کے جھول ڈالکر باندھنا اور دن میں تھوڑی بہت دیر کے واسطے باہر کھول دینا بہت مفید ہے۔

۲۔ ایسے جانوروں کے نیچے کی گھاس خراب شدہ ہر روز اوٹھا کر اون کے تھان اچھی طرح صاف کر دیئے جائیں۔ مگر یہ گھاس اور گوبر وغیرہ مکان سے دور پھینکنا مناسب ہے۔ ورنہ اسکی بدبو بیماری پیدا کرے گی۔ جانوروں کے مکان آٹھ دس روز میں ضرور لیپ پوت دینے چاہئیں۔

۳۔ جانوروں کے کھروں کے اندر سے میل اور مٹی روز یا دوسرے روز نکالنا چاہئے

ورنہ سڑکر پاؤں پک جاوینگے۔

۴۔ اپنے معتبر آدمی کے ہاتھ سے یا خود اگر دودھ دوہا جاوے تو بہتر ہے ورنہ گھوسی وغیرہ جانور کو ایسا عادی بنا دیتے ہیں کہ بغیر اون کے کسی اور سے نہ دُہا وے۔

۵۔ جس جانور کی لات مارنے کی عادت ہو اوسکی پچھلی ٹانگیں رسی سے باندھکر دُہنا چاہیئے۔

۶۔ بچہ کو انصاف سے تو دو تھن پورے ملنے چاہئیں مگر ایک تھن سے کم نہ دینا چاہئے کیونکہ ایسا کرنے سے بچہ کی پرورش اور صحت میں بڑا بھاری فرق پڑ جاتا ہے۔

۷۔ جانوروں کی صحت قایم رکھنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ روزمرہ سانی یا وے کے ہمراہ آدھی چھٹانک کھانے کا نمک ملا دیا جاوے۔ اگر ایسا انتظام روز نہو سکے تو ایک بڑا ڈھیلہ لاہوری نمک کا ایک گز اونچے مقام پر اوسکے قریب رکھدیا جاوے تاکہ جسوقت اوسکی طبیعت نمک کو راغب ہو چاٹ لیا کرے۔

۸۔ دودھ والے جانور کو پانی ہمیشہ کنوئیں سے پلایا جاوے۔ کیونکہ اکثر تالابوں کا پانی سڑا ہوا ہوتا ہے۔ اور غلیظ ہونے کی وجہ سے وہ قسم قسم کی بیماریاں پیدا کر دیتا ہے مثلاً دست آنے لگتے ہیں۔ پیٹ میں کینچوے پیدا ہو جاتے ہیں اور جونک تو اکثر لگ جاتی ہے یا کوئی باریک جونک پانی کے ہمراہ پینے سے جانوروں کی تندرستی ہمیشہ کے لئے خراب ہو جاتی ہے۔ اور اکثر وبائی بیماریاں جیسے بیدن۔ بساری وغیرہ ایسے ہی پانی پینے سے پھیلتی ہیں۔ ان جانوروں کی چند معمولی بیماریوں کا بھی ذکر کرتے ہیں۔ اور عمدہ علاج بتلاتے ہیں۔ مگر سب سے بہتر یہ بات ہے کہ جسوقت کوئی بیماری جانور کو ہو تو فوراً ڈاکٹر ویشی کو بلا کر دکھا دو۔ کیونکہ مرض کی شناخت سوائے ڈاکٹر کوئی بخوبی نہ کر سکے گا۔ ایسے ڈاکٹر اب قریب قریب ہر ضلع میں موجود ہیں جسطرح شفاخانہ میں انسانوں کا علاج کرتے ہیں اوسیطرح جانوروں کے علاج کے لئے بھی ڈاکٹر سرکاری طور پر رکھے جاتے ہیں۔ اب سرکار کی پرورش اور مہربانی سے ہر قصبہ اور تحصیل میں بھی رکھے جائیں گے۔ اکثر وقت ضرورت کے

ڈاکٹر سویشی دستیاب نہو سکے تو معمولی بیماریوں کا حسب ذیل طریقہ پر علاج کرنا چاہیے علاج میں بھی غفلت کرنے سے جانور ہاتھ سے جاتا رہیگا۔

مویشیوں کی معمولی بیماریاں

دست۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ خراب غذا یا میلا پانی پینے کے سبب جانور کو دست آنے لگتے ہیں۔ بار بار پتلا گوبر ہوتا ہے۔ کھانا جگالنا بند ہو جاتا ہے اور پیاس کی شدت ہوتی ہے۔ بعض اوقات دستوں کے ہمراہ خون بھی آنے لگتا ہے ایسی حالت کئی روز قایم رہنے سے مریض کمزور اور نڈھال ہو جاتا ہے تو اسکا علاج یہ ہے

نسخہ۔ کتھ سفید ۳ تولہ۔ کھریا مٹی ۳ تولہ۔ بیل گری ۲ تولہ۔ السی آدھ پاؤ۔ اول السی پیسکر پانی میں پکا کر سب دوائیوں کو تھوڑے آٹے میں ملا کر دو تین روز تک جانور کو کھلائیں۔ دست بند ہو جاویں گے۔ اور غذا میں سوائے گیہوں کے پکے ہوئے دلیے یا چاول کی مانڈ (پیچ) کے اور کچھ نہ دیں۔

پیچش۔ دستوں کے بعد اکثر جانوروں کو پیچش بھی ہو جاتی ہے جسکی علامت یہ ہوتی ہے کہ گوبر کرنے کے لئے جانور بہت زور کرتا ہے اور اپنی کمر کو خمدار کر لیتا ہے مگر گوبر خارج نہیں ہوتا۔ اگر ہوتا ہے تو بہت تھوڑا اور آنو سے ملا ہوا اور کبھی کبھی خون بھی شامل ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں تخم دھتورہ پیسکر چھاچھ میں ملا کر پلاویں

اپھار شکم۔ بعض اوقات زیادہ کھانے یا سخت غذا کھانے سے جانور کا پیٹ اپھر جاتا ہے اور پیٹ پھولکر ڈھول کے مانند بجانے سے آواز دیتا ہے۔ ایسے مریض کا یہ علاج ہے **نسخہ** سونٹھ ۳ تولہ۔ ہینگ دو ماشہ۔ سیاہ مرچ ۴ ماشہ نوشادر ایک تولہ۔ سب کو پیسکر آٹے میں ملا کر کھلاویں بہت ہی مفید ہے۔

بخار۔ اکثر گرمیوں کے موسم میں جانور جب باہر سے چر کر آتے ہیں تو آفتاب کی تپش اور سخت دھوپ سے بیمار ہو جاتے ہیں اور اون کو بخار ہو جاتا ہے جسکی علامت یہ ہے کہ اون کے کان اور سینگ گرم ہو جاتے ہیں۔ پانی کی زیادہ خواہش کرتے ہیں۔ چارہ یا سانی اچھی طرح نہیں کھاتے۔ اور سست رہتے ہیں جب ایسی حالت ہو تو

قلمی شورہ چھٹانک بھر پانی میں گھولکر پلا دینا چاہئے۔ اور جسوقت پانی پلایا جاوے شورہ کا ملا ہوا ہو اور کھلی ہوا میں باندھیں اور غذا ہلکی ہو۔ سبز چارہ یا ہری گھاس دینی چاہیے۔

بیدن وبساری۔ یہ بیماریاں جانوروں کے واسطے ایسی ہی وبائی ہیں جس طرح انسان کے واسطے ہیضہ اور چیچک وغیرہ پس خیال رکھنا چاہئے کہ جن دنوں میں یہ بیماریاں پھیل رہی ہوں اپنے جانوروں کو باہر ہرگز اور جانوروں کے پاس نجانے دیں۔ اگر بر تقدیر کوئی جانور بساری میں آجاوے تو جہاں تک جلد ممکن ہو ڈاکٹر ویٹی کو طلب کریں۔ اگر دستیاب نہو سکے تو یہ دیں **نسخہ**۔ کاربولک ایسڈ ۲۰ قطرہ۔ سہاگہ چھٹانک بھر۔ گندھک ۳ تولہ۔ سولف ۳ تولہ پیسکر آٹے میں ملا کر کھلا دیں۔

زخم۔ جانوروں کے زخم خواہ وہ کسیطرح سے پیدا ہو جاویں بہت خطرناک ہو جاتے ہیں کیونکہ وہ کھلے رہتے ہیں۔ اور اون پر یا تو مکھیاں بیٹھکر کیڑے پیدا کر دیتی ہیں یا پرند اپنی چونچ سے زخم کو کھود لیتے ہیں۔ اسلئے جہاں تک ممکن ہو زخموں کا علاج فوراً شروع کر دیں اور خوب خبر گیری کریں۔ ان نسخوں میں سے کوئی نسخہ استعمال کریں **نسخہ مرہم**۔ رال ۳ تولہ۔ طوطیا ۲ ماشہ۔ سفیدہ کاشغری ۳ تولہ مرادسنگ ڈیڑھ تولہ۔ کتھ ڈیڑھ تولہ۔ ان سب کو پیسکر موم ۳ تولہ۔ چربی ۳ تولہ میں گرم کرکے ملا کر لگا دیں۔ **دیگر**۔ تیل تل آدھ پاؤ۔ اور گندہ بیروزہ ۳ تولہ دونوں کو ملا کر لگا دیں۔ **دیگر** تل کا تیل آدھ پاؤ۔ میں گندک ۳ تولہ جلا کر زخم پر لگا دیں۔

نوٹ۔ ہر زخم کے واسطے کاربولک آئل ہر وقت مفید ہے۔

مرغیاں پالنا

اکثر عورتوں کو مرغیاں پالنے کا شوق ہوا کرتا ہے ایسی عورتیں سوائے اپنے فائدہ کے نقصان پر کبھی غور نہیں کیا کرتیں کیونکہ عام قاعدہ ہے کہ جس گھر میں مرغیاں پلی ہوئی ہونگی اس گھر کی کسی چیز کی پاکی ناپاکی کا اعتبار نہیں ہوتا ہر جگہ بیٹ ہوتی ہے خواہ کتنا ہی خیال کیا جاوے وہ صفائی جو صحت کے واسطے ضروری ہے ہرگز نہیں رہ سکتی اور جو مکان کہ تنگ صحن کے ہوتے ہیں اون میں تو ایک قسم کی

بدبو بھی پیدا ہو جاتی ہے جس سے مختلف بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ پس ایسی جگہ کوئی جانور پالنا گویا تھوڑے نفع کی خاطر اپنا بہت نقصان کر لینا ہے البتہ اگر صحن وسیع ہو اور حفاظت اور نگرانی بھی پورے طور پر کیجاوے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ ایسے پردار جانور تنگ صحن میں کبھی خوش نہیں رہتے اسلئے فربہ نہیں ہوتے۔ بلکہ اکثر بیمار اور سست رہا کرتے ہیں۔ ایسوں کا گوشت اور انڈا بھی فائدہ نہیں دیتا بلکہ نقصان دیتا ہے۔ پس اگر مرغیاں پالنی منظور ہوں اور اپنی صحت کو بھی درست رکھنا منظور ہو تو ان ہدایتوں پر عمل کرو۔

ہدایتیں

۱۔ اگر مکان تنگ صحن کا ہو تو بہتر ہے کہ مرغیاں دروازہ کے باہر پالو۔ ورنہ صبح ہی دربے سے کھولکر دروازے سے باہر نکالدو تاکہ پیٹ گھر میں نہو۔

۲۔ مرغیوں کا گھر یعنی دربہ کم از کم روز ورنہ تیسرے روز ضرور صاف ہونا چاہئے اور چوتھے یا پانچویں روز تھوڑی آگ اسمیں جلا دینی مناسب ہے تاکہ غلاظت صاف ہو جاوے اور کیڑے اور جوئیں جو پروں میں سے نکلکر سب دربے میں پھیل جاتی ہیں سب جلجاویں۔ اگر ایسا نہ کیا گیا ہو تو یہ جوئیں تمام گھر میں پھیل جاوینگی اور سب کے جسم پر چڑھکر کاٹنے کے علاوہ صحت میں بھی نقصان دیتی ہیں۔

۳۔ بچے اکثر مرغیاں پکڑنے کے شوقین ہوتے ہیں۔ اس لئے اون کو منع کرو کیونکہ اس طرح مرغیوں کی جوئیں اوپر چڑھ آتی ہیں۔ اور وہ مضر ہیں۔

۴۔ کسی ناپاک جگہ پر چگنے کے واسطے مرغیوں کو مت چھوڑو۔ جیسے اکثر پاخانہ میں جاکر اپنا پیٹ بھر لیتی ہیں۔ ایسی مرغیوں کا گوشت اور انڈے کھانا بھی منع ہے بلکہ اونکو ہر روز کافی دانہ ڈالدیا جاوے۔

۵۔ زیادہ عمر والی یا بیمار مرغی کا گوشت ضرور انسان کو بھی بیمار بنا دیتا ہے اسلئے کھانے کے واسطے تندرست مرغ چھ مہینہ یا سال بھر کا سب سے بہتر ہے۔

۶۔ چھوٹی قسم کی سیاہ پیر والی مرغی اکثر بہ نسبت دوسری مرغیوں کے زیادہ انڈے

۸۔ جسوقت جیب میں ڈالنے کی ضرورت نہو بکس میں احتیاط سے رکھدو۔

حج بیت اللہ

منجملہ اور فرایض کے حج بیت اللہ ایسی چیز ہے کہ اسکی تمنا اکثر مسلمانوں کو بے چین کر دیتی ہے۔ یہ جوش اسلامی ہے اور خدا کی طرف سے ہے۔ ایک مسلمان کے واسطے اس سے زیادہ اور کیا خوش نصیبی ہوسکتی ہے کہ اطمینان کے ساتھ صدق دل سے حج میسر ہو۔ خدا ہر مسلمان کو یہ درجہ نصیب کرے۔ ہر اہل اسلام کے دل میں اپنے مذہبی فرایض کی بجا آوری کی خواہش ضروری ہے اور یہ بات خیال رکھنے کی ہے کہ ہر مسلمان کے ذمہ ہر روز پانچ فرض نماز کے ہیں۔ یہ فرض ہیں نہ کہ کوئی بیگار اسلئے ان کو سچے دل سے وقت پر حکم کی مطابق اطمینان کے ساتھ ادا کرنا چاہیے۔ اب خیال کرو کہ جسکے روزانہ پانچ فرض کماحقہ ادا نہیں ہوتے تو اوسکا ایک فرض صرف حج کیا پکار کریگا۔ اس کی آمد و رفت کی تکلیفیں اور گھر بار کی فکریں بہتوں کو ایمان سے خارج کر دیتی ہیں۔ حج اوسیکا صحیح ہے جو صدق دل سے اور اپنے جان و مال سے خدا اور اوس کے رسول کے واسطے حاضر ہو اور تکلیفوں کو راحت سمجھے۔ پس یاد رکھو کہ حج کے واسطے چند باتیں ضروری ہیں۔ اور اوس وقت اپنا ارادہ حج کا کرے جبکہ ۱۔ اور فرضوں کو صدق دل سے انجام دیتا رہا ہو ۲۔ اوسکو تمام تعلقات سے بخوبی فراغت حاصل ہو ۳۔ کوئی خواہش دنیا کی اوسکے دل میں باقی نہو۔ ۴۔ کوئی قرض اوس کے ذمہ باقی نہ رہا ہو۔ جیسے پرورش اولاد۔ بالغ اولاد کی شادی یا حق العباد وغیرہ۔ ۵۔ اسقدر مقدرت ہو کہ سفر خرچ بخوبی بلا احسان دوسرے کے برداشت کرسکے ۶۔ پورے طور پر تندرست اور طاقتور ہو اور کوئی بیماری یا مجبوری نہو۔

پس جس شخص کو اسقدر باتیں حاصل ہوں تو اُسپر حج فرض ہے اور یہ حج ضرور مقبول ہوگا۔ اسلئے جسوقت ہر طرف سے کافی طور پر فارغ البالی ہو تو ارادہ کرنا چاہیے حج کے سفر کرنے کے لئے خاصکر نومبر۔ دسمبر۔ جنوری۔ فروری عمدہ مہینے ہیں کیونکہ اس زمانہ میں سمندر میں امن ہوتا ہے۔ اور بحری خطرہ بہت کم ہوتا ہے اور اس کے

برعکس یعنی جون۔ جولائی۔ اگست۔ ستمبر کے مہینوں میں سمندر میں طغیانی ہوتی ہے۔ پانی کا زور مسافروں کو پریشان کر دیتا ہے اور خطرہ کا احتمال ہے۔ خاص ہندوستان والوں کو بمبئی ہو کر سفر کرنا بہتر ہے۔ جہاز میں سوار ہونے سے قبل بمبئی میں اور پھر کامران میں دس دس روز کا قرنطینہ ہوتا ہے۔ اس سے مطلب یہ ہے کہ مسافروں کی صحت کی پوری جانچ ہو جائے تاکہ کسی وبائی بیماری کے پھیلنے کا احتمال نہ رہے بمبئی سے چلکر عدن و کامران ہوتے ہوئے قریب پچیس ۲۵ روز کے جدہ پہونچتے ہیں یہاں تک سفر جہاز کا ہے۔ اب جدہ میں دو چار روز آرام لینے کے بعد مکہ معظمہ تک دشوار گذار خشکی کا راستہ طے کرنے کے لئے یہاں سے اونٹ کی سواری کا بندوبست کرنا چاہیئے۔ پس اس پورے سفر کے لئے چند مفید و ضروری ہدایتیں لکھی جاتی ہیں جنپر عمل کرنے سے موجب آسائش ہوگا۔

ہدایتیں

۱۔ لباس و بستر وغیرہ موسم کی موافق ہمراہ لیجانا مناسب ہے اور خیال رہے کہ مدینہ طیبہ میں سردی کسیقدر زیادہ ہوتی ہے

۲۔ اپنا آسائشی اسباب حفاظت کی غرض سے ٹین کے بکس میں بند ہونا بہتر ہے ورنہ جہاز کے پانی سے بھیگ کر خراب ہو جائے گا۔ اس اسباب پر اپنا نام و پتہ ہونا بہت ضروری ہے۔ اور تانبے کے برتن پر اپنا نام کھدوا لینا چاہیئے اور بکس یا بوری پر ایک ٹین کا ٹکڑا مضبوطی سے تار کے ذریعہ لگا دیں اور اوسپر اپنا نام و پتہ بمبئی میں ضرور کھدوا لیں۔ کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اسباب اُتارنے چڑھانے میں دوسروں کا اسباب ملجاتا ہے یا گم ہو جاتا ہے تو تلاش کی پریشانی اُٹھانی پڑتی ہے اور اکثر نہیں بھی ملتا۔

۳۔ جہاز کے سفر کے لئے ضروری خرچ کی چیزیں بمبئی سے خرید کر لینی چاہئیں جیسے نی کس آرد گندم۔ چاول۔ گھی۔ نمک۔ دیگچی معہ رکابی۔ بسکٹ۔ کاغذی لیمو۔ ایک لکھ کا فور۔ چلمچی ٹین تی کے واسطے وغیرہ۔

۴۔ جہاں تک ممکن ہو جہاز میں سب سے پیشتر اپنی جگہ پسند کر لینی چاہیئے جو پاخانہ کے

بہت قریب نہو ورنہ جگہ گھر جانے پر تکلیف ہو گی جو تمام راستہ تک اُٹھانی پڑے گی
۵۔ جسقدر روپیہ نقد ہو اوسکی اشرفیاں یعنی پونڈ کر لینے چاہئیں کیونکہ اشرفی پر
بٹہ نہیں اور روپہ پر بٹہ لگتا ہے۔ علاوہ اسکے وزنی ہوتا ہے۔ مگر خیال رہے
کہ خرچ سفر معہ آمد و رفت کے کم سے کم پانچ سو روپیہ بہت ضروری ہے اس سے
کم روپہ والے وہاں پہونچکر بھیک مانگنے لگتے ہیں۔ تفصیل خرچ حسب ذیل ہے۔
کرایہ جہاز جدہ تک معہ خوراک ۴۵ر کرایہ اونٹ جدہ سے مکہ معظمہ تک ۲۵ر
قیمت و کرایہ شغدف جو اونٹ پر رکھا جاتا ہے معہ خرچ متفرق بیس ۲۰ر روپیہ محصول
قرنطینہ ۱۵ر کرایہ مکہ معظمہ سے عرفات تک ۲ر کہ معظمہ سے مدینہ کی آمد و رفت کا کرایہ
ماخرچ قیام تین ماہ کفایت شعاری کے ساتھ ماہانہ نعام وغیرہ ہیں۔ واپسی جدہ
تک ۱۵ر روپہ کرایہ جہاز بمبئی تک ۴۵ر خرچ متفرق ۳۰ر

۶۔ جہاز کے سفر میں جہاز کی حرکت کے سبب عام طور پر قے ہوا کرتی ہے۔ اور کثرو بیشتر
دوران سر شروع ہو جاتا ہے۔ پس ایسے وقت میں کافور کی ٹکیہ سونگھنا۔ اور سوڈا واٹر
یا لیمونیڈ پینا فائدہ کرتا ہے جو جہاز میں قیمت سے ملسکتا ہے۔ مگر اس بات کا خیال
پہلے سے کر کے اسکا پورے طور سے انتظام کر لینا چاہئے کہ ضروری دوائیں۔ ہاضم
و مفرح چیزیں۔ جیسے کاغذی لیمو۔ انار ترش۔ نارنگیاں۔ املی وغیرہ بمبئی سے خرید کر
رکھ لینی چاہئیں۔ اکثر لیٹے رہنے سے آرام ملتا ہے۔

۷۔ پانی کی طرف نزدیک دیکھنے سے اکثر سر پھر جاتا ہے۔ اس لئے دور کو
دیکھنا چاہئے۔

۸۔ جہاز کا سفر ختم ہونے پر جسوقت جدہ میں مکہ معظمہ کے لئے اونٹ کرایہ کئے جاویں
تو بدوؤں سے اپنی حفاظت اور خدمت کا ایک اقرارنامہ لکھوا لینا بہت ضرور ہے
اور پھر راستہ میں بدوؤں کی خوب خاطرداری کیجاوے۔ اور اون کو اپنے گھانیے
پیشتر دینا چاہئے۔ اور عمدہ خوراک پر خوش ہو جاتے ہیں۔ اور وقتاً فوقتاً اون کو
تھوڑا انعام بھی دینا بہتر ہے تاکہ وہ خوش ہو کر خوب خدمت کریں جو موجب آسائش ہو۔

نوٹ - اکثر لوگ مکہ معظمہ سے براہ راست مدینہ طیبہ جایا کرتے ہیں۔ مگر اس راستہ میں تکلیف زیادہ ہوا کرتی ہے۔ اس لئے یہ بہتر ہے کہ وہ مکہ معظمہ سے واپس جدہ آویں اور وہاں سے جہاز میں سوار ہوکر ینبوع پہونچیں۔ اور پھر وہاں سے اونٹ کرایہ کرکے وادی سعید۔ بیر عباس۔ بیر علی ہوتے ہوئے مدینہ کی زیارت کا شرف حاصل کریں مدینہ طیبہ کی مسجد نبوی کی خوبصورتی اور شان و شوکت کا مقابلہ دنیا میں کوئی عمارت نہیں کرسکتی اسکے پانچ دروازے ہیں یعنی باب السلام۔ باب الرحمۃ۔ باب جبریل۔ باب النساء۔ باب المجیدی عورتوں کے لئے مخصوص دروازہ باب النساء ہے جسکے قریب زنانہ عبادت خانہ ہے وہاں پر مرد کے جانے کی اجازت نہیں اس کے قریب ہی ایک چھوٹا سا باغیچہ ہے جسکو بستان فاطمہ کہتے ہیں۔ اور زمزم شریف کا کنواں بھی قریب ہے۔

عرب کا رسم و رواج

عربوں یعنی متقدمین ملک عرب کے باشندوں کا خاصہ ہے کہ عام طور پر بہت خلیق متحمل اور مہمان نواز ہوتے ہیں۔ جو لوگ زیادہ مالدار اور دولتمند ہیں ان میں سب سے زیادہ خلق اور مروت ہے۔ ان کی عورتیں اپنی اپنی حیثیت کے موافق عمدہ لباس پہنتی ہیں۔ اور کمر میں ایک خوبصورت سنہری پیٹی باندھتی ہیں۔ برقع اوڑھکر ہر جگہ جاتی ہیں۔ تمام عورتیں عام طور پر بڑی صحتی ہوتی ہیں۔ اپنے شوہر کی تابعدار اور رضاجو ہوتی ہیں۔ صورت و شکل میں نہایت خوشرنگ۔ انکی وضع قطع کچھ عجیب ہی نرالے ڈھنگ کی ہوتی ہے جسکی تعریف کئے بغیر کوئی نہیں رہ سکتا۔ ان کا خلق تمام عالم میں مشہور ہے۔ باوجود ان خوبیوں کے یہاں کی عورتیں انتظام خانہ داری اور پرورش اولاد میں خاص سلیقہ رکھتی ہیں۔ عام طور پر شادی کے بعد ان کا پہلا فرض یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے خاوند کے دل میں گھر کرلیں۔ عرب میں شادی کے واسطے کوئی کنبہ قبیلہ یا برادری نہیں دیکھی جاتی۔ ان کے نزدیک اہل اسلام سب برابر ہیں اول تو کوئی شادی کم سنی کی حالت میں ہوتی ہی نہیں۔ اگر کہیں اتفاقاً ہو بھی جاوے

تو رخصت ہمیشہ بالغ ہونے پر کیجاتی ہے۔ شادی کی محفل میں عطریات چار اور قہوہ کا بہت رواج ہے۔ اور ولیمہ کی دعوت شادی کے بعد ضرور ہوتی ہے۔ مہر کی تعداد بہت کم مقرر کیجاتی ہے۔ ایکسو بیس ۱۲۰ روپیہ سے لیکر ایکہزار روپیہ تک عام طور پر تعداد مقرر ہے۔ مہروں کے تقرر میں مرد کی حیثیت ضرور دیکھی جاتی ہے ہمارے ہندوستان کا سا اندھا رواج یہاں بالکل نہیں کہ مرد میں پچیس روپیہ ادا کرنے کی مقدرت نہیں لیکن مہر پچیس ہزار مقرر ہو گیا۔ یہاں یہ مہر اکثر معجل ہوتا ہے جو نکاح سے پیشتر ہی یا نکاح کے وقت ادا کر دیا جاتا ہے۔ تاکہ لڑکی والا اس روپیہ کو شادی کے کام میں صرف کرے۔ یا جہیز اور ضروری چیزیں خرید کر لڑکی کے ساتھ دیدے یہ رواج نہایت عمدہ ہے۔ اس طرح غریب آدمی پر شادی کا بار بالکل نہیں پڑ سکتا۔ یہاں پر طلاق کا عام رواج ہے۔ اسی وجہ سے طلاق بالکل ایک معمولی بات سمجھی جاتی ہے۔ اسیطرح ایک شخص کے دو دو تین تین بیویاں ہوتی ہیں چونکہ یہ خدا اور رسول کے حکم کے مطابق باتیں ہیں۔ اسلئے اس بات کا نہیں خیال کیا جاتا۔ طلاق کے بعد مرد اور عورت دونوں اپنا اپنا نکاح کر لیتے ہیں۔ بہت سی عورتیں ایسی ہونگی جنکے چار اور پانچ سے بھی زیادہ نکاح ہو چکے ہیں۔ اور رنڈوے بیوہ کا نکاح تو بہت ضروری سمجھا جاتا ہے۔ اس ملک کی عورتیں اپنے حقوق سے بخوبی واقف ہیں کہ اگر خاوند بیوی کے حقوق ادا کرنے میں غفلت کرے تو وہ کہاں تک احکام شریعت کی موافق اپنے خاوند کو مجبور کر سکتی ہے۔

شادی کا کیسا عمدہ طریقہ ہے کہ نکاح کے بعد وہاں امیر لوگ شیرینی اور غریب کھجوریں تقسیم کرتے ہیں۔ ہر شخص کا حصہ ایک کاغذ میں لپٹا ہوا رکھدیا جاتا ہے رومال میں باندھکر دیا جاتا ہے۔ مہمان سب رخصت ہو جاتے ہیں۔ صبح کو دلہن اپنے خاوند کے غسل کے واسطے خود پانی گرم کرتی ہے۔ اسکے بعد ولیمہ کی دعوت ہوتی ہے جسمیں باہر دولھا اور اندر دولہن مہمانوں کی خاطر تواضع کرتے ہیں اپنے ہاتھ سے ہاتھ دھولا کر سب کو کھانا کھلاتے ہیں کسی قسم کا پردہ یا حجاب نہیں ہوتا ہے

نئے گھر میں دلہن اپنی کمر باندھے اس طرح بے تکلف پھرتی ہے کہ ہمارے ہندوستان میں کوئی برسوں کی بیاہی ہوئی عورت بھی اس بیباکی اور مستعدی سے نہیں پھر سکتی ان رسموں سے فارغ ہونے کے بعد یہاں دستور ہے کہ دولہن ایک ہفتہ تک اپنے گھر رہتی ہے اور گھر کے تمام آدمی دولہا دولہن ساس سسرے سب ملکر ایک ہی جگہ کھانا کھاتے ہیں۔ درحقیقت اگر غور کیا جائے تو یہ رسمیں اہل عرب کی قابل تعریف ہی نہیں بلکہ قابل تقلید ہیں۔

مختصر قواعد ڈاکخانہ

ڈاکخانہ میں سوائے اتوار کے اور بہت کم تعطیلیں ہوتی ہیں۔ وہ بھی صرف اسقدر کہ روپیہ پیسہ کا لین دین نہیں ہوتا۔ کوئی پارسل نہیں دیجاتی مگر خطوط تقسیم کئے جاتے ہیں۔

پوسٹکارڈ۔ جو سرکاری ہونگے اب تو انکی پشت پر نصف حصہ علیحدہ ہوتا ہے۔ جسکی بائیں جانب خواہ مضمون یا اپنا پتہ وغیرہ حسب ضرورت لکھ سکتے ہیں۔ اگر کارڈ سرکاری نہو تو سادہ کارڈ بھی صرف ایک لکیر درمیان میں کھینچ کر دو حصہ کردیں جسکی داہنی طرف پتہ مکتوب الیہ کا ہو اور بائیں جانب جو مرضی ہو لکھو۔ اکثر لوگ اشتہار چھپوا دیا کرتے ہیں۔ صرف ایک پیسہ کا ٹکٹ لگانا کافی ہے۔

لفافہ۔ جس خط کا وزن ایک تولہ تک ہو وہ دو پیسہ میں جا سکتا ہے اگر اس سے زیادہ ہوگا تو دو تولہ تک ایک آنہ اور اسی طرح ہر تولہ یا اوسکی جز زائد پر دو پیسہ ہوگا۔

بک پیکٹ۔ اگر کسی قسم کے کاغذات۔ کتابیں۔ تصویریں۔ نقشے وغیرہ بجائے لفافے میں بند کر دینے کے اون کے بیچ میں کاغذ یا دھاگہ میں لپیٹ دیں اور دونوں سرے کھلے رہیں تو اسکو بک پیکٹ کہتے ہیں۔ اب اگر اسکا وزن دس تولہ یعنی آدھ پاؤ تک ہے تو صرف دو پیسہ کا ٹکٹ لگانا کافی ہے۔ ورنہ ہر آدھ پاؤ پر دو پیسے محصول ہوگا۔ اگر کوئی چیز نمونہ کے طور بھیجی جائے تو اس کا بھی یہی ہوگا۔ اور یہ چیز بند ہو کر جا سکتی۔ بشرطیکہ اوس چیز کی کوئی قیمت نہو۔

رجسٹری - پوسٹکارڈ۔ لفافہ پارسل وغیرہ کی رجسٹری ہوسکتی ہے یعنی اوس چیز کی سرکار ذمہ دار ہوجاوے گی۔ کبھی ضائع نہیں ہوسکتی۔ علاوہ محصول اسکی فیس دو آنہ ہے۔ اطمینان کے واسطے اگر مکتوب الیہ کی رسید اپنے پاس منگانی ہو تو ایک آنہ اور دینا ہوگا۔

پارسل - اگر کوئی چیز پارسل میں روانہ کرنی ہو یعنی خوب مضبوط چہار طرف سے بند کرکے۔ یا لکڑی کے بکس میں اچھی طرح بند کرکے یا موم جامہ سیکر تو اسکا محصول پاؤ بھر یعنی ۲۰ تولہ پر دو آنہ ہوگا۔ اور آدھ سیر پر چار آنہ اور ایک سیر تک اور ڈیڑھ سیر تک آٹھ آنہ ہے۔ اور ہر آدھ سیر یا اوس کی کسر پر دو آنہ ہوگا ایسے پارسلوں پر احتیاطاً دو آنہ زائد دیکر رجسٹری کرادینی چاہیئے۔

منی آرڈر - منی آرڈر کی فیس کا حساب اس طرح لگانا چاہیئے کہ پانچ روپیہ تک دس روپیہ تک ۲ر پندرہ روپیہ تک ۳ر پچیس روپیہ تک ۴ر پچیس روپیہ کے علاوہ جو آخر میں بقیہ رقم ہو دس روپیہ تک ۲ر فیس ہوگی۔ کوئی منی آرڈر اسے کم کا اور پچاس روپیہ سے زائد کا نہیں روانہ ہوسکتا۔ اگر بذریعہ تار بھیجنا ہو تو ایک روپیہ زائد فیس روانہ کرنے سے جاسکتا ہے مگر اسمیں پانچ روپیہ کا کوئی جز نہو۔

ویلیو پی ایبل - پارسل قیمت طلب بھی جاسکتی ہے یعنی اوس چیز یا پارسل کی قیمت جو لینی منظور ہو وہ اوسی کے فارم پر لکھدینی چاہیئے۔ چٹھی رساں اسقدر رقم وصول کرکے بھیجنے والے کے پاس روانہ کردیگا۔ اور وہ پارسل منگانے والے کو دیدیگا۔ اسکی فیس بھی منی آرڈر کی برابر ہے۔ کوئی قیمت طلب پارسل چار آنہ سے کم اور ایکہزار روپیہ سے زائد کا نہیں جاسکتا۔

سیونگ بینک - ہر ڈاکخانہ میں آدمی روپیہ جمع کرسکتا ہے۔ مگر چار آنہ سے کم اور ایک سال میں دو سو روپیہ سے زائد نہیں جمع کرسکتا۔ حساب شروع کرنے پر ایک کتاب ملے گی جسمیں اوس کی رقم امانت درج ہوگی۔ اوسکو حفاظت سے رکھنا چاہیئے۔ جسوقت یہ روپیہ جمع یا وصول کرنا منظور ہو وہ کتاب پیش کرنا ضرور ہے

جملہ خطوط سوائے ضروری کے جو رجسٹری یا بیمہ بذریعہ ویلیو پی ایبل وغیرہ کے واسطے ہوں کم از کم آدھ گھنٹہ پیشتر ڈاکخانہ میں پہونچ جانا چاہئے۔ ڈاک بند ہونے پر دو پیسہ زائد دینے سے ڈاک میں جا سکتا ہے اور پوسٹ ماسٹر کو ایک روپیہ ادا کرنے سے ڈاک میں ڈالا ہوا خط واپس مل سکتا ہے۔ جو پارسل بیمہ کرانا منظور ہو۔ اُسپر تھوڑے تھوڑے فاصلے سے بندش یا سیمون پر لاکھ لگا دینی چاہئے تاکہ کوئی کھول نہ سکے۔ نوٹ یا ٹکٹ وغیرہ خط میں بلا رجسٹری نہیں بھیجنا چاہئے بلکہ ایسی قیمتی چیزیں بیمہ کرا دینی چاہئیں۔ تاکہ سرکار ذمہ دار ہو جاوے۔ فی بیمہ پچاس روپیہ تک ایک آنہ اور سو روپیہ تک دو آنہ ہے۔ اور زائد جز سو پر دو آنہ دینے ہونگے۔ ایسے بیمہ کے پارسل کی کل کیفیت منفصل ڈاکخانہ میں دینی چاہئے۔ رجسٹری۔ ہر پارسل اور خط پوسٹکارڈ وغیرہ کی اگر رجسٹری نہ ہو تو دو ایکپیسے ادا کرنے پر ایک رسید ڈاکخانہ سے اس بات کی ملسکتی ہے کہ گویا وہ چیز ڈاکخانہ سے روانہ کرائی گئی۔ اس کو پوسٹنگ رسید کہتے ہیں۔ ایک کاغذ پر مکتوب الیہ کا پتہ لکھکر دینا چاہئے۔ پوسٹ ماسٹر اسپر مہر ڈاکخانہ معہ تاریخ لگا دیگا۔ وہ گویا روانگی کا ایک ثبوت ہے۔

ریلوے قواعد

ریلوے اسٹیشن پر وقت روانگی گاڑی سے کم از کم آدھ گھنٹہ پیشتر ضرور آجانا چاہئے ریل کے سفر کے واسطے زیادہ مستعدی کی ضرورت ہے۔ ہر بڑے شہر میں ایک ٹکٹ گھر شہر کے اندر بنا ہوا ہوتا ہے۔ جیسے دہلی۔ امرتسر۔ لاہور وغیرہ۔ وہاں سے ٹکٹ خرید کر اسٹیشن پر جانے سے وقت نہ اوٹھانی پڑے گی۔ تیسرے درجہ کے واسطے فی کس ۱۵ سیر ڈیڈھا یعنی انٹر کے واسطے بیس سیر۔ دوسرے کے واسطے تیس سیر اول درجہ کے واسطے ڈیڑھ من اسباب مقرر ہے۔ اگر اس سے زائد ہو تو وزن کرا کے جو سکے زائد کا محصول دینا ہوگا اور پارسل اور اسباب کا محصول حسب ذیل نقشہ سے معلوم ہو سکتا ہے کسی پارسل کا محصول ۴ر سے کم نہیں ہوتا۔

فاصلہ	دس سیر تک		بیس سیر تک		تیس سیر تک		ایک من تک	
۲۵ میل تک	روپیہ	آنہ	روپیہ	آنہ	روپیہ	آنہ	روپیہ	آنہ
	۰	۴ر	۰	۴ر	۰	۴ر	۰	۴ر
۲۵ میل سے زیادہ ہو مگر ۵۰ میل سے زیادہ نہ ہو	۰	۴ر	۰	۴ر	۰	۴ر	۰	۸ر
۵۰ " ۱۰۰	۰	۴ر	۰	۸ر	۰	۱۲ر	۱	۰
۱۰۰ " ۱۵۰	۰	۸ر	۰	۱۲ر	۱	۰	۱	۸ر
۱۵۰ " ۳۰۰	۰	۸ر	۱	۰	۱	۸ر	۳	۰
۳۰۰ " ۴۵۰	۰	۱۲ر	۱	۸ر	۲	۴ر	۳	۰
۴۵۰ " ۶۰۰	۱	۰	۲	۰	۳	۰	۴	۰
۶۰۰ " ۷۵۰	۱	۴	۲	۸ر	۳	۱۲ر	۵	۰
۷۵۰ " ۹۰۰	۱	۶ر	۲	۱۲ر	۳	۴ر	۵	۸ر
۹۰۰ " ۱۰۵۰	۱	۹ر	۳	۲ر	۴	۱۲ر	۶	۴ر
۱۰۵۰ " ۱۲۰۰	۱	۱۲ر	۳	۸ر	۵	۹ر	۷	۰

نوٹ۔ ترمیوہ جات جلکے خراب ہو جانے کا اندیشہ ہے انکا محصول ریل میں آدھا لگا کرتا ہے۔

یاد رکھو۔ ! جب کبھی ریل میں سفر کرنے کی ضرورت ہو تو بہت سی ہوشیاری کی ضرورت ہے۔ بہت سی بیوقوف عورتیں اپنی [illegible] بے پرواہی سے بہت نقصان اُٹھاتی ہیں۔ اس لئے خیال کر[illegible] عمل کرو۔

سفر کے لئے ہدایتیں

[illegible] جسوقت سفر کا ارادہ ہو تو سب سے اول اپنا برقعہ تیار کرلو [illegible] کرنا محض حماقت ہے کیونکہ پردہ جسکا نشار کبھی نہیں ہو سکتا [illegible]

۲۔ مسافرت کا لباس بہت سادہ ہونا چاہیئے۔ اور کوئی زیور اپنے جسم پر زیادہ قیمتی یعنی سونے کا نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ سب زیور اُتار کر صندوق میں مقفل کر کے با احتیاط اپنے پاس یا اپنے مرد کے پاس رکھ لینا چاہیئے۔ بہت ہوشیاری کی ضرورت ہے کیونکہ سفر میں بدمعاش عورتیں مرد ضرور ادھر اودھر گھات میں رہا کرتے ہیں۔ ذرا آنکھ بچی مال دوستوں کا ہو جاتا ہے۔

۳۔ گاڑی میں سوار ہوتے وقت اپنی گاڑی اور اپنے ٹکٹ کا نمبر ضرور یاد رکھو یا کہیں لکھ لو تاکہ اگر خدانخواستہ کوئی اسباب رہجاوے تو تار دیسکے۔ اگر ٹکٹ ضائع ہو جاوے تو ٹکٹ کا نمبر بتانے سے اور کرایہ نہ دینا پڑے ورنہ بلا نمبر بتلائے دوتا کرایہ دینا پڑتا ہے۔

۴۔ ٹرین کے چلتے میں اپنا منہ باہر کو ہرگز نہ نکالو کیونکہ اکثر ہوا کے ذریعہ انجن کا کوئلہ اوڑ کر آنکھ میں جا پڑتا ہے جو بہت تکلیف کا باعث ہو جاتا ہے۔

۵۔ پیشاب پاخانہ کی اگر ضرورت ہو تو ہر زنانہ گاڑی میں پاخانہ ضرور بنا ہوا ہوتا ہے اور اکثر پانی بھی اوسی جگہ نل میں موجود رہتا ہے۔

۶۔ اگر کسی قسم کی ضرورت ہو یا کوئی کھٹکا معلوم ہو تو ٹکٹ دیکھنے والی عورت سے جو اکثر اسٹیشنوں پر موجود رہتی ہے کہہ سکتی ہو۔ اگر بالفرض وہ کچھ پرواہ نہ کرے یا موجود نہ ہو تو خود اسٹیشن ماسٹر یا اپنی گاڑی کے گارڈ سے بلا تامل کہدینا چاہیئے اگر کسی طرح کی شکایت ہو۔ ذریعہ خط ٹریفک سپرنٹنڈنٹ کو اطلاع دینا چاہیئے۔ اگر بہت ضرورت ہو اور فوراً اطلاع دینی ہو تو اوسیوقت تار دیدینا چاہیئے اطلاع پہونچنے پر تحقیقات ہوگی۔

۷۔ خدانخواستہ اگر جان مال یا ہرو کا خوف ہو اور حملہ کا یقین ہو جیسے کہ چلتی گاڑی میں کوئی مرد گھس آوے تو اسی انتظام کیواسطے ہر گاڑی میں جہاں قریب بجلی لگی ہوئی ہوتی ہے اوس زنجیر کو گاڑی اوسیوقت رُک جاوے گی اور گارڈ آکر دیکھے گا کہ کیا معاملہ ہے۔

۸۔ بہتر ہے کہ موسم کی موافق ضروری سامان اپنے ہمراہ رکھ لیا جاوے۔ مثلاً گرمی کے

۴ خطاہ آوقت فوراً بھیجو لو تو گارڈ ہی

موسم میں پانی کی ایک صراحی اور جاڑوں کے موسم میں اوڑھنے کے واسطے کافی کپڑے وغیرہ مگر اسقدر خیال ضروری رہے کہ سوار ہوتے وقت اور سفر کے آخر پر اترتے وقت سب چیز گن لینا چاہیئے تاکہ کوئی عدد رہ نجاوے۔ اسٹیشن پر مزدور یعنی قلی کو دو چار پیسے دینے سے بآسانی تمام اسباب جگہ پر پہنچ سکتا ہے۔ یاد رکھو کہ سفر میں کبھی سست اور لنجوسی نہ کیجاوے ورنہ بہت تکلیف اور پریشانی ہوگی

تار کے قواعد

تار کے ذریعہ جو خبر بھیجی جاتی ہے اوسکی دو قسمیں ہیں یعنی ایک ضروری جسکے پہلے بارہ لفظوں کا محصول ایک روپیہ ہے ان سے زائد ہر لفظ پر دو آنہ ہونگے دوسرا معمولی۔ اسکے بارہ لفظوں کا محصول چھ آنہ ہے اور ہر زائد لفظ پر دو پیسہ محصول ہے۔ کم جسقدر بھی ہوں مگر زیادہ ہونے پر محصول بڑھ جاویگا۔

ضروری تار سب سے اول یعنی فوراً اور معمولی تار ضروری تاروں کے بعد دیا جاوے گا۔ جو چوبیس گھنٹہ کے اندر مکتوب الیہ کے پاس پہونچا دیا جاوے گا۔ جوابی تار کے واسطے کم از کم چھ آنہ اور زیادہ سے زیادہ ایک روپیہ پیشگی دینے ہونگے۔ اور مکتوب الیہ کے پتہ اور اپنے نام کا کچھ محصول نہ ہوگا۔ ڈاک خانہ کا تار رات کو نہیں جاتا اور ریلوے اسٹیشن پر ہر وقت جاسکتا ہے۔

تار دینے والے کو اوس روپہ کی رسید ملے گی جو حفاظت سے رکھنی چاہیئے۔

تار دینے کے واسطے یہ ضروری نہیں کہ الفاظ انگریزی ہی میں ہوں بلکہ اردو یا ہندی میں عبارت لکھکر اپنے دستخط نیچے کر دینے چاہئیں۔ تار بابو خود انگریزی بنا کر تار دیدے گا۔

عدالتی اسٹام و دستاویز کا حساب

قانون جدید کی رو سے روپیہ کے ہر لین دین کے واسطے رسید بڑی ضروری ہے اور

بلا رجسٹری غیر معتبر سمجھی جاے گی۔ مقدمات میں مالیت بنائے دعوے کے حساب سے اسٹامپ لیا جاتا ہے۔ اور دستاویز کا حساب بھی مالیت اور تعداد روپیہ پر موقوف ہے جسکا نرخ حسب ذیل ہے۔

نقشہ محصول اسٹامپ

عرضی دعوے		بیعنامہ رہنامہ پٹہ نامہ پاپٹہ		تمسک		رسید
مالیت بنائے دعوے	رسوم اسٹامپ	تعداد مالیت	رسوم اسٹامپ	تعداد زر		
ہر حصہ یا جزو پر	۱ر	ہر حصہ یا جزو پر	۸ر	حد تک	۲ر	ہر رسید بابت زر نقد جو بیس روپیہ
یعنی فیصدی	۲ر	یعنی فی صدی	عر	فی صدی	۸ر	سے زائد ہو ار کاٹک ضروری ہے
						سوائے کاشتکاروں کے زرگان کے

نوٹ۔ عدالت دیوانی کے وکیل کا محنتانہ سرکاری طور پر پانچ روپیہ سیکڑہ مقرر ہے مگر فوجداری کے مقدمات کے لئے کچھ مقرر نہیں ہے۔

سنہ ۱۹۱۴ء

جولائی

		۴	۱۱	۱۸	۲۵		
		۵	۱۲	۱۹	۲۶		
		۶	۱۳	۲۰	۲۷		
		۷	۱۴	۲۱	۲۸		
	۱	۸	۱۵	۲۲	۲۹		
	۲	۹	۱۶	۲۳	۳۰		
	۳	۱۰	۱۷	۲۴	۳۱		

اگست

۱	۸	۱۵	۲۲				
۲	۹	۱۶	۲۳				
۳	۱۰	۱۷	۲۴				
۴	۱۱	۱۸	۲۵				
۵	۱۲	۱۹	۲۶				
۶	۱۳	۲۰	۲۷				
۷	۱۴	۲۱	۲۸				

ستمبر

		۵	۱۲	۱۹	۲۶		
		۶	۱۳	۲۰	۲۷		
		۷	۱۴	۲۱	۲۸		
	۱	۸	۱۵	۲۲	۲۹		
	۲	۹	۱۶	۲۳	۳۰		
	۳	۱۰	۱۷	۲۴			
	۴	۱۱	۱۸	۲۵			

اکتوبر

۱	۸	۱۵	۲۲				
۲	۹	۱۶	۲۳				
۳	۱۰	۱۷	۲۴				
۴	۱۱	۱۸	۲۵				
۵	۱۲	۱۹	۲۶				
۶	۱۳	۲۰	۲۷				
۷	۱۴	۲۱	۲۸				

نومبر

		۷	۱۴	۲۱	۲۸		
۱	۸	۱۵	۲۲				
۲	۹	۱۶	۲۳				
۳	۱۰	۱۷	۲۴				
۴	۱۱	۱۸	۲۵				
۵	۱۲	۱۹	۲۶				
۶	۱۳	۲۰	۲۷				

دسمبر

		۵	۱۲	۱۹	۲۶		
		۶	۱۳	۲۰	۲۷		
		۷	۱۴	۲۱	۲۸		
۱	۸	۱۵	۲۲				
۲	۹	۱۶	۲۳				
۳	۱۰	۱۷	۲۴				
۴	۱۱	۱۸	۲۵				

سنہ ۱۹۱۲ء

جنوری

		۲	۹	۱۶	۲۳	۳۰
		۳	۱۰	۱۷	۲۴	۳۱
		۴	۱۱	۱۸	۲۵	
		۵	۱۲	۱۹	۲۶	
		۶	۱۳	۲۰	۲۷	
		۷	۱۴	۲۱	۲۸	
	۱	۸	۱۵	۲۲	۲۹	

فروری

		۶	۱۳	۲۰	۲۷	
		۷	۱۴	۲۱	۲۸	
	۱	۸	۱۵	۲۲		
	۲	۹	۱۶	۲۳		
	۳	۱۰	۱۷	۲۴		
	۴	۱۱	۱۸	۲۵		
	۵	۱۲	۱۹	۲۶		

مارچ

		۶	۱۳	۲۰	۲۷	
		۷	۱۴	۲۱	۲۸	
	۱	۸	۱۵	۲۲	۲۹	
	۲	۹	۱۶	۲۳	۳۰	
	۳	۱۰	۱۷	۲۴	۳۱	
	۴	۱۱	۱۸	۲۵		
	۵	۱۲	۱۹	۲۶		

اپریل

	۳	۱۰	۱۷	۲۴		
	۴	۱۱	۱۸	۲۵		
	۵	۱۲	۱۹	۲۶		
	۶	۱۳	۲۰	۲۷		
	۷	۱۴	۲۱	۲۸		
	۸	۱۵	۲۲	۲۹		
	۹	۱۶	۲۳	۳۰		

مئی

	۱	۸	۱۵	۲۲	۲۹	
	۲	۹	۱۶	۲۳	۳۰	
	۳	۱۰	۱۷	۲۴	۳۱	
	۴	۱۱	۱۸	۲۵		
	۵	۱۲	۱۹	۲۶		
	۶	۱۳	۲۰	۲۷		
	۷	۱۴	۲۱	۲۸		

جون

		۵	۱۲	۱۹	۲۶	
		۶	۱۳	۲۰	۲۷	
		۷	۱۴	۲۱	۲۸	
	۱	۸	۱۵	۲۲	۲۹	
	۲	۹	۱۶	۲۳	۳۰	
	۳	۱۰	۱۷	۲۴		
	۴	۱۱	۱۸	۲۵		

سنہ ۱۹۱۵ء

جولائی							اگست						
جمعہ		۳	۱۰	۱۷	۲۴	۳۱			۷	۱۴	۲۱	۲۸	
سنیچر		۴	۱۱	۱۸	۲۵			۱	۸	۱۵	۲۲	۲۹	
اتوار		۵	۱۲	۱۹	۲۶			۲	۹	۱۶	۲۳	۳۰	
پیر		۶	۱۳	۲۰	۲۷			۳	۱۰	۱۷	۲۴	۳۱	
منگل		۷	۱۴	۲۱	۲۸			۴	۱۱	۱۸	۲۵		
بدھ	۱	۸	۱۵	۲۲	۲۹			۵	۱۲	۱۹	۲۶		
جمعرات	۲	۹	۱۶	۲۳	۳۰			۶	۱۳	۲۰	۲۷		

ستمبر							اکتوبر						
سنیچر		۴	۱۱	۱۸	۲۵			۲	۹	۱۶	۲۳	۳۰	
اتوار		۵	۱۲	۱۹	۲۶			۳	۱۰	۱۷	۲۴	۳۱	
پیر		۶	۱۳	۲۰	۲۷			۴	۱۱	۱۸	۲۵		
منگل		۷	۱۴	۲۱	۲۸			۵	۱۲	۱۹	۲۶		
بدھ	۱	۸	۱۵	۲۲	۲۹			۶	۱۳	۲۰	۲۷		
جمعرات	۲	۹	۱۶	۲۳	۳۰			۷	۱۴	۲۱	۲۸		
جمعہ	۳	۱۰	۱۷	۲۴				۸	۱۵	۲۲	۲۹		

نومبر							دسمبر						
سنیچر		۶	۱۳	۲۰	۲۷			۴	۱۱	۱۸	۲۵		
اتوار		۷	۱۴	۲۱	۲۸			۵	۱۲	۱۹	۲۶		
پیر	۱	۸	۱۵	۲۲	۲۹			۶	۱۳	۲۰	۲۷		
منگل	۲	۹	۱۶	۲۳	۳۰			۷	۱۴	۲۱	۲۸		
بدھ	۳	۱۰	۱۷	۲۴				۸	۱۵	۲۲	۲۹		
جمعرات	۴	۱۱	۱۸	۲۵				۹	۱۶	۲۳	۳۰		
جمعہ	۵	۱۲	۱۹	۲۶				۱۰	۱۷	۲۴	۳۱		

جنتری کے دیکھنے اور بنانے کا قاعدہ

جسطرح اور ضروری باتیں روزمرہ کی اس کتاب میں درج ہیں اسی طرح جنتری کا گھر میں موجود رہنا بھی تاریخ اور دن معلوم کرنے کے لئے نہایت ضروری ہے اس جنتری میں یہ بات بہت آسانی سے معلوم ہوسکتی ہے کہ کس دن فلاں فلاں اوس مہینے کی تاریخ ہوگی یا کس کس تاریخ فلاں دن ہوگا اگر تمکو دن دیکھنا منظور ہو تو اوس مہینے کی تاریخ تلاش کرکر اوسکے مقابل میں جو دن ہوگا وہی سمجھو۔ فرض کرو۔ معلوم کرنا ہے کہ پہلی تاریخ جنوری ۱۹۱۵ء کو کیا دن ہوگا تو ۱- ۸- ۱۵- ۲۲- ۲۹- یہ سب تاریخیں جمعہ کے مقابل درج ہیں تو معلوم ہوا کہ ان سب تاریخوں میں جمعہ کا دن ہوگا۔ یا یوں سمجھو کہ جمعہ کے دن یہ سب تاریخیں ہونگی۔ اسطرح ہر مہینہ میں سب تاریخوں کے دن اور سب دنوں کی تاریخیں معلوم ہوسکتی ہیں

یہ جنتری صرف ڈیڑھ سال کے اسلئے بہت کافی ہے اسی جنتری سے تم ہر مہینے اور ہر سال کی جنتری خود بنا کر اپنے گھر میں لگا سکتی ہو۔ وہ اسطرح کہ ہر مہینے کے واسطے اتنے ہی خانے بنا کر ہفتہ کے دن سے لیکر جمعہ تک سات دن اسیطرح لکھو اور جس دن پہلا مہینہ ختم ہو دوسرا مہینہ اوسکے دوسرے دن سے شروع کردو۔ مثلاً جنوری ۱۹۱۵ء کا مہینہ اتوار کے روز ختم ہوا تو فروری کا مہینہ پیر کے دن سے شروع ہوگا اسلئے پیر کے دن سے پہلی تاریخ شروع کرکر جمعہ کے دن تک پانچ تاریخ درج کرو۔ پھر دوسرے خانہ میں ہفتہ کے مقابل چھٹی تاریخ شروع کردو جمعہ تک بارہ تاریخ ہوگی۔ پھر اسیطرح ہفتہ کے دن تیرہ۔ بیس۔ ستائیس تاریخ ہوگی۔ اسطرح بہت آسانی سے ہر ماہ کی جنتری بن سکتی ہے۔

تمت بالخیر